

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

# صحيح البخاري

مؤلفه

امام محمد بن اسماعيل بخاري

ترجمه

حضرت سيد زين العابدين ولي اللہ شاہ صاحب

شرح

مرکزی ٹیم

جلد چہار دہم

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

صحیح بخاری

اردو ترجمہ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ  
شرح از مرکزی ٹیم  
(جلد چہارم)

Sahih Bukhari

with Urdu Translation and Commentary – Volume 14

First edition published in Eleven Parts (1–11)

First two parts published by Nazarat Taleef-o-Tasneef Qadian in 1930s.

Part 3–15 published by Idaratul-Musannifeen Rabwah between 1960–1976.

Second revised edition (with new typesetting), Volumes (1–11)

First 11 Volumes published, 2005–2017

Reprinted in Qadian, India 2006, 2016

Reprinted in Turkey, 2019

Present edition (Volume 12-16) printed in Turkey, 2023

with Urdu translation By Hazrat Syed Zainul-Abideen Waliyyullah Shah  
& commentary by central committee

© Islam International Publications Ltd.

Published by:

Islam International Publications Ltd

Unit 3, Bourne Mill Business Park,

Guildford Road, Farnham, Surrey UK, GU9 9PS

Printed in Turkey at:

Levent Offset

For further information, please visit [www.alislam.org](http://www.alislam.org)

ISBN: 978-1-84880-206-3 (Set Vol. 12-16)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

وَمَا آتٰكُمْ الرَّسُوْلُ فَاْخُذُوْهُ وَاٰتٰهَكُمْ عَنْهُ فَاَنْتَهُوْا۔ (الحشر: ۸)

(ترجمہ: اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ۔)

حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کل انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے محدثین کے ذریعہ ہمارے پاک نبی ﷺ کے اقوال کو جمع کرنے اور ان کی تدوین و اشاعت کے اسباب بھی پیدا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”قرآن شریف کی اور احادیث کی جو پیغمبر خدا سے ثابت ہیں اتباع کریں۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو، ہم واجب العمل سمجھتے ہیں اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصح الکتاب ماننے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کے ترجمہ و شرح کے کام کو شروع کیا۔ آپ کی وفات کے بعد یہ پراجیکٹ ادارۃ المصنفین اور پھر نظارت اشاعت کے زیر انتظام جاری رہا۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر صحیح البخاری۔ ترجمہ و شرح کی گیارہ جلدوں کی انگلستان سے طباعت ہو چکی ہے اور اب بقیہ جلد بارہ تا سولہ کی طباعت کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور پاک تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

جنوری ۲۰۲۳ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تعارف

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ بخاری ترجمہ و شرح کی چودھویں جلد طبع ہو گئی ہے۔ یہ جلد کتاب المرضی، کتاب الطب، کتاب اللباس، کتاب الأدب اور کتاب الاستئذان پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں جماعتی لٹریچر میں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سلسلہ نیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور علماء سلسلہ کے رشحاتِ قلم کا بہترین انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طب کے متعلق بعض محققانہ تحریرات بھی پہلی دفعہ اس جلد کی زینت بن رہی ہیں، نیز جذام پر نہایت مفید مضمون شامل شرح کیا گیا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی یہ تشریحات جن کا انتخاب سلسلہ کے لٹریچر سے کیا گیا ہے احباب کے ازدیادِ ایمان و معرفت کا باعث بنیں گی۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے مقدس نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر کروڑوں درود و سلام کے بعد اپنے جان سے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ممنون احسان ہیں جن کی دعائیں، توجہ اور رہنمائی قدم قدم پر مرکزی ٹیم کے لئے خضرِ راہ رہی۔ اللہ تعالیٰ معاونت کرنے والے تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فہرست



## ۷۵- کتاب المَرَضِي

- باب ۱: مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ ..... جو (احادیث) بیماری کے کفارہ کے متعلق آئی ہیں... ۲
- باب ۲: شِدَّةُ الْمَرَضِ ..... بیماری کی سختی ..... ۶
- باب ۳: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَأَلْأَمَثَلُ.. لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر جن کی آزمائش کی جاتی ہے وہ انبیاء ہیں، پھر اسی طرح جتنا اعلیٰ درجہ کا آدمی ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کی آزمائش ہوگی۔۔۔ ۱۰
- باب ۴: وَجُوبُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ..... بیمار کی عیادت کرنا ضروری ہے ..... ۱۳
- باب ۵: عِيَادَةُ الْمُغْمَى عَلَيْهِ ..... جو آدمی بے ہوش ہو جائے اس کو دیکھنے جانا ..... ۱۸
- باب ۶: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ ..... جسے ریح کے رُک جانے سے مرگی پڑا کرتی تھی اس کی خوبی ..... ۱۸
- باب ۷: فَضْلُ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ ..... جس شخص کی بینائی جاتی رہی اس کی خوبی ..... ۱۹
- باب ۸: عِيَادَةُ النِّسَاءِ الرِّجَالِ ..... عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا ..... ۲۱
- باب ۹: عِيَادَةُ الصِّبْيَانِ ..... بچوں کی عیادت کرنا ..... ۲۳
- باب ۱۰: عِيَادَةُ الْأَعْرَابِ ..... گنواروں کی عیادت کرنا ..... ۲۵
- باب ۱۱: عِيَادَةُ الْمُشْرِكِ ..... مشرکوں کی عیادت کرنا ..... ۲۶
- باب ۱۲: إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً ..... اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے ..... ۲۸
- باب ۱۳: وَضَعُ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ ..... بیمار پر ہاتھ رکھنا ..... ۳۰
- باب ۱۴: مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ وَمَا يُجِيبُ ..... بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے ..... ۳۳

- باب ۱۵: عِبَادَةُ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَأْشِيًا وَرِدْفًا عَلَيَّ  
بیمار کی عیادت کو سوار ہو کر یا پیدل چل کر یا  
۳۵ گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا .....
- باب ۱۶: مَا رَخَّصَ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ إِنِّي وَجِعٌ  
بیمار کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا کہنا ہائے میرا سر یا یہ  
۳۹ کہ بیماری سے مجھے سخت تکلیف ہے .....
- باب ۱۷: قَوْلُ الْمَرِيضِ قَوْمُوا عَنِّي  
بیمار کا کہنا مجھ سے اٹھ کر چلے جاؤ .....
- باب ۱۸: مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ...  
جو بیمار بچے کو اس غرض کے لئے لے جائے کہ  
۴۵ اس کے لئے دعا کی جائے .....
- باب ۱۹: تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ  
بیمار کا موت کی آرزو کرنا .....
- باب ۲۰: دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ  
عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے دعا کرنا .....
- باب ۲۱: وَضُوءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ  
عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے وضو کرنا .....
- باب ۲۲: مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى  
جس نے وبا اور بخار کے ہٹائے جانے کی دعا کی ...

## ۷۶- كِتَابُ الطَّبِّ

- باب ۱: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً  
اللہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر ضرور اس کی  
۵۷ دوا بھی پیدا کی .....
- باب ۲: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ...  
کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج معالجہ کرے
- باب ۳: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ  
تین چیزوں میں شفا ہے .....
- باب ۴: الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ  
شہد سے علاج کرنا .....
- باب ۵: الدَّوَاءُ بِالْبَانِ الْإِبِلِ  
اونٹنیوں کے دودھ سے علاج کرنا .....
- باب ۶: الدَّوَاءُ بِأَنْوَالِ الْإِبِلِ  
اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا .....
- باب ۷: الْحَبَّةُ السُّودَاءُ  
کلونجی .....
- باب ۸: التَّلْبِيسَةُ لِلْمَرِيضِ  
بیمار کو تلبیس نہ کھلانا .....
- باب ۹: السَّعُوطُ  
ناک میں دوائی ڈالنا .....
- باب ۱۰: السَّعُوطُ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ  
قسطِ ہندی (یعنی کُوث) اور قسطِ بحری (یعنی جو  
۷۹ سمندر سے نکلتا ہے) کو ناک میں لینا .....



- باب ۱۱: أَيِّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ ..... کس وقت چھپنے لگوائے ..... ۸۱
- باب ۱۲: الْحَجْمُ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ ..... سفر میں یا احرام میں چھپنے لگانا ..... ۸۲
- باب ۱۳: الْحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ ..... بیماری کی وجہ سے چھپنے لگوانا ..... ۸۲
- باب ۱۴: الْحِجَامَةُ عَلَى الرَّأْسِ ..... سر پر چھپنے لگانا ..... ۸۳
- باب ۱۵: الْحِجَامَةُ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ ..... آدھے یا سارے سر کے درد کی وجہ سے چھپنے لگوانا ..... ۸۵
- باب ۱۶: الْحَلْقُ مِنَ الْأَذَى ..... تکلیف کی وجہ سے سرمٹنا وانا ..... ۸۶
- باب ۱۷: مَنْ اِكْتَوَىٰ أَوْ كَوَىٰ غَيْرَهُ وَفَضَلَ مَنْ لَمْ يَكْتُو ..... جس نے خود داغ لگوایا یا دوسرے کو داغ لگایا اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے ..... ۸۷
- باب ۱۸: الْإِنْمِدُّ وَالْكُخْلُ مِنَ الرَّمِدِ ..... آنکھ کے دکھنے کی وجہ سے اصفہانی سرمہ یا عام سرمہ لگانا ..... ۹۱
- باب ۱۹: الْجَذَامُ ..... جذام ..... ۹۲
- باب ۲۰: الْمَنْ شَفَاءَ لِلْعَيْنِ ..... من یعنی کھمبی آنکھ کا علاج ہے ..... ۱۰۰
- باب ۲۱: اللَّدْوُذُ ..... حلق میں دوا ڈالنا ..... ۱۰۴
- باب ۲۲: ..... ۱۰۷
- باب ۲۳: الْعَذْرَةُ ..... کواگر جانا ..... ۱۰۹
- باب ۲۴: ذَوَاءُ الْمَبْطُونِ ..... جسے دست آرہے ہوں اس کا علاج ..... ۱۱۰
- باب ۲۵: لَا صَفْرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ ..... صفر (توہم کی) کوئی چیز نہیں بلکہ وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں ہوتی ہے ..... ۱۱۲
- باب ۲۶: ذَاتُ الْجَنْبِ ..... ذات الجنب ..... ۱۱۲
- باب ۲۷: حَزَقُ الْخَصِيرِ لَيْسَ بِهِ الدَّمُ ..... بوری جلانا تا اس سے خون بند کیا جائے ..... ۱۱۵
- باب ۲۸: الْحُمَىٰ مِنَ فَنِحِ جَهَنَّمَ ..... بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے ..... ۱۱۸
- باب ۲۹: مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا ثَلَاثِيْمَةَ ..... جو ایسے ملک سے نکل جائے جو اسے موافق نہ ہو ..... ۱۲۰
- باب ۳۰: مَا يُذَكَّرُ فِي الطَّاعُونَ ..... طاعون کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے ..... ۱۲۸
- باب ۳۱: أَجْرُ الصَّابِرِ عَلَى الطَّاعُونَ ..... طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب ..... ۱۳۴

- باب ۳۲: الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمَعْوَذَاتِ ..... قرآن اور معوذات سے دم کرنا ..... ۱۳۶
- باب ۳۳: الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ..... سورة فاتحہ سے دم کرنا ..... ۱۳۷
- باب ۳۴: الشُّرُوطُ فِي الرُّقِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ..... سورة فاتحہ سے دم کرنے میں کوئی شرط رکھنا ..... ۱۳۸
- باب ۳۵: رُقِيَةُ الْعَيْنِ ..... نظر لگنے پر دم کرنا ..... ۱۴۱
- باب ۳۶: الْعَيْنُ حَقٌّ ..... نظر لگ جانا سچ ہے ..... ۱۴۲
- باب ۳۷: رُقِيَةُ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ ..... سانپ اور بچھوکا دم ..... ۱۴۴
- باب ۳۸: رُقِيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا ..... ۱۴۵
- باب ۳۹: النَّفْثُ فِي الرُّقِيَةِ ..... دم کرتے وقت پھونک مارنا ..... ۱۵۰
- باب ۴۰: مَسْحُ الرَّاقِيِ الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيَمْنَى ..... دم پڑھنے والے کا درد کے مقام پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا ..... ۱۵۳
- باب ۴۱: الْمَرْأَةُ تَرْقِي الرَّجُلَ ..... ایسی عورت کے متعلق جو مرد کو دم کرے ..... ۱۵۴
- باب ۴۲: مَنْ لَمْ يَرْقِ ..... جو دم نہ کرے ..... ۱۵۵
- باب ۴۳: الطَّيْرَةُ ..... ٹنگون لینا ..... ۱۵۶
- باب ۴۴: الْفَأَلُ ..... فال لینا ..... ۱۶۰
- باب ۴۵: لَا هَامَةَ ..... نہ کوئی ایسا الو ہوتا ہے جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے ..... ۱۶۱
- باب ۴۶: الْكِهَانَةُ ..... رمالی ..... ۱۶۲
- باب ۴۷: السِّحْرُ ..... سحر (جادو) ..... ۱۶۶
- باب ۴۸: الشِّرْكَ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُؤَيَّقَاتِ ..... شرک اور جادو تباہ کن باتوں میں سے ہے ..... ۱۸۳
- باب ۴۹: هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ ..... کیا جادو (کاسمان) نکلوائے ..... ۱۸۳
- باب ۵۰: السِّحْرُ ..... جادو ..... ۱۸۵
- باب ۵۱: إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ سِحْرًا ..... بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں ..... ۱۸۷
- باب ۵۲: الدَّوَاءُ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ ..... عجوہ کھجور سے جادو کا علاج کرنا ..... ۱۸۸
- باب ۵۳: لَا هَامَةَ ..... ایسا کوئی الو نہیں جس میں مردے کی روح نے جنم لیا ہو ..... ۱۹۰

- باب ۵۴: لَا عَذْوَى ..... چھونے سے کوئی بیماری نہیں ہوتی ..... ۱۹۱
- باب ۵۵: مَا يَذْكُرُ فِي سَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دینے کے متعلق بیان ..... ۱۹۳  
وَسَلَّمَ ..... کیا جاتا ہے .....
- باب ۵۶: شَرِبُ السَّمِّ وَالِدَوَاءُ بِهِ وَمَا يُخَافُ ..... زہر پینا اور اس سے علاج معالجہ کرنا نیز اس سے جو ..... ۱۹۸  
مِنْهُ وَالْخَبِيثُ ..... بعد کے نقصان کا ڈر ہو اور جو ناپاک ہو .....
- باب ۵۷: أَلْبَانُ الْأَثْنِ ..... گدھی کا دودھ (پینا) ..... ۲۰۰
- باب ۵۸: إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ ..... اگر برتن میں کبھی گر پڑے ..... ۲۰۱

## ۷۷ - كِتَابُ اللَّبَاسِ

- باب ۱: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى قُلْ مَنْ حَزَمَ زِينَةَ اللَّهِ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو کہہ اللہ کی زینت کس نے ..... ۲۰۵  
حرام کی .....
- باب ۲: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خِيَلَاءٍ ..... جس نے اپنے تہ بند کو بغیر کسی قسم کے تکبر کے گھسیٹا ..... ۲۰۸
- باب ۳: التَّشْمُرُ فِي التِّيَابِ ..... کپڑوں کو اوپر چڑھانا ..... ۲۱۰
- باب ۴: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ ..... جو (کپڑا) شخوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں گیا ..... ۲۱۱
- باب ۵: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخِيَلَاءِ ..... جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا ..... ۲۱۲
- باب ۶: الْإِزَارُ الْمُهْدَبُ ..... حاشیہ دار تہ بند (پہننا) ..... ۲۱۵
- باب ۷: الْأَرْدِيَّةُ ..... چادریں (اڑھنا) ..... ۲۱۷
- باب ۸: لُبْسُ الْقَمِيصِ ..... قمیص پہننا ..... ۲۱۸
- باب ۹: حَيْبُ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ ..... سینے وغیرہ کے قریب قمیص میں گریبان رکھنا ..... ۲۲۰
- باب ۱۰: مَنْ لَبَسَ جُبَّةً ضَيِّقَةً الْكُمَيْنِ فِي السَّفَرِ ..... سفر میں جس نے تنگ آستینوں کا چوہہ پہنا ..... ۲۲۲
- باب ۱۱: لُبْسُ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغُرُورِ ..... لڑائی میں اون کا چوہہ پہننا ..... ۲۲۳
- باب ۱۲: الْقَبَاءُ وَفَرُوجُ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ ..... قباء اور ریشمی فروج اور یہ بھی قباء ہی ہوتی ہے ..... ۲۲۴
- باب ۱۳: الْبَرَانِسُ ..... کٹھوپ ..... ۲۲۶

۲۲۷	پاجامے	باب ۱۴: السَّرَاوِيلُ
۲۲۹	پگڑیاں (پہننا)	باب ۱۵: الْعَمَائِمُ
۲۳۰	سر پر کپڑا ڈال کر منہ کو ڈھانپنا	باب ۱۶: التَّقْنَعُ
۲۳۵	خود (پہننا)	باب ۱۷: الْمِعْفَرُ
۲۳۵	چادریں، یمنی چادریں اور عام اوڑھنے والی چادریں	باب ۱۸: الْبُرُودُ وَالْحَبْرُ وَالشَّمْلَةُ
۲۴۰	عام چادریں اور اوننی حاشیہ دار چادریں	باب ۱۹: الْأَكْسِيَّةُ وَالْخَمَائِصُ
۲۴۳	ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں	باب ۲۰: اشْتِمَالُ الصَّمَاءِ
۲۴۴	ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مارنا	باب ۲۱: الإِخْتِبَاءُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ
۲۴۶	سیاہ اوننی نقش دار چادر	باب ۲۲: الْحَمِيصَةُ السُّودَاءُ
۲۴۸	سبز رنگ کے کپڑے (پہننا)	باب ۲۳: الْقِيَابُ الْخَضْرُ
۲۵۰	سفید کپڑے (پہننا)	باب ۲۴: الْقِيَابُ الْبَيْضُ
۲۵۲	مردوں کا ریشمی کپڑے پہننا اور اُن کے لئے اسے بچھانا	باب ۲۵: نُبْسُ الْحَرِيرِ وَافْتِرَاشُهُ لِلرِّجَالِ
۲۵۷	ریشم چھونا بغیر اس کے کہ پہننے	باب ۲۶: مَسُّ الْحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ نُبْسٍ
۲۵۸	ریشمی کپڑا بچھانا	باب ۲۷: افْتِرَاشُ الْحَرِيرِ
۲۵۹	تسی (ریشم) پہننا	باب ۲۸: نُبْسُ الْقَسِيِّ
۲۶۰	خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت کے بارہ میں	باب ۲۹: مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِجَّةِ
۲۶۱	عورتوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا	باب ۳۰: الْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ
۲۶۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مختصر لباس اور بچھونا رکھتے	باب ۳۱: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللَّبَاسِ وَالْبَسَطِ
۲۶۷	جو شخص نیا کپڑا پہننے اس کے لئے کیا دعا کی جائے	باب ۳۲: مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا
۲۶۸	مردوں کے لئے زعفران استعمال کرنا	باب ۳۳: النَّهْيُ عَنِ التَّرَعْفْرِ لِلرِّجَالِ

باب ۳۴: الثُّوبُ الْمُرْعَفُ	زعفران سے رنگا کپڑا	۲۶۹
باب ۳۵: الثُّوبُ الْأَخْمَرُ	سرخ رنگ کا کپڑا	۲۷۰
باب ۳۶: الْمَيْسِرَةُ الْحَمْرَاءُ	سرخ زین پوش	۲۷۰
باب ۳۷: النَّعَالُ السَّبِيئَةُ وَغَيْرَهَا	صاف چمڑے وغیرہ کی جوتیاں	۲۷۱
باب ۳۸: يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيَمْنَى	دائیں جوتی کو پہلے پہنے	۲۷۴
باب ۳۹: لَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ	ایک جوتے میں نہ چلے	۲۷۵
باب ۴۰: يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرَى	پہلے بائیں جوتا اتارے	۲۷۵
باب ۴۱: قِبَالَانَ فِي نَعْلٍ	ہر ایک چپل میں دو دو تھے	۲۷۶
باب ۴۲: الْقُبَّةُ الْحَمْرَاءُ مِنْ أَدَمَ	لال چمڑے کا بڑا خیمہ	۲۷۶
باب ۴۳: الْجُلُوسُ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ	بوری وغیرہ پر بیٹھنا	۲۷۷
باب ۴۴: الْمُرْزَزُ بِالذَّهَبِ	جس کپڑے کو سونے کے بٹن لگے ہوں	۲۷۸
باب ۴۵: خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ	سونے کی انگوٹھیاں	۲۷۹
باب ۴۶: خَاتَمُ الْفِضَّةِ	چاندی کی انگوٹھی	۲۸۲
باب ۴۷:		۲۸۳
باب ۴۸: فَصُّ الْخَاتِمِ	انگوٹھی کا نگینہ	۲۷۹
باب ۴۹: خَاتَمُ الْحَدِيدِ	لوہے کی انگوٹھی	۲۸۶
باب ۵۰: نَقْشُ الْخَاتِمِ	انگوٹھی کا نقش	۲۸۸
باب ۵۱: الْخَاتَمُ فِي الْخِنْصَرِ	چھنگلی میں انگوٹھی پہننا	۲۸۹
باب ۵۲: اتِّخَاذُ الْخَاتِمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ	انگوٹھی بنوانا اس لئے کہ اُس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے	۲۹۰
باب ۵۳: مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتِمِ فِي بَطْنِ كَفِّهِ	جس نے انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا	۲۹۲
باب ۵۴: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْقُشُ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِهِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ آپ کے نقش جیسا کوئی نقش کندہ نہ کرے	۲۹۲
باب ۵۵: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتِمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ	کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر کرایا جائے	۲۹۳

باب ۵۶: الأَخَاتِمُ لِلنِّسَاءِ	عورتوں کا انگوٹھی پہننا	۲۹۴
باب ۵۷: الأَفْلَاحُ وَالسَّخَابُ لِلنِّسَاءِ	عورتوں کے لئے زیور کے ہار اور قرنفل وغیرہ کے ہار	۲۹۵
باب ۵۸: اسْتِعَارَةُ الأَفْلَاحِ	ہار مستعار لینا	۲۹۵
باب ۵۹: الأَفْرَطُ لِلنِّسَاءِ	عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کا بیان	۲۹۶
باب ۶۰: السَّخَابُ لِلصَّبِيَّانِ	بچوں کو قرنفل وغیرہ کے ہار پہنانا	۲۹۷
باب ۶۱: المُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ	جو مرد عورتوں کی طرح نہیں	۲۹۸
باب ۶۲: إِخْرَاجُ المُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ البُيُوتِ	گھروں سے ان مردوں کو نکالنا جو عورتوں کی طرح بنتے ہوں	۲۹۹
باب ۶۳: قَصُّ الشَّارِبِ	مونچھوں کا چھوٹا کرنا	۳۰۱
باب ۶۴: تَقْلِيمُ الأَطْفَالِ	ناخنوں کا اتارنا	۳۰۲
باب ۶۵: إِعْقَاءُ اللِّحْيِ	داڑھی کو بڑھنے دینا	۳۰۳
باب ۶۶: مَا يُذَكَّرُ فِي الشَّيْبِ	بڑھاپے کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے	۳۰۷
باب ۶۷: الحِصَابُ	حضاب (لگانا)	۳۰۹
باب ۶۸: الجَعْدُ	گھنگھر یا لے بال	۳۱۱
باب ۶۹: التَّلِيدُ	بالوں کا جمانا	۳۱۶
باب ۷۰: الفَرْقُ	مانگ نکالنا	۳۱۸
باب ۷۱: الدَّوَابُّ	پیشانی کے بال	۳۱۹
باب ۷۲: الفَرْغُ	درمیان سے سر کے بالوں کو منڈوا کر ادھر ادھر سے بالوں کو چھوڑنا	۳۲۰
باب ۷۳: تَطْيِيبُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا	عورت کا اپنے خاوند کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگانا	۳۲۲
باب ۷۴: الطَّيِّبُ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ	سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا	۳۲۳
باب ۷۵: الإِمْتِشَاطُ	کنگھی کرنا	۳۲۴
باب ۷۶: تَرْجِيلُ الحَائِضِ زَوْجَهَا	حائضہ عورت کا اپنے خاوند کو کنگھی کرنا	۳۲۴
باب ۷۷: التَّرْجِيلُ وَالتَّيْمُنُ فِيهِ	بالوں میں کنگھی کرنا اور اس میں دائیں طرف سے شروع کرنا	۳۲۵

- باب ۷۸: مَا يُذَكَّرُ فِي الْمَسْكِ ..... مشک کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے ..... ۳۲۵
- باب ۷۹: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطَّيِّبِ ..... خوشبو لگانا جو پسندیدہ ہے ..... ۳۲۶
- باب ۸۰: مَنْ لَمْ يَزِدْ الطَّيِّبِ ..... جو خوشبو کو زدنہ کرے ..... ۳۲۶
- باب ۸۱: الدَّرِيْرَةُ ..... ذریرہ خوشبو ..... ۳۲۷
- باب ۸۲: الْمُتَقَلِّحَاتُ لِلْحَسَنِ ..... خوبصورتی کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کراتی ہیں ..... ۳۲۷
- باب ۸۳: وَصَلُ الشَّعْرِ ..... بالوں میں پیوند لگانا ..... ۳۲۹
- باب ۸۴: الْمُتَمَتِّعَاتُ ..... چہرے پر سے روئیں نکالنے والیاں ..... ۳۳۳
- باب ۸۵: الْمُؤْصُوْلَةُ ..... جس عورت کے بالوں میں چٹلا لگایا جائے ..... ۳۳۳
- باب ۸۶: الْوَاشِمَةُ ..... گودنے والی عورت ..... ۳۳۵
- باب ۸۷: الْمُسْتَوْشِمَةُ ..... گدوانے والی ..... ۳۳۷
- باب ۸۸: التَّصَاوِيْرُ ..... مورتیاں (بنانا یا رکھنا) ..... ۳۳۸
- باب ۸۹: عَذَابُ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ..... مورتیاں بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا ..... ۳۴۱
- باب ۹۰: نَقْضُ الصُّوْرِ ..... مورتیوں کو توڑ ڈالنا ..... ۳۴۲
- باب ۹۱: مَا وَطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ ..... مورتوں کا روند اجانا ..... ۳۴۳
- باب ۹۲: مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوْرِ ..... جس نے مورت پر بیٹھنا پسند کیا ..... ۳۴۴
- باب ۹۳: كَرَاهِيَةُ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْرِ ..... جہاں مورتیں ہوں وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے ..... ۳۴۶
- باب ۹۴: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا ..... ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ..... ۳۴۷
- باب ۹۵: مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ ..... جو ایسے گھر میں داخل نہ ہو جس میں مورت ہو ..... ۳۴۷
- باب ۹۶: مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ ..... جس نے مورت بنانے والے کو لعنتی قرار دیا ..... ۳۴۸
- باب ۹۷: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةَ كَلْفٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفَخَ فِيهَا ..... جس نے کوئی مورت بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے ..... ۳۴۹
- باب ۹۸: الْإِرْبَادُ عَلَى الدَّابَّةِ ..... جانور پر (کسی کو اپنے) پیچھے بٹھانا ..... ۳۵۰
- باب ۹۹: الثَّلَاثَةُ عَلَى الدَّابَّةِ ..... ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا ..... ۳۵۰

- باب ۱۰۰: حَمَلُ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ..... جانور کے مالک کا کسی دوسرے کو اپنے آگے سوار ۳۵۱  
کر لینا .....
- باب ۱۰۱: إِزْدَافُ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ ..... ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے پیچھے سواری پر ۳۵۱  
بیٹھنا .....
- باب ۱۰۲: إِزْدَافُ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ ذَا مَحْرَمٍ ... عورت کا محرم کے پیچھے سواری پر بیٹھنا ..... ۳۵۳
- باب ۱۰۳: الإِسْتِئْذَانُ وَوَضْعُ الرَّجُلِ عَلَى الأُخْرَى... چت لیٹنا اور ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا ..... ۳۵۴

## ۷۸ - كِتَابُ الأَدَبِ

- باب ۱: البرُّ وَالصِّلَةُ ..... نیکی کرنا اور بھلائی کرنا ..... ۳۵۵
- باب ۲: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحَسَنِ الصُّحْبَةِ ..... لوگوں میں سب سے بڑھ کر کس کا حق ہے کہ اس ۳۵۶  
کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا جائے .....
- باب ۳: لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ ..... ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کو نہ جائے ..... ۳۵۹
- باب ۴: لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ..... کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے ..... ۳۶۰
- باب ۵: إِجَابَةُ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ ..... جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک ۳۶۱  
کیا اس کی دعا کی قبولیت .....
- باب ۶: عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ مِنَ الكَبَائِرِ ..... والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑے گناہوں میں ۳۶۴  
سے ہے .....
- باب ۷: صِلَةُ الوَالِدِ المُشْرِكِ ..... مشرک باپ سے نیک سلوک کرنا ..... ۳۶۶
- باب ۸: صِلَةُ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا ..... عورت کا اپنی ماں سے سلوک کرنا ..... ۳۶۷
- باب ۹: صِلَةُ الأَخِ المُشْرِكِ ..... مشرک بھائی سے سلوک کرنا ..... ۳۷۰
- باب ۱۰: فَضْلُ صِلَةِ الرَّحِمِ ..... صلہ رحمی کی فضیلت ..... ۳۷۱
- باب ۱۱: إِنَّمُ القَاطِعُ ..... قطع رحمی کرنے والے پر گناہ ..... ۳۷۲
- باب ۱۲: مَنْ بَسَطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ ... جس کو صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں کشائش دی ۳۷۲  
گئی .....
- باب ۱۳: مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللهُ ..... جس نے صلہ رحمی کی اللہ اس سے ناطہ جوڑے گا ..... ۳۷۳



- باب ۱۴: تَبَلُّ الرِّحْمِ بِبَنَاتِهَا ..... صلہ رحمی کرے جو صلہ رحمی کا حق ہے ..... ۳۷۶
- باب ۱۵: لَيْسَ الوَاصِلُ بِالمُكافِي ..... صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرے ..... ۳۷۹
- باب ۱۶: مَنْ وَصَلَ رَحْمَةً فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ ..... جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر ۳۸۰ وہ مسلمان ہو گیا .....
- باب ۱۷: مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةً غَيْرَهُ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ ..... جس نے دوسروں کے بچوں کو اپنے سے کھیلنے دیا ..... ۳۸۲
- باب ۱۸: رَحْمَةُ الوَالِدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ ..... بچہ پر شفقت کرنا، اس کو بوسہ دینا اور اس کو گلے لگانا ..... ۳۸۴
- باب ۱۹: جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ ..... اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں ..... ۳۸۹
- باب ۲۰: قَتَلَ الوَالِدِ خَشِيَّةً أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ ..... بچے کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ اس کے ساتھ نہ کھائے ..... ۳۸۹
- باب ۲۱: وَضَعَ الصَّبِيَّ فِي الحِجْرِ ..... بچے کو گود میں رکھنا ..... ۳۹۳
- باب ۲۲: وَضَعَ الصَّبِيَّ عَلَى الفُخْدِ ..... بچے کو ران پر بٹھانا ..... ۳۹۴
- باب ۲۳: حُسْنُ العَهْدِ مِنَ الإِيمَانِ ..... دوستی کے زمانے کو اچھی طرح یاد رکھنا بھی ایمان سے ہی ہوتا ہے ..... ۳۹۵
- باب ۲۴: فَضْلٌ مَنْ يَعْمَلُ يَتِيمًا ..... اس شخص کی فضیلت جو ایک یتیم کی پرورش کرے ..... ۳۹۹
- باب ۲۵: السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلِ ..... بیواؤں کے لئے کمانے والا ..... ۴۰۱
- باب ۲۶: السَّاعِي عَلَى المِسْكِينِ ..... مسکین کے لئے کمانے والا ..... ۴۰۳
- باب ۲۷: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ ..... لوگوں اور جانوروں پر رحم کرنا ..... ۴۰۵
- باب ۲۸: الوَصَاةُ بِالجَارِ ..... ہمسایہ (سے سلوک کرنے) کے متعلق تاکید ..... ۴۱۰
- باب ۲۹: إِنْهُمْ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَاقِفَهُ ..... اس شخص کا گناہ جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ رہے ..... ۴۱۱
- باب ۳۰: لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِجَارَتِهَا ..... کوئی بڑوسن اپنی بڑوسن کو حقیر نہ سمجھے ..... ۴۱۲
- باب ۳۱: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ باللهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ ..... جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے بڑوسی کو مت ستائے ..... ۴۱۲

- باب ۳۲: حَقُّ الْجَوَارِ فِي قُرْبِ الْأَنْوَابِ ..... پڑوسی کا حق دروازوں کے قریب ہونے کے ۴۱۳  
مطابق.....
- باب ۳۳: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ ..... ہر بھلی بات صدقہ ہے ..... ۴۱۵
- باب ۳۴: طَيْبُ الْكَلَامِ ..... خوش کلامی ..... ۴۱۶
- باب ۳۵: الرَّفْقُ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ ..... ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنا ..... ۴۱۷
- باب ۳۶: تَعَاوُنُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ..... مومنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا ..... ۴۱۸
- باب ۳۷: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ يُشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس نے ایسی شفاعت کی جو ۴۲۱  
اچھی شفاعت ہو.....
- باب ۳۸: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدخلق تھے ..... ۴۲۲
- باب ۳۹: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ ..... خوش خلقی اور سخاوت ..... ۴۲۶
- باب ۴۰: كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ ..... آدمی اپنے گھر والوں میں کیسا ہو ..... ۴۳۲
- باب ۴۱: الْمِقَّةُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ..... دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے ... ۴۳۳
- باب ۴۲: الْحُبُّ فِي اللَّهِ ..... اللہ کے لئے محبت کرنا ..... ۴۳۶
- باب ۴۳: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم ۴۳۹  
سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے.....
- باب ۴۴: مَا يَنْهَى عَنِ السَّبَابِ وَاللَّغْنِ ..... گالی دینے اور لعنت کرنے سے جو روکا جائے ..... ۴۴۲
- باب ۴۵: مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ ..... جو لوگوں کے متعلق ذکر کرنا جائز ہے جیسے لوگوں ۴۴۷  
کا یہ کہنا کہ وہ لمبا ہے یا پست قد.....
- باب ۴۶: الْغَيْبَةُ ..... غیبت کرنا ..... ۴۴۹
- باب ۴۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ دُورِ الْأَنْصَارِ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انصار کے بہتر گھرانے ... ۴۵۴
- باب ۴۸: مَا يَجُوزُ مِنَ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيبِ ..... فسادیوں اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کرنا جو جائز ہے ... ۴۵۵
- باب ۴۹: التَّمِيمَةُ مِنَ الْكِبَائِرِ ..... چغل خوری کبیرہ گناہوں سے ہے ..... ۴۵۷

- باب ۵۰: مَا يَكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ ..... چغل خوری جو مکروہ ہے ..... ۴۵۹
- باب ۵۱: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جھوٹی بات سے بچتے رہو ..... ۴۶۲
- باب ۵۲: مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ ..... دو رُخنے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے ..... ۴۶۳
- باب ۵۳: مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ ..... جس نے اپنے ساتھی کو ایسی بات بتائی جو اس کے متعلق کہی جاتی ہو ..... ۴۶۶
- باب ۵۴: مَا يَكْرَهُ مِنَ التَّمَادِحِ ..... تعریف میں مبالغہ کرنا جو مکروہ ہے ..... ۴۷۰
- باب ۵۵: مَنْ أَتَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ ..... جس نے اپنے بھائی کی وہ تعریف کی جو وہ جانتا ہے ..... ۴۷۲
- باب ۵۶: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ حکم دیتا ہے کہ تم عدل اور احسان کرو ..... ۴۷۴
- باب ۵۷: مَا يَنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ ..... آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات ترک کرنے سے جو روکا جائے ..... ۴۷۷
- باب ۵۸: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ..... اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو ..... ۴۸۰
- باب ۵۹: مَا يَجُوزُ مِنَ الظَّنِّ ..... گمان کیا ہوتا ہے ..... ۴۸۲
- باب ۶۰: سَتَرُ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ ..... مومن کا اپنی پردہ پوشی کرنا ..... ۴۸۵
- باب ۶۱: الْكِبْرُ ..... تکبر ..... ۴۸۹
- باب ۶۲: الْهَجْرَةُ ..... ملاقات ترک کرنا ..... ۴۹۱
- باب ۶۳: مَا يَجُوزُ مِنَ الْهَجْرَانِ لِمَنْ عَصَى ..... جس نے معصیت کی ہو اس کی ملاقات کو ترک کرنا جو جائز ہے ..... ۴۹۵
- باب ۶۴: هَلْ يَزُورُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ ..... کیا اپنے ساتھی سے ملنے ہر روز (ایک دفعہ) جائے ..... ۴۹۸
- باب ۶۵: الزِّيَارَةُ ..... ملاقات کے لئے جانا ..... ۴۹۹
- باب ۶۶: مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوَفُودِ ..... جس نے نما سجدوں کے ملنے کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا ..... ۵۰۰
- باب ۶۷: الْأِيْحَاءُ وَالْحِلْفُ ..... بھائی چارہ اور (دوستی کا) عہد و پیمانہ ..... ۵۰۱
- باب ۶۸: التَّبَسُّمُ وَالصَّحْكُ ..... مسکراتا اور ہنستا ..... ۵۰۴

- باب ۶۹: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ .....  
اللہ سے ڈرو .....  
۵۱۳ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ
- باب ۷۰: الْهَدْيُ الصَّالِحُ .....  
اچھے چال چلن کے متعلق .....  
۵۱۶
- باب ۷۱: الصَّبْرُ فِي الْأَذَى .....  
تکلیف پر صبر کرنا .....  
۵۱۸
- باب ۷۲: مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ .....  
جو ناراضگی کے اظہار کے وقت لوگوں سے مخاطب نہ ہو .....  
۵۲۲
- باب ۷۳: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ .....  
جس نے اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے کافر ٹھہرایا .....  
۵۲۳
- باب ۷۴: مَنْ لَمْ يَزِ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَأَوَّلًا  
أَوْ جَاهِلًا .....  
جس نے اس شخص کو کافر نہ ٹھہرایا جس نے کسی کو معقول وجہ سے یا نادانستہ کافر کہا .....  
۵۲۷
- باب ۷۵: مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِدَّةِ .....  
ناراض ہونا اور سختی کرنا جو جائز ہے .....  
۵۳۰
- باب ۷۶: الْحَدْرُ مِنَ الْغَضَبِ .....  
غصے سے بچنا .....  
۵۳۳
- باب ۷۷: الْحَيَاءُ .....  
حیا .....  
۵۳۸
- باب ۷۸: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .....  
جب تم بے حیا ہو تو پھر جو چاہو کرو .....  
۵۴۱
- باب ۷۹: مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي  
الدِّينِ .....  
دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حق بات (کے پوچھنے) سے جو نہ شرمائے .....  
۵۴۳
- باب ۸۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَسْرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا .....  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: آسانی کیا کرو اور مشکلات میں نہ ڈالو .....  
۵۴۵
- باب ۸۱: الْإِنْسَاطُ إِلَى النَّاسِ .....  
لوگوں سے کھل کر باتیں کرنا .....  
۵۴۹
- باب ۸۲: الْمُدَارَاةُ مَعَ النَّاسِ .....  
لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا .....  
۵۵۰
- باب ۸۳: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرِ مَوْتَيْنِ .....  
مؤمن ایک سوراخ سے دودفعہ نہیں ڈسا جاتا .....  
۵۵۳
- باب ۸۴: حَقُّ الصَّيْفِ .....  
مہمان کا حق .....  
۵۵۴
- باب ۸۵: إِكْرَامُ الصَّيْفِ وَخِدْمَتُهُ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ .....  
مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور خود اس کی خدمت کرنا .....  
۵۵۸
- باب ۸۶: صُنْعُ الطَّعَامِ وَالتَّكْلُفُ لِلصَّيْفِ .....  
مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا اور تکلیف برداشت کرنا .....  
۵۶۴

- باب ۸۷: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْحَزَنِ عِنْدَ الضَّيْفِ ..... مہمان کے سامنے ناراضگی اور گھبراہٹ کا اظہار ۵۶۶  
 کرنا جو ناپسندیدہ ہے .....
- باب ۸۸: قَوْلُ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ وَاللَّهِ لَا آكُلُ ... مہمان کا اپنے میزبان سے کہنا: میں نہیں کھاؤں گا ... ۵۶۸
- باب ۸۹: إِخْرَامُ الْكَبِيرِ ..... بڑے کی تعظیم کرنا ..... ۵۷۰
- باب ۹۰: مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاةِ ... شعر اور رجز اور حدی کہنا جو جائز ہے ..... ۵۷۳
- باب ۹۱: هِجَاءُ الْمُشْرِكِينَ ..... مشرکوں کی ہجو کرنا ..... ۵۸۰
- باب ۹۲: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشَّعْرُ ..... جو مکروہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر شاعری اس قدر غالب ہو جائے ..... ۵۸۳
- باب ۹۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَيْتَ يَمِينِكَ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلمات فرمانا: تیرا بھلا ہو ..... ۵۸۷
- باب ۹۴: مَا جَاءَ فِي زَعْمُوا ..... زَعَمُوا لفظ کے متعلق جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے ... ۵۸۹
- باب ۹۵: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيَلِّكَ ..... آدمی کے ”وَيَلِّكَ“ (یعنی وائے افسوس) کہنے کے متعلق جو آیا ہے ..... ۵۹۱
- باب ۹۶: عَلَامَةُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ ..... اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی علامت ..... ۵۹۷
- باب ۹۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ ..... کسی آدمی کا کسی آدمی سے یہ کہنا چل دور ہو ..... ۶۰۱
- باب ۹۸: قَوْلُ الرَّجُلِ مَرْحَبًا ..... آدمی کا مرحبا کہنا ..... ۶۰۴
- باب ۹۹: مَا يُدْعَى النَّاسُ بِأَبَائِهِمْ ..... لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر جو پکارا جائے ..... ۶۰۶
- باب ۱۰۰: لَا يَقُلْ خَبَيْتَ نَفْسِي ..... (طبیعت کی خرابی کے لئے) خَبَيْتَ نَفْسِي (میرا نفس گندہ ہو گیا ہے) مت کہو ..... ۶۰۸
- باب ۱۰۱: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ ..... زمانے کو گالی مت دو ..... ۶۰۹
- باب ۱۰۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: کرم تو مؤمن کا دل ہے ..... ۶۱۱
- باب ۱۰۳: قَوْلُ الرَّجُلِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ..... آدمی کا یوں کہنا: میرے ماں باپ تم پر قربان ..... ۶۱۳
- باب ۱۰۴: قَوْلُ الرَّجُلِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ ..... آدمی کا یوں کہنا: اللہ مجھے تمہارے قربان کرے ..... ۶۱۳

- باب ۱۰۵: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ..... اللہ عزوجل کو جو نام نہایت ہی پیارے ہیں ..... ۶۱۵
- باب ۱۰۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي ..... رکھو ..... ۶۱۵
- باب ۱۰۷: اسْمُ الْحَزْنِ ..... حزن نام رکھنا ..... ۶۱۷
- باب ۱۰۸: تَحْوِيلُ الْإِسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ ..... ایک نام کا دوسرے نام میں جو اس سے اچھا ہو ..... ۶۱۸
- باب ۱۰۹: مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ ..... جس نے انبیاء کے ناموں پر نام رکھا ..... ۶۲۰
- باب ۱۱۰: تَسْمِيَةُ الْوَلِيدِ ..... ولید نام رکھنا ..... ۶۲۳
- باب ۱۱۱: مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَتَقَصَّ مِنْ اسْمِهِ حَرْفًا ..... جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا ..... ۶۲۳
- باب ۱۱۲: الْكُنْيَةُ لِلصَّبِيِّ ..... بچے کی کنیت رکھنا ..... ۶۲۵
- باب ۱۱۳: التَّكْنِيَةُ بِأَبِي تُرَابٍ ..... ابو تراب کنیت رکھنا ..... ۶۲۵
- باب ۱۱۴: أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ ..... جو نام اللہ کو نہایت ہی ناپسند ہیں ..... ۶۲۶
- باب ۱۱۵: كُنْيَةُ الْمُشْرِكِ ..... مشرک کی کنیت رکھنا ..... ۶۲۷
- باب ۱۱۶: الْمَعَارِضُ ..... تعریض کے طور پر جو باتیں کی جاتی ہیں ..... ۶۳۱
- باب ۱۱۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ ..... آدمی کا کسی چیز کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں ..... ۶۳۴
- باب ۱۱۸: رَفْعُ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ ..... آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا ..... ۶۳۵
- باب ۱۱۹: مَنْ نَكَتَ الْغُودَ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ ..... جس نے پانی اور کچھڑ میں لکڑی ماری ..... ۶۳۶
- باب ۱۲۰: الرَّجُلُ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ ..... آدمی زمین کو کسی چیز سے کریدے جو اس کے ہاتھ میں ہو ..... ۶۳۷
- باب ۱۲۱: التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ التَّعَجُّبِ ..... تعجب کے وقت اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہنا ..... ۶۳۸
- باب ۱۲۲: التَّهْمِيُّ عَنِ الْخَذْفِ ..... ٹھیکریاں پھینکنے سے روکنا ..... ۶۴۰
- باب ۱۲۳: الْحَمْدُ لِلْعَاطِسِ ..... چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا ..... ۶۴۱
- باب ۱۲۴: تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ ..... جب چھینک مارنے والا اللہ کی حمد کرے تو اسے جواب دینا ..... ۶۴۱

- باب ۱۲۵: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَطَاسِ ..... چھینک کو اچھا سمجھا جائے ..... ۶۴۲
- باب ۱۲۶: إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ ..... جب کوئی چھینک مارے تو اُسے کیونکر جواب دیا جائے ..... ۶۴۳
- باب ۱۲۷: لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ..... چھینکنے والے کو جواب نہ دیا جائے ..... ۶۴۳
- باب ۱۲۸: إِذَا تَفَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ ..... جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے ..... ۶۴۶

## ۷۹ - كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

- باب: بَدْءُ السَّلَامِ ..... پہلے سلام کہنا ..... ۶۵۱
- باب ۲: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے وہ جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ ..... ۶۵۳
- باب ۳: السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى ..... السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے ..... ۶۵۷
- باب ۴: تَسْلِيمُ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ ..... تھوڑوں کا ہتوں کو سلام کرنا ..... ۶۶۱
- باب ۵: يُسَلِّمُ الرَّكِيبُ عَلَى الْمَاشِي ..... سوار کا پیدل کو سلام کرنا ..... ۶۶۱
- باب ۶: يُسَلِّمُ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ ..... چلنے والے کا بیٹھے ہوئے کو سلام کرنا ..... ۶۶۲
- باب ۷: يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ ..... چھوٹے کا بڑے کو سلام کرنا ..... ۶۶۲
- باب ۸: إِفْشَاءُ السَّلَامِ ..... السلام علیکم کو رواج دینا ..... ۶۶۳
- باب ۹: السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ ..... جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اسے سلام کہنا ..... ۶۶۶
- باب ۱۰: آيَةُ الْحِجَابِ ..... پردے کا حکم ..... ۶۶۹
- باب ۱۱: الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ ..... اندر آنے کی اجازت مانگنا اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے ..... ۶۷۳
- باب ۱۲: زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ ..... شرمگاہ کے علاوہ اور اعضا کا بھی زنا ہوتا ہے ..... ۶۷۵
- باب ۱۳: التَّسْلِيمُ وَالْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا ..... تین بار سلام کہنا اور تین بار اجازت مانگنا ..... ۶۷۶
- باب ۱۴: إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَبَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ ..... جب آدمی کو بلایا جائے اور وہ آئے، کیا وہ اجازت مانگے ..... ۶۷۹
- باب ۱۵: التَّسْلِيمُ عَلَى الصَّبِيَّانِ ..... بچوں کو سلام کہنا ..... ۶۸۰

- باب ۱۶: تَسْلِيمُ الرَّجَالِ عَلَى التِّسَاءِ وَالتِّسَاءِ عَلَى الرَّجَالِ ..... مردوں کا عورتوں کو سلام کہنا اور عورتوں کا مردوں کو ..... ۶۸۰
- باب ۱۷: إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا ..... اگر کوئی پوچھے کون ہے تو جواب دے میں ہوں... ۶۸۱
- باب ۱۸: مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ ..... جس نے جواب دیا اور یوں کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ... ۶۸۲
- باب ۱۹: إِذَا قَالَ فَلَانٌ يُفْرِتُكَ السَّلَامُ ..... اگر کوئی یوں کہے: فلاں تمہیں سلام کہتا ہے ..... ۶۸۳
- باب ۲۰: التَّنْزِيلُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ ..... ایسی مجلس میں جا کر السلام علیکم کہنا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے ہوں ..... ۶۸۴
- باب ۲۱: مَنْ لَّمَّ يَسْلَمَ عَلَى مَنْ افْتَرَفَ ذُنْبًا ..... جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو ..... ۶۸۵
- باب ۲۲: كَيْفَ الرُّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالسَّلَامِ ..... ذمی کو سلام کا جواب کیونکر دیا جائے ..... ۶۸۸
- باب ۲۳: مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابٍ مِّنْ يُحَدِّثُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ..... جس شخص سے مسلمانوں کو اندیشہ ہو اس کے خط کو جس نے دیکھا ..... ۶۹۰
- باب ۲۴: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ ..... اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے ..... ۶۹۳
- باب ۲۵: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ ..... خط لکھتے وقت کس سے ابتدا کی جائے ..... ۶۹۴
- باب ۲۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اپنے سردار کے استقبال کے لئے اٹھو ..... ۶۹۵
- باب ۲۷: الْمُصَافِحَةُ ..... مصافحہ کرنا ..... ۶۹۶
- باب ۲۸: الْأَخْذُ بِالْيَدِ ..... دونوں ہاتھوں کو پکڑنا ..... ۶۹۷
- باب ۲۹: الْمُعَانَقَةُ ..... ایک دوسرے کو گلے لگا کر ملنا ..... ۶۹۸
- باب ۳۰: مَنْ أَحَابَ بِلَيْتِكَ وَسَعْدَيْكَ ..... جس نے بلانے پر یوں جواب دیا: میں حاضر ہوں اور آپ کی خدمت میں ہوں ..... ۶۹۹
- باب ۳۱: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ..... کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے ..... ۷۰۲
- باب ۳۲: إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجْلِسِ فَافْسَحُوا ..... (اللہ تعالیٰ کا فرمانا: جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھو ..... ۷۰۵
- باب ۳۳: مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ ..... جو شخص اپنی جگہ سے یا گھر سے اٹھ کر چلا جائے ..... ۷۰۸



- باب ۳۴: الإِخْتِبَاءُ بِأَيْدِيهِ ..... ہاتھوں سے گوثھ مار کر بیٹھنا ..... ۷۰۹
- باب ۳۵: مَنْ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ ..... جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے ..... ۷۱۰
- باب ۳۶: مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ ..... جو شخص کسی ضرورت سے یا غرض سے اپنی رفتار کو تیز کرے ..... ۷۱۱
- باب ۳۷: السَّرِيرُ ..... تخت ..... ۷۱۱
- باب ۳۸: مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وَسَادَةٌ ..... جس کے لئے گدڑا رکھا گیا ..... ۷۱۱
- باب ۳۹: الْقَائِلَةُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ..... جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا ..... ۷۱۴
- باب ۴۰: الْقَائِلَةُ فِي الْمَسْجِدِ ..... مسجد میں قیلولہ کرنا ..... ۷۱۴
- باب ۴۱: مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ ..... جو کسی قوم کو ملنے جائے اور انہی کے پاس قیلولہ کرے ..... ۷۱۵
- باب ۴۲: الْجُلُوسُ كَيْفَمَا تَبَسَّرَ ..... جیسے بھی آسانی ہو بیٹھنا ..... ۷۱۷
- باب ۴۳: مَنْ تَأَجَّى بَيْنَ يَدَيْ النَّاسِ ..... جو لوگوں کے سامنے رازداری سے بات کرے ..... ۷۱۸
- باب ۴۴: الإِسْتِئْذَانُ ..... چت لیٹنا ..... ۷۲۰
- باب ۴۵: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ ..... تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں ..... ۷۲۰
- باب ۴۶: حِفْظُ السِّرِّ ..... راز کو محفوظ رکھنا ..... ۷۲۲
- باب ۴۷: إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَاةِ وَالْمُنَاجَاةِ ..... جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو پوشیدگی میں بات کرنے اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں ..... ۷۲۲
- باب ۴۸: طَوْلُ النَّحْوَى ..... دیر تک سرگوشی کرنا ..... ۷۲۳
- باب ۴۹: لَا تَتْرُكُ النَّارَ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ ..... سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے ..... ۷۲۴
- باب ۵۰: غَلَقَ الْأَبْوَابَ بِاللَّيْلِ ..... رات کو دروازے بند کرنا ..... ۷۲۵
- باب ۵۱: الْخِجَانُ بَعْدَ الْكَبِيرِ ..... بڑھاپے کے بعد ختنہ کروانا ..... ۷۲۶
- باب ۵۲: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ ..... ہر مشغلہ باطل ہے ..... ۷۲۷
- باب ۵۳: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ ..... عمارت بنانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ..... ۷۲۹



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ۷۵- کتاب المرضی

کتاب المرضی ۲۲ ابواب اور ۳۸ روایات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں امام بخاری نے بیماری، اس کے اسباب اور نتائج سے متعلق احادیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ و صحابہ کے واقعات بیان کیے ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: مَرَضِي مَرِيض کی جمع ہے اور مرض کے معنی ہیں جسم کا اپنی طبعی حالت سے نکلنا اور اس کو ایسی حالت سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں مریض کے افعال سلامت روی سے صادر نہ ہوں۔ (عمدة القاری جزء ۲۱ صفحہ ۲۰۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالتِ بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت وہ حالت ہے کہ امورِ طبیعہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقامِ خاص سے ذرا اُدھر اُدھر کھسک جانے سے درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو نکما ہو جاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے، تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے اعضاء پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے۔ بعینہ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے سامنے سے جو اس کی زندگی کا اصل موجب مایہ حیات ہے، ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے، تو عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہ ہو گیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہو جاوے۔ پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آ جاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے۔ بے شک اس کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھائے تو خدا اُسے ہلاک کر دے۔ پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے: نَارُ اللَّهِ الْمَوْقَدَةُ ۝ الْيَتِي تَطْلُعُ عَلَى الْاَكْفَادِ ۝ (الہمزہ: ۸، ۷) یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جس کو خدا بجھتا ہے اور اس کا شعلہ انسان کے دل سے ہی اٹھتا ہے۔ اس کا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے۔ جو عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰)

## باب ۱: مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ

جو (احادیث) بیماری کے کفارہ کے متعلق آئی ہیں

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ. (النساء: ۱۲۴)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو بھی برا عمل کرے گا اسے اس کی جزا دی جائے گی۔

۵۶۴۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُّهَا.

۵۶۳۰: ابوالیمان حکم بن نافع نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے تو ضرور ہی اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہ دور کر دیتا ہے یہاں تک کہ ایک کانٹے کی وجہ سے بھی جو اسے چھ جاتا ہے۔

۵۶۴۱-۵۶۴۲: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَدَى وَلَا غَمٍّ - حَتَّى

۵۶۳۱-۵۶۳۲: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے مجھے بتایا کہ عبد الملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا۔ زہیر بن محمد نے ہمیں بتایا۔ زہیر نے محمد بن عمرو بن حلدہ سے، محمد نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے، ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: مسلمان کو کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچتی اور نہ بیماری اور نہ غم اور نہ رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی ملال یہاں تک کہ وہ کاٹا بھی جو اسے چھ جاتا ہے مگر ضرور ہے کہ اللہ اس کی وجہ سے

الشُّوْكَةِ يُشَاكُّهَا - إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.

اس کی غلطیوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

۵۶۴۳: حَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالنَّخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيْئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ أَنْجَعُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً. وَقَالَ زَكَرِيَاءُ حَدَّثَنِي سَعْدٌ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۴۳: مسدد نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے سعد (بن ابراہیم) سے، سعد نے عبد اللہ بن کعب سے، عبد اللہ نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: مؤمن کی مثال اس نرم و نازک پودے کی طرح ہے کہ جسے ہوا کبھی ادھر جھکاتی ہے اور کبھی ادھر جھکاتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو کبھی جھکتا نہیں یہاں تک کہ پھر ایک ہی دفعہ میں اکھڑ جاتا ہے۔ اور زکریا (بن ابی زائدہ) نے کہا کہ مجھ سے سعد (بن ابراہیم) نے بیان کیا کہ مجھے (عبد اللہ) بن کعب نے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ حضرت کعبؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۵۶۴۴: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْدَرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۵۶۴۴: ابراہیم بن منذر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا محمد بن فلیح نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے ہلال بن علی سے جو بنو عامر بن لویٰ میں سے تھے۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال اس ہرے بھرے نرم پودے کی سی ہے کہ جسے جس طرف سے بھی ہوا آئے اس کو جھکا دے اور پھر ویسے کا ویسا سیدھا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی وہ ابتلا میں جھک جاتا ہے اور فاجر اس شمشاد کی طرح ہے جو سخت سیدھا کھڑا ہے یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اسے توڑ ڈالتا ہے۔

طرفہ: ۷۴۶۶۔

۵۶۴۵: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ سے روایت کی۔ محمد نے کہا میں نے سعید بن یسار ابو الحباب سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔

وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَاءً مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ.

۵۶۴۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

**تشریح:** مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ: جو (احادیث) بیماری کے کفارہ کے متعلق آئی ہیں۔ امام بخاری (النساء: ۱۲۴) جو شخص کوئی بدی کرے گا اسے اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوانہ کسی کو اپنا دوست پائے گا اور نہ مددگار۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بیان فرمایا ہے کہ ہر کام کا نتیجہ ضرور نکلتا ہے چاہے وہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ حدیث میں آتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے حوالے سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہر بُرا عمل جو ہم سے ہو اُس کی ہمیں سزا ملے گی تو نجات کیسے ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر اللہ آپ کو معاف فرمائے کیا آپ بیمار نہیں ہوتے، کیا آپ کو تھکان نہیں ہوتی، کیا

آپ کو غم نہیں پہنچتا، کیا آپ کو تکلیف نہیں پہنچتی؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا یہی وہ بدلہ ہے جو تم لوگوں کو ملتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، جزء اول صفحہ ۱۱) بیماریاں بھی انسان کے لیے ابتلاء اور آزمائش کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ زیر باب روایت نمبر ۵۶۴۳ اور ۵۶۴۴ میں اس فرق کو بیان کیا گیا ہے کہ مومن ایک نرم پودے کی طرح تکلیف میں خدا کے حضور جھکتا ہے جس سے وہ بیماری اور تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن کر اس کے لیے رحمت بن جاتی ہے جبکہ غیر مومن صنوبر کے درخت کی طرح اپنی اکثر اور تکبر میں کھڑا رہتا ہے نتیجہً بیماری اس کے لیے اس دنیا میں بھی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بنتی ہے اور آخرت میں بھی وہ اس تکبر کی سزا پاتا ہے۔ اس مثال میں ایک مومن کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کا بھی بیان ہے کہ ابتلاؤں میں مومن کی کشتی نشیب و فراز سے گزرتی بالآخر فتح و ظفر کے کنارے جا لگتی ہے۔ پس مومن پر بیماریاں، تکالیف، مصائب اور غم و اندوہ اس لیے آتے ہیں کہ وہ تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں اور اُسے آخرت کے عذاب سے بچایا جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مومن کو اس دنیا میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ درحقیقت اگلے جہان کی دوزخ کا ایک حصہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلْحَمَى حَقُّطُ الْمُوْمِنِ مِنَ النَّارِ۔ بخار دوزخ میں سے مومن کا حصہ ہے یعنی مومن اگلے جہان کی دوزخ میں تو نہیں ڈالا جاتا لیکن جب یہاں سے بخار چڑھ جاتا ہے یا اور بیماریاں آ جاتی ہیں تو اسے بھی اس آگ سے ایک حصہ مل جاتا ہے۔ گویا کافر اگلے جہاں میں مرنے کے بعد آگ کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور مومن اسی دنیا میں مختلف تکالیف سے حصہ لے کر جو درحقیقت دوزخ کا ہی ایک حصہ ہیں اگلے جہان میں جنت میں چلا جائے گا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ مریم زیر آیت وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا... جلد ۵ صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸)

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ: ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے، اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ مصائب، تکالیف، بیماریاں ایک مومن پر اس لیے بھی آتی ہیں کہ صبر و رضا، استقامت اور تعلق باللہ کا نمونہ دکھایا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ مصائب گناہ کا کفارہ ہوتے ہیں۔ کرب اور گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں۔ خدا داری چم غم داری۔ خدا تعالیٰ پر پورا ایمان اور بھروسہ ہو تو پھر انسان کو تنور میں ڈال دیا جاوے اُسے کوئی غم نہیں ہوتا۔ تکالیف کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد

پھر راحت ہے۔ جیسا بچہ پیدا ہونے کے وقت عورت کو تکلیف ہے بلکہ ساتھ والے بھی روتے ہیں۔ لیکن جب بچہ پیدا ہو گیا تو پھر سب کو خوشی ہے۔ ایسا ہی مومن پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تکلیف اور دکھ کا وقت آتا ہے تاکہ وہ آزمایا جائے اور صبر اور استقامت کا اجر پائے۔ اصل میں تکالیف کے دن ہی مبارک دن ہوتے ہیں۔ انبیاء تکالیف کے ساتھ موافقت کرتے ہیں۔ ہر ایک شخص پر نوبت بہ نوبت یہ دن آتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ اصلی ہے یا نہیں۔ مولوی رومی نے خوب فرمایا ہے:

ہر بلا کہیں قوم را حق دادہ است      زیر آں گنج کرم بہنوادہ است<sup>۱</sup>

حدیث میں آیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے تو اُسے کچھ دکھ دیتا ہے۔ انبیاء کے معجزات انہی مصائب کے زمانہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا پریشن ہے جو ہر صادق کے واسطے ضروری ہے۔“ (ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)

## باب ۲: شِدَّةُ الْمَرَضِ

### بیماری کی سختی

۵۶۴۶: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي  
بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي  
وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ  
عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۴۶: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے روایت کی۔ نیز بشر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے اعمش سے، اعمش نے ابو وائل سے، ابو وائل نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ بیان کرتی ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اسے تکلیف پہنچی ہو۔

۱۔ ہر وہ تکلیف جو حق تعالیٰ نے اس قوم کو دی ہے، اُس کے نیچے کرم کا خزانہ رکھ دیا ہے۔



۵۶۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعَگَا شَدِيدًا وَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَگَا شَدِيدًا قُلْتُ إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَدَى إِلَّا أَحَاتَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُ وَرَقُ الشَّجَرِ.

۵۶۴۸، ۵۶۶۰، ۵۶۶۱، ۵۶۶۷۔

۵۶۴۷: محمد بن یوسف (فریبانی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے، حارث نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نبی ﷺ کے پاس آپ کی بیماری میں آیا اور آپ کو نہایت سخت بخار چڑھا ہوا تھا اور میں نے کہا: آپ کو تو نہایت سخت بخار چڑھا ہوا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دہر ثواب ہو۔ آپ نے فرمایا: ہاں کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں کہ جس کو کوئی تکلیف پہنچے مگر ضرور ہی اللہ اس سے اس کے قصوروں کو جھاڑ دے گا جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

تشریح: بِشَدَّةِ الْمَرَضِ: بیماری کی سختی۔ زیر باب روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی انتہائی تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بلاشبہ انبیاء خدا کے مقرب اور سب سے پیارے وجود ہوتے ہیں اور ان کی حفاظت خدا تعالیٰ معجزانہ رنگ میں فرماتا ہے اور ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا تو خدا تعالیٰ نے خاص وعدہ فرمایا ہے تاہم انبیاء اپنے تمام تر کمالات کے باوجود بشر ہوتے ہیں اور بشری لوازم اور تقاضے ان کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہر نبی کی دوہری حیثیت ہوتی ہے۔ ایک پہلو کے لحاظ سے وہ خدا کا نبی اور رسول ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کلام سے مشرف ہوتا ہے اور دینی امور میں اپنے متبعین کا استاد قرار پاتا اور ان کے لئے اسوہ بنتا ہے۔ اور دوسرے اس پہلو کے لحاظ سے وہ انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا ہے اور تمام ان بشری لوازمات اور طبعی خطرات کے تابع ہوتا ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے

فرماتا ہے کہ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ۔ ”یعنی اے رسول تو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں (اور تمام ان قوانین کے تابع ہوں جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں) ہاں میں یقیناً خدا کا ایک رسول بھی ہوں اور خدا کی طرف سے مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے وحی والہام سے نوازا گیا ہوں۔“ اس لطیف آیت میں انبیاء کی دوہری حیثیت کو نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ یعنی انہیں ایک جہت سے دوسرے انسانوں سے ممتاز کیا گیا ہے اور دوسری جہت سے ان کو دوسرے انسانوں کی صف سے باہر نہیں نکلنے دیا گیا۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ انبیاء بشری لوازمات اور انسان کے طبعی خطرات سے بالا ہوتے ہیں وہ جھوٹا ہے۔ یقیناً انبیاء بھی اسی طرح بیمار ہوتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انسان بیمار ہوتے ہیں۔ وہ ملیں یا بخار، ٹائیفائڈ (ضمناً یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں تک ظاہری علامات مندرجہ حدیث و تاریخ سے پتہ چلتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض ٹائیفائڈ سے فوت ہوئے تھے) سل، دق، دمہ، نزلہ، کھانسی، نفرس، دوران سر، پھوڑے پھنسیاں، آنکھوں کا آشوب، جسم کے درد، جگر کی بیماری، اسہال کی بیماری، امترزیوں کی بیماری، گردے کی بیماری، پیشاب کی بیماری، دانتوں کی تکلیف، اعصابی تکلیف، ذکاتِ حس، گھبراہٹ اور بے چینی، دماغی کوفت، نسیان، حوادث کے نتیجہ میں چوٹیں اور زخم، لڑائی کی ضربات وغیرہ وغیرہ سب کی زد میں آسکتے ہیں اور آتے رہے ہیں۔ سوائے اس کے کسی خاص نبی کو خدا کی طرف سے استثنائی طور پر کسی خاص بیماری سے حفاظت کا وعدہ ہو۔“ (مضامین بشیر، جلد ۳، صفحہ ۶۵۱)

نیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

”جنون اور جذام وغیرہ... کی بیماریوں کے متعلق قرآن مجید واضح طور پر نبیوں کے بارے میں نئی فرماتا ہے... خدا تعالیٰ قرآن مجید میں تمام رسولوں کے بارے میں اصولی طور پر فرماتا ہے: كَذٰلِكَ مَاۤ اَتٰى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَآحِرٌ اَوْ مَجْنُوۡنٌ (الذاریات: ۵۳) اور دوسری جگہ مخصوص طور پر آنحضرت

صَلَّى عَلَيْكُمْ کے متعلق فرماتا ہے: وَمَا صَلَّيْتُكُمْ بِمَجْنُونٍ ○ (التکویر: ۲۳) اور ایک اور جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں مخالفوں کی شرارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ○ (الشعراء: ۲۸) یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی رسول بھی تیرے زمانہ سے پہلے ایسا نہیں آیا جسے دشمنوں نے ساحر یا مجنون کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش نہ کی ہو..... اور اے عرب کے لوگو! کیا تم آنکھیں رکھتے ہوئے دیکھتے نہیں کہ ہمارا یہ رسول خدا کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے... اور حضرت موسیٰ کے مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ ازراہ شرارت یہ افتراء باندھا کرتے تھے کہ یہ شخص جو رسالت کا مدعی بنا ہے یہ تو مجنون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں نبوت اور جنون کو متضاد بیان کر کے اس کی زور دار نفی کی گئی ہے... یہی اصول مرگی جیسے مرض پر چسپاں ہوتا ہے۔ جس میں بعض اوقات ایک حد تک جنون سے ملتی جلتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا میں دکھایا گیا کہ ایک کریہہ المنظر شیطان سیرت جانور آپ کی طرف آرہا ہے اور آپ کے دل میں ڈالا گیا کہ یہ صرع یعنی مرگی کا مرض ہے تو آپ نے خدائی القاء کے ماتحت بڑے جوش اور نفرت کے ساتھ فرمایا کہ: ”دور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں“ (تذکرہ صفحہ ۶۸۵ و صفحہ ۱۴)۔ اب رہیں جذام وغیرہ قسم کے امراض جن میں انسان کا جسم بہت گھناؤنی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے لوگ دیکھ کر دور بھاگتے ہیں... قرآن ہمارے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے: فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ۗ وَ كُوْنْتَ فَنًّا عَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نَفْضُوْا مِنْ حَوْلِكَ ○ (آل عمران: ۱۶۰) ”یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدائی رحمت کا حصہ ہے کہ تو اپنے اصحاب کے لئے دل کا نرم بنایا گیا ہے ورنہ اگر تو کرخت اور دل کا سخت ہوتا تو یہ لوگ جو اب تیرے قدموں کے ساتھ چٹے چٹے ہیں تجھ سے ہٹ کر پرے چلے جاتے۔“ اس آیت کریمہ میں یہ لطیف اصول بیان کیا گیا ہے کہ نبیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے ڈرشت اور کرخت اخلاق سے

بچاتا ہے کہ لوگ ان کے اخلاق کی وجہ سے ان سے دور بھاگیں۔ توجہ اخلاق کے متعلق جو نسبتاً مخفی چیز ہے یہ خدائی سنت ہے تو جسم کی گھناؤنی بیماریاں جو کہ دمہ کو نظر آنے والی چیز ہیں ان کے متعلق بدرجہ اولیٰ یہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو ان سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ایک مامور من اللہ کے ذکر کی ذیل میں ایک لحاظ سے زیادہ صراحت کے ساتھ فرماتا ہے کہ زَادَا بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (البقرة: ۲۴۸) ”یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے علمی قوتوں اور جسمانی محاسن دونوں میں امتیاز بخشا تھا“ اس آیت میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اصلاح خلق کے لئے کھڑا کرتا ہے انہیں جسمانی محاسن سے بھی نوازتا ہے اور عقلاً بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ورنہ کئی لوگ ایک لولے لنگڑے اور کرہہ المنظر انسان کی اقتداء قبول کرنے سے طبعاً گھبرائیں اور حق کی اشاعت میں روک پیدا ہو جائے۔ اسی اصول پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ گو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل چیز ایمان اور تقویٰ ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ (الحجرات: ۱۳) مگر باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ عوام الناس کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے خدا کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو عرف عام میں معزز سمجھے جانے والی قوموں میں سے مجبوت فرماتا ہے تاکہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے اور صداقت سے روگردانی کا بہانہ نہ پیدا ہو جائے۔ پس یہ بات اصولاً درست ہے کہ ایک نبی کو کسی قسم کی گھناؤنی بیماری جدام وغیرہ کی قسم کی نہیں ہو کرتی۔“ (مضامین بشر جلد ۳، صفحہ ۶۵۳ تا ۶۵۷)

### باب ۳: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَلَا مَثَلُ

لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر جن کی آزمائش کی جاتی ہے وہ انبیاء ہیں۔ پھر اسی طرح جتنا اعلیٰ درجے کا آدمی ہو گا اتنی ہی زیادہ اس کی آزمائش ہو گی

۵۶۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي ۵۶۴۸: عَبْدَانُ زَعَمَ بِنَايَا۔ انہوں نے ابو حمزہ  
حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ (محمد بن میمون) سے، ابو حمزہ نے اعمش سے، اعمش

نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے، حارث نے حضرت عبد اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بخار چڑھا ہوا تھا میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو تو نہایت سخت بخار چڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں مجھے اتنا ہی بخار چڑھتا ہے جتنا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار چڑھتا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لئے کہ آپ کو دہرا ثواب ہو گا۔ آپ نے فرمایا: ہاں یہ اس طرح ہی ہے کوئی بھی مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچتی ہو کانٹے کی یا اس سے بھی کم تو اللہ ضرور اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تُوعَكُ وَغَكًا شَدِيدًا قَالَ أَجَلٌ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذَلِكَ أَنْ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلٌ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَدَى - شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا - إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

أطرافه: ٥٦٤٧، ٥٦٦٠، ٥٦٦١، ٥٦٦٧-

**تشریح:** وہ انبیاء ہیں۔ انبیاء پر ابتلاء ان کے تعلق باللہ کو ظاہر کرنے کے لیے آتے ہیں۔ ان کی استقامت سے پتا چلتا ہے کہ وہ مشکلات میں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق کو نہیں توڑتے۔ نیز ان ابتلاؤں سے وہ قرب الہی کی منازل میں آگے سے آگے بڑھتے جاتے ہیں اور یہی ابتلاء ان کے لیے بڑے بڑے نشانات اور معجزات دکھانے کا باعث بنتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”ابتلاء میں اس لئے بھی ڈالا جاتا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں کا ایمان کیسا ہے ورنہ یوں دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں کا ایمان پختہ ہے یا نہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی انسان جتنا بڑا ہو اس پر اتنے ہی بڑے ابتلاء آتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ابتلاء نبیوں کو آتے ہیں... جب انہیں متواتر تکالیف دی جاتی ہیں تو لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ ان کا کیسا پختہ ایمان ہے۔ کہتے ہیں اَلْإِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكِرَامَةِ اور سب سے بڑی کرامت یہ

ہے کہ دشمن بھی خوبی کو مان لے اور اس کا انکار نہ کر سکے۔ پس اخلاق اور روحانیت کی پختگی کے لئے ابتلاؤں کا آنا اور ان کے آنے پر صبر و رضا کا مقام اختیار کرنا ایمان کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت زیر آیت أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا...، جلد ۷ صفحہ ۵۸۴، ۵۸۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہیں خطرناک غلطی اور گناہ ہے۔ ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور ان بلاؤں میں جو خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں زمین آسمان کا فرق ہے اس لیے کہ ان کے اسباب بھی مختلف ہیں۔ نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں ان میں ان کو ایک صبر جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا اور مصیبت ان کے لیے مُدْرِكُ الخَلَاوت ہو جاتی ہیں۔ وہ اس سے لذت اٹھاتے ہیں اور روحانی ترقیوں کے لیے ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے درجات کی ترقی کے لیے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے جو ترقیات کے لیے زینہ کا کام دیتی ہیں۔ جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اٹھاتا وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا۔ دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذت ہوتی ہے جو اُسے کشاں کشاں آگے لیے جاتی ہے۔ برخلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بدکرداری کی وجہ سے اس پر آتی ہیں۔ وہ مصیبت ہوتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے جو اس کی زندگی اس کے لیے وبال جان کر دیتی ہے وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ مکر بھی ختم نہیں ہوگا۔ غرض ان بلاؤں کے نزول میں ہمیشہ سے قانونِ قدرت یہی ہے کہ جو بلائیں شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں وہ الگ ہیں اور خدا کے راستبازوں

اور پیغمبروں پر جو بلائیں آتی ہیں وہ ان کی ترقی درجات کے لیے ہوتی ہیں۔ بعض جاہل جو اس راز کو نہیں سمجھتے وہ جب بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس بلا سے فائدہ اٹھائیں اور کم از کم آئندہ کے لیے مفید سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم پر مصیبت آئی تو کیا ہوا نبیوں اور پیغمبروں پر بھی تو آجاتی ہیں، حالانکہ ان بلاؤں کو انبیاء کی مشکلات اور مصائب سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ جہالت بھی کیسی بُری مرض ہے کہ انسان اس میں قیاس مع الفارق کر بیٹھتا ہے۔ یہ بڑا دھوکہ واقع ہوتا ہے جو انسان تمام انبیاء کی مشکلات کو عام لوگوں کی بلاؤں پر حمل کر لیتا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انبیاء اور دوسرے اختیار و ابرار کی بلائیں محبت کی راہ سے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو ترقی دیتا جاتا ہے اور یہ بلائیں وسائل ترقی میں سے ہیں، لیکن جب مفسدوں پر آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اس عذاب سے تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ بلائیں ان کے استیصال اور نیست و نابود کرنے کا ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسا فرق ہے کہ دلائل کا محتاج نہیں ہے۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

## باب ۴ : وُجُوبُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

بیمار کی عیادت کرنا ضروری ہے

۵۶۴۹ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
 حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ  
 أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعَمُوا الْجَائِعَ وَعَوَّدُوا  
 الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِي.  
 ۵۶۴۹: قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
 أَبُو عَوَانَةَ (وَضَاحُ يَشْكُرِي) نَعَى هَمِيئًا بَتَايَا۔ اَنَّهُوْنَ  
 نَعَى مَنْصُورٍ (بَنُ مَعْمَرٍ) سَعَى مَنْصُورٍ نَعَى اَبُو اَوَّكَلٍ سَعَى،  
 اَبُو اَوَّكَلٍ نَعَى حَضْرَتِ اَبُو مُوسَى اَشْعَرِيٍّ سَعَى رَوَايَتِ  
 كِي اَنَّهُوْنَ نَعَى كَمَا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى  
 فَرَمَايَا: بَهُوْكَ كُو كَهْلَاوْ، بِيْمَارُ كِي عِيَادَتِ كُرُو اَوْر  
 كُر فَرَمَايَا كُو چَهْرَاو۔

۵۶۵۰: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدِ بْنِ مُقَرَّبٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالِدِيْبِاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِيِّ وَالْمَيْشِرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُوذَ الْمَرِيضَ وَنُقْشِيَ السَّلَامَ.

۵۶۵۰: حفص بن عمر (حوضی) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اشعث بن سلیم نے مجھے خبر دی، اشعث نے کہا: میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا۔ معاویہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے انہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتیں کرنے کا حکم دیا اور سات سے ہی روکا۔ ہمیں سونے کی انگوٹھی، حریر اور دیباج اور استبرق پہننے اور قسی اور ریشمی زین پوش کے استعمال کرنے سے روکا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم جنازوں کے ساتھ جائیں، بیمار کی عیادت کریں اور ہر کس وناکس کو سلامتی کی عیادت کریں۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۸۳۸، ۵۸۴۹، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

**تشریح:** وَجُوبُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ: بیمار کی عیادت کرنا ضروری ہے۔ مریض کی عیادت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب قرار دیا ہے۔ زیر باب احادیث میں بھوکوں کو کھانا کھلانے، بیمار کی عیادت کرنے، جنازوں کے ساتھ جانے، سلام کو عام کرنے اور قیدیوں کو رہائی دلانے کے ساتھ سونے کی انگوٹھیاں پہننے اور ریشم کی مختلف اقسام کے اعلیٰ لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ ان دو باتوں کو اکٹھا بیان کر کے معاشرے میں طبقاتی تقسیم کو پیدا ہونے سے روکا گیا ہے جو اگر پیدا ہو جائے تو بالآخر معاشرے کی شکست و ریخت پر منتج ہوتی ہے۔ اس خلیج کو ختم کرنے کے لیے ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے معاشرے میں باہم محبت و اخوت کے رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کر کے ایک مومن اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ میں اور میرا بھائی ایک وجود ہیں، اس کی تکلیف میری تکلیف ہے، اور اس کی خوشی میری خوشی ہے۔ اور جو لوگ ایک دوسرے کی تکلیف میں ان کے پرسان حال بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ اداب بہت پسند آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی اللّٰهِ (مسند البزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، ج ۱۳ صفحہ ۳۳۲) یعنی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس جو شخص اللہ کے عیال یعنی اس کے بندوں کی خبر گیری اور خیر خواہی



کرے گا خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو گا۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے بندوں کی خوشنودی مل کر اس انسان کے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لازوال جنت کا پیش خیمہ بنے گی۔ عیادت سے مریض کو کس قدر فائدہ پہنچتا ہے، سائنسی تجارب سے بھی یہ امر ثابت ہو رہا ہے۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: ”پچھلے پندرہ بیس سالوں سے ماہر نفسیات اور اطباء اس بات پر خصوصیت سے توجہ دے رہے ہیں کہ مریض کے علاج میں (Empathy) یعنی ہمدردی، ہم احساس ہونا یا ہم گداز ہونا مریض کی شفا یابی میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف تجربات سے یہ بات واضح طور پر منظر عام پر آئی ہے کہ عیادت اور عزیز رشتہ داروں کی طرف سے ہمدردی مریض کی جلد صحت یابی کا باعث بنتی ہے۔<sup>۱</sup> Neuroscientists نے عملاً ثابت کیا ہے کہ Empathy مریض اور معالج دونوں کے دماغ میں Neurotransmitters پیدا کرتا ہے جو صحت اور بیماری میں جلد شفا کا باعث ہوتا ہے۔ یہی زریں ہدایت آپ نے فرمائی کہ بیمار کی عیادت کریں۔ آپ کے دل میں انسانیت کی ہمدردی اور درد اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آپ نے مشرکوں (یہودیوں) گنواروں اور بچوں تک کی عیادت کی۔ ایک دفعہ بچہ اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھا گیا۔ اس کا سانس اٹک رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی یہ گواہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سے بہترین عیادت کرنے والے تھے۔<sup>۲</sup> پس

(1) Decety J, Aikaterini F., Why empathy has a beneficial impact on others in medicine: Unifying theories. Front. Behav. Neurosci., 14 January 2015. <https://doi.org/10.3389/fnbeh.2014.00457>.

Cynthia Wensley, Mari. B, Mckillop A. etc: A framework of comfort for practice - An integrative review identifying the multiple influences on patients' experience of comfort in healthcare settings, International Journal for Qualify Health Care, volume: 29 Issue: 2, April 2017. 151-162. <https://doi.org/10.1093/intqhc/mzw158>.

Jean Decety. Empathy in Medicine: What It Is, and How Much We Really Need It, The American Journal of Medicine, review volume: 133, Issue 5, P561-566, 1<sup>st</sup> May 2020. <https://doi.org/10.1016/J.amjmed2019.12.012>

۲ (سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب عدد التکبیر علی الجنائز)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ اپنوں سے بھی بڑھ کر ہمدردی کے ساتھ مریض کی عیادت کیا کرتے تھے۔ چھوٹی موٹی تکلیفیں تو انسان کو لگی رہتی ہیں اس میں بھی آپ پوچھا کرتے تھے جب کسی سے رابطہ ہوتا۔ لیکن اگر دو تین دن سے زیادہ کوئی بیمار ہوتا اور آپ کے علم میں یہ بات آتی تو آپ فوراً اس کی عیادت کے لئے جاتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔ چنانچہ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے تین دن سے زائد بیمار رہنے کی صورت میں اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔<sup>۱</sup> جیسا کہ پہلی روایت میں آتا ہے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی عیادت کرنے والا نہیں تھا۔ جب آپ اتنے پیار اور محبت سے مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ہوں گے تو مریض کی آدھی بیماری تو اس وقت خود ہی دور ہو جاتی ہوگی۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ڈاکٹر مریض کو توجہ سے دیکھ لے، اس کی بات غور سے سن لے تو اس مریض کی آدھی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اور وہی ڈاکٹر ان کو پسند آتے ہیں جو اس طرح ان کو توجہ سے دیکھ بھی رہے ہوں اور ان کی باتیں بھی سن رہے ہوں۔ تو جو سب طبیبوں سے بڑھ کر اور سب ڈاکٹروں سے بڑھ کر طبیب ہے اس کے آنے سے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مریض بہتری محسوس نہ کر رہا ہو۔ جو انتہائی توجہ سے مریض کی بات کو بھی سنتا تھا اس کے لئے دعا بھی کرتا تھا۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۲۰۰۵ء، جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دنیا میں بہترین ذریعہ کسی کی محبت حاصل کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ اس کے کسی عزیز سے محبت کی جائے۔ ریلوے سفر میں روزانہ یہ نظارہ نظر آتا ہے پاس بیٹھے ہوئے دوست کے بچہ کو ذرا پچکار دیں یا اسے کھانے کیلئے کوئی چیز دے دیں تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اس کا باپ اس سے محبت سے باتیں کرنے لگ جاتا ہے کہ گویا وہ اس کا

۱۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض)

بہت پرانا دوست ہے۔ تو فرماتا ہے: اِنَّوَالِزَّكُوَّةَ اللّٰهُ تَعَالٰی سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اس کا پائیدار ذریعہ یہ ہے کہ اُس کے بندوں کی خدمت کرو اور انہیں آرام پہنچانے کے لئے حتیٰ المقدور اپنے تمام ذرائع عمل میں لاؤ۔ جب تم ایسا کرو گے تو خدا کہے گا کہ چونکہ یہ میرے پیاروں کی خدمت کرتا ہے اس لئے اسے بھی میرے پیاروں میں داخل کر لیا جائے۔ اس کی تشریح بعض احادیث سے اس طرح معلوم ہوتی ہے (گو انجیل میں بھی اس کا ذکر آتا ہے) کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو! میں بیمار تھا مگر تم لوگ میری عیادت کیلئے نہ آئے۔ تب بندے کہیں گے اے ہمارے رب! تو کس طرح بیمار ہو سکتا تھا تو تو ہر قسم کے نقائص سے منزہ ہے۔ تیرا کام تو لوگوں کی بیماریوں کو دور کرنا ہے تو خود کس طرح بیمار ہو سکتا تھا؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب میرے بندوں میں سے بعض لوگ بیمار تھے اور تم ان کی عیادت کے لئے نہ گئے تو گویا میں ہی بیمار تھا مگر تم نے میری عیادت نہ کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے فرمائے گا کہ ایک دن میں سخت بھوکا تھا مگر تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔... اس حدیث سے اِنَّوَالِزَّكُوَّةَ کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی میرے پیاروں سے پیار کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو میرا رنگ تم پر چڑھ جائے گا اور تم بھی میری صفات اپنے اندر جذب کر سکو گے۔“ (اسوہ حسنہ، انوار العلوم جلد ۱ صفحہ ۶۲، ۶۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہو گا؟ کبھی نہیں، حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑھ ہے

کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶)

### باب ۵: عِيَادَةُ الْمُغْمَى عَلَيْهِ

جو آدمی بے ہوش ہو جائے اس کو دیکھنے جانا

۵۶۵۱: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے، محمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں ایک بار بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ میری عیادت کے لیے پیدل تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بے ہوش پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا اور مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنی جائیداد کے متعلق کیا (وصیت) کروں؟ میں اپنی جائیداد کے متعلق کیا فیصلہ کروں؟ آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تا وقتیکہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

۵۶۵۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي أغمي علي فتوضأ النبي صلى الله عليه وسلم ثم صب وضوءه علي فأفقت فإذا النبي صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله كيف أصنع في مالي فلم يجبني بشيء حتى نزلت آية الميراث.

أطرافه: ۱۹۴، ۴۵۷۷، ۵۶۶۴، ۵۶۷۶، ۶۷۲۳، ۶۷۴۳، ۷۳۰۹۔

### باب ۶: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ

جسے ریاح کے رُک جانے سے مرگی پڑا کرتی تھی اس کی فضیلت

۵۶۵۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى ۵۶۵۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان)

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمران ابی بکر سے، عمران نے کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے بتایا۔ عطاء نے کہا مجھے حضرت ابن عباسؓ نے کہا: کیا میں تمہیں ایسی عورت نہ دکھلاؤں جو جنتیوں میں سے ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ انہوں نے کہا: یہ جو سانولی عورت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: مجھے مرگی پڑتی ہے اور میں تنگی ہو جاتی ہوں اس لئے آپ اللہ سے میرے لئے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو اچھا کر دے۔ وہ کہنے لگی: میں صبر کرتی ہوں۔ اس نے کہا: میں تنگی ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں تنگی نہ ہوا کروں۔ آپ نے اس کے لئے دعا کی۔ محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ مخلص (بن یزید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے، (ابن جریج نے کہا) مجھے عطاء (بن ابی رباح) نے بتایا۔ عطاء نے حضرت ام زفرؓ کو کعبہ کے پردے کے پاس دیکھا۔ وہ ایک لمبی کالی عورت تھیں۔

عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِيَّاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أَصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي قَالَ إِنْ شِئْتَ صَبَرْتُ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيكَ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا. حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ الطَّوِيلَةَ السَّوْدَاءَ عَلَى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

باب ۷: فَضْلُ مَنْ ذَهَبَ بَصْرُهُ

جس شخص کی بینائی جاتی رہی اس کی خوبی

۵۶۵۳: عبد اللہ بن یوسف (تیسری) نے ہمیں بتایا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا۔ لیث نے کہا (یزید بن

۵۶۵۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ

عبداللہ) بن ہاد نے مجھے بتایا۔ عبداللہ نے عمرو سے جو مطلب (بن عبداللہ بن حنطب) کے غلام تھے۔ عمرو نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت انسؓ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: اللہ نے فرمایا ہے۔ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں سے آزماؤں۔ اور پھر وہ صبر کرے تو میں ان کے بدلے اس کو جنت دوں گا۔ آپؐ کی مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔ (عمرو کی طرح) اس حدیث کو اشعث بن جابر اور ابو ظلال بن ہلال نے بھی حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

عَنْ عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ. تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظَلَالِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**تشریح:** ابواب نمبر ۶ اور ۷ میں مرگی اور نایبناپن کی تکالیف پر صبر کے نتیجے میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ آخرت پر ایمان اور یقین ہی انسان کو حقیقی راحت پہنچا سکتا ہے اس پر ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال دنیا میں لاکھوں انسان بیماریوں و دیگر تکالیف کی شدت اور مایوسی کی وجہ سے خود کشیاں کر لیتے ہیں۔ درحقیقت ان سب لوگوں کو رحمت للعالمین نے عظیم الشان خوشخبری عطا فرمائی کہ اگر تم ان تکالیف پر صبر کرو گے اور راضی برضار ہو گے تو دائمی جنت کے وارث بنو گے آپ کا یہ ایک احسان ہی آپ کے محسن حقیقی اور مخفی ہونے کا بھاری ثبوت ہے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

بیماری کی تکلیف پر صبر کرنا اور اس کا اجر ملنا انسان کو بیماری کے علاج سے نہیں روکتا بلکہ انسان کا جسم اور اس عطا کردہ تمام طاقتیں اور استعدادیں انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جس کی حفاظت کرنا اور اس کی ضروریات پوری کرنا انسان پر فرض ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ رَبَّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلَا هَلْكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقِّ حَقَّهُ (الصحيح البخاری، کتاب الصوم، باب مَنْ أَقْسَمَ عَلَىٰ أَحِبِّهِ لِيُقَطِرَ فِي الثَّلْطُوعِ) تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا بھی اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اس لئے ہر حق والے کو اس کا حق دے۔ بیماری بے شک مومن کے درجات کی بلندی کا باعث ہے مگر اس کے علاج کے لیے پوری جدوجہد کرنا لازم ہے۔ اس فلسفہ کو پورے طور پر نہ سمجھنے کے نتیجے میں ایک کم علم اور سست

انسان اپنے علاج سے غفلت کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اپنی بری حالت پر راضی ہو سکتا ہے۔ یہ رویہ بھی ایک قسم کی انتہا پسندی کے مترادف ہے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

## باب ۸: عِيَادَةُ النِّسَاءِ الرَّجَالِ

عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ  
الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

اور حضرت ام درداءؓ نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی  
جو ان انصار میں سے تھا جو مسجد میں رہتے تھے

۵۶۵۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ  
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ  
وَعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ  
يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ  
تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا  
أَخَذَتْهُ الْحُمَى يَقُولُ:

۵۶۵۴: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے مالک سے، مالک نے ہشام بن عروہ سے، ہشام  
نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت  
عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ بیان کرتی ہیں: جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو حضرت  
ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا۔  
آپ بیان کرتی ہیں۔ میں ان کے پاس گئی۔ میں  
نے کہا: ابا اب آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟  
اور بلالؓ تم اپنے تئیں کیسا پاتے ہو؟ کہتی تھیں  
اور حضرت ابو بکرؓ کی یہ عادت تھی کہ جب ان کو  
بخار ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:

كُلُّ امْرِيٍّ مُصَبِّحٍ فِي أَهْلِهِ  
وَالْمَوْتُ أَذْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ  
وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُولُ

ہر آدمی کو جب وہ اپنے گھر والوں میں صبح اٹھتا ہے  
(تو اس کو سلامتی کی دعا دی جاتی ہے) حالانکہ  
موت اس کی جوتی کے تسمے سے قریب ہوتی ہے۔  
اور بلالؓ کی عادت تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا تو  
وہ یہ شعر پڑھتے:

کاش مجھے معلوم ہو کہ کیا میں وادی (مکہ) میں ایک رات بسر کروں گا جبکہ میرے آس پاس اذخر اور جلیل گھاس ہوں گے اور آیا میں کسی دن مجنہ کے پانی پر بھی پہنچوں گا اور آیا کبھی مجھے شامہ اور طفیل پہاڑ دکھائی دیں گے۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً  
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلٌ  
وَهَلْ أَرَدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجْنَةٍ  
وَهَلْ تَبْدُونَنِّي لِي شَامَةً وَطَفِيلٌ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ کو ان کا یہ حال بتایا۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں مکہ کی محبت کی طرح مدینہ کی محبت عطا کر یا اس سے بھی بڑھ کر۔ اے اللہ! اس کو صحت افزا بنا دے اور ہمارے لئے اس کے مدد اور صاع میں برکت دے اور اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر جحفہ میں ڈال دے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ  
اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّبْنَا  
مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللَّهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ  
لَنَا فِي مَدْيَهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا  
فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

أطرافه: ۱۸۸۹، ۳۹۲۶، ۵۶۷۷، ۶۳۷۲۔

**تشریح:** عِيَادَةُ النِّسَاءِ الرَّجَالِ: عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا۔ بیماری، وفات یا دیگر ایسے مواقع پر اسلام عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی خدمت، تیمارداری اور مدد کرنے کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس کو لازمی قرار دیتا ہے۔ اس لیے عورت ڈاکٹر مرد مریض کا اور مرد ڈاکٹر عورت مریض کا علاج معالجہ کر سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شامل ہونے والی خواتین زخمیوں کا علاج معالجہ کرتیں، مقتولوں کو مدینہ لے کر آتیں اور ضرورت مندوں کی دیگر تمام ضروریات پوری کرتیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی جان کی خدمت اور حفاظت اسلام کے نزدیک نہایت اہم ہے اور اس میں مرد و عورت کا فرق مانع نہیں ہو سکتا۔

وَعَادَتُ أُمَّ الدَّيْدَاءِ رَجُلًا: امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں اس واقعہ کو سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ حارث بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُمّ درداء کو مسجد میں ایک انصاری شخص کی تیمارداری کرتے دیکھا۔<sup>۱</sup>

۱ (الادب المفرد للبخاری، باب عيادة النساء الرجل المريض، روایت نمبر ۵۳۰)



اُمّ درداء حضرت ابو درداءؓ کی دو بیویوں کی کنیت ہے۔ بڑی زوجہ کو اُمّ درداء کبریٰ کہتے ہیں وہ صحابیہ تھیں اور ان کا نام خیرہ تھا۔ اُمّ درداء صغریٰ یعنی چھوٹی زوجہ کا نام ہجیمہ تھا اور وہ تابعیہ تھیں۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہاں اُمّ درداء صغریٰ مراد ہیں، کیونکہ اُمّ درداء کبریٰ کی وفات تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت ابو درداءؓ کی وفات سے قبل ہو چکی تھی اس لیے حارث بن عبید ان سے نہیں ملے۔ اُمّ درداء صغریٰ عبد الملک بن مروان کے دورِ حکومت کے آخر تک زندہ رہیں وہ ایک فقیہہ تھیں۔ ان کی وفات حضرت اُمّ درداء کبریٰ سے تقریباً پچاس سال بعد سن ۸۱ ہجری میں ہوئی ہے۔ (بخاری جزء ۱۰ صفحہ ۱۴۶)

شَامَةٌ وَطَفِيلٌ: شامہ اور طفیل مکہ کے دو پہاڑ ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ جہور کے نزدیک یہ دو پہاڑ ہیں جبکہ خطابی کے نزدیک یہ دو چشمے ہیں۔ (بخاری جزء ۱۰ صفحہ ۱۴۶)

وَأَنْقُلُ حُمَّاهَا فَأَجْعَلُهَا بِالْحُفَّةِ: اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر حفہ میں ڈال دے۔ حفہ بخاری آماگاہ تھا وہاں کا ایک چشمہ عَيْنُ الْحُمَّى کے نام سے معروف تھا۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ حفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کا ایک نام ہبید بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز لکھتے ہیں کہ حُمَّةٌ ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اور زمانہ جاہلیت میں وہاں بازار تھا۔ (عمدة القاری جزء ۲۱ صفحہ ۲۱۷)

## بَابُ ۹: عِيَادَةُ الصَّبِيَانِ

بچوں کی عیادت کرنا

۵۶۵۵: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأَبِي نَحْسَبُ أَنَّهُ ابْنَتِي قَدْ حَضَرَتْ فَأَشْهَدُنَا فَأَرْسَلَ

۵۶۵۵: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا۔ عاصم نے مجھے خبر دی۔ عاصم نے کہا میں نے ابو عثمان (نہدی) سے سنا۔ وہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپ کو بلا بھیجا اور اس وقت وہ اور حضرت سعدؓ اور حضرت ابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ وہ سمجھتی تھی کہ میری بیٹی کی موت کا وقت آن پہنچا ہے۔ آپ ہمارے پاس آئیں۔

۱۔ ایک نسخہ کے مطابق اس جگہ نَحْسَبُ کی بجائے لَفْظُ نَحْسَبُ ہے۔ (الصحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ

کراچی، کتاب المرضی باب عیادۃ الصبیان، جلد ۲ صفحہ ۸۴۴، حاشیہ نمبر ۱۲)

آپ نے ان کو سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ آپ فرماتے ہیں: اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا اور ہر شے کی اس کے ہاں ایک میعاد مقرر ہے اس لئے وہ اس کی رضامندی کو چاہے اور صبر کرے تو انہوں نے آپ کو قسم دے کر بلا بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر گئے اور ہم بھی گئے اور بچہ اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھا گیا اور اس کا سانس اٹک رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہا ڈال دی اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔

إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَحْتَسِبْ وَلْتَصْبِرْ فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَفْتَقِعُ ففَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ.

أطرافه: ۱۲۸۴، ۶۶۰۲، ۶۶۵۵، ۷۳۷۷، ۷۴۴۸۔

**تشریح:** عِبَادَةُ الصَّبِيِّان: بچوں کی عبادت کرنا۔ مریض مریض ہی ہے چاہے وہ عمر کے کسی حصے میں ہو یا اس کا تعلق کسی انسانی طبقے سے ہو۔ اس کی عبادت کرنا اسلامی اخلاق میں سے ایک بڑا خلق ہے۔ اس سے جہاں مریض کو تسلی ملتی ہے وہاں اس کے عزیز و اقارب کو بھی عبادت کرنے والوں کی آمد سے حوصلہ ملتا ہے۔ اور پھر بعض رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی باعثِ تسکین ہوتی ہے اور ان کی عدم موجودگی انسان کی تکلیف کو بڑھا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ کا یہ پہلو آپ کی زندگی میں بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کی ایک مثال زیرِ باب حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ جب آپ اپنے نواسے کی عبادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت بھی گئی۔ اس موقع پر آپ نے صبر کا یہ درس بھی دیا کہ صبر اس بات کا نام نہیں ہے کہ انسان کسی عزیز کی تکلیف پر بے چین نہ ہو اور اس کا یہ اضطراب آنسوؤں کی شکل میں دکھائی نہ دے۔ بلکہ جس بات سے روکا گیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جزع فزع نہ ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”ایک دفعہ آپ کا ایک نواسہ بیمار ہوا اُس کے دیکھنے کیلئے آپ کی صاحبزادی نے

آپ کو بلایا اس کی حالت اس وقت سخت تکلیف کی تھی اور زندگی کی آخری گھڑیوں کو نہایت اضطراب اور دکھ کے ساتھ وہ طے کر رہا تھا۔ آپ نے اسے ہاتھوں میں لیا اور اس کے اضطراب کو دیکھا آنکھیں فرط محبت اور وفور رحمت سے پر نم ہو گئیں۔ ایک شخص جو اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ نبی کے لئے یہی ضروری نہیں کہ ہمیں خدا کی باتیں سکھائے بلکہ اس کا یہ بھی کام ہے کہ وہ ہمارے لئے کامل نمونہ ہو انسانیت کا، مکمل نقشہ ہو بشریت کا۔ اس امر کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور بے اختیار ہو کر بولا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہمیں صبر کا سبق دیتے ہیں اور آج خود آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہارا دل شاید رحم سے خالی ہو گا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے رحم دل بنایا ہے۔ کیا لطیف سبق ایک ہی فقرہ میں دے دیا کہ اولاد کی محبت اور ان کی تکلیف کا احساس تو انسانیت کے اعلیٰ جذبات میں سے ہے خدا کا نبی ان جذبات سے خالی کیوں کر ہو سکتا ہے وہ دوسروں کے لئے اس میں بھی نمونہ ہے جس طرح اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق میں نمونہ ہے۔“

(رسول کریم ﷺ ایک انسان کی حیثیت میں، انوار العلوم، جلد ۱۰ صفحہ ۷۵۷)

## باب ۱۰: عِيَادَةُ الْأَعْرَابِ

بادیہ نشینوں کی عیادت کرنا

۵۶۵۶: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ  
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا  
 خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ  
 يَعُودُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ  
 يَعُودُهُ فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنَّ

۵۶۵۶: معلى بن اسد نے ہمیں بتایا کہ عبد العزیز بن مختار نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے ہم سے بیان کیا۔ خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو گئے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کسی بیمار کے ہاں اس کی عیادت کرنے کو جاتے تو آپ اس سے کہتے: فکر کی بات نہیں ان شاء اللہ

یہ بیماری (اس کے) پاک ہونے کا موجب ہوگی۔ اس گنوار نے کہا: آپ نے کہا پاک ہونے کا موجب ہوگی ہرگز نہیں یہ تو ایسا تپ ہے جو سخت جوش مار رہا ہے یا (کہا) ایک بہت بوڑھے شخص پر شدت سے حملہ کر رہا ہے کہ اس کو قبریں ہی دکھا کر چھوڑے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا پھر ایسا ہی سہی۔

شَاءَ اللَّهُ قَالَ قُلْتَ طَهْوَرُ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ أَوْ تَثُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَا.

أطرافه: ۳۶۱۶، ۵۶۶۲، ۷۴۷۰۔

### باب ۱۱: عِيَادَةُ الْمُشْرِكِ مشرکوں کی عیادت کرنا

۵۶۵۷: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہودیوں کا ایک لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا اور وہ بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اس کی عیادت کرنے کے لئے آئے آپ نے فرمایا: اسلام قبول کر لو اور وہ مسلمان ہو گیا۔

۵۶۵۷: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ غَلَامًا لِيَهُودَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ أَسْلِمَ فَأَسْلَمَ.

طرفه: ۱۳۵۶۔

اور سعید بن مسیب نے اپنے باپ سے نقل کیا۔ جب ابوطالب فوت ہونے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُو طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**تشریح:** عِيَادَةُ الْمُشْرِكِ: مشرکوں کی عیادت کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں انسانیت کی ہمدردی اور درد اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آپ انسانوں کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو

دیکھ کر بے چین ہو جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَعَلَّكَ بِاِخْتِاٰفِكَ اَلَا يَكُوْنُوْنَ اٰمُوْمِيْنَ ۝ (الشعراء: ۴) شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

”جذبات و احساسات کا رشتہ نہایت نازک ہوتا ہے اور فاتح اور غالب اقوام عموماً اس معاملہ میں بہت بے اعتنائی دکھاتی ہیں کیونکہ اس کا دار و مدار کسی قانون پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اس روح پر ہوتا ہے جو قلوب میں مخفی ہوتی ہے اور جس پر کوئی مادی قانون حکومت نہیں کر سکتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اپنے غلبہ اور حکومت کے زمانہ میں بھی غیر مسلموں کے احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہوا مگر چونکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اس وقت پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ ایک سوالی کی ہیئت بنا کر باپ کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ باپ نے کہا ”بیٹے! (اگر تمہیں تسلی ہے تو بے شک) ابو القاسم<sup>۱</sup> کی بات مان لو۔“ لڑکے نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا ”خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پاگئی۔“<sup>۲</sup>

(سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے، صفحہ ۷۴۰، ۷۴۱)

اسی طرح کا ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور بروز کامل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی آتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک عورت اپنے بیمار بچے کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا بچہ عیسائی ہو گیا ہے آپ اس کا اعلان کریں لیکن جو بات وہ اصرار کے ساتھ کہتی تھی وہ یہ تھی کہ آپ اس سے ایک دفعہ کلمہ پڑھو ادیں پھر بے شک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو چونکہ

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی۔  
۲۔ بخاری ابواب الجنائز باب اذا اسلم الصبی

وہ بیمار تھا حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس بھیجتا آپ اس کی بیماری کا علاج بھی کریں اور کچھ تبلیغ بھی کریں لیکن وہ لڑکا بھی بڑا پختہ تھا، وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات بھاگ کر چلا گیا۔ رات کو ہی اس کی ماں کو بھی پتہ چل گیا وہ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑی اور بٹالہ کے نزدیک سے اسے پکڑ کر پھر واپس لائی۔ آخر خدا نے اس کی سنی اس کا بیٹا ایمان لے آیا۔ بعد میں گو وہ فوت بھی جلد ہو گیا مگر اس عورت نے کہا اب میرے دل کو ٹھنڈک پڑ گئی ہے موت سے پہلے اس نے کلمہ تو پڑھ لیا ہے۔“

(ترتیب اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو، انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹)

باب ۱۲: إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً  
اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے

۵۶۵۸: محمد بن ثنی نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آپ کی بیماری میں آپ کی عیادت کرنے کے لئے آئے اور آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: امام تو اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ، اگر وہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

۵۶۵۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوذُونَ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوا يُصَلُّونَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ اجْلِسُوا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوحٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَرَ مَا صَلَّى صَلَّى

قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا.

ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا۔ حمیدی کہتے تھے:  
یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے آخری نماز جو پڑھائی تو وہ آپ نے بیٹھ کر  
پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔

أطرافه: ۶۸۸، ۱۱۱۳، ۱۲۳۶۔

**تشریح:** إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً: اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے  
اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نماز کے  
متعلق فرماتا ہے: حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ۚ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ (البقرة: ۲۳۹) تم (تمام) نمازوں کا  
اور (خصوصاً) درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ قُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ سے  
یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے متعلق اصل حکم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کو بیماری و دیگر استثنائی صورتوں کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی راہنمائی فرمائی۔ اس لیے آپ نے بیماری کے دوران بیٹھ  
کر نماز پڑھائی۔ ایک دفعہ آپ نے صحابہ کو جو آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، فرمایا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو  
تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ مگر آپ نے اپنی آخری بیماری میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر  
نماز پڑھی۔ جس سے ہمیشہ کے لیے یہ راہنمائی بھی مل گئی کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مختلف عمل ملتے  
ہوں تو ان میں آخری عمل قابل ترجیح ہے۔ اس واقعہ سے جہاں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے نزدیک باجماعت نماز کی کتنی بڑی اہمیت تھی کہ آپ نے بیماری میں بھی اس کا اہتمام فرمایا وہاں اس بات کا بھی علم  
ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا کتنی اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ جس کا آپ نے اپنے آخری  
مرض میں بھی خیال رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا بلکہ محض ایک رکعت نماز نصیب ہو جانا  
بڑی سعادت ہے کہ قرآن کریم جنگوں کے پرخطر حالات میں جبکہ دشمن سامنے صف آراء ہو آپ کی امامت میں نماز  
پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَ  
لْيَأْخُذُوا آسِيحَتَهُمْ ۚ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ ۚ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَ  
لْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ ۚ وَآسِيحَتَهُمْ ۚ وَكَالَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغَفَّلُونَ عَنْ آسِيحَتِكُمْ ۚ وَآمَنَ تَعَتِكُمْ فَيَبْسُوتُونَ عَلَيْكُمْ  
مَنْ يَكْفُرْ ۚ وَإِحَادَةً ۚ اور ان میں ہو اور تو انہیں نماز پڑھائے تو ان میں سے ایک حصہ جماعت (کو چاہیے کہ)  
تیرے ساتھ کھڑے ہوں اور اپنے ہتھیار لے لیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو وہ تمہارے پیچھے (حفاظت کے لئے)  
کھڑے ہو جائیں، پھر ایک اور حصہ جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (آگے) آجائے اور تیرے ساتھ نماز پڑھے اور  
وہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے رہیں۔ جو لوگ کافر ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے

سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو وہ بیکدم ہی تم پر آ پڑیں۔ اس صورت میں دشمن کے سامنے ایک دستہ کھڑا ہے اور ایک دستہ فوج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلیت میں آنے والے تمام برگزیدہ وجود جن میں اول نمبر پر حضرت ابو بکرؓ اور آخری دور میں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد قیامت تک آنے والے آپ کے خلفاء ہیں جن کی اقتداء میں نصیب ہونے والی ایک نماز انسان کے بھاگ جگا سکتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر کوئی میرے پیچھے نماز ایک مرتبہ پڑھ لیوے تو وہ بخشا جاتا ہے۔ اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کُونُوا مَعَ الظَّالِمِينَ (التوبة: ۱۱۹) کے مصداق ہو کر نماز کو آپ کے پیچھے ادا کرتے ہیں تو وہ بخشے جاتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۷۸-۳)

## باب ۱۳: وَضَعُ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ

بیمار پر ہاتھ رکھنا

۵۶۵۹: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جعید (بن عبد الرحمن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عائشہ بنت سعد سے روایت کی کہ ان کے باپ حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) نے کہا کہ میں مکہ میں نہایت سخت بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کو آئے میں نے کہا: یا نبی اللہ! میں جائیداد چھوڑے جا رہا ہوں اور اپنی ایک ہی بیٹی کے سوا میں نے اپنا کوئی وارث نہیں چھوڑا تو کیا میں اپنی جائیداد کی دو تہائی کی وصیت کروں اور ایک تہائی رہنے دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو کیا آدھی جائیداد کی وصیت

۵۶۵۹: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْجَعْفَرِيُّ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شَدِيدًا فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أَتْرُكُ مَا لِي وَإِنِّي لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا بِنْتًا وَاحِدَةً فَأَوْصِي بِثُلْثِي مَالِي وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ لَا قُلْتُ فَأَوْصِي بِالتَّصْفِ وَأَتْرُكُ التَّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَوْصِي بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا



کروں اور آدھی رہنے دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو پھر ایک تہائی کی وصیت کروں اور اس بچی کے لئے دو تہائی چھوڑوں؟ آپ نے فرمایا: ایک تہائی اور ایک تہائی بہت ہے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا پھر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر اور میرے پیٹ پر پھیرا اور دعا کی: اے اللہ! سعدؓ کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو پورا فرما اور اب بھی جب مجھے خیال آتا ہے میں اپنے جگر پر آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پاتا ہوں۔

أطرافه: ۵۶، ۱۲۹۵، ۲۷۴۲، ۲۷۴۴، ۳۹۳۶، ۴۴۰۹، ۵۳۵۴، ۵۶۶۸، ۶۳۷۳، ۶۷۳۳۔

۵۶۶۰: تیبیہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیبی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو سخت بخار تھا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو تو نہایت سخت بخار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لئے کہ آپ کو دہرا ثواب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

الثَّلَثَيْنِ قَالَ الثَّلُثُ وَالثَّلُثُ كَثِيرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ لَمْ تَمَسَّ يَدَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَبَطْنِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأْتِمِّمْ لَهُ هِجْرَتَهُ فَمَا زِلْتُ أَحَدُ بَرْدَةٍ عَلَى كَبِدِي فِيمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

۵۶۶۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ وَعَكًا شَدِيدًا فَمَسَسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَكًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلٌ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلٌ

۱۔ کشمیری کی روایت کے مطابق اس جگہ لفظ جَبْهَتِهِ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۵۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَدَى مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

فرمایا: کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہو بیماری یا اس کے سوا کوئی اور تو ضرور ہی اللہ اس (کی بہتری) کے لئے اس کے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑتا ہے۔

أطراف: ۵۶۴۷، ۵۶۴۸، ۵۶۶۱، ۵۶۶۷۔

**تشریح:** وَضَعَ الْيَدِ عَلَى الْبَرِيضِ: بیمار پر ہاتھ رکھنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اس کے پاس بیٹھتے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے۔ آپ کے وجود کے فیض اور آپ کے ہاتھ کی برکت سے مریض کو سکون ملتا اور وہ شفا یاب ہو جاتا۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: آج سائنس بھی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ نہ صرف یہ کہ عیادت پر آج کل زور ہے بلکہ ماہر نفسیات اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ مریض پر ہاتھ رکھنا بھی علاج کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کو سائنسی اصطلاح میں Expressive touch کہا جاتا ہے۔ ایک مشہور ریسرچ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے: "In many cases, touch is the most effective means of providing human comfort". جہاں مندرجہ بالا امور کی طرف نئی سائنسی تحقیق زور دے رہی ہے وہاں معالجین کا ایک ذی شعور طبقہ دعا کی اہمیت پر بھی زور دے رہا ہے۔ ایک سائنسی جریدہ میں Centered God-Prayer میں مریض کی صحت دعا کے ذریعہ سے ثابت کی گئی ہے۔<sup>۱</sup> دل کی جراحی کے بعد دعائیں وہ طاقت بتائی گئی ہے کہ مریض کی Emotional health بہت جلد بحال ہو جاتی ہے۔<sup>۲</sup> اور یہ بات بھی تحقیق سے ثابت ہوئی

(1) Stonehouse, DP: The use of touch in developing a therapeutic relationship, Expressive touch .University of Saltford, Manchester. Published Date 2017. <http://usir.saltford.ac-uk/46574/>

(2) Karin Jors, Arndt B, Niels CH, et al: Evidence-Based Complementary and Alternative Medicine. Published online 2015 Feb 26. <http://dx.doi.org/10.1155/2015/927973>.

Furlow, L., & O'Quinn, J.L. (2002) Does Prayer Really Help? Journal of Christian Nursing, 19 (2), 31-34.

(3) Amy L. Ai, Steven FB, & Christopher P: The Use of Prayer by Coronary Artery Bypass Patients. The International Journal for the Psychology of Religion. Vol: 10, Issue:4, 2000 P:205-220, Published online 16 Nov 2009. [https://doi.org/10.1207/S15327582IJPR.1004\\_01](https://doi.org/10.1207/S15327582IJPR.1004_01)

ہے کہ درمیانی اور بڑی عمر کے دل کی جراحی کے مریض دعا کی برکت سے جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں اور آئندہ زندگی ذہنی اور جسمانی سکون سے بسر کرتے ہیں۔<sup>۱</sup> ایک اور اہم نکتہ مریض کے علاج کے حوالے سے یہ ہے کہ معالج مریض کو بیماری سے مایوس نہ کرے اور نہ ہی مریض اپنی بیماری سے مایوس ہو مغربی دنیا میں Medico-Legal الزامات کے خوف سے اکثر طبیب جان لیوا بیماریوں میں مریض کو مایوس کر دیتے ہیں یا پھر مریض اور لواحقین Internet وغیرہ پر پریشان کن معلومات حاصل کر کے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں جو بعض اوقات خود کشی پر منتج ہو جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی موت کی آرزو ہرگز نہ کرے۔“ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام احتیاطی تدابیر اور جملہ اسباب بروئے کار لاتے مگر آپ کا اصل انحصار اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا اور یہی اصول طبیب اور مریض کو بھی اپنانا چاہیے مریض اور طبیب کے تعلق میں ہمدردی (Empathy) اور پیار پر ہاتھ رکھنا (Expressive touch) نہایت اہم ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام برگزیدہ وجودوں کی اس برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہننا ہوا کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا، اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۱۹)

## باب ۱۴: مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ وَمَا يُجِيبُ

بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے

۵۶۶۱: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ  
التَّمِيمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ  
۵۶۶۱: قَبِيصَةَ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا، کہا:  
سُفْيَانُ (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش  
سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے  
حارث بن سويد سے، حارث نے حضرت عبد اللہ

(1) Amy L. Ai., Ruth E. Dunkle, Christopher Peterson & Steven F. Bolling (1998) The Role of Private Prayer in Psychological Recovery Among Midlife and Aged Patients Following Cardiac Surgery. The Gerontologist, Vol 38, Pages: 591-601.

(بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری میں آیا اور میں نے آپ کو چھوا۔ آپ کو تیز بخار تھا۔ میں نے کہا: آپ کو تو شدید بخار ہے اور یہ اس لئے کہ آپ کو دہرا ثواب ہو گا۔ آپ نے فرمایا: ہاں اور کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہو مگر ضرور ہی اس سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَمَسَسْتُهُ وَهُوَ يُوعَكُ وَغَمًّا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَغَمًّا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلٌ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أذى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

أطرافه: ۵۶۴۷، ۵۶۴۸، ۵۶۶۰، ۵۶۶۷۔

۵۶۶۲: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبد اللہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد (حذاء) سے، خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس اس کی عیادت کرنے کو گئے تو آپ نے فرمایا: فکر کی بات نہیں انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں بلکہ یہ تپ تو ایک بوڑھے پر ایسا جوش مار رہا ہے کہ اس کو قبریں ہی دکھا کر چھوڑے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا پھر ایسا ہی۔

۵۶۶۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُوذُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ حَتَّى تُزِيرَهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَا.

أطرافه: ۳۶۱۶، ۵۶۵۶، ۷۴۷۰۔

**تشریح:** مَا يُقَالُ لِلتَّيْرِضِ وَمَا يُجِيبُ: بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت امّ علاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار تھی اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم عیادت کے لئے میرے ہاں تشریف لائے اور میری تسلی کے لئے فرمایا کہ اُمّ غلّاء! بیماری کا ایک پہلو خوش کن بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مرض کی وجہ سے ایک مسلمان کی خطائیں اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔<sup>۱</sup> دیکھیں کس طرح سے مریضوں کو تسلی دیتے رہتے تھے۔ اس بات کو آپ اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ بیماری کی وجہ سے بیماری کو کونسنے دیئے جائیں، بیماری کو برا بھلا کہا جائے کہ یہ کیا کم بخت بیماری آگئی ہے، جس طرح بعضوں کو عادت ہوتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ سائبہ کے پاس گئے تو ان کو تکلیف میں دیکھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اُمّ سائبہ نے جواب دیا کہ بخار ہو گیا ہے، خدا سے غارت کرے۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہرو، بخار کو گالیاں نہ دو کیونکہ یہ مومن کی خطائیں ویسے ہی دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی سونے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔<sup>۲</sup> اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا ضرور کرنی چاہئے اور آپ خود بھی مریضوں کے لئے کیا کرتے تھے لیکن اس طرح کونسنے نہیں دینے چاہئیں۔ دعا اور صدقہ و خیرات سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنی چاہئے۔ اور بیماری پر جو صبر کی تلقین تھی وہ صرف دوسروں کے لئے نہیں تھی بلکہ اگر خود بھی کبھی بیمار ہوتے تھے یا تکلیف میں ہوتے تھے تو سب سے بڑھ کر صبر دکھانے والے تھے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵ء، جلد ۳ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

## باب ۱۵: عِیَادَةُ الْمَرِیضِ رَاكِبًا وَمَا شِیًّا وَرِدْفًا عَلٰی الْحِمَارِ

بیمار کی عیادت کے لیے سوار ہو کر یا پیدل چل کر یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا

۵۶۶۳: حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ بُكَيْرٍ ۵۶۶۳: یحییٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلِ بْنِ شِهَابٍ (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے،

۱ (ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب عیادة النساء)

۲ (الأدب المفرد للبغاری، باب عیادة المرضی)

عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے روایت کی کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ان کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھی اور پالان پر فدک کی ایک چادر ڈالی گئی تھی اور آپؐ نے اسامہؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو جا رہے تھے۔ یہ بدر کی لڑائی سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپؐ گئے یہاں تک کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے کہ جس میں عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی تھا اور یہ واقعہ عبد اللہ (بن ابی) کے مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے اور اس مجلس میں مسلمانوں مشرکوں، بت پرستوں اور یہودیوں میں سے ملے جلے لوگ تھے اور مجلس میں حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ جب اس مجلس کو سواری کی دھول نے ڈھانپ لیا تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی کہنے لگا: تم ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو السلام علیکم کہا اور ٹھہر گئے اور اتر پڑے اور پھر ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ عبد اللہ بن ابی نے یہ سن کر آپؐ سے کہا: بھلے آدمی اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں جو تم کہتے ہو اگر یہ حق ہے تو پھر ہماری مجلس میں آکر ہمیں اس سے تکلیف نہ دیا کرو اور اپنے گھر کو لوٹ جاؤ اور ہم میں سے جو تمہارے پاس آئے اس کو یہ

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أَسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَنٍ ابْنُ سَلُولٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودِ فِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةٌ الدَّابَّةِ حَمَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَنْفَةَ بِرِدَائِهِ قَالَ لَا تُعْبِرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاغْشِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نَحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ

کہانی سنایا کرو۔ حضرت ابن رواحہؓ نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! بلکہ آپؐ ہماری مجلسوں میں آکر ہمیں یہ سنایا کریں کیونکہ ہم یہ باتیں پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان اور مشرک اور یہودی آپس میں سب و شتم کرنے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جوش کو دباتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانور پر سوار ہو گئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے آپؐ نے فرمایا: سعدؓ کیا تم نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ آپؐ کی مراد عبد اللہ بن ابی سے تھی۔ حضرت سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ اس کو معاف کریں اور اس سے درگزر کریں اللہ نے آپؐ کو عطا کیا ہے اور کیا خوب عطا کیا ہے۔ اس بستی کے لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کی دستار بندی کریں۔ جب اللہ نے اس تجویز کو اس حق کی وجہ سے رد کر دیا جو اس نے آپؐ کو دیا تو اس سے (غصے کے مارے) اس کا گلا گھٹ گیا۔ یہ وجہ ہے اس نے جو کیا آپؐ نے جو دیکھا۔

الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ  
حَتَّى كَادُوا يَتَنَازَرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ  
حَتَّى سَكَنُوا فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى  
سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ فَقَالَ لَهُ أَيُّ سَعْدٍ أَلَمْ  
تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حَبَابٍ يُرِيدُ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَالَ قَالَ سَعْدٌ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ  
فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللَّهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدْ  
اجْتَمَعَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحِيرَةِ عَلَى أَنْ  
يَتَوَجَّهُوا فَيُعَصِّبُوهُ فَلَمَّا رَدَّ ذَلِكَ  
بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ  
فَذَلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ.

أطرافه: ۲۹۸۷، ۴۵۶۶، ۵۹۶۴، ۶۲۰۷، ۶۲۵۴۔

۵۶۶۴: عمرو بن عباس نے ہمیں بتایا کہ عبد الرحمن  
(بن مہدی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان  
(بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے محمد

۵۶۶۴: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنِ

جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَنِي  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ يَعُوذُنِي  
لَيْسَ بِرَأْسِ بَغْلٍ وَلَا بِرِذْوَنٍ.  
سے جو منکر کے بیٹے ہیں انہوں نے حضرت جابر  
رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کرنے  
کو آئے آپ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ گھوڑے پر۔

أطرافه: ۱۹۴، ۴۵۷۷، ۵۶۵۱، ۵۶۷۶، ۶۷۲۳، ۶۷۴۳، ۷۳۰۹۔

**تشریح: عِيَادَةُ الْمَرِيضِ...** بیمار کی عیادت کو... جانا۔ باب ۵ سے ۱۵ تک ابواب میں مریضوں کی  
عیادت کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ عناوین ابواب سے ظاہر ہے۔ مثلاً جو آدمی  
بے ہوش ہو جائے اس کو دیکھنے جانا (باب ۵) مرگی کے مریض کی عیادت کرنا (باب ۶) عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی  
کرنا (باب ۸) بچوں کی عیادت کرنا (باب ۹) گنواروں کی عیادت کرنا (باب ۱۰) مشرکوں کی عیادت کرنا (باب ۱۱)  
اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو اور پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے (باب ۱۲) بیمار پر ہاتھ  
رکھنا اور اس کے لیے دعا کرنا (باب ۱۳) بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے (باب ۱۴) بیمار کی عیادت کو سوار  
ہو کر یا پیدل چل کر یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا (باب ۱۵)

مذکورہ ابواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف مریضوں کی عیادت کیلئے جانے کا ذکر ہے جس سے پتہ  
چلتا ہے کہ آپ بیمار کی تکلیف کو محسوس فرماتے اور آپ کی ہمدردی ان بیماروں کے لیے رحمت کا سامان بن جاتی۔ آپ  
اپنی لاتعداد مصروفیات کے باوجود بیمار کی تکلیف کے لیے خود چل کر تشریف لے جاتے، اپنے ساتھ صحابہ کو لے  
جاتے، مریض کی حالت کے مطابق اس کے لیے علاج تجویز فرماتے، اپنے تبرک سے اس کو برکت بخشتے، درد مندانہ  
دعاؤں سے اس کی تکلیف کو دور کرتے۔ بعض مریضوں کے لیے آپ نے مسجد نبوی میں خیمے لگوائے تاکہ ان کے  
علاج کی خود نگرانی فرما سکیں اور انہیں دیکھ کر ان کے لیے دعا ہوتی رہے۔ آپ کا یہ درد تمام انسانی طبقات کے لیے  
یکساں تھا۔ اپنے، غیر، مشرک، بدوی، مرد، عورتیں، بچے غرض کوئی بھی طبقہ آپ کے رحم سے محروم نہ تھا بلکہ آپ  
کے قلب صافی سے ان تمام تکلیف زدہ افراد کے لیے دعائیں ابر رحمت بن کر برتتیں جو ان کی جسمانی، روحانی اور  
اخلاقی صحت کا موجب بنتیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اُس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر  
کے نیچے آجاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے  
اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ  
میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ



نہیں سکتے تھے، چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبة: ۱۲۸) یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہیں اور اُسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

## باب ۱۶

مَا رُخِّصَ لِّلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ إِنِّي وَجَعٌ  
أَوْ وَآرَأْسَاهُ أَوْ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ

بیمار کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا کہنا ہائے میرا سر یا یہ کہ بیماری سے مجھے سخت تکلیف ہے

وَقَوْلُ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيُّ مَسْنِيٍّ  
الضُّرِّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ.  
(الانبیاء: ۸۴)

اور حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ دعا کرنا یعنی مجھے  
یہ دکھ لگ گیا ہے اور تو تمام رحم کرنے والوں میں  
سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

۵۶۶۵ : حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَيُّوبَ  
عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوقِدُ  
تَحْتَ الْقَدْرِ فَقَالَ أَيُّودِيكَ هَوَامٌ  
رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ  
فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ.

۵۶۶۵: قبصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ  
سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے  
(عبداللہ) بن ابی نجیح اور ایوب سے، انہوں نے  
مجاہد سے، مجاہد نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے،  
عبدالرحمن نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں ہانڈی تلے  
آگ جلا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہارے سر کی  
جو کھیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں نے عرض کیا:  
جی ہاں تو آپ نے حجام کو بلایا اور اس نے ان کا سر  
مونڈ ڈالا۔ پھر آپ نے مجھے فدیہ دینے کا حکم دیا۔

أطرافه: ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۴۱۵۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۵۱۷،  
-۶۷۰۸، ۵۷۰۳

۵۶۶۶: یحییٰ بن یحییٰ ابو زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے قاسم بن محمد سے سنا وہ کہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہہ رہی تھیں: ہائے مراسر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایسی بات ہو جائے اور میں زندہ ہوں تو میں تمہارے لئے استغفار کروں گا اور تمہارے لئے دعا کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: ہائے میں گئی، اللہ کی قسم میں یہ گمان کرتی ہوں کہ آپؐ یہ چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اگر یہ بات ہو گئی تو اسی شام آپؐ اپنی کسی بیوی کے ساتھ شادی منائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ ہائے میراسر۔ مجھے تو یہی فکر تھی یا فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور وصیت کر دوں کہ کہیں کہنے والے نہ کہیں یا آرزو کرنے والے آرزو نہ کریں پھر میں نے سوچا۔ اللہ اس بات سے انکار کرے گا اور مؤمن نہیں مانیں گے یا (فرمایا): اللہ نہیں مانے گا اور مؤمن اس سے انکار کریں گے۔

طرفہ: ۷۲۱۷-

۵۶۶۷: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (اعش) نے ہم سے بیان کیا۔ سلیمان نے ابراہیم (بن یزید) تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید

۵۶۶۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُو زَكْرِيَاءَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَرَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكَ وَأَدْعُو لَكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَائْتِيَا اللَّهَ إِلَيَّ لِأَطْنُكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَطَلَلْتُ آخِرَ يَوْمِكَ مُعْرَسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَرَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَا أَبَى اللَّهِ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ.

۵۶۶۷: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُؤَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سے، حارث نے حضرت (عبداللہ) بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کو ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں اتنا جتنا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: آپ کو دو ثواب ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں کہ جسے کوئی تکلیف پہنچتی ہو بیماری یا اس کے سوا کوئی اور تو ضرور ہی اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ دے گا جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

۵۶۶۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ہمیں خبر دی، انہوں نے عامر بن سعد (بن ابی وقاص) سے، عامر نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس میری اس بیماری میں عیادت کرنے کے لئے آئے کہ جس نے حجۃ الوداع کے زمانے میں مجھے سخت تکلیف دی تھی۔ میں نے کہا: میری بیماری جس حد تک پہنچ چکی ہے آپ دیکھ ہی رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ تو کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ دے دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: نصف؟ آپ

قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسَسْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ تُتَوَعَكُ وَغَمًّا شَدِيدًا قَالَ أَجَلٌ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ أَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أذى مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَّهَا.

أطرافه: ۵۶۴۷، ۵۶۴۸، ۵۶۶۰، ۵۶۶۱۔  
 ۵۶۶۸: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي مِنْ وَجَعِ اشْتَدَّ بِي زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرْتُبِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِي مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

يَتَكْفُونَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً  
تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجْرَتْ عَلَيْهَا  
حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي أَمْرَاتِكَ.

نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا۔ ایک تہائی؟ فرمایا۔  
ایک تہائی بھی بہت ہے یہ کہ تم اپنے وارثوں کو  
غنی چھوڑ جاؤ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو محتاج  
چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے  
پھریں اور اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تم جو بھی  
خرچ کرو گے تو ضرور تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے  
گا۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے  
منہ میں ڈالتے ہو۔

أطرافه: ۵۶، ۱۲۹۵، ۲۷۴۲، ۲۷۴۴، ۳۹۳۶، ۴۴۰۹، ۵۳۵۴، ۵۶۵۹، ۶۳۷۳، ۶۷۳۳۔

### باب ۱۷: قَوْلُ الْمَرِيضِ قَوْمُوا عَنِّي

بیمار کا کہنا مجھ سے اٹھ کر چلے جاؤ

۵۶۶۹: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ  
ہشام (بن یوسف صنعانی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے عمر (بن راشد) سے روایت کی۔ نیز ہمیں  
عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے بتایا کہ عبد الرزاق  
نے ہم سے بیان کیا کہ عمر نے ہمیں خبر دی، عمر  
نے زہری سے، زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ  
سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا اس  
وقت گھر میں کچھ آدمی تھے، ان میں حضرت عمر  
بن خطاب بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
لَاؤْمِلُ تَمَّارَةَ لِيْ اِيْكَ تَحْرِيرِ لَكُمُ دَوْنِ لِيْ تَاكُ

۵۶۶۹: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح. حَدَّثَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ  
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ  
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حَضَرَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا  
تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو نہیں لکھتے تھے مگر آپ کے حکم سے جو لکھا جاتا تھا وہ آپ کا ہی کہلاتا تھا۔

تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تکلیف نے نڈھال کیا ہوا ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے۔ ہمارے لئے کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ تو جو لوگ گھر میں تھے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے۔ ان میں سے بعض کہتے تھے (قلم دوات کاغذ) قریب کرو تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو اور ان میں سے بعض وہ کہتے تھے جو حضرت عمرؓ نے کہا۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے مقصد باتیں اور جھگڑا بہت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو چلے جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا اور حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے: بڑی مصیبت ساری مصیبتوں کی مصیبت وہ بات تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اختلاف اور شور کی وجہ سے اس تحریر کے لکھنے سے روک دیا۔

أطرافه: ۱۱۴، ۳۰۵۳، ۳۱۶۸، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۷۳۶۶۔

**تشریح:** قَوْلُ الْمَرِيضِ قَوْمًا عَيْتِي: بیمار کا کہنا مجھ سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلے میں شور و غل نہ کرو اور نہ مریض کے پاس زیادہ بیٹھو کیونکہ مریض کے پاس کم بیٹھنا سنت ہے۔<sup>۱</sup> تو مریض کے کمرے میں شور شرابہ کرنا، بڑی دیر تک جگھٹا لگا کر بیٹھ رہنا، یہ آپ ﷺ کے عمل کے خلاف تھا۔ مریض کی

۱۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز، الباب الاوّل، الفصل الثالث حدیث نمبر ۱۵۸۹)

عیادت کرنے کے بعد واپس آجانا چاہیے۔ اور گھر کے جو افراد تیمارداری کر رہے ہیں انہیں کو وہاں رہنا چاہیے۔ یا اگر ہسپتال میں ہیں تو ہسپتال کے انتظام کے تحت۔ بعض دفعہ عزیز رشتہ دار ہسپتالوں میں بھی اتنا رش کر دیتے ہیں کہ ساتھ کے دوسرے مریض بھی ان کے بچوں اور ان کے اپنے شور سے ڈسٹرب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایسی صورت میں بعض دفعہ ہسپتال کی انتظامیہ کو سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ رش کرنے کی عموماً عادت ہے۔ بعض اوقات مریض کے پاس زیادہ رش کرنے کی وجہ سے لوگوں کی سانسوں کی وجہ سے، مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں، فضا بھی اتنی صاف نہیں رہتی جس سے مریض کی تکلیف بڑھنے کا بھی امکان ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھیں ہمارے سامنے پہلے ہی یہ اسوہ رکھ دیا کہ مریض کی عیادت کرو، اس کو تسلی دو، اس کے لئے دعا کرو اور واپس آ جاؤ۔ وہاں بیٹھ کے مجلسیں نہ جماؤ۔ اسی طرح ان کے علاوہ مریض کے گھر والوں کو بھی جو تیمارداری کر رہے ہیں زیادہ رش نہیں کرنا چاہئے۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵ء، جلد ۳ صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴)

هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضْلُوا بَعْدَكَ: لاء میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”شیعہ کہتے ہیں کہ یہ وصیت حضرت علیؑ کے حق خلافت سے متعلق مقصود بالذات تھی جو حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر کہ کیا کتاب اللہ ہمارے لئے کافی نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے نہیں دی۔ یہ امر واقعہ ہے جو اسی روایت میں مذکور ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی بات پر حاضرین میں جھگڑا تھا جس سے ایک شور اٹھا۔ کیا یہ احتمال نہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے محبوب آقا کی تکلیف کا احساس کر کے ایسا کیا۔ جب یہ بھی احتمال ہے جو اغلب ہے تو محض ایک فرضی خیال سے کسی مثبت بات کے بارے میں قیاس یقین کا درجہ نہیں رکھتا اور اس قیاس پر اصرار دوسری غلطی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ واقعات کی بناء پر حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ کو ایک موقع پر ان کے بعض

خداشات کا جواب دے چکے ہیں جو انہیں اپنے کسی موروثی حق کے بارے میں پیدا ہوئے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب فرض الخمس روایت نمبر ۳۰۹۴۔ وصیت کے خیال کا رد روایت نمبر ۴۴۵۹، ۴۴۶۰ سے ہوتا ہے۔ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ آخری سانس لیا۔ یہ روایت خلاف ہے اُس روایت کے جو حاکم اور ابن سعد نے نقل کی ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کی گود میں فوت ہوئے۔ ابن حجر کی تحقیق میں وہ روایت مختلف سندوں سے نقل کی گئی ہے اور ہر سند میں کوئی نہ کوئی شیعہ راوی ہے اور قابل التفات نہیں۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵)“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح جلد نہم صفحہ ۳۴۹)

### باب ۱۸: مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ

جو بیمار بچے کو اس غرض کے لئے لے جائے کہ اس کے لئے دعا کی جائے

۵۶۷۰: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ  
حَدَّثَنَا حَاتِمٌ - هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ - عَنِ  
الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُولُ  
ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعَ فَمَسَحَ  
رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ  
فَشَرِبْتُ مِنْ وُضُوئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ  
ظَهْرِهِ فَنظَرْتُ إِلَى خَاتِمِ النَّبُوَّةِ بَيْنَ  
كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

۵۶۷۰: ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ  
حاتم نے جو کہ اسماعیل کے بیٹے تھے ہمیں بتایا۔  
انہوں نے جمید سے، جمید نے کہا میں نے  
حضرت سائب (بن یزید صحابی) سے سنا وہ کہتے  
تھے: میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس لے گئیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میرا  
بھانجا بیمار ہے۔ تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا  
اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے  
وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی  
پیا اور آپ کی پیٹھ کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور میں نے  
آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی  
مہر کو دیکھا جو چکور کے انڈے کی طرح تھی۔

## باب ۱۹: تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتِ

بیمار کا موت کی آرزو کرنا

۵۶۷۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بنانی نے ہمیں بتایا۔ ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہے موت کی آرزو نہ کرے اور اگر وہ ایسا کرنے کے لیے لاچار ہے تو یوں دعا کرے: اے اللہ مجھے زندہ رکھو جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے وفات دیدے اگر وفات میرے لئے بہتر ہو۔

۵۶۷۱: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضَرِّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَحْنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.

اطرافہ: ۶۳۰۱، ۷۲۳۳۔

۵۶۷۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہا شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا: ہم حضرت خباب (بن ارت صحابی) کے پاس ان کی بیمار پرسی کے لئے گئے اور انہوں نے سات داغ لگوائے ہوئے تھے وہ کہنے لگے: ہمارے ساتھی جو پہلے تھے وہ چلے گئے اور اس دنیا نے ان کے ثواب کو کم نہیں کیا اور ہم نے اتنی (دولت) پائی ہے کہ اس کے رکھنے کے لئے مٹی کے سوا اور کوئی جگہ نہیں پاتے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں

۵۶۷۲: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ نَعُوذُهُ وَقَدْ اِحْتَوَى سَبْعَ كَيِّاتٍ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمْ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصْبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ



ضرور اس کی دعا کرتا۔ پھر ایک اور دفعہ ہم ان کے پاس آئے اور وہ اپنی ایک دیوار بنا رہے تھے تو کہنے لگے: مسلمان جو بھی خرچ کرتا ہے اُس کا اجر ضرور اُس کو دیا جاتا ہے سوائے اس کے جسے وہ اس مٹی میں رکھ دیتا ہے۔

أَطْرَافُهُ: ۶۳۴۹، ۶۳۵۰، ۶۴۳۰، ۶۴۳۱، ۷۲۳۴۔

۵۶۷۳: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابو عبید جو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: کسی کو اس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے۔ اس لئے جو عمل کرو تو نہایت سنوار کر کرو اور (اسے) قرب الہی کیلئے بجالاؤ اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو ہرگز نہ کرے اگر وہ نیک ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ نیکی میں اور ترقی کرے اور اگر بد ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرے۔

لِيُوجَرَ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ.

۵۶۷۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يُدْخَلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزِدَّادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتَبَ.

أَطْرَافُهُ: ۳۹، ۶۴۶۳، ۷۲۳۵۔

۵۶۷۴: عبد اللہ بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام

۵۶۷۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ

(بن عروہ) سے، ہشام نے عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں: میں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ میرا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے تھے: اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملادے۔

طرفہ: ۴۴۰۔

### باب ۲۰: دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

عیادت کرنے والے کا بیمار کے لئے دعا کرنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهَا  
اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور عائشہ بنت سعد نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی: اے اللہ! سعدؓ  
کو شفا دے۔

۵۶۷۵: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا  
أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ  
الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءَ لَا  
يُعَادِرُ سَقَمًا. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ  
وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الصُّحَى إِذَا أُتِيَ الْمَرِيضُ.

۵۶۷۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ  
ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے،  
منصور نے ابراہیم سے، ابراہیم نے مسروق سے،  
مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت  
تھی کہ جب کسی بیمار کے پاس آتے یا آپ کے  
پاس کوئی بیمار لایا جاتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ  
دعا کرتے: لوگوں کے رب! اس تکلیف کو دور کر،  
شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا  
کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ جو بیماری  
کا کچھ (بھی اثر باقی) نہ چھوڑے۔ اور عمرو بن ابی  
قیس اور ابراہیم بن طہمان نے منصور سے، منصور

وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي نَعْمَانَ (مخفی) اور ابو نعمانی سے یوں نقل کیا کہ  
 الضُّحَى وَخَدَهُ وَقَالَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا. جب آپ کے پاس بیمار لایا جاتا۔ اور جریر نے  
 منصور سے، منصور نے ابو نعمانی سے اکیلے یوں نقل  
 کیا اور کہا کہ جب آپ کسی بیمار کے پاس آتے۔

أطرافه: ۵۷۴۳، ۵۷۴۴، ۵۷۵۰۔

**تشریح:** دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ: عیادت کرنے والے کا بیمار کے لئے دعا کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے آپ کے صحابہؓ بھی بیماریوں  
 میں دعاؤں پر زور دیا کرتے تھے اور یہی طریق آگے پھیلاتے تھے۔ عبدالعزیز  
 روایت کرتے ہیں کہ میں اور ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔  
 ثابت نے کہا اے ابو حمزہ! میں بیمار ہو گیا ہوں۔ اس پر انسؓ نے کہا کیا میں آپ پر  
 وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کو کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا  
 کیوں نہیں۔ پھر حضرت انسؓ نے ان الفاظ میں دم کیا۔ ”اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ  
 مُذْهِبَ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شَفَاءُ لَا يُعَادِرُ سَقَمًا“<sup>۱</sup>  
 کہ اے اللہ! جو لوگوں کا رب ہے، تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ شفا عطا کر دے  
 کیونکہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ اس کو ایسی شفا  
 عطا کر کہ بیماری کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہے۔ تو مریض کو خود بھی اپنی بیماری کے لئے  
 دعا کرنی چاہئے بجائے اس کے کہ اپنی بیماری کو کوسنے دے۔ اور دوسرے بھی جو  
 عیادت کے لئے جائیں ان کو اس کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اسی طرح دعا کے  
 ساتھ صدقات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اس بارے میں بڑی توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے آپ نے  
 فرمایا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقات کے ساتھ کرو۔ یہ تم سے بیماریوں اور  
 آنے والے ابتلاؤں کو دور رکھتا ہے۔<sup>۲</sup> تو ایک تو بیماری کی صورت میں صدقات  
 کا حکم ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا علاج ہے۔ پھر بیماریوں اور بلاؤں سے بچنے کے لئے

۱۔ (الصحيح البخاری، کتاب الطب، باب رقية النبي ﷺ)

۲۔ (کنز العمال، کتاب الطب، حدیث نمبر ۲۸۱۸۲)

بھی اس طرف توجہ دلائی کہ صدقات دیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر چھوٹے موٹے ابتلاء آتے بھی ہیں تو ان دعاؤں اور صدقات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے بد نتائج سے محفوظ رکھتا ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱)

## باب ۲۱: وُضُوءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

عیادت کرنے والے کا بیمار کے لئے وضو کرنا

۵۶۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ صَبُّوا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَرْتِنِي إِلَّا كَاللَّهْ كَاللَّهْ فَكَيْفَ الْمِيرَاثُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

۵۶۷۶: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ غندر (محمد بن جعفر) نے مجھ سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ محمد نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میں بیمار تھا آپ نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا یا فرمایا: اس پر پانی ڈالو تو مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ میں کلالہ ہی ہوں میراث کیسے تقسیم ہو؟ پھر وہ آیت نازل ہوئی جس میں ہر ایک کے حصے مقرر ہوئے۔

أطرافه: ۱۹۴، ۴۵۷۷، ۵۶۶۴، ۶۷۲۳، ۶۷۴۳، ۷۳۰۹۔

## باب ۲۲: مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَى

جس نے وبا اور بخار کے ہٹانے کی دعا کی

۵۶۷۷: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا

۵۶۷۷: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے

باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ میں) آئے، حضرت ابو بکرؓ اور بلالؓ کو بخار ہونے لگا۔ بیان فرماتی ہیں میں ان دونوں کے پاس گئی میں نے کہا: ابا آپ اپنے تئیں کیسے پاتے ہیں؟ اور بلالؓ تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ بیان فرماتی ہیں جب حضرت ابو بکرؓ کو بخار ہوتا تو یوں پڑھتے:

ہر آدمی جو اپنے کنبے میں صبح اٹھتا ہے تو اس سلامتی کی دعائیں دی جاتی ہیں حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی نزدیک ہوتی ہے۔

اور بلالؓ کی عادت تھی کہ جب ان کا بخار اُترتا تو وہ بڑے جوش سے یہ شعر پڑھتے:

اے کاش کہ مجھے پتہ ہو کہ آیا وادی (مکہ) میں رات گزاروں گا جبکہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوں گے اور آیا میں کسی دن مجنہ کے پانی پر بھی پہنچوں گا اور کیا شامہ اور طفیل پہاڑ مجھے کبھی دکھائی دیں گے۔

عروہ نے کہا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی تھیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے ان کا حال بیان کیا۔ آپ نے یہ دعا کی: اے اللہ! ہمیں مدینہ بھی ایسا ہی پیارا بنا دے جیسا کہ ہم مکہ سے پیار رکھتے ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر اور اسے صحت افزا بنا دے اور ہمارے لئے

قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِي مُصَبِّحٌ فِي أَهْلِهِ  
وَالْمَوْتُ أَذْنِي مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ يَرْفَعُ  
عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً  
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ حَرٌّ وَجَلِيلُ  
وَهَلْ أَرِدُنَّ يَوْمًا مِيَاهَ مَجْنَّةٍ  
وَهَلْ تَبْدُونُ لِي شَامَةً وَطَفِيلُ

قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّبْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَأَنْقِلْ حُمَاهَا

فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

اس کے صاع اور اس کے مد میں برکت عطا کر

دے اور اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر جحفہ

میں ڈال دو۔

أطرافه: ۱۸۸۹، ۳۹۲۶، ۵۶۵۴، ۶۳۷۲۔

**تشریح:** مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَى: جس نے وبا اور بخار کے ہٹائے جانے کی دعا کی۔ بیماریوں اور وباؤں کا آنا بعض خاص موسموں، ہواؤں کی تبدیلیوں، فضائی آلودگیوں اور بعض زمینی تغیرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ نیز بعض علاقوں کا مخصوص موسم اور فضا بعض بیماریوں کے جراثیم کی افزائش کا موجب بنتی ہے۔ دنیا میں بالعموم اس کا سدباب احتیاطی تدبیروں سپرے و دیگر مختلف ذرائع سے کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام احتیاطی تدابیر اور جملہ اسباب بردے کار لاتے۔ مگر آپ کا اصل انحصار اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا جو مسبب الاسباب ہے۔ اس لیے آپ نے بارہا خدا کے حضور دعاؤں کے ذریعہ بیماروں کو شفا دی، وباؤں اور موسموں کی تکالیف سے انسان کو بچانے کی کامیاب کوشش فرمائی اس کا ایک نمونہ زیر باب حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ کی بخار پیدا کرنے والی فضا آپ کی دعا سے صحت افزا ہو گئی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

”مدینہ کے باشندے قدیم زمانہ سے عموماً زراعت پیشہ رہے ہیں۔ مدینہ میں گرمی شدت کی پڑتی ہے اور سرما میں سردی بھی بہت تیز ہوتی ہے اور جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں مدینہ میں ملیریا وغیرہ کی وبا بھی بہت پڑتی تھی اور لوگ بخار سے سخت تکلیف اٹھاتے تھے۔ چنانچہ جب شروع شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو بوجہ آب و ہوا کی تبدیلی کے انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی اور بہت سے مسلمان بخار میں مبتلا ہو گئے اور ان کی صحتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا مروی ہے جو آپ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر خدا کے حضور کی اور جس کے نتیجہ میں خدا نے مسلمانوں کو اس تکلیف سے نجات دی اور مدینہ کی فضا ایک بڑی حد تک وبائی جراثیم سے پاک ہو گئی۔“

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے، صفحہ ۲۹۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مدینہ میں ملیریا کی وبا بہت عام تھی کیونکہ وہ پانی والا علاقہ تھا اور کثرت سے بڑے

مضر چھروہاں پیدا ہوتے تھے اور مکہ چونکہ خشک علاقہ تھا وہاں کوئی چھھر نہیں تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس وقت یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کی آب و ہوا کو صحت مند بنا دے اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع کے پیمانوں میں برکت رکھ دے۔ اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جون ۲۰۰۰ء، الفضل انٹرنیشنل ۱۴ جولائی ۲۰۰۰ صفحہ ۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مدینہ کو جو برکت دی گئی اس کی ایک ظاہری صورت بھی تھی۔ اس کی حقیقت حضرت عائشہؓ کی ایک روایت سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں آپ کی آمد سے پہلے بخار کی وباء سخت پھیلا کرتی تھی جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو آپ کی دعا کے طفیل سے وہ وباء دور ہو گئی۔ اسی وباء کی وجہ سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا کیونکہ یثرب کے معنی رونا پینا ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی دعا کی وجہ سے وہ وباء دور ہو گئی اور آئندہ یثرب کی بجائے آپ نے اس کا نام مدینہ رکھا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیر آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ... جلد ۴ صفحہ ۲۹۶)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۷۶- کِتَابُ الطَّبِّ



کتاب الطب اٹھادون ابواب اور ایک سو پانچ احادیث پر مشتمل ہے۔ طب کا لفظ اضداد میں سے ہے یعنی علاج اور بیماری دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۱۶۶) طب کا لفظ سحر یعنی جادو کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ انسان کی بیماری کا سبب سحر یا جادو ہوتا ہے۔ اس لیے طب کو جادو کے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں ہے: مَا تَأْتِي الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، يَعْنِي مَسْحُورًا

(کتاب الادب، روایت نمبر ۶۰۶۳)

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: الطَّبُّ عِلْمٌ يُعْرِفُ بِهِ أَحْوَالَ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِنْ جِهَةِ مَا يُصِحُّ وَيُزِيلُ عَنْهُ الضَّيْحَةَ وَأَمَّا الطَّبُّ الَّذِي كَانَ سَيِّدُ تَارِسُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُبْرِئُ الْيَتِيمَ وَيُنْقِصُهُ إِلَى مَا عَرَفَهُ مِنْ طَرِيقِ الْوَجْهِ وَإِلَى مَا عَرَفَهُ مِنْ عَادَاتِ الْعَرَبِ وَإِلَى مَا يَزِيدُهُ النَّبَاتُ كَالِاسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ (عمدة القاری جزء ۲۱ صفحہ ۲۲۹) طب وہ علم ہے جس میں صحت اور عدم صحت کے نقطہ نظر سے انسانی جسم کے احوال معلوم کیے جاتے ہیں۔ وہ طب جس کی طرف ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ اول: جس کی آپ کو وحی الہی سے معرفت ہوئی، دوم: جس کی آپ کو عرب کی عادات سے معرفت ہوئی۔ سوم: جو بطور تبرک آپ سے ثابت ہے جیسے قرآن مجید سے شفا حاصل کرنا۔

کہا جاتا ہے: أَلْعَلَّمَهُ عَلِمَانِ عَلِمَهُ الْأَدْبَانِ وَعَلِمَهُ الْأَبْدَانِ۔ (الموضوعات الكبرى لملا علی القاری، حرف العین) علم دو ہی ہیں۔ دین کا علم اور طب کا علم۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تحصیل دین کے بعد طبابت کا پیشہ بہت عمدہ ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر دنیا کو یہ نوید مسرت دی کہ لِحْلُجٌ ذَاؤِ كَوَاؤِ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لِحْلُجٌ ذَاؤِ كَوَاؤِ) یعنی ہر مرض کا علاج ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ ہر ایک بیماری کا علاج موجود ہے، بالکل سچ تھا اور ایک ایسا کلمہ حکمت تھا جسے اُس زمانہ کے حالات کا نتیجہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ اس زبردست ہستی کی طرف سے القا کیا گیا تھا جو نیچر کی پیدا کرنے والی اور اس کی طاقتوں سے واقف ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رسول کریم



صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ ہر مرض کا علاج موجود ہے، صرف اسی رنگ میں تائید نہیں ہوئی کہ بعض امراض جو پہلے لاءِ علاج یا بمشکل علاج پذیر سمجھی جاتی تھیں، ان کیلئے اب مفید اور سہل علاج دریافت ہو گئے ہیں بلکہ اس طرح بھی کہ کئی طریق علاج نئے دریافت ہوئے ہیں جن سے علاوہ لاءِ علاج امراض کے علاج معلوم ہونے کے دوسری امراض کے علاج میں بھی سہولت پیدا ہو گئی ہے اور یا تو صحت کا حاصل ہونا پہلے سے آسان ہو گیا ہے یا دواؤں کی قیمت اور خرچ میں کفایت ہو گئی ہے۔ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمہ حکمت بیان فرمایا، اُس وقت علم طب کی صرف دو شاخیں تھیں یعنی یونانی اور ویدک۔ باقی سب علاج انہی کی شاخیں تھیں یا ایسے طریق علاج تھے جو سائنس یا علم کہلانے کے مستحق نہ تھے لیکن اس کے بعد یورپ کی توجہ علم کی طرف پھرنے سے یونانی طریق علاج میں سے نشوونما پا کر ایلوپیتھک طریق علاج نکل آیا۔ اس کے بعد ہومیوپیٹھک طریق علاج یعنی علاج بالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا اور یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی کہ اس کی شفا یابی کیلئے اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوتِ شفا بھی رکھی ہوئی ہے، جن سے اس قسم کی مرض پیدا ہوتی ہے۔ گویا بیماری کے ساتھ ہی اس کا علاج بھی رکھا ہے جو چیز جس قسم کی بیماری بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے اس کی تھوڑی مقدار جو زہر یا بد اثر ڈالنے کی حد سے نکل جائے، اسی قسم کی بیماری کے رفع کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو پہلے لاءِ علاج سمجھے جاتے تھے، قابلِ علاج ثابت ہو گئے اور طبعی علوم میں بہت ترقی ہوئی۔ اسی طرح علاج بالماء یعنی ہیڈرو پیٹھی (hydropathy) کے معلوم ہونے سے صرف غسل اور گیلے کپڑوں کی مالش سے بہت سی امراض کا علاج ہونے لگا اور بہت سے کہنہ امراض کے دفع کرنے میں اس علاج سے مدد ملی۔ ٹولوشور میڈیز (Twelve Tissue Remedies) یعنی بارہ نمکوں کے علاج کی ایجاد نے علاج کو ایسا آسان کر دیا کہ اب ہر ایک شخص کی مقدرت میں ہو گیا کہ وہ طبیب

کے نہ ملنے کی صورت میں آسانی سے بغیر کسی خاص علم کے محض کتاب دیکھ کر معمولی اور روزمرہ کی شکایات کا علاج کر سکے اور صرف ان بارہ معدنی اجزاء کے ذریعہ جن سے انسانی جسم بنا ہے، تمام بیماریوں کا علاج ممکن ہو گیا۔ الیکٹرو ہومیو پیتھی کے طریق علاج نے طب کے دائرہ عمل کو اور بھی وسیع کر دیا ہے اور بنی نوع انسان کیلئے شفا یابی کے دروازے کھول دیئے۔

سائکوائینی لیسنز (Psychoanalysis) کے طریق علاج نے بہت ایسی امراض کے علاج کا دروازہ کھول دیا ہے جو فکر و خیال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کا علاج صرف دواؤں سے ہونا ناممکن تھا۔

علاج بالتوجہ اور توجہ ذاتی نے شفا کو انسان کے ایسا قریب کر دیا کہ گویا شفا حاصل کرنے کیلئے ارادہ کی دیر ہوتی ہے۔ ارادہ کیا اور بہت سی شفا ہوئی۔ ویکسین اور سیرم (Serum) کی ایجاد نے علم طب میں ایک ایسا مفید اضافہ کیا ہے کہ اس کی قیمت کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ درحقیقت اس طریق علاج سے ہزاروں لاکھوں مریضوں کو ہر سال ایسے رنگ میں آرام ہوتا ہے کہ اس پر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور سگ گزیدہ اور خنق اور کزاز وغیرہا کے علاج اور انفلوئنزا (Influenza) اور محرقہ وغیرہا کے حفظ ما تقدم میں اس سے اس قدر مدد ملی ہے کہ اس پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جائے کم ہے۔ بلحاظ زمانہ کے سب سے آخر میں لیکن بلحاظ اثر کے اعلیٰ درجہ کے طریقہ ہائے علاج میں سے آٹو ہیملک (Autohemic) طریق علاج کی ایجاد ہے۔ جسے امریکہ میں ۱۹۱۰ء میں ڈاکٹر راجرز نے ایجاد کیا ہے۔ اس طریق علاج کے ذریعہ خود بیمار کا خون چند قطرے لے کر اور خاص طور پر تیار کر کے مریض کے جسم میں پچکاری کے ذریعہ داخل کر کے تمام مزمن امراض کا علاج کیا جاتا ہے اور ان چند سال کے عرصہ میں ہی اس میں اس قدر کامیابی ہوئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ان مختلف طریقہ ہائے علاج کی دریافت کے علاوہ اور بہت سی ایسی دریافتیں ہوئی ہیں جن سے علاج یا تشخیص کے جو علاج صحیح کے لئے ضروری ہے، بہت سہل ہو گئی ہے۔ مثلاً خوردبین

کی ایجاد ہے، اس کے ذریعہ سے ہی معلوم ہوا ہے کہ بہت سی بیماریاں نہایت باریک کیڑوں سے پیدا ہوتی ہیں اور جس وقت بیماری کی تشخیص مشکل ہو اس کے ذریعہ سے معلوم کر لیا جاتا ہے کہ کس مرض کے کیڑے انسان کے جسم میں پائے جاتے ہیں۔ یا مثلاً خون کا امتحان ہے اس کے ذریعہ سے بھی تشخیص میں بہت سی مدد ملتی ہے یا پیشاب کے پرکھنے کے بہت سے طریق ہیں کہ جن کے ذریعہ بہت سی امراض کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ امریکہ کا ایک ڈاکٹر سان فرانسکو میں ایک ایسا آلہ ایجاد کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور اس میں بہت حد تک کامیابی بھی ہو گئی ہے کہ جس سے مختلف مخفی امراض صرف اس آلہ کو مریض کے جسم سے لگانے سے معلوم ہو جایا کریں گی اور ان کے درجے بھی پتہ لگ جایا کریں گے۔ غرض بہت سے طریق تشخیص ایسے ایجاد ہوئے ہیں کہ ان سے بیماریوں کا یقینی طور پر معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے اور اس وجہ سے امراض کا علاج بھی بہت

سہل ہو گیا ہے۔“ (دنیا میں سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے، انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱)

### باب ۱: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

اللہ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا بھی اتاری ہے

۵۶۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى  
 حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا  
 عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ  
 حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي  
 هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً  
 إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً.

۵۶۷۸: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو احمد  
 (محمد بن عبد اللہ) زبیری نے ہمیں بتایا۔ کہ عمر  
 بن سعید بن ابی حسین نے ہمیں بتایا، انہوں نے  
 کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ عطاء  
 نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت  
 ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی  
 آپ نے فرمایا: اللہ نے کوئی بھی بیماری نہیں اتاری  
 مگر ضرور اس کا علاج بھی اتارا ہے۔

**تشریح:** مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً: اللہ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا بھی اتاری ہے۔ ان الفاظ میں بیماری کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ اللہ

تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی بلکہ ہر بیماری انسان کی بے اعتدالیوں، موسموں کی تبدیلیوں یا دیگر حوادث کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا: وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَكْفِينُ ○ (الشعراء: ۸۱) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً بیان فرما کر کہ ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تحقیق کا امید ان ہمیشہ کے لیے کھول دیا ہے اور انسان کو امید اور جستجو کی ایسی منزل دکھادی ہے کہ وہ پورے یقین کے ساتھ ہر بیماری کے علاج کی تحقیق کر کے اس کا علاج معلوم کر سکتا ہے مگر چونکہ انسان کا نہ علم کامل ہے نہ اس کی

تحقیقات ہر امر کا احاطہ کر سکتی ہیں اس لیے بہت سارے لوگ صحیح اور بروقت علاج نہ ہونے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ تاہم اس سے یہ مفہوم مخالف بھی مراد نہیں لیا جاسکتا کہ اگر تحقیق اور تشخیص کامل ہو جائے تو موت دنیا سے ختم ہو جائے جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم ہے۔ چونکہ انسان نہ عالم الغیب ہے نہ اسے خدا کی تقدیر پر

دسترس ہے اس لیے لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ کا مژدہ جاں فزا اُسے زندگی بچانے کی آخری لمحے تک کوشش اور جدوجہد پر آمادہ تو رکھتا ہے اور خضر راہ بن کر اس کے آگے آگے شمع امید جلائے چلتا رہتا ہے۔ لیکن یہ امید اور تمنا خدا کی تقدیر پر غالب نہیں آسکتی جیسا کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک اور پہلو پر روشنی ڈالی فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ يَأْتِنُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْفِخَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ○ (بخاری) جب بیماری کی تشخیص کے مطابق دوا بھی دے دی جائے تب بھی شفا اذن الہی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ یعنی آخر خدا کی تقدیر ہی

غالب آئے گی۔ اگر وہ دوائی کو اذن دے گا تو شفا ہوگی۔ اور اگر خدا کی تقدیر دوسرے رنگ میں ظاہر ہوگی تو اسی کے مطابق نتیجہ نکلے گا اور تقدیر الہی اس اصل الاصول کے مطابق ظاہر ہوگی كُلُّ مَنْ عَلِمَهَا قَاتِلٌ ○ وَ يَبْقَى وَجْهٌ رِيَّانٌ دُو الْجَلِيلِ وَالْاِكْرَاهِ ○ (الرحمن: ۲۷، ۲۸) اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے۔ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہر مرض کا علاج خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے یہ تعلیم آپ نے اس وقت دی تھی جب کہ طب میں ہزاروں بیماریوں کے متعلق کہا جاتا تھا کہ ان کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اور آج بھی جب کہ طب اتنی ترقی کر گئی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ کئی بیماریوں کا کوئی علاج نہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ملک میں پیدا ہو کر جہاں کوئی طبیب نہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دوا نہ ہو۔ تجسس کرو

علاج پا لوگے۔ آپ کے اس حکم کے ماتحت مسلمانوں نے علم طب کی طرف توجہ کی اور بیسیوں بیماریوں کا علاج معلوم کر لیا۔ اور اب یورپ کے اطباء اس تعلیم کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں کہ مختلف لاعلاج سمجھی جانے والی بیماریوں کا علاج تلاش کر رہے ہیں اور کئی بیماریوں کا علاج دریافت کر چکے ہیں۔ یہ تعلیم صرف امراض ہی کے متعلق نہیں بلکہ دوسری ضروریات کے متعلق بھی ہے اور اس اصل پر عمل کرنے والے ہمیشہ کامیابی کا منہ دیکھتے رہیں گے۔“

(دنیا کا محسن، انوار العلوم، جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ ہر ایک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطباء اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵۹)

## باب ۲: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ

کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج معالجہ کرے

۵۶۷۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ  
بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيْعِ بْنِ مُعَوَّذِ بْنِ  
عَفْرَاءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ  
وَنَحْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى  
إِلَى الْمَدِينَةِ.

۵۶۷۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد بن ذکوان سے، خالد نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت کی وہ کہتی تھیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں جایا کرتی تھیں لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ واپس لے جاتیں۔

**تشریح:** هَلْ يُدَاوَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ: کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج معالجہ کرے۔ امام بخاری نے عنوان باب لفظ هَلْ سے شروع کیا ہے جس میں صورت استثنائی مد نظر ہے۔ اسلام معمولات زندگی میں نامحرم مرد عورت کے اختلاط کو روا نہیں رکھتا مگر جہاں انسانی جان بچانے کا مسئلہ ہو وہاں اس پابندی کو اٹھانے کی اجازت دیتا ہے جیسا کہ حدیث الباب میں جنگ کے موقع پر خواتین کا مردوں کو پانی پلانے، مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ لانے اور ان کی خدمت کرنے کا ذکر ہے۔ بخاری کی ہی ایک روایت (۲۸۸۲) میں وَدَاوَى الْجَوْشَى لَمَّ کے الفاظ ہیں یعنی ہم زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ ان روایات میں ڈاکٹر زاور نرسز کے لیے ایک راہنما اصول بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔ دین اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔ جو شخص خواہ تنگی و حرج کرتا ہے، وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔... کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے۔“ (ملفوظات، جلد اول صفحہ ۱۷۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے... ایک دفعہ فرمایا کہ اگر کسی حاملہ عورت کی حالت ایسی ہو جائے کہ مرد ڈاکٹر کی مدد کے بغیر اُس کا بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو اور وہ ڈاکٹر کی مدد نہ لے اور اسی حال میں مر جائے تو اس عورت کی موت خودکشی سمجھی جائے گی۔“ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

### باب ۳: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثِ

تین چیزوں میں شفا ہے

۵۶۸۰: حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا  
أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ  
شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمُ الْأَفْطَسُ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثِ

۵۶۸۰: حسین (بن محمد بن زیاد) نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن منیع نے ہمیں بتایا کہ مروان بن شجاع نے ہم سے بیان کیا۔ سالم افطس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

ل (الصحيح البخاری، کتاب الجهاد والسير، باب مداومة النساء...)

شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِخْجَمٍ وَكَيْتَةِ نَارٍ  
وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّْ رَفَعَ الْحَدِيثَ .  
وَرَوَاهُ الْقَمِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ  
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ .

طرفہ: ۵۶۸۱۔

انہوں نے کہا: شفاء تین چیزوں میں ہے۔ شہد کے شربت میں اور چھننے لگانے میں اور آگ سے داغ دینے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (حضرت ابن عباسؓ نے) اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا اور (یعقوب بن عبد اللہ) قتی نے اس کو لیث سے، لیث نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ اس میں صرف شہد اور چھننے لگانے کا ہی ذکر ہے۔

۵۶۸۱: محمد بن عبد الرحیم نے مجھ سے بیان کیا کہ سُرْتَجِ بْنِ يُونُسَ ابُو الْحَارِثِ نے ہمیں خبر دی کہ مروان بن شجاع نے ہمیں بتایا۔ مروان نے سالم انطس سے، سالم نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفاء ہے۔ چھننے لگانے میں یا شہد کے شربت میں یا آگ سے داغ دینے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

۵۶۸۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ  
أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ  
حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمِ  
الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِخْجَمٍ  
أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيْتَةِ نَارٍ وَأَنْهَى  
أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّْ .

طرفہ: ۵۶۸۰۔

**تشریح:** الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ: تین چیزوں میں شفاء ہے۔ عنوانِ باب کے یہ الفاظ جن کی تفصیل زیرِ باب احادیث میں بیان کی گئی ہے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کسی اور چیز میں شفاء نہیں بلکہ ان الفاظ میں علاج کے اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مرض اگر دموی ہو تو اس کا علاج فاسد خون کو باہر نکال کر کیا جاتا ہے۔ چھننے لگانے سے فاسد خون نکالا جاتا ہے یا اسہال کے ذریعہ فاسد مادہ نکالا جاتا ہے جو شہد پلانے کی

صورت میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ شہد مسہل ہوتا ہے۔ لیکن بعض صورتوں میں فاسد مادہ نہ کچھنے یعنی جراحی سے نکلتا ہے نہ کسی مسہل دوائی سے باہر نکلتا ہے تو اسے جلایا جاتا ہے جسے کئیۃ القار سے بیان کیا گیا ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲) (عمدة القاری، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۱)

حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الشفاء فی ثلاثة شربة عسلٍ و شربة حنظلٍ و کئیۃ نارٍ و أنتهی أمتی عن الکیّ جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ شفاء اور تندرستی تین چیزوں میں ہے۔ (۱) شہد پینے میں (۲) کچھ لگوانے میں اور (۳) داغ لگوانے میں۔ مگر میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے روکتا ہوں۔ فرمایا بعض لوگ حدیث کے لفظی معنوں پر حیران ہو جاتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں چیزیں ہیں جن سے مریض شفا پاتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس طرح فرمایا کہ شفا صرف تین چیزوں میں ہے۔

فرمایا یہ حیرانی عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ حضورؐ نے صحت اور تندرستی دینے والی چیزوں کا انحصار صرف ان تین چیزوں پر رکھا ہے۔ حالانکہ یہ خیال جس طرح واقعات کے خلاف ہے۔ اسی طرح حضورؐ کے منشاء مبارک کے بھی خلاف ہے حضورؐ کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ ان تین چیزوں کے سوا باقی کوئی چیز مفید نہیں اور حضورؐ جیسا دانا یہ کہہ ہی کیونکر سکتا ہے۔ ایک جاہل سے جاہل انسان سے بھی اگر پوچھا جائے کہ بیمار آدمی کو کیا کیا چیز صحت دینے میں مدد ہو سکتی ہے تو وہ بھی کم از کم چار پانچ چیزیں بتا دے گا۔ پس جب دنیا میں مختلف قسم کی بیماریاں اور مختلف قسم کے علاج ہیں اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف بیماریوں کے علاج لوگوں کو بتاتے رہے اور وہ علاج ایسے تھے جو ان تینوں چیزوں کے سوا تھے۔... کلونجی کی تعریف کی کہ اس میں ہر بیماری کا علاج ہے۔... غرض احادیث سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے اکثر بیماریوں کے مختلف علاج بتائے اور وہ ایسے علاج تھے جو ان تینوں چیزوں کے سوا تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کا اس کہنے سے ہرگز یہ منشاء نہیں تھا کہ ان تین چیزوں کے سوا اور کوئی دوا ہی نہیں ہے



اور نہ اس میں شفا ہے بلکہ آپ نے اس حدیث میں علاج کی قسمیں بتائی ہیں کہ علاج تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) بعض علاج اس طرح کئے جاتے ہیں کہ ادویہ انسان کے جسم کے اندر پہنچائی جاتی ہیں۔ اس میں پینے کی ادویہ اور سو گھسنے والی اور انجکشن آجاتا ہے۔ (۲) بعض علاج اس طرح کئے جاتے ہیں کہ انسان کے جسم میں سے کچھ نکال دیا جاتا ہے جیسے مریض کا گندہ خون نکالا جاتا ہے، یا اسے قے کرادی جاتی ہے یا گرمی پہنچا کر اسے پسینہ لایا جاتا ہے تاکہ مسام کھل جائیں اور جلد صاف ہو جائے۔ (۳) اور بعض علاج انسان کے جسم کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان میں نہ مریض کے جسم کے اندر کوئی دوائی پہنچائی جاتی ہے اور نہ کوئی چیز جسم سے خارج کی جاتی ہے بلکہ صرف بیرونی جسم پر عمل کیا جاتا ہے۔ جیسے کسی زخم پر پٹی لگوادی جاتی ہے یا نکلور کی جاتی ہے یا کسی پھنسی وغیرہ کو تیزاب سے جلا دیا جاتا ہے جسے داغ لگانا کہتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل علاج کی یہ قسمیں بتائی ہیں کہ وہ تین ہیں اور پھر ہر قسم کی ایک ایک مثال دے دی ہے مثلاً علاج کی پہلی قسم یعنی دوا کا جسم کے اندر پہنچانا اس کی مثال شربت عسل سے دی ہے یعنی جیسے شہد کا پینا اور علاج کی دوسری قسم یعنی انسان کے جسم سے کچھ نکلانے کے ساتھ علاج کرانا۔ اس کا نمونہ مَثَرُ طَلَّةٍ مَحْجَجَةٍ کہہ کر بتایا ہے یعنی خون نکلوانا اور علاج کی تیسری قسم یعنی جسم پر عمل کرنا کی مثال کَبِيَّةٌ تَاوٍ کہہ کر دی ہے یعنی آگ (اور بعض دفعہ موجودہ زمانہ میں تیزاب) کے ساتھ داغ لگانا۔ پس حضورؐ نے اس حدیث میں علاج کی اقسام بتا کر ہر قسم کی ایک ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ پس ادویہ اور علاج پر انحصار نہیں بلکہ علاج کی اقسام میں انحصار ہے۔ اب آپ دنیا کی کوئی مرض لے لیں اور پھر اس کے ہزار مختلف علاج کریں کوئی علاج ان تین قسموں میں سے باہر نہیں شمار ہو سکے گا۔ یا وہ پہلی قسم کے علاجوں میں سے ہو گا۔ یا دوسری قسم کے اور یا پھر تیسری قسم کے۔ اس کے علاوہ کوئی اور چوتھی صورت ممکن ہی نہیں۔ پس اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں رہتا بلکہ آپ کی صداقت کا ایک ثبوت بن جاتی ہے کہ آپ باوجود اُتقی ہونے کے ایک ایسا کلیہ فرماتے ہیں کہ

دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر نہ آج تک اس کی تردید کر سکا اور نہ آئندہ کر سکے گا۔ جس سے ماننا پڑتا ہے کہ یہ علم لدنی کا کرشمہ تھا اور علم لدنی خدا تعالیٰ صرف اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔“ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۰ اگست ۱۹۴۰ صفحہ ۴، ۳)

### باب ۴ : الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ

شہد سے علاج کرنا

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ  
اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اس میں لوگوں کے لیے شفا  
(کی خاصیت رکھی گئی) ہے۔  
(النحل: ۷۰)

۵۶۸۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
ابو اسامہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہشام  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
(بن عروہ) نے مجھے بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ  
قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْخَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ.  
سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کو میٹھا اور شہد پسند تھا۔

أطرافه: ۴۹۱۲، ۵۲۱۶، ۵۲۶۷، ۵۲۶۸، ۵۴۳۱، ۵۵۹۹، ۵۶۱۴، ۶۶۹۱، ۶۹۷۲-

۵۶۸۳: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ الْعَسِيلِ عَنْ عَاصِمِ  
بن غسیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم بن عمر  
بن عَمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ  
بن قتادہ سے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ حضرت جابرؓ  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ  
يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ  
فرماتے تھے۔ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز  
أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ  
میں بھلائی ہے یا فرمایا تمہاری دواؤں میں سے کسی  
أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِخْجَمٍ أَوْ  
چیز میں بھلائی ہو تو پھر چھپنے لگانے میں یا شہد کے  
شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَدَعَةِ بِنَارٍ تُوَافِقُ  
شربت میں یا آگ سے جلادینے میں جو بیماری کے

الدَّاءِ وَمَا أَحْبُّ أَنْ أَكْتُوِي.

أطرافه: ۵۶۹۷، ۵۷۰۲، ۵۷۰۴۔

موافق پڑے اور میں پسند نہیں کرتا کہ داغ لگاؤں۔

۵۶۸۴: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

۵۶۸۴: عباس بن ولید نے ہمیں بتایا کہ عبد الاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے ابو متوکل (ناجی) سے، ابو متوکل نے حضرت ابو سعید (خدریؓ) سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا میرے بھائی کو پیٹ کی شکایت ہے آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر وہ آپ کے پاس دوسری بار آیا آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر وہ تیسری مرتبہ آیا آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر وہ آیا اور کہنے لگا میں نے پلا دیا ہے، (مگر اس کو افاقہ نہیں ہوا۔) آپ نے فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کو شہد پلاؤ تو اس نے اسے شہد پلایا تو اس کو شفا ہوئی۔

طرفہ: ۵۷۱۶۔

**تشریح:** الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ: شہد سے علاج۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (النحل: ۷۰) یعنی شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ شارحین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا شہد میں ہر مرض کا علاج ہے۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ کہ ہر مرض کی دوا ہے جب وہ صحیح تشخیص کے ساتھ دی جائے تو مریض اللہ کے اذن سے شفا پائے گا۔ یہی اصول شہد کے علاج کا ہے کہ جب تشخیص صحیح ہو اور اذن الہی ہو تو شفا ہوگی۔ شہد اور مرض کی تشخیص کے لیے اس اصول کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ شہد کی ایک قسم نہیں بلکہ اس کی سینکڑوں قسمیں ہیں۔ عربی میں شہد کے چار سونا نام ہیں۔ عربی کا یہ اصول ہے کہ جو نام کسی چیز کو دیا جاتا ہے اس میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے تو چار سوناموں کا مطلب ہے عربوں کے نزدیک شہد کی چار سو اقسام تھیں اور ہر قسم اپنی اپنی خصوصیت کی حامل تھی۔

۱۔ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ)

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں شہد آنتوں رگوں اور جسم کے زائد فضلات کو صاف کرتا ہے۔ معدہ جگر، گردوں اور مثانہ کو مضبوط کرتا ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ ٹھنڈے اور بلغمی مزاج والوں کے لیے مفید ہے۔ شہد غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ شہد میں گوشت اور پھل رکھے جائیں تو تین ماہ تک ان کی تازگی برقرار رہتی ہے۔ جوڑوں کو مارتا ہے بالوں کو خوبصورت اور ملائم بناتا ہے۔ آنکھوں کو جلا بخشتا ہے۔ دانٹوں کو چمکاتا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۱۷۳)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؒ تحریر فرماتے ہیں:

”بیاری کے ایام میں حکیم غلام محمد صاحب امرتسری جو حکیم قطب دین صاحبؒ کی طرح حضرت حکیم الامتؒ کے پاس بطور کمپونڈر خدمات بجالاتے تھے مجھے دوائی پلانے کے لیے باقاعدہ آتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے تو ایک بہت بڑی بوتل جو طوطے کی طرح سبز رنگ کی شہد سے بھری ہوئی تھی۔ میرے لیے لائے اور کہا کہ نجیب آباد سے ایک دوست تین بوتلیں سبز رنگ کے شہد کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور تحفہ لایا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ یہ شہد نیم کے درختوں پر سے اتاری گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ شہد مولوی راجیکی صاحب کے لیے مفید ہے اور آپ کے لیے بھجوا دی۔ میں نے یہ شہد استعمال کیا اس کا ذائقہ کسی قدر تلخی لیے ہوئے تھا اس کے استعمال سے بھی مجھے کسی قدر فائدہ ہوا۔“

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ ۲۰۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"As far as the curative properties of honey are concerned, this is an ongoing research and the researchers who have already discovered some wonderful things about it are expecting far more yet to be revealed. Whatever medical science has identified so far is summed up in the following:

'Currently, honey treatment is used for gastrointestinal, some cardiovascular, pulmonary, renal, skin, and neural diseases of the oral cavity, ear, throat, nose inflammatory affection of female genitals, and of the cervix of the uterus.'

One healing quality of honey which British scientists

have discovered to their amazement is its ability to cure such eye sores as were otherwise considered incurable. Many a patient has been saved from total blindness by its application. 'Patients with ulcerous blepharitis and blepharo-conjunctivitis, under the influence of honey experienced that the itch and a sensation of sand in the eye disappeared; reddening of conjunctivas reduced or disappeared, ulcers of eye-lids edges, epithelisation of erosions and ulcers reduced in the duration of the treatment. With patients suffering from ray dystrophic processes, as a result of honey treatment, corneal epithelisation improved, photophobia disappeared and sight improved. "۱

(Revelation, Rationality, Knowledge and Truth, The 'Blind Watchmaker' Who is Also Deaf And Dumb Pages 552, 553)

۱۔ جہاں تک شہد کی صحت بخش صفات کا تعلق ہے تو یہ ایک جاری و ساری تحقیق ہے اور وہ محققین جو پہلے ہی اس کی حیرت انگیز خوبیاں دریافت کر چکے ہیں ابھی مزید بہت سی خوبیوں کی دریافت کی توقع رکھتے ہیں۔ میڈیکل سائنس کی اب تک کی دریافت کا خلاصہ کچھ یوں ہے: "فی الحال شہد جن بیماریوں کے علاج کیلئے استعمال ہو رہا ہے ان میں آنتوں کی تکالیف اور دل کی بعض بیماریاں اور پھیپھڑوں، گردوں، جلد، اعصاب، ناک، کان اور گلے کی انفیکشن، عورتوں کے اعضائے تولید اور رحم کی بیماریاں شامل ہیں۔" شہد میں شفا کی ایک تاثیر جس کی دریافت سے برطانوی سائنسدان حیران رہ گئے وہ اس کی آنکھوں کے ایسے زخموں کو ٹھیک کر دینے کی صلاحیت ہے جو اس سے قبل لا علاج سمجھے جاتے تھے۔ اس کے استعمال سے بہت سے مریض مکمل ناپائپن سے بچائے جا چکے ہیں۔" جن مریضوں کی آنکھوں میں زخم یا لکڑے تھے انہوں نے شہد کے استعمال کے بعد محسوس کیا کہ ان کی آنکھوں میں چھین اور ریت کی رزک کا احساس جاتا رہا۔ اندرونی جھلی کی سرخی کم ہو گئی یا بالکل ختم ہو گئی پوٹوں کے کناروں کے زخم علاج کے دوران مندمل ہونا شروع ہو گئے اور ایسے مریض جن کی آنکھوں میں روشنی کی تاب نہ رہی تھی شہد کے مسلسل استعمال سے ان کی آنکھ کی بیرونی جھلی بہتر ہونا شروع ہو گئی اور ان کی بصارت بھی بہتر ہو گئی۔"

(الہام، عقل، علم اور سچائی، وقت کا اندھا، بہرہ اور گونگا خالق، صفحہ ۴۸۳، ۴۸۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اب اس کی تحقیقات ہوئی ہے اور پتہ لگا ہے کہ شہد کی مکھی جس قسم کے درختوں سے شہد لیتی ہے اسی قسم کا فائدہ اس شہد سے پہنچتا ہے۔ مثلاً بعض جگہ شہد کی مکھی ایسے درختوں سے شہد لیتی ہے جن میں جلاب کا مادہ ہوتا ہے وہ شہد کھاؤ تو جلاب لگ جاتے ہیں۔ بعض ایسی بوٹیوں سے لیتی ہیں جو ملیریا کو دور کرنے والی ہوتی ہیں وہ شہد کھاؤ تو ملیریا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ غرض مختلف قسم کے شہد مختلف قسم کی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ شہد میں فائدہ ہے بلکہ فرمایا ہے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ۔ ہم نے تو اشارہ کر دیا ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم تحقیقات میں لگو۔ اگر تم غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ مختلف رنگ کے شہد مختلف امراض کا علاج ہیں۔ چنانچہ جب میں علاج کے سلسلہ میں لندن گیا تو ایک بڑے خاندان کی ایک استانی تھیں لارڈ ارون جو ہندوستان کے وائسرائے رہ چکے ہیں ان کی ماں سے اس کی ماں کی بڑی دوستی تھی۔ کہتی تھی کہ اس کے کئی خط میرے پاس اب تک پڑے ہیں۔ ایک دن وہ شہد لے کر آئی جو خاص بوٹیوں میں سے نکلا ہوا تھا اور کہنے لگی یہ شہد آپ استعمال کریں یہ آپ کے لیے بہت مفید ہے۔ میں نے کہا مجھے تو شہد موافق نہیں۔ کہنے لگی آسٹریلیا میں شہد تو معلوم نہیں کس کس چیز کا ہوتا ہے مگر یہ تو ہمارے ہاں بعض لوگ خاص طور پر ان بوٹیوں سے بناتے ہیں جو امراض کے علاج میں خاص طور پر مفید ہیں۔ اسی طرح ہمارے پرانے اطباء لکھتے ہیں کہ آم اور پھر خاص قسم کے آموں کا شہد لیا جائے تو وہ دل کی تقویت کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اور امراض میں بھی مفید ہوتا ہے۔ تو شہد بیشک مفید ہے لیکن قرآن کریم فرماتا ہے کہ شہد کے فوائد کا صرف اسی کو پتہ لگے گا جو تفکر کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مختلف شہد مختلف بیماریوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یہ علم طب کا کتنا عظیم الشان باب ہے جو قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کے ذریعہ کھول دیا گیا ہے۔“

(سیر روحانی نمبر ۹، انوار العلوم جلد ۲۵ صفحہ ۲۶۳، ۲۶۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”شہد کی مکھی کے متعلق عجیب معلومات ہیں جو آج تک دریافت ہوئی ہیں۔ جب ادنیٰ سے ادنیٰ وحی کے متعلق ایسے عجیب کام ہیں تو پھر انبیاء کی وحی کے ماتحت کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ وہ ان کے کارناموں سے ظاہر ہیں۔“ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸۸)

”مختلف الوانہ: عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے کیونکہ اس کے لیے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔“ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ذیابیطس کی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے۔ آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں۔ مگر عسل (شہد) تو خدا تعالیٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے۔ اس لیے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شَفَاءٌ لِّلنَّاسِ فرمایا جاتا۔ مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لیے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اُسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲)

## باب ۵: الدَّوَاءُ بِالْبَّانِ الْإِبِلِ

اونٹنیوں کے دودھ سے علاج کرنا

۵۶۸۵: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۵۶۸۵: مسلم بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ سلام

حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ مَسْكِينٍ أَبُو نُوحٍ بن مسکین ابو نوح بصری نے ہم سے بیان کیا کہ

الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا إِنَّ الْمَدِينَةَ وَحِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِي ذُودٍ لَهُ فَقَالَ اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَأْفُوا ذُودَهُ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ. قَالَ سَلَامٌ فَبَلَّغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوبَةِ عَاقِبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِهَذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ.

ثابت نے ہمیں بتایا۔ ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں کو کوئی بیماری ہوگئی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے قیام و طعام کا انتظام فرمادیں۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو کہنے لگے: مدینہ کی آب و ہوا خراب ہے۔ آپ نے ان کو حرہ میں اپنے کچھ اونٹوں میں ٹھہرایا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے تو آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے اور پھر (ان کے جرم کے بدلے) ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر دائیں۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان زمین پر مارتا تھا یہاں تک کہ اسی طرح مر گیا۔ سلام (بن مسکین) کہتے تھے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے حضرت انسؓ سے کہا: مجھے سخت ترین سزا بتائیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو تو انہوں نے حجاج سے یہی سزا بیان کی۔ حسن (بصری) کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: کاش وہ حجاج سے یہ بیان نہ کرتے۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۶، ۵۷۲۷، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۹۹۔

**تشریح:** الدَّوَاءُ بِالْبَلْبَانِ الْإِبِلِ: اونٹنیوں کے دودھ سے علاج کرنا۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: موجودہ تحقیق نے اونٹ کے دودھ کو دیگر سب مویشیوں کے دودھ سے صحت کے لئے مفید اور بہتر بتایا ہے۔ اونٹ کے دودھ کے مختلف اجزاء صحت اور نشوونما کے لئے فائدہ مند ہیں۔ ان میں Lactoferrin کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہ



انسانی جسم کی قوت مدافعت (immunity) کو مضبوط کرتا ہے دیگر خصوصیات میں جراثیم اور وائرس کے خاتمہ کے لئے بطور Anti cancer, Anti Oxidant, AIDS, Hepatitis B,C اور Herpes کے علاج میں فائدہ مند ہے۔ دیگر فوائد میں ذیابیطس، دل کی بیماریاں، جوڑوں کی بیماریاں، دودھ کی الرجی (Lactose Intolerance) بچوں میں دماغی و نفسیاتی کمزوری (Autism) شامل ہیں۔<sup>1</sup>

## باب ۶: الدَّوَاءُ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ

اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا

۵۶۸۶: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَمَامُ (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ (بن دعامہ) سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں نے مدینہ میں آب و ہوا کو ناموافق پایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ آپ کے چرواہے یعنی اونٹوں سے جا ملیں اور وہاں ان کے دودھ اور ان کے پیشاب پیئیں۔ چنانچہ وہ آپ کے چرواہے سے جا ملے اور وہاں ان کے دودھ اور پیشاب پیئے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم اچھے بھلے ہو گئے۔ تو انہوں نے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹ ہانک کر

۵۶۸۶: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَمَعُوا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوا بِرَاعِيهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوا بِرَاعِيهِ فَشَرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَّ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَ

(1) Said Z, Musa S H, Yousefi M et al:

Nutritional and Therapeutic Characteristics of Camel Milk in Children, A Systematic Review, Electronic Physician (ISSN 2008 - 5842) November 2015 Volume 7, Issue 7 Pages 1523 – 1528. <https://dx.doi.org/10.19082/1523>

Zafar R: Medicinal values of bioactive constituents of camel milk, A concise report. Int J Health Sci (Qassim). 2017 Nov-Dec; 11 (5) : 1-2

سَمَرَ أَعْيَنَهُمْ.

لے گئے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے۔ ان کو لایا گیا اور آپ نے (ان کے جرم کے بدلے) ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلانیاں پھروائیں۔

قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الْحُدُودُ. وقادہ نے کہا: مجھے محمد بن سیرین نے بتایا کہ یہ واقعہ شرعی سزائیں نازل ہونے سے پہلے ہوا تھا۔  
أطرافه: ۲۳۳، ۱۰۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۷۲۷، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۹۹۔

**تشریح:** الدَّوَاءُ بِأَجْوَالِ الْإِبِلِ: اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا۔ زیر باب روایت میں جس واقعہ کا ذکر ہے تاریخی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ یہ ایک خاص موقع کی بات ہے عام دستور نہیں تھا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اس نوعیت کا علاج نہیں بتایا اور نہ کسی صحابی سے اس نوعیت کا علاج کرنا منقول ہے۔ گو یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عمل بھی خالی از فائدہ نہیں۔ زیر باب روایت نمبر ۵۶۸۵، ۵۶۸۶ کے حوالہ سے مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: مندرجہ بالا علامتیں Hepatitis یعنی جگر کے یرقان کی ہیں۔ اور اونٹنی کے دودھ اور پیشاب میں اس بیماری کے علاج میں موجودہ تحقیق نے فائدہ بتایا ہے (یعنی ان میں (Recombinant DNA Technology) کے ذریعہ سے) اس لئے یہ بعید از قیاس بات نہیں کہ ان مریضوں کے لئے اونٹنی کا دودھ اور پیشاب استعمال کیا ہو۔<sup>۱</sup> اور جس طرح اس حدیث میں کہا گیا ہے محض ایک دوا کے طور پر استعمال کرایا گیا ہو۔ لیکن یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ انسان کے پیشاب میں بھی ایک ایسا جزو ہے جو Heart Attack یعنی دل و دیگر شریانوں کی رکاوٹ میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کو Urokinase کہتے ہیں۔ اور اب اس کا Chemical structure معلوم کر کے Genetic Engineering کے ذریعہ تیار کی گئی دوائی ماہرین، دل یا انسانی جسم کے دیگر اعضاء کی شریانوں کی رکاوٹ میں استعمال کر رہے ہیں۔ اس لئے جس حقیقت کی طرف آپ نے چودہ سو سال پہلے ذکر فرمایا وہ آج (جو چند لوگوں کی کراہت کے باوجود) موجودہ اللہ

(i) Osama A. Alkhomees and Saud M. Alsanad: A review of the therapeutic characteristics of camel urine. Afr J Tradit Complement & Altern Med, 14 (6) : 120-126 (2017). <https://doi.org/10.21010/ajtcam.v14i6.12>

تعالیٰ کی دی گئی Technology کی بدولت انسانی زندگی کے بچانے میں کام آ رہی ہے۔ موجودہ تحقیق نے اونٹ کے پیشاب میں چند اجزاء انسانی صحت کے لئے مفید پائے ہیں اور ان میں خصوصی طور پر دل کے امراض (AntiOxidant اور Antifibrinolytic اور Antiplatelet, Antithrombotic) اور کینسر کے علاج میں<sup>1</sup>۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

”دعکل یا عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ میں آئے اور وہ بظاہر اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد انہوں نے ظاہر کیا کہ مدینہ کی آب و ہوا اور خوراک ان کے ناموافق ہے اور وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اونٹوں کا مطالبہ کیا: قَالَ اَيَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْنَا رَسُلًا ہمیں اونٹوں کے دودھ پینے کی عادت ہے۔ عرب لوگ بعض بیماریوں کا علاج اونٹ کے پیشاب اور دودھ سے کیا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایسا بخار ہوا تھا جس سے ان کے پیٹ پھول گئے تھے۔ چہروں کے رنگ زرد پڑ گئے تھے۔ ان کے جسم بھی لاغر ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے علاج کے لئے اونٹنیاں مانگیں۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس یہاں تو کوئی اونٹ نہیں۔ صدقہ کے اونٹ ۷ میل کے فاصلہ پر ہیں، وہاں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اور جب اچھے ہو گئے تو وہ اونٹ ہانک کر لے گئے اور آپ کے چرواہے نے جس کا نام یسار تھا، ان کا تعاقب کیا تو انہوں نے اس کو پکڑ کر مار ڈالا۔ نہ صرف مار ڈالا بلکہ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور اس کی آنکھوں اور اس کی زبان میں کانٹے چھو چھو کر چھلنی کر دیا اور اس طرح سخت اذیت دے کر اس کو ہلاک کیا۔ اس وقت تک عرب کے عام رواج کے مطابق قصاص کے قانون پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ اس لئے ان سے وہی سلوک کیا گیا۔

(۱) Abdulqader Alhaidar, Abdel Galil M., Abdel Gader, and Shaker A. Mousa: The antiplatelet activity of camel urine. The Journal of Alternative and Complementary Medicine, Vol. 17, No 9, (29 Aug 2011)..

<https://doi.org/10.1089/Acm.2010.0473>

MD Arthur A, Sasahara Urokinase-Past, present, and future. Techniques in Vascular and Interventional Radiology. Vol.1, Issue 4, pages: 170-178, (December 1998). Doi : [https://doi.org/10.1016/S1089-2516\(98\)80223-0](https://doi.org/10.1016/S1089-2516(98)80223-0)

بعد میں جب اِنَّمَا جَزَاءُ الذَّيْنِ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (المائدة: ۳۴) کی آیت نازل ہوئی تو ایسی سزاؤں کی ممانعت کر دی گئی اور یہ واقعہ شرعی حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ کفر بھی ایک جرم تھا مگر کفر و ارتداد کی وجہ سے ان کو یہ سزا نہیں دی گئی۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الوضوء باب ابوالالابل والدواب، جلد اول، صفحہ ۳۱۶)

حضرت میر محمد اسحاق صاحب فرماتے ہیں:

”یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مریضوں کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کے لیے کہا۔ اور وہ اس نسخہ پر عمل کرنے سے تندرست ہو گئے۔ اس سے ہماری تائید میں ایک مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ہم کہتے ہیں جب کسی بیمار کی جان جانے کا خطرہ ہو اور ڈاکٹر اسے کوئی ایسی چیز استعمال کرنے کو کہے جو حلال نہ ہو۔ مثلاً شراب وغیرہ تو اس مریض کو ڈاکٹر یا حکیم کے کہنے پر عمل کر لینا چاہیے۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ بے شک مریض مر جائے مگر کوئی ایسی چیز استعمال نہ کرائی جائے جو حلال نہ ہو۔“

ہم پوچھتے ہیں کیا پیشاب حرام ہے یا حلال؟ ہر شخص کے نزدیک پیشاب حرام چیز ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند بیماروں کو پینے کا حکم دیا۔ انہوں نے بیا اور صحت یاب بھی ہو گئے۔ پس ہمارے مخالف الخیال دوستوں کو چاہیے کہ اگر ہمارا خیال صحیح نہیں تو کوئی عقلی یا نقلی وجہ پیش کریں۔ جس سے ثابت ہو کہ پیشاب جو بلاشبہ ایک حرام چیز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بیماروں کو پینے کی کیوں اجازت دی؟ بلکہ حدیث میں تو اَمَرَهُمْ آيا ہے کہ حضور نے ان کو حکم دیا۔

پھر ہماری تائید میں قرآن کریم ہے جو کہتا ہے کہ وقت ضرورت سور جیسی حرام چیز بھی کھا لینے میں حرج نہیں اور ہمارے مخالف الخیال بھی قرآنی حکم کے ماتحت اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ پس جب ایسے موقعہ پر جان بچانے کے لیے کتا، سور اور خون کھا لینا بھی جائز ہے تو مرتے ہوئے انسان کی جان بچانے کے لیے اگر

ڈاکٹر یا حکیم کے مشورہ سے شراب دوا کے طور پر استعمال کر لی جائے تو کیا حرج ہے جبکہ کتا اور سوز شراب سے ہزار ہا درجہ زیادہ ناپاک ہیں۔... حقیقت یہی ہے کہ اگر مریض کی جان جانے کا خطرہ ہو تو ڈاکٹر کے مشورہ سے ایسی چیز بھی استعمال کی جاسکتی ہے جو حلال نہ ہو۔“ (روزنامہ الفضل قادیان دارالامان، مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۰ء، صفحہ ۳)

کچھ لوگ اس حدیث کو ہندوؤں میں رائج گائے کے پیشاب پینے سے ملاتے ہیں حالانکہ ہندوؤں کا گائے کا پیشاب پینا گائے کے تقدس کے طور پر ہے نہ کہ کسی خاص بیماری کی وجہ سے۔ اسلام میں نہ تو اونٹ کو مقدس جانور سمجھا جاتا ہے نہ اس کا پیشاب بابرکت سمجھ کر ہر چیز پر چھڑکنے کا کوئی تصور ہے نہ اس کا تعلق عبادت اور شعائر دین سے ہے۔ حدیث میں اونٹ کے پیشاب کا استعمال محض ایک دوا کے طور پر کرایا گیا اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ بغرض علاج بھی لازم قرار نہیں دیا گیا جس کی طبیعت مائل نہ ہو وہ نہ پیے۔ اس کو کسی کے لیے لازم قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس پر عمل نہ کرنے والے کے لیے کوئی وعید سنائی، اور نہ ہی کسی اور کو یہ علاج بتایا، نہ اس طریقہ علاج کو کبھی سنت سمجھا گیا۔

## باب ۷: الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ

### کلونجی

۵۶۸۷: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ  
مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا  
وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبِي جَرٍّ فَمَرَضَ فِي  
الطَّرِيقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ  
فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ  
بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَخَذُوا مِنْهَا  
خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوهَا ثُمَّ أَقْطَرُوهَا  
فِي أَنْفِهِ بِقَطْرَاتٍ زَيْتٍ فِي هَذَا الْجَانِبِ  
وَفِي هَذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ

۵۶۸۷: عبد اللہ بن ابی شیبہ نے مجھے بتایا کہ  
عبید اللہ (بن موسیٰ کوئی) نے ہم سے بیان کیا۔  
اسرائیل (بن یونس) نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل  
نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے خالد بن سعد  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم سفر میں نکلے  
اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر بھی تھے تو وہ  
راستے میں بیمار ہو گئے۔ ہم مدینہ پہنچے تو وہ ابھی  
بیمار ہی تھے (عبد اللہ) بن ابی عتیق ان کی عیادت  
کو آئے۔ تو انہوں نے ہم سے کہا: تم یہ کلونجی  
استعمال کرو۔ یہ پانچ یا سات (دانے) لے کر ان  
کو پس لو۔ پھر زیتون کے تیل کے چند قطروں میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السُّودَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ.

ملا کر اس کے ناک میں بٹکاؤ اس طرف بھی اور اس طرف بھی۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: یہ کالا دانہ (کلو نجی) ہر بیماری سے شفا دیتا ہے سوائے سام کے۔ میں نے پوچھا سام کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: موت۔

۵۶۸۸: یحییٰ بن کبیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ اور سعید بن مسیب نے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ کلو نجی میں ہر بیماری کا علاج ہے سوائے سام کے۔ ابن شہاب نے کہا اور سام کے معنی موت ہیں اور کالے دانے سے مراد شو نیز (یعنی کلو نجی) ہے۔

۵۶۸۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السُّودَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السُّودَاءُ الشُّونِيزُ.

**تشریح:** الْحَبَّةُ السُّودَاءُ: کلو نجی جسے فارسی میں شو نیز اور انگریزی میں بلیک کیومن (Black Cumin) کہتے ہیں۔ اس کا پودا سونف کے پودے کی مانند ہوتا ہے شاخیں باریک باریک ہوتی ہیں اور پھلیاں لمبی جن کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ان کا اندرونی مغز سفید ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلو نجی کا پودا جھاڑیوں کی مانند تقریباً آدھ میٹر اونچا ہوتا ہے جس کو نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پودا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا، جہاں سے حکماء نے افادیت کی بناء پر حاصل کر کے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خود رو بھی ہوتا ہے اور اس کی مزرعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کے بیج نکلنے، خوشبو میں تیز، ذائقے میں تیز اور کاغذ کے لفافے میں رکھیں تو اس کے تیل سے دھبے لگ جاتے ہیں۔ یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد

سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلوئچی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا کیونکہ مشرق وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفاء کا مظہر قرار دیا۔ انسانی جسم کے لیے نہایت مفید ہے۔ اطباء اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کلوئچی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ ذیابیطس، دمہ، پھیپھڑے، پیٹ، اعصاب، قوت حافظہ، جلدی امراض، دانتوں کی تکلیف، نزلہ زکام، بالوں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی بیماریوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ بعض بیماریوں میں اسے شہد کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے استعمال میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس کا مسلسل استعمال صحت کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس میں کچھ دنوں کا وقفہ ڈالنا ضروری ہے۔

معروف حکیم ابن سینا نے اپنی کتاب القانون میں کلوئچی کے بہت سے فوائد بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ یہ بلغم ختم کرتی ہے۔ نفخ شکم کے لیے مفید ہے جسم پر نکلنے والے تل، داغ دھبے اور برص کے نشانات کو ختم کرتی ہے۔ اسے سرکہ میں ڈال کر سو گھگھاجائے تو سردرد کا بہترین علاج ہے دانتوں کے درد میں مفید ہے۔

(القانون لابن سینا، جلد اول، صفحہ ۷۳۷)

## باب ۸: التَّلْبِينَةُ لِلْمَرِيضِ

بیمار کو تلبینہ کھلانا

۵۶۸۹: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ  
يَزِيدَ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ  
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينِ لِلْمَرِيضِ  
وَلِلْمَحْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ  
تَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ التَّلْبِينَةَ  
تُجِمُّ فَوَادَ الْمَرِيضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ  
الْحُزْنِ.

۵۶۸۹: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ یونس  
بن یزید نے ہمیں بتایا، یونس نے عقیل سے، عقیل  
نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے،  
عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
کی کہ وہ بیمار کو اور اس شخص کو جو مرنے والے پر  
غمزدہ ہو تلبینہ کھلانے کا مشورہ دیتی تھیں اور کہتی  
تھیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا  
آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ بیمار کے دل کو تقویت  
دیتا ہے اور کسی قدر رنج کو دور کر دیتا ہے۔

۵۶۹۰: حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بِنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ.

۵۶۹۰: فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ وہ تلبینہ کھلانے کا مشورہ دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ وہ (بیمار کو) ناپسند ہوتا ہے اور فائدہ دیتا ہے۔

أطرافه: ۵۴۱۷، ۵۶۸۹۔

**تشریح:** التَّلْبِينَةُ لِلْمَرِيضِ: بیمار کو تلبینہ کھلانا۔ لغت میں اس کے متعلق لکھا ہے: حَسَاءٌ يُعْمَلُ مِنْ ذَقِيقٍ أَوْ نَحَّالَةٍ، وَرَتْمًا جُعِلَ فِيهَا عَسَلٌ، سُمِّيَتْ بِهَذَا تَشْبِيهًا بِاللَّيْنِ لِيَبَيِّضُهَا وَرَفَعَهَا (النهاية في غريب الحديث والأثر، لبن) یہ آٹے یا چھان سے بنایا جانے والا حریرہ ہے۔ اور کبھی اس میں شہد بھی ملا دیتے ہیں۔ اسے تلبینہ کا نام اپنے سفید رنگ اور پتلے پن میں دودھ کے مشابہہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ یہ دودھ، شہد اور جو یا گندم کے آٹے یا چھان سے بنایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلبینہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔ مریض عام طور پر اپنے منہ کے ذائقہ کی وجہ سے اسے پسند نہیں کرتا مگر یہ انتہائی مفید ہے۔

## باب ۹: السَّعُوطُ

### ناک میں دوائی ڈالنا

۵۶۹۱: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَّ.

۵۶۹۱: معلی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن طاؤس سے، عبداللہ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوائی ڈالی۔

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۴، ۵۶۹۵، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱۔



## باب ۱۰ : السَّعُوطُ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

قسط ہندی (یعنی کوٹ) اور قسط بحری (یعنی جو سمندر سے نکلتا ہے) کو ناک میں لینا

وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ  
وَمِثْلُ كَشِطَّتْ (التكوير: ۱۲) وَقَشِطَّتْ  
نَزَعَتْ. وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ قَشِطَّتْ.  
اور کُست بھی یہی ہے۔ جیسے کافور اور قافور یا  
جیسے کَشِطَّتْ اور قَشِطَّتْ کے الفاظ ہیں جس  
کے معنی ہیں چھلکا اُتارا گیا۔ اور حضرت عبد اللہ  
(بن مسعود) نے قَشِطَّتْ پڑھا۔

۵۶۹۲ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ  
أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ  
الزُّهْرِيَّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ  
بِنْتِ مِحْصَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ  
بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ  
أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُّ بِهِ مِنَ الْعُدْرَةِ وَيُلْدُّ بِهِ  
مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ.  
۵۶۹۲: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ  
(سفیان) بن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے  
کہا میں نے زہری سے سنا۔ زہری نے عبید اللہ  
(بن عبد اللہ) سے، عبید اللہ نے حضرت ام قیسؓ  
بنت محسن سے روایت کی وہ کہتی تھیں۔ میں نے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: اس  
ہندی عود (یعنی کوٹ) کو ضرور استعمال کرو کیونکہ  
اس میں سات علاج ہیں۔ حلق کے ورم میں اس  
کو ناک میں ڈالا جاتا ہے۔ اور ذات الجنب میں  
حلق میں ڈالی جاتی ہے

أطرافه: ۵۷۱۳، ۵۷۱۵، ۵۷۱۸۔

۵۶۹۳ : وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنِّ لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ  
فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ.  
۵۶۹۳: اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
اپنے ایک بیٹے کو لے کر گئی جو ابھی کھانا نہیں کھاتا  
تھا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی  
منگوا یا اور اس کو کپڑے پر چھڑک دیا۔

طرفه: ۲۲۳۔

تشریح: السَّعُوطُ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ: ہندی قسط (یعنی کوٹ) اور قسط بحری (یعنی جو  
سمندر سے نکلتا ہے) اس کو ناک میں لینا۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ الْعَرَبِيِّ الْقُسْطُ تَوَاعَانِ هِنْدِيٌّ وَهُوَ

أَسْوَدٌ وَبَحْرِيٌّ وَهُوَ أَبْيَضٌ وَالْهِنْدِيُّ أَشَدُّ هُمَا حَرَاةً (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۳) ابو بکر بن عربی کہتے ہیں کہ قُسط کی دو اقسام ہیں ہندی جو کہ سیاہ ہوتی ہے۔ اور بحری جو کہ سفید ہوتی ہے۔ اور ہندی (قُسط) اُن دونوں میں سے زیادہ گرم ہے۔ ابن قیم نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔ (الطب النبوی لابن القیم، فصل فی ذکر شیء من الأدوية والأغذية، حرف العين، عود، صفحہ ۲۶۰)

بعض محققین کے نزدیک قُسط بحری اور قُسط ہندی کو الگ الگ سمجھنا غلطی ہے۔ ان کے نزدیک یہ ایک ہندی دوائی ہے اور اس کے رنگ میں فرق علاقہ کے فرق کی وجہ سے ہے۔ وہ قُسط بحری کو سمندر سے منسوب کرنا درست نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ پودا سمندروں کے کھارے پانی کے پاس نہیں ہوتا بلکہ بلندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔ (طب نبوی اور جدید سائنس، مصنفہ ڈاکٹر خالد غزنوی، جلد اول صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

عود ہندی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک تو کُست، جو دواؤں میں مستعمل ہے۔ اسے عام طور پر قُسط کہتے ہیں اور دوسری قسم کو خوشبو میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو آلاکُوٹہ کہتے ہیں۔ اسے انگریزی میں Costus ویدک میں پسکارا، اُردو اور ہندی میں قُسط، کُست اور میٹھی کوٹ کہتے ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کا پودا دو میٹر تک بلند ہوتا ہے لیکن یہ عام طور پر گلو، پان وغیرہ کی طرح ایک تیل ہے جو کہ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر دریاؤں کے کنارے مرطوب جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی اترائی میں وہاں سے نکلنے والے دریاؤں کے ساتھ ساتھ قُسط کے پودے ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اس کے پتے بڑے اور دندانے دار شکل کے ہوتے ہیں اس پودے کی جڑیں دواؤں میں استعمال ہوتی ہیں یہ جڑیں ستمبر اور اکتوبر کے درمیان کاٹ کر نکال لی جاتی ہیں۔ پھر ان کے دوداؤںچ لیے لکڑے کر لیے جاتے ہیں وہ اسی صورت میں ملٹھی کی طرح سفید گانٹھیں ہیں جو کہ خوشبودار بھی ہیں۔ آزاد کشمیر میں دریائے جہلم اور دریائے چناب کے کناروں کے ساتھ یہ پودا بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے طب نبوی اور جدید سائنس، مصنفہ ڈاکٹر خالد غزنوی، جلد اول صفحہ ۲۰۴۔

عود ہندی کی وہ قسم جو خوشبو کے لیے استعمال کی جاتی ہے اُسے ”اگر“ بھی کہتے ہیں۔ اس کا عطر عود مشہور ہے۔ حدیث الباب میں جس عود کا ذکر ہے یہ وہ نہیں ہے اسی طرح ایک کُستِ انظار ہے جس کا ذکر بخاری کتاب الطلاق باب القسط للحادة میں آیا ہے وہ بھی ایک خوشبو ہے۔ حدیث الباب میں جس عود کا ذکر ہے یہ وہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک مفید جڑی بوٹی ہے جسے ”کُوٹ“ کہتے ہیں۔ بحری اسے اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دوسرے علاقوں سے بحری اور سمندری راستے سے عرب میں پہنچتی تھی۔ (ارشاد الساری للقسطلانی، جزء ۸ صفحہ ۳۶۷) امام ابن حجر لکھتے ہیں اطباء نے عود ہندی کے کئی فوائد لکھے ہیں مثلاً یہ ہیں کہ یہ حیض اور پیشاب کو جاری کرتی ہے انتزیوں کے کیڑوں کو مارتی ہے زہریلے مادوں کو ختم کرتی ہے معدہ کو گرم رکھتی ہے، قوتِ باہ کو بڑھاتی ہے اور چھائیوں کے داغ ختم کرتی ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۴)

۱۔ (مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہا، باب استعمال المسک... إِذَا اسْتَجَمَرَ اسْتَجَمَرَ بِالْأَلْوَةِ)

حدیث الباب میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے عودِ ہندی کو سات بیماریوں کا علاج بتایا اور آگے صرف دو کا ذکر ہے۔ شارحین نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ (۱) یہ کہ آنحضرتؐ نے سات ہی بیان فرمائی ہوں راوی نے دو کا ذکر کیا۔ (۲) یہ کہ بقیہ پانچ معروف تھیں اس لیے راوی نے ان دو کا ذکر کیا۔ (۳) اور یہ غالباً سب سے درست توجیہ ہے کہ یہاں سات سے سات کا عدد معین مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے کیونکہ عربی میں سات کا لفظ کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مراد یہ ہے کہ عودِ ہندی بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور بطور مثال آپؐ نے دو کا ذکر فرمایا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ بھی امکان ہے کہ سبعتہ سے علاج کے سات اصول مراد ہوں وہ لکھتے ہیں (i) عودِ ہندی سے دو اہنا کر جسم پر ملی جاتی ہے۔ (ii) اس سے سیکائی (یعنی نکور) کی جاتی ہے (iii) پانی میں ڈال کر پیاجاتا ہے۔ (iv) اس کے چھینے مارے جاتے ہیں۔ (v) اس کی دھونی لی جاتی ہے۔ (vi) یہ ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ (vii) منہ میں ڈالی جاتی ہے۔ گویا عودِ ہندی کو مختلف بیماریوں میں سات طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۴)

## باب ۱۱: أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ

کس وقت چھپنے لگوائے

وَاحْتَجِمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا. اور حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) نے رات کو چھپنے لگوائے۔

۵۶۹۴: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ. ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو مقعد) نے ہمیں بتایا کہ ہم سے عبد الوارث (بن سعید) نے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپنے لگوائے اور آپ روزہ دار تھے۔

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۵، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱۔

**تشریح:** أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ: کس وقت چھپنے لگائے جائیں۔ امام بخاری نے اس باب میں یہ اشارہ کیا ہے کہ چھپنے لگانے کا کوئی مخصوص اور معین وقت نہیں ہے جب ضرورت ہو لگائے جاسکتے ہیں اس کی وضاحت کے لیے حضرت ابو موسیٰ کا عمل بیان کیا ہے کہ انہوں نے رات کے وقت چھپنے لگائے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے روزہ کی حالت میں یعنی دن کو چھپنے لگوائے۔ امام ابن حجر لکھتے ہیں اس سے

امام بخاری نے ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ کی ان روایات کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں دن اور تاریخ دونوں بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً ۱۷، ۱۹ اور ۲۱ تاریخ کو چھپنے لگانا بہتر قرار دیا گیا ہے اسی طرح دونوں میں سے جمعرات، اور سوموار کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ منگل اور بدھ کو ممانعت کا ذکر ہے کہ ان دنوں میں خون نہیں رکتا وغیرہ۔<sup>۱</sup> یہ روایات امام بخاری کے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۵)

## باب ۱۲: الْحَجْمُ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ

سفر میں یا احرام میں چھپنے لگانا

قَالَ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حضرت ابن بھینہ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

۵۶۹۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. ۵۶۹۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے طاؤس اور عطاء (بن ابی رباح) سے، ان دونوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپنے لگوائے اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۴، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱۔

## باب ۱۳: الْحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ

بیماری کی وجہ سے چھپنے لگوانا

۵۶۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحِجَامِ فَقَالَ اخْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. ۵۶۹۶: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ حمید طویل نے ہمیں بتایا، حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے حجام کی مزدوری کے

۱ (سنن الترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء في الحجامة)

(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب متى تستحب الحجامة)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب في أي الأيام يحتجم)

متعلق پوچھا گیا (آیا حلال ہے یا حرام) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچنے لگوائے تھے۔ ابوطیبہ نے آپ کو سچنے لگائے اور آپ نے اس کو دو صاع اناج دیا اور اس کے مالکوں سے سفارش کی تو انہوں نے محصول کم کر دیا اور فرمایا: سب سے بہتر علاج جو تم کرتے ہو سچنے لگانا ہے اور بحر ہند کی قسط (یعنی کوٹ) ہے اور فرمایا: تم اپنے بچوں کو حلق کی ورم کی وجہ سے ان کے تالو کو دبا کر تکلیف مت دو اور تم کوٹ کو استعمال کیا کرو۔

أطرافه: ۲۱۰۲، ۲۲۱۰، ۲۲۷۷، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱۔

۵۶۹۷: سعید بن تلید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ (عبداللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا عمرو (بن حارث) وغیرہ نے مجھے بتایا کہ بکیر نے ان سے بیان کیا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے انہیں بتایا کہ حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما نے متق (بن سنان) کی عیادت کی۔ پھر کہا: میں یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم سچنے نہ لگاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اس میں بھی شفاء ہے۔

۵۶۹۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو وَغَيْرُهُ أَنَّ بَكِيرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرُحُ حَتَّى يَخْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِيهِ شِفَاءً.

أطرافه: ۵۶۸۳، ۵۷۰۲، ۵۷۰۴۔

**تشریح:** الْحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ: بیماری کی وجہ سے سچنے لگوانا۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: سچنے لگوانا (cupping) ایک پرانا طریق علاج ہے۔ یہ چین یونان اور مصر میں نہایت مقبول تھا۔ چین میں آج کل بھی اس طریق سے علاج کیا جاتا ہے اور نہایت مقبول ہے۔ شاید یہ بھی ایک وجہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے... سچنے (cupping) لگانا دو طریق سے رائج رہا ہے اول خشک سچنے لگانا۔ (Dry cupping)

اور دوم گیلے پچھنے لگانا (Wet cupping) جس میں جلد پر ایک چھوٹا سا چیرا دے کر خون نکالا جاتا ہے۔ آپ Wet cupping کو ترجیح دیتے تھے اور Traditional Chinese Medicine (TCM) اسی طریق کو زیادہ فائدہ مند بتاتی ہے۔ سینکڑوں سالہ طب کی تاریخ میں پچھنے لگانا (cupping) کئی بیماریوں کے علاج میں مفید بتایا جاتا ہے۔ ان میں کمر کی درد، گردن کی درد، درشتیقہ (Migraine)<sup>1</sup> (اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونوں میں درشتیقہ کی مماثلت ہے) Neuralgic Pains کا ازالہ اور Suction Dressing ایک مزید Cupping کا فائدہ ہے۔ مذکورہ بالا احادیث سے صاف واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمر درد یا گردن کی درد، درشتیقہ یا عمرہ و حج، کثرت سے سفر اور عبادت کی ادائیگی کی وجوہات سے مذکورہ تکالیف کا ہونا کوئی عجب بات نہیں تھی۔ ان تکالیف کے علاج کے لیے آپ پچھنے لگانے کو پسند فرماتے تھے۔ یہی طریق علاج چین اور مشرق بعید کے ممالک میں اب بھی مقبول ہے۔<sup>2</sup> مغربی دنیا میں اس کا مقبول نہ ہونا ناقصا دی فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ یہ سادہ سستا اور غیر مضر و پاک علاج ہے۔

## باب ۱۴ : الْحِجَامَةُ عَلَى الرَّأْسِ

### سر پر پچھنے لگانا

۵۶۹۸ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي  
سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ  
عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ  
ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ بِلُحْيِ  
۵۶۹۸ : إسماعيل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان  
کیا کہ مجھے سلیمان (بن بلال) نے بتایا۔ انہوں  
نے علقمہ سے روایت کی کہ انہوں نے عبد الرحمن  
اعرج سے سنا (وہ کہتے تھے) کہ انہوں نے حضرت  
عبد اللہ بن بحینہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ

(1) Al- Bedah MNA, Elsubai I, Qureshi NA et al: The Medical Perspective of Cupping Therapy-Effects and Mechanisms of action. J tradit Complement Medicine: 9(2) : 90- 97 (April 2018) [https:// doi.org/10.1016/ j.jtme.2018.03.003](https://doi.org/10.1016/j.jtme.2018.03.003)

El Sayed SM, Mahmoud HS, and Nabo MMH: Methods of Wet Cupping Therapy (Al-Hijamah): In Light of Modern Medicine and Prophetic Medicine, Altern Integ Med. 2:3, Pages:1-16 (2013).

<http://dx.doi.org/10.4172/2327-5162.1000111>

(2) Tamer S Aboushanab, Saud Al Sanad. Review Article. Cupping Therapy: An Overview from a Modern Medicine Perspective. Journal of Acupuncture and Meridian Studies. Volume 11, Issue 3, Pages 83- 87 (June 2018)

<https://doi.org/10.1016/j.jams.2018.02.001>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لُحیٰ جمل میں جو مکہ کے راستے پر ہے اپنے سر کے درمیان کچھنے لگوائے اور آپ اس وقت احرام باندھے تھے۔

جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ.

طرفہ: ۱۸۳۶۔

۵۶۹۹: اور (محمد بن عبد اللہ بن ثنیٰ) انصاری نے کہا کہ ہمیں ہشام بن حسان نے بتایا کہ ہم سے عکرمہ نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر کچھنے لگوائے۔

۵۶۹۹: وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ فِي رَأْسِهِ.

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۴، ۵۶۹۵، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱۔

### باب ۱۵: الْحِجَامَةُ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصَّدَاعِ

آدھے سر یا سارے سر کے درد کی وجہ سے کچھنے لگوانا

۵۷۰۰: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن حسان) سے، ہشام نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر درد کی وجہ سے جو آپ کو تھی ایک چشمے پر جسے لُحیٰ جمل کہتے تھے اپنے سر میں کچھنے لگوائے اور آپ اس وقت احرام باندھے تھے۔

۵۷۰۰: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعِ كَأَنَّ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ لُحْيٌ جَمَلٍ.

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۴، ۵۶۹۵، ۵۶۹۹، ۵۷۰۱۔

۵۷۰۱: اور محمد بن سواہ نے کہا ہمیں ہشام (بن حسان) نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ

۵۷۰۱: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ شَقِيقَةٍ كَانَتْ بِهِ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے شقیقہ کی وجہ جو آپ کو تھا اپنے سر پر کھینچنے لگوائے اور آپ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے۔

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۴، ۵۶۹۵، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰۔

۵۷۰۲: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْعَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَّتِكُمْ خَيْرٌ فِي شَرِبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مَخْجَمٍ أَوْ لَدَعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا أَحَبُّ أَنْ أَكْتُوِي.

۵۷۰۲: اسماعیل بن ابان نے ہمیں بتایا کہ (عبدالرحمن) بن عسیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر نے بیان کیا۔ عاصم نے حضرت جابر بن عبد اللہ (انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: تمہارے علاجوں میں سے اگر کسی میں بہتری ہے تو شہد کے شربت میں یا کھینچنے لگانے میں یا آگ سے جلانے میں ہے اور میں نہیں پسند کرتا کہ میں داغ لگاؤں۔

أطرافه: ۵۶۸۳، ۵۶۹۷، ۵۷۰۴۔

## باب ۱۶: الحلق من الأذى

تکلیف کی وجہ سے سر منڈوانا

۵۷۰۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبٍ هُوَ ابْنُ عَجْرَةَ قَالَ أَتَى عَلِيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَأَنَا أَوْقَدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاطَرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ أَيُّؤَذِيكَ هَوَاثِكُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

۵۷۰۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے روایت کی۔ (ایوب نے) کہا میں نے مجاہد سے سنا۔ مجاہد نے (عبدالرحمن) بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حضرت کعب سے جو عجرہ کے بیٹے ہیں، روایت کی۔ انہوں نے کہا جس سال حدیبیہ کی صلح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جو میں



میرے سر سے جھڑ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہاری جو کیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سر منڈوا ڈالو اور تین دن روزے رکھو یا چھ (مسکینوں) کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری قربانی کرو۔ ایوب کہتے تھے: میں نہیں جانتا ان میں سے کس بات کو پہلے فرمایا۔

أطرافه: ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۹۱، ۴۵۱۷، ۵۶۶۵، ۶۷۰۸۔

### باب ۱۷: مَنْ اُكْتَوِيَ أَوْ كَوِيَ غَيْرُهُ وَفَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

جس نے خود داغ لگوا یا دوسرے کو داغ لگایا اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے

۵۷۰۴: ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن سلیمان بن غسیل نے ہمیں بتایا۔ عاصم بن عمر بن قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت جابرؓ سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے آپ نے فرمایا: تمہاری دواؤں میں سے اگر کسی میں شفا ہے تو چھپنے لگانے میں یا آگ سے جھلسانے میں ہے اور میں نہیں پسند کرتا کہ میں داغ لگاؤں۔

۵۷۰۴: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَّتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةٍ مَحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أَحَبُّ أَنْ أُكْتَوِيَ.

أطرافه: ۵۶۸۳، ۵۶۹۷، ۵۷۰۲۔

۵۷۰۵: عمران بن میسرہ نے ہمیں بتایا کہ (محمد) ابن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ حصین (بن عبد الرحمن) نے ہمیں بتایا۔ حصین نے عامر (شعبي) سے، عامر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: دم صرف نظر لگنے

۵۷۰۵: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا رُقِيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ. فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

سے یا سانپ بچھو کے کاٹنے سے کروانا چاہیے۔  
 (حصین بن عبد الرحمن نے کہا: میں نے سعید بن  
 جبیر سے ان کا یہ قول ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہم  
 سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے تمام  
 امتیں پیش کی گئیں اور نبی ایک ایک اور دو دو کر  
 کے گزرنے لگے ان کے ساتھ ان کی جماعت  
 ہوتی اور کوئی نبی ایسا بھی ہوتا کہ اس کے ساتھ  
 ایک بھی نہ ہوتا یہاں تک کہ مجھے دور ایک بہت  
 بڑی جماعت دکھائی گئی میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ کیا  
 یہ میری امت ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰؑ اور ان  
 کی قوم ہے۔ مجھے کہا گیا ان کی طرف دیکھو تو کیا  
 دیکھتا ہوں کہ بہت بڑی جماعت ہے جس نے  
 سارے اُفق کو بھر دیا ہے۔ پھر مجھے کہا گیا: آفاق  
 میں ہر جانب نظر دوڑاؤ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت  
 ہی بڑی جماعت ہے جس نے اُفق کو بھر دیا ہوا  
 ہے۔ مجھے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے۔ ان میں  
 سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل  
 ہوں گے۔ پھر آپؐ اندر چلے گئے اور انہیں اس  
 کی تعبیر نہ بیان کی۔ تب یہ سن کر لوگ ادھر ادھر  
 کی باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے ہم وہ لوگ ہیں  
 جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی  
 پیروی کی ہے۔ سو ہم ہی وہ ہیں یا ہماری وہ اولادیں  
 جو اسلام میں پیدا ہوئیں کیونکہ ہم تو جاہلیت میں

فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَتْ  
 عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ  
 يَمْزُونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ  
 أَحَدٌ حَتَّى رَفَعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ  
 قُلْتُ مَا هَذَا أُمَّتِي هَذِهِ قِيلَ بَلْ هَذَا  
 مُوسَى وَقَوْمُهُ قِيلَ انظُرْ إِلَى الْأُفُقِ  
 فَإِذَا سَوَادٌ يَمَلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي  
 انظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ  
 فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيلَ هَذِهِ  
 أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ  
 سَبْعُونَ أَلْفًا بَغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ  
 وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوا  
 نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ  
 فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا  
 فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ  
 فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْفُونَ  
 وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ  
 يَتَوَكَّلُونَ. فَقَالَ عَكَاشَةُ بْنُ مِخْصَنِ  
 أَمْنَهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ  
 فَقَامَ آخِرُ فَقَالَ أَمْنَهُمْ أَنَا قَالَ

سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةٌ.

پیدا ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ باہر آئے آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ تو دم کرواتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محسنؓ نے سن کر کہا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر ایک دوسرا کھڑا ہوا اور پوچھا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا عکاشہؓ اس میں تم پر سبقت لے گیا۔

أطرافه: ۳۴۱۰، ۵۷۵۲، ۶۴۷۲، ۶۵۴۱۔

**تشریح:** مَنِ اَكْتَوَىٰ اَوْ كَوَىٰ غَيْرُهُ وَفَضَّلَ مِنْ لَهِّ يَكْتُو: جس نے خود داغ لگوا یا دوسرے کو داغ لگایا اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے۔ عنوان باب کے تین حصے ہیں۔ (۱) مَنِ اَكْتَوَىٰ (۲) اَوْ كَوَىٰ غَيْرُهُ۔ (۳) اور فَضَّلَ مِنْ لَهِّ يَكْتُو۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں اکتوئی کے معنی ہیں خود کو داغنا اور کوی کا لفظ عام ہے یعنی خود کو داغنا یا دوسرے کو داغنا۔ ان دو میں امام بخاری نے داغ لگانے یا لگوانے کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور تیسرے فَضَّلَ مِنْ لَهِّ يَكْتُو میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس تکلیف دہ علاج کو نہ کرنا بہتر ہے۔ (عمدة القاری، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۳) مختلف طریقہ ہائے علاج میں سے یہ طریقہ علاج پہلے زمانوں میں بھی تھا اور بعض جدید صورتوں میں اب بھی ہے جس سے فاسد مادوں کو جلا کر علاج کیا جاتا ہے۔ دور جدید میں اس کی متنوع قسمیں متعارف ہو چکی ہیں۔ غرض جلانے کی مختلف صورتیں مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں رائج تھیں اور آج بھی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ علاج کو پسند نہیں فرمایا مگر انتہائی مجبوری کی صورت میں اس کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ یہ انتہائی تکلیف دہ صورت ہے مگر آج کے زمانے میں بہت موثر اینٹی سپینک اور اینٹی بائیونک ادویات ایجاد ہو چکی ہیں جو جراثیم کش ہیں۔ اس لیے زخموں وغیرہ کو جلانے کی ضرورت نہیں رہی ہے جس کا ایک مقصد جراثیم کو مارنا ہی ہوتا تھا۔ اینیسٹھیزیا (Anaesthesia) ودیگر ایسے جدید طریقے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے مریض دوران علاج سرجری وغیرہ کی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے اب داغ لگانے کی ضرورت کسی استثنائی صورت میں ہو بھی تو اس سے ہونی والی تکلف کو رفع کیا جاسکتا ہے۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: داغ لگوانا یا داغ لگانا ایک عرصہ دراز سے طریقہ علاج چلا آرہا ہے یہ مختلف طریقوں سے عمل کیا جاتا ہے:

Laser (3) Chemical (2) Hot Plate (1)

اس طریقہ علاج کو آپ نے عمومی طور پر پسند نہیں فرمایا۔۔۔ جب یہ طریقہ علاج رائج تھا تو داغ لگانا تکلیف دہ تھا۔ اب Anaesthesia کی ایجاد سے قریباً سب آپریشن میں Cauterisation سے خون کو بہنے سے روک دیا جاتا ہے۔ اور مختلف Cauterisation Techniques سے تکلیف کا عنصر قریباً ختم ہو گیا ہے۔ لیکن کچھ حد تک اس عمل کے بعد تکلیف رہتی ہے اور اس تکلیف میں جلن اور درد شامل ہے۔ آج کل بھی جلد پر داغنے کے عمل کے بعد کچھ مریضوں میں جلد سخت ہو کر ابھر آتی ہے۔ جس کو Keloid Formation کہتے ہیں۔ یہ اگر چہ پرہیز پر ہو تو نہایت بد نما لگتی ہے۔ دل کے آپریشن کے بعد چند مریضوں میں Keloid Formation نہایت بد نما اور تکلیف دہ ہوتی ہے اور درد اور انکیشن اگر ہو جائے تو مزید تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ جانوروں میں بھی داغ لگانا اب بھی رائج ہے۔ خصوصاً خچروں کی پیٹھ یا منہ پر داغ لگانا جو فوجی مہمات میں پہاڑی علاقے میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ عمل آج کل Cruelty of Animal کے زمرہ میں آتا ہے اور یہی بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند فرمائی۔ اور اس رسم کو سختی سے منع فرمایا۔<sup>1</sup>

حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضور داغ دینے اور جراحی کو مفید تو سمجھتے ہیں مگر چونکہ اس میں سخت تکلیف ہوتی ہے لہذا آپ باوجود اس کے مفید ہونے کے اس سے منع کر دیتے ہیں کہ اس میں انسان کو سخت دکھ پہنچتا ہے۔ گویا حضور خواہش رکھتے تھے کہ اگر اس علاج سے تڑپ اور تکلیف کی حالت پیدا نہ ہوتی تو یہ بہت مفید علاج تھا۔ سو حضور پر نور کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے کلوروفارم نکالا۔ جس کے سونگھا دینے سے انسان ایک قسم کی گہری نیند میں سو جاتا ہے۔ اس کے بعد داغ یا جراحی کے طریقہ سے اس کا علاج بھی ہو جاتا ہے اور دکھ درد بھی نہیں ہوتا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان ۲۰ اگست ۱۹۳۰ صفحہ ۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ فرماتے ہیں:

”پرانے زمانہ میں داغ دینے کی رسم ہو ا کرتی تھی۔ یعنی جانور کے منہ پر یا پہلو میں نشان لگایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہت ناپسند فرمایا۔“

(1) Dr Asia Sultana and Dr Shabnam Ansari:

Research Article: Medical and Scientific Basis of Cauterization (KAI)

Int J of Cur Res vol. 8 Issue 05, Pages 31942-31944 (May 2016)

<http://www.journalera.com>

لیکن چونکہ علاج کے طور پر بھی داغ دیا جاتا تھا فرمایا کہ **أَجْرُ الدَّوَاءِ الْكَلْبِيُّ** کہ دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا پڑے تو آخری علاج کے طور پر داغ کو استعمال کرو۔“  
(تفسیر کبیر، سورۃ ہود زیر آیت **يَقْدُرُ قَوْمًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَادْرَدَهُمُ النَّارُ...** جلد ۳ صفحہ ۲۴۸)

**فَقَامَ آخِرُ فَقَالَ أَمِنَهُمْ أَنَا قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ** اس پر ایک دوسرا کھڑا ہوا اور پوچھا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ یہ دوسرے پوچھنے والے کون تھے؟ شارحین نے حضرت سعد بن عبادہ کا ذکر کیا ہے۔ عنوان باب کے الفاظ **وَفَضَّلَ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ** (اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے۔) اور زیر باب حدیث میں ان افراد کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کراتے ہیں، نہ بدشگونئی لیتے ہیں، نہ داغ لگواتے ہیں۔ یعنی حکمت کو حرز جان بنانے والے اور تشابہات سے حزم و احتیاط سے گذرتے ہوئے تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے والے ہوتے ہیں۔ قبولیت اور سعادت کے لمحے ایسے لوگوں کو ہی نصیب ہوتے ہیں جسے بادی النظر میں قسمت کا کھیل سمجھا جاتا ہے۔ ایسی ساعت سعد نصیب ہونا بلاشبہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام اور فضل ہے اور یہ اسے ہی نصیب ہوتی ہے جس کے اندر جذب کی وہ کیفیت موجود ہو۔ الہی تجلی کا اس سے موافق ہو جانا اس انسان کے بھاگ جگا دیتا ہے۔ جیسے آنحضرتؐ نے ایک موقع پر فرمایا **مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ** جس کی آئین ملائکہ کی آئین کے موافق ہوگی۔ اس کے جو گناہ پہلے ہو چکے ہوں ان کی مغفرت کی جائے گی۔

### باب ۱۸ : الإِثْمِدُ وَالْكَحْلُ مِنَ الرَّمَدِ

آنکھ کے دکھنے کی وجہ سے اصفہانی سرمہ یا عام سرمہ لگانا

فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ . اس کے متعلق حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے۔

۵۷۰۶ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوَفِّي زَوْجَهَا

۵۷۰۶ : مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے کہا حمید بن نافع نے مجھ سے بیان کیا۔ حمید نے حضرت زینب (بنت ام سلمہؓ) سے،

۱ (صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب جَهْرُ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

۲ اثم ایک پتھر ہے جس سے سرمہ تیار ہوتا ہے اور یہ اصفہانی سرمہ کے نام سے مشہور ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۹۵)

(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الجنائز، باب غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِيْدِهِ، الْفَضْلُ الْقَانِي)

حضرت زینبؓ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور اس کی آنکھیں دکھنے لگیں تو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور آپ سے ایک سرمہ کا نام لیا اور یہ کہ اس کی آنکھیں جاتے رہنے کا ڈر ہے۔ آپ نے فرمایا: کبھی وہ بھی زمانہ تھا کہ تم میں سے ایک عورت اپنے گھر میں بدترین پھٹے پرانے کپڑے پہن کر یا فرمایا: اپنے پھٹے پرانے کپڑے پہن کر اپنے بدترین گھر میں رہا کرتی تھی جب کتا اس کے سامنے سے گزرتا تو وہ ایک بیگنی پھینکا کرتی تھی تو کیا چار مہینے دس دن نہیں گزار سکتی۔

فَأَشْتَكْتُ عَيْنَهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمُكُّتُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَخْلَاسِهَا أَوْ فِي أَخْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا أُرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

أطرافه: ۵۳۳۶، ۵۳۳۸۔

## باب ۱۹: الْجَذَامُ

جذام

اور عفان (بن مسلم) نے اس کے متعلق بیان کیا۔  
۵۷۰۷: سلیم بن حیان نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن میناء نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ متعدی بیماری ہوتی ہے اور نہ ہی بد شکونی اور نہ قبروں پر الو ہوتا ہے اور نہ صفر منحوس ہوتا ہے اور جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔

وَقَالَ عَفَّانُ.  
۵۷۰۷: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفَرًّا مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ.

أطرافه: ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵۔

**تشریح:** الْجَذَامُ: جذام کے متعلق شارحین لکھتے ہیں هُوَ عِلَّةٌ رَدِيْقَةٌ تَخْتَلِفُ مِنْ اِنْتِشَارِ الْبَهْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الْبَدَنِ كُلِّهِ فَتُقْسِمُ مَزَاجَ الْأَعْضَاءِ وَزُبْحًا أَفْسَدَ فِي آخِرِهِ إِيْضَالَهَا حَتَّى يَتَأَكَّلَ قَالَ

ابن سیدنا مَنِيٌّ بِذَلِكَ لِتَجَدُّهِ الْأَصَابِعُ وَتَقَطُّعِهَا (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۹۶) یعنی جذام ایک بے بس کر دینے والی بیماری ہے جو پورے جسم میں سودا کے پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعضاء کے نظام کو بگاڑ دیتی ہے۔ اور کبھی تو یہ اُن کے جوڑوں تک کو ختم کر کے (اعضاء) کو کھا جاتی ہے۔ ابن سیدنا نے کہا: جذام کے معنی کاٹنے کے ہیں یہ بیماری انگلیوں کو کاٹ دیتی ہے اس لیے اسے جذام کہتے ہیں۔

لَا عَدْوَى... وَفَرٌّ مِنَ الْمَجْدُورِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ: متعدی بیماری نہیں ہوتی... اور جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ زیر باب حدیث کے دو حصے بظاہر آپس میں متضاد اور مخالف ہیں اول یہ کہ لَا عَدْوَى کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اور حدیث کا دوسرا اور آخری حصہ یہ ہے فَرٌّ مِنَ الْمَجْدُورِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ کہ جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ دراصل ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں بلکہ اس حدیث میں قانونِ قدرت کے دو مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ اول لَا عَدْوَى میں اس امر کا بیان ہے کہ کوئی بیماری یا کوئی وائرس و بیکیٹیریا یا از خود ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتا جب تک قانونِ قدرت اس کا سہارا اور حامل (carrier) نہ ہو۔ مثلاً بعض جراثیم کسی کی چھینک سے کسی دوسری جگہ یا چیز پر گرتے ہیں اسے دوسرا شخص چھوتتا ہے اور پھر اپنا ہاتھ ناک یا منہ کو لگاتا ہے اور یوں یہ وائرس اس کے اندر چلا جاتا ہے یا مثلاً مچھر یا مکھی کسی بیماری کے جراثیم اپنے منہ یا پروں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کسی کھانے والی چیز پر بیٹھتے ہیں۔ وہ جراثیم اس میں گر جاتے ہیں یا مچھر کسی کو کاٹتا ہے اور اپنے ڈنک سے دوسرے جسم میں جراثیم منتقل کرتا ہے۔ مذکورہ بالا یہ ذرائع یا ہوا یا دیگر لا تعداد اسباب وائرس یا بیکیٹیریا کے کیریٹرن کر بعض بیماریوں کو پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ یہی سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی کے سامنے رکھا کہ پہلے اونٹ کو خارش کی بیماری کیسے لگی؟ جس کا مطلب یہ تھا کہ بیماری از خود نہیں پھیلی بلکہ اسے کیریٹیر پھیلاتے ہیں۔ حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں جذام کو ان بیماریوں میں سے قرار دیا گیا ہے جن کے جراثیم جن ذرائع سے پھیلتے ہیں ان سے بچنے اور احتیاط کرنے کی آپ نے تاکید فرمائی جیسا کہ فَرٌّ مِنَ الْمَجْدُورِ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ کھانے پینے کی اشیاء کو ڈھانک کر رکھو تاکہ ایسے جراثیم ان میں نہ پڑیں جذام بھی اُن بیماریوں میں سے ہے جن کے جراثیم بیمار کے ساتھ قربت کے نتیجے میں دوسرے شخص میں منتقل ہوتے ہیں۔ اگر قربت یا دیگر ایسے امکانات و اسباب سے بچا جائے تو بیماری نہیں پھیلتی جیسا کہ آج کل کرونا کے متعلق تمام ہدایات دی جا رہی ہیں کہ قربت سے بچیں، صابن سے بار بار ہاتھ دھوئیں، سینی ٹائیزر وغیرہ جو جراثیم کش ہیں، ہاتھوں پر لگائیں تاکہ آپ وائرس کے کیریٹیر نہ بنیں، نہ اپنے لیے نہ دوسروں کے لیے۔ پس دراصل حدیث میں کوئی تضاد نہیں بلکہ قانونِ قدرت کے دو پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ جو جدید سائنس کی تمام تحقیقات سے اظہر من الشمس ہے۔

### جذام اور اس کے اثرات:

فصل عمر ہسپتال ربوہ کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں:

”جذام میں اکثر جلد پر سفید داغ نمودار ہوتا ہے یا یہ داغ سرخی مائل بھی ہو سکتا ہے۔ متاثرہ حصہ میں احساس ختم ہو جاتا ہے اور یہ سُن ہو جاتا ہے۔ متاثرہ حصہ کو جانے والی Nerve بڑی ہو کر نظر آ سکتی ہے یہ داغ ایک یا ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ متاثرہ حصہ پر بال جھڑ جاتے ہیں۔ چونکہ متاثرہ حصہ سُن ہو جاتا ہے اس لیے اس میں درد کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور اسے نقصان پہنچتا رہتا ہے اور اس سے مختلف اعضاء ختم ہو سکتے ہیں۔ اور جذام کا مریض اپنے اعضاء سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور معذور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا جسم بدنما بن جاتا ہے۔ یہ متعدی ہے یعنی ایک مریض سے دوسرے مریض کو منتقل ہو سکتا ہے۔ لیکن یا تو یہ بہت قریب رہنے والے اور براہ راست جسمانی تعلق رکھنے والے کو منتقل ہوتا ہے یا پھر چھینک یا کھانسی کے ساتھ برآمد ہونے والے چھوٹے چھوٹے قطروں کے ذریعہ دوسرے شخص کو منتقل ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم سے اس بیماری نے تاریخ انسانیت میں کتنے ہی المیوں کو جنم دیا ہے۔ بھارت میں ۴۰۰۰ ہزار سال پرانا ڈھانچہ دریافت ہوا جس کی ہڈیوں میں جذام کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدیم دور سے یہ بیماری اپنی تباہ کاری پھیلار ہی تھی۔

اس موقع پر نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متعدی بیماری سے متاثرہ افراد کے ساتھ انسانی رویوں اور احتیاط کے ساتھ ساتھ مریض کی عزت نفس اور اس سے روارکھے جانے والے سلوک کو اسلامی تعلیم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ، خلفاء راشدین کے اُسوہ اور اس کے مقابل بائبل کی تعلیم کا مختصر موازنہ بھی پیش کیا جائے۔

### جذام اور بائبل:

محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں:

بائبل میں بھی اس بیماری کے متعلق بہت سے تفصیلی احکامات پائے جاتے ہیں اور اس کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ یہ احکامات بائبل کی کتاب احبار کے باب ۱۳ اور ۱۴ میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان احکامات کے مطابق اگر کسی شخص کو جذام ہونے کا شبہ ہو تو وہ کاہن کے پاس جائے اور اگر وہ اس مریض میں پائی جانے والی علامات



کو بائبل میں بیان کردہ معیار پر پرکھ کر دیکھے۔ اگر وہ ان علامات کو جذام کی علامات کے مطابق پائے تو اس بیچارے مریض کے ساتھ بائبل کے الفاظ میں یہ سلوک کیا جائے گا۔ ”اور جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں۔ اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلا چلا کر کہے ناپاک ناپاک۔ جتنے دنوں وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلا رہا کرے اس کا مکان لشکر گاہ سے باہر ہو۔“<sup>۱</sup> ایسے مریض کو جسے کوئی متعدی مرض لاحق ہو۔ دوسروں کو احتیاط تو کرنی پڑتی ہے تاکہ یہ مرض دوسرے کو لگ کر اور پھیل کر معاشرے میں مزید تکالیف کا باعث نہ بنے۔ اور جذام جیسے موذی مرض کے معاملے میں یہ احتیاط اور بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے اور یہ احتیاط ضروری بھی ہوتی ہے۔ لیکن بائبل میں مذکور ہدایات کے بارے میں کچھ امور قابلِ غور ہیں۔ ایک تو یہ صرف احتیاط کی تعلیم نہیں ہے کہ یہ مرض پھیل نہ جائے بلکہ ایسے مریض کو بار بار ناپاک کا نام دیا گیا ہے اور بائبل کے ان دو ابواب میں جن میں جذام کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ بیچارے ایسے مریض کو بار بار ناپاک کا نام دے کر لوگوں کو ایسے مریض سے ہمدردی کی بجائے نفرت دلائی گئی ہے۔ بیماری تو بیماری ہے۔ ایسی قابلِ رحم حالت میں اس سے نفرت دلانے کا ایک ہی نتیجہ نکل سکتا تھا۔ اور وہ یہ کہ لوگ خواہ مخواہ ایسے مریض کو بلا جواز نفرت اور امتیازی سلوک کا نشانہ بنائیں۔ اور تاریخ میں جذام کے مریضوں کے ساتھ یہ ظلم بکثرت کیا گیا ہے۔ بلکہ اب تک کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ چین میں اب تک جذام کے ان مریضوں کو جن کا علاج ہو چکا ہوتا ہے اور اب ان کی بیماری ختم ہو چکی ہوتی ہے کوئی اپنے گاؤں میں رکھنے کو تیار نہیں ہوتا اور ان کے لیے علیحدہ گاؤں آباد کیے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ تو علیحدہ بات ہے کہ ایسی احتیاط کی جائے کہ مرض دوسرے کو منتقل نہ ہو۔ خاص طور پر اس دور میں جبکہ اس مرض کا علاج دریافت نہیں ہوا تھا لیکن بائبل میں مذکور ہدایات میں یہ تاکید کہ ایسے مریض کے کپڑے پھٹے رہیں اور بال بکھرے رہیں اور وہ بیچارہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو چیخ چیخ کر ناپاک

۱۔ (اجبار باب ۱۳، آیت ۴۵، ۴۶)

کہے۔ یہ تو بالکل ناقابل فہم بات ہے۔ اس سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ اس کی تذلیل کی جائے اور اس کی مشکلات میں بلا مقصد اضافہ کیا جائے سوائے ایک ستم رسیدہ کے جذبات مجروح کرنے کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ جذام سے دوسرے لوگوں کو بچانا ضروری ہے۔ لیکن اس احتیاط کے لیے اس کا آبادی سے بالکل باہر نکال دینا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ مرض بہت قریبی تعلق رکھنے پر منتقل ہوتا ہے اور اس سے بچانے کے لیے آبادی سے باہر نکال دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسے اقدامات سے صرف اس کے ساتھ امتیازی سلوک میں اضافہ ہی ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ بائیبیل میں جذام کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور اس سے یہ امکان بھی موجود ہے کہ جس کو جذام ہو اسے جذام سے پاک قرار دے دیا جائے اور جسے جذام نہیں ہے بلکہ کوئی اور مرض ہے جس سے باقی لوگوں کو کوئی ایسا خاص خطرہ نہیں اسے مجذوم قرار دے دیا جائے۔ مثلاً احبار کے باب ۱۳ میں لکھا ہے کہ اگر سات روز میں جسم پر نمودار ہونے والا داغ جسم پر پھیل جائے تو کاہن ایسے مریض کو مجذوم قرار دے لیکن اگر یہ داغ سات روز میں تیزی سے نہ پھیلے تو اسے پاک قرار دیا جائے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جذام کا داغ بہت آہستگی سے پھیلتا ہے اور بعض دوسرے امراض مثلاً جسم پر fungus کے داغ بہت تیزی سے پھیلتے ہیں۔ بائیبیل میں بیان شدہ علامات کی اگر پیروی کی جائے تو اس بات کا بہت زیادہ احتمال ہے کہ Psoriasis اور برص جیسے امراض کے داغ کو جو کہ متعدی امراض بھی نہیں ہیں جذام قرار دے کر ان سے یہ ظالمانہ سلوک کیا جائے یا جسم پر نمودار ہونے والی Fungus کو جو کوئی ایسی خطرناک بیماری بھی نہیں جذام قرار دے دیا جائے۔ اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ بائیبیل کی کتاب احبار کے باب ۱۳ اور ۱۴ میں ایسی جذام کا بھی ذکر ہے جو کہ کپڑوں کو اور گھروں کی دیواروں کو بھی ہو جاتی ہے اور اس کی علامات درج کر کے یہ تلقین کی گئی ہے کہ ایسے کپڑے کو جلا دیا جائے اور اگر گھر کی دیواروں میں جذام کی علامات ظاہر ہوں اور بڑھتی جائیں تو ایسے گھر کو منہدم

کر دیا جائے۔ یہ بالکل سائنسی حقائق اور عقل کے خلاف ہے کیونکہ جذام کے جراثیم کسی بھی صورت میں کپڑوں میں یا گھر کی دیواروں میں پرورش نہیں پاسکتے۔ اس حصہ کو سوائے توہمات کے کسی اور چیز کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ مندرجہ بالا قوانین کی تشریح طالمود میں کی گئی ہے اور اس میں بھی جذام کے مریض سے ظالمانہ سلوک روا رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر جذام کے مریض کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا یا دائیں پاؤں کا انگوٹھا یا دایاں کان ضائع ہو جائے تو ایسا مریض خواہ اس کا مرض ختم ہی کیوں نہ ہو جائے کبھی پاک نہیں ہوگا۔

(Babylonian Talmud: Tractate Sanherdin Folio 88)

انجیل میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے جذام کے مریض کو شفائی لیکن اس کے ساتھ یہ ذکر ملتا ہے کہ شفا پانے کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے اُسے تاکید کی کہ کاہن کے پاس جا کر توریت کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو پاک کر اؤ۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بھی یہ احکامات منسوخ نہیں کیے گئے تھے۔ (متی باب ۸، لوقا باب ۵) ویدوں میں سے اتھر وید میں جذام سے شفا پانے کے لیے بجن درج ہیں۔ (Atharva Veda: Hymn 23, 24)

### جذام کے متعلق اسلامی تعلیم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جذام کی بیماری والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔<sup>۱</sup> لیکن اس کی حد بھی بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جذام کے مریض کی طرف مسلسل کلنگی باندھ کر نہ دیکھو۔ اور جب تم اس سے بات کرو تو تمہارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ جتنا فاصلہ ہو۔<sup>۲</sup>

اب ایک نیزہ جتنا فاصلہ سائنسی طور پر بالکل مناسب ہے کیونکہ یہ بیماری قریبی تعلق سے پھیلتی ہے اور مسلسل کلنگی باندھ کر دیکھنے سے اس لیے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ

۱۔ (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الجذام)

۲۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، جزء اول صفحہ ۷۸)

اس بیماری میں اعضاء ضائع ہوئے ہوتے ہیں اور جسم پر بدنما داغ نمودار ہوتے ہیں اور اگر کوئی ایسے مریض کی طرف مسلسل دیکھے جائے تو یہ بات مریض کے لیے خفت کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس طرح ایسے مریض کے جذبات کا خیال رکھا گیا ہے۔ اب بائبل میں تو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ ایسے مریض کو باہر نکال دو اور اس کے برعکس حدیث میں صرف وہ ہدایت دی گئی ہے جو کہ مرض کو پھیلنے سے روکنے کے لیے ضروری ہے۔ مناسب یہی ہوتا ہے کہ ایسی جگہ پر جہاں پر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہو وہاں ایسا مریض زیادہ دیر کے لیے نہ رکے تاکہ یہ مرض دوسروں کو منتقل نہ ہو۔ چنانچہ ثقیف کے وفد میں ایک شخص مجذوم بھی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیغام بھجوایا کہ ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی اب تم واپس چلے جاؤ۔<sup>۱</sup> ابن جریر میں روایت ہے کہ یہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تھاجب آپ نے اس کو یہ پیغام بھجوایا تھا۔<sup>۲</sup>

یہ بات ظاہر ہے کہ مسجد نبوی ایک ایسی جگہ تھی جہاں پر لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت ہوتی تھی اور وہاں پر ایسے مریض کے موجود رہنے سے دوسروں کو یہ بیماری منتقل ہونے کا خدشہ ہو سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرے جو کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ پہنچا اور اپنے گھر میں بیٹھ۔<sup>۳</sup>

### جذام کا مریض اور اسوہ حسنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے اپنا ایسا حسین اسوہ پیش فرمایا کہ ایسا مریض ناپاک نہیں ہوتا۔ اس کا دل رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس سے محبت کا سلوک کرنا ضروری ہے جس کی ہمیں کہیں اور مثال نہیں ملتی اور یہ پہلو بھی مد نظر رہنا ضروری ہے کہ ان مقدس ہستیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت

۱ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الجذام)

۲ (تہذیب الأکار لابن جریر الطبری، مسند علی بن ابی طالب، جزء ۳ صفحہ ۱۸)

۳ (کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطب، الأمراض، الجذام، جزء ۱۰ صفحہ ۹۶)

ہوتی ہے چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذام کے مریض کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے کے پیالے میں داخل کیا اور فرمایا کھاؤ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے۔<sup>۱</sup>

یہ روایت سنن ابن ماجہ کتاب الطب میں بھی بیان ہوئی ہے۔ ایک اس قسم کے مریض کے ساتھ محبت کی یہ تعلیم کسی اور مذہب ہی کتاب میں بیان نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک اُسوہ کو اپنے دور میں خلفاء راشدین زندہ کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں ایک وفد مدینہ آیا اور آپ کی خدمت میں کھانا لایا گیا لوگ نزدیک ہو گئے لیکن ایک آدمی جس کو جذام تھا الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس شخص کو فرمایا کہ قریب ہو جاؤ وہ بے چارا قریب ہو گیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کھاؤ۔ جب وہ کھانے لگا تو آپ برتن میں اسی جگہ سے کھاتے جہاں سے وہ کھا رہا تھا۔<sup>۲</sup>

حضرت عمرؓ کے دور میں ایک صحابی حضرت معقیبؓ کو یہ تکلیف ہو گئی ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس پانی کا برتن لایا گیا آپ نے اس میں سے پانی پیا اور پھر حضرت معقیبؓ کو پینے کے لیے دیا جب حضرت معقیبؓ نے پانی پی لیا تو آپ نے اس برتن سے پانی پیا اور آپ اپنے ہونٹ وہیں رکھتے تھے جہاں سے حضرت معقیبؓ نے پانی پیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو ان کے علاج کے متعلق بہت فکر رہتی تھی اور آپ اپنے پاس آنے والے مختلف لوگوں سے ان کے علاج کے بارے میں دریافت فرماتے رہتے۔ آپ کے پاس یمن سے ایک وفد آیا تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تمہارے پاس اس مرد صالح کے لیے کوئی علاج ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا علاج تو نہیں جو کہ اس کو ختم کر دے لیکن ایسا علاج ہے جو کہ اس کو بڑھنے سے روک دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کارک جانا بھی بڑی عافیت ہے۔ تب انہوں نے حنظل لے کر حضرت معقیب کے جسم پر خوب ملے۔ اس کے بعد

۱۔ (جامع ترمذی، ابواب الاطعمۃ، باب ما جاء فی الأکل مع المجدوم)

۲۔ (کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطب من قسم الافعال، الامراض، جزء ۱۰۶، صفحہ ۹۳، ۹۴)

ان کا یہ مرض بڑھنا ختم ہو گیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔<sup>۱</sup>  
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موذی مرض سے بچنے کے لیے دعا بھی سکھائی  
 ہے اور وہ دعا یہ ہے: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں بے کسی سے اور سستی سے اور بزدلی  
 سے اور بخل سے اور سخت بڑھاپے سے اور سخت دلی سے اور غفلت سے اور زیادہ  
 عیال داری سے اور ذلت اور مسکت سے اور میں پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن اور  
 گونگے پن اور جنون اور جذام اور برص اور تمام بیماریوں سے۔<sup>۲</sup>“

(روزنامہ الفضل ۱۰ مئی ۲۰۱۰ء، صفحہ ۳، ۴)

## باب ۲۰: الْمَنْ شَفَاءٌ لِلْعَيْنِ

کھمبی آنکھ کے لیے شفا ہے

۵۷۰۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمَاءُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤها شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ.

۵۷۰۸: محمد بن ثنی نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے عبد الملک (بن عمیر) سے روایت کی۔ عبد الملک نے کہا میں نے عمرو بن حریش سے سنا۔ عمرو نے کہا میں نے حضرت سعید بن زید سے سنا۔ سعید کہتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: کھمبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔

قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْبِيِّ عَنْ عَمْرُو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي

شعبہ نے کہا اور مجھے حکم (بن عتیبہ) نے خبر دی انہوں نے حسن (بن عبد اللہ) عرنی سے، حسن نے عمرو بن حریش سے۔ عمرو نے حضرت سعید بن زید سے، سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

۱ (کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطب من قسم الافعال، الامراض، جزء ۱۰ صفحہ ۹۳، ۹۵)

۲ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الدعاء والتکبیر والتہلیل، روایت نمبر ۱۹۳۴)

بِهِ الْحَكْمُ لَمْ أَنْكَرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ .  
مجھ سے یہ بیان کیا تو میں نے عبد الملک کی حدیث کو اجنبی نہ سمجھا۔

أطرافه: ۴۴۷۸، ۴۶۳۹۔

**تشریح:** الْمَنْ شَفَاءٌ لِلْعَيْنِ: من یعنی کھمبی آنکھ کا علاج ہے۔ امام بخاری نے الْمَنْ شَفَاءٌ لِلْعَيْنِ عنوان باب کو عام رکھا ہے جس میں ہر قسم کے من کو شامل سمجھا جاسکتا ہے۔ اور زیر باب حدیث میں بطور خاص کھمبی کا ذکر کیا ہے۔ باب اور حدیث دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ الْمَنْ يَأْكُمُ الْكَمَاءُ (کھمبی) شفاء للعین ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں: وَوَجْهٌ كَوْنُهُ شَفَاءً لِلْعَيْنِ أَنَّهُ يُرَى بِهِ الْكُحْلُ وَالتَّوْتِيَا وَتَوْتِيَا يَكْتَحِلُ بِهِ فَيَنْتَفِعُ بِذَلِكَ، وَلَيْسَ بِأَنْ يَكْتَحِلُ بِهِ وَحْدَهُ لِأَنَّهُ يُؤْذِي الْعَيْنَ وَيَقْذِيهَا۔ (عمدة القاری ج ۲۲ صفحہ ۲۳۸)

یعنی اس کے آنکھوں کے لیے شفا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے آنکھ کا سرمہ بنایا جاتا ہے جس سے آنکھ کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن مجرد (کسی سرمہ وغیرہ کے بغیر) اس کو آنکھ میں ڈالنا آنکھ کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ اس میں رگڑ پیدا کرتا ہے۔

الْكَمَاءُ مِنَ الْمَنْ وَمَا وَهِيَ شَفَاءٌ لِلْعَيْنِ: کھمبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کیلئے شفاء ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: قَالَ الْغَائِقِيُّ فِي الْمُنْفَرَدَاتِ مَا هِيَ الْكَمَاءُ أَصْلَحُ الْأَدْوِيَةِ لِلْعَيْنِ إِذَا مَجِّنَ بِهِ الْأَجْمَدُ وَانْتَجَلَّ بِهِ فَإِنَّهُ يُغَوِّي الْجَفْنَ وَيَزِيدُ الرُّوحَ الْبَاصِرَ حِدَّةً وَقُوَّةً وَيُدْفَعُ عَنْهَا التَّوَارِلَ وَقَالَ التَّوَوُّجِيُّ الصَّوَابُ أَنَّ مَاءَهَا شَفَاءٌ لِلْعَيْنِ مُطْلَقًا فَيُعَضَّرُ مَا وَهِيَ وَتُجْعَلُ فِي الْعَيْنِ مِنْهُ قَالَ وَقَدَّرَ أَيُّوبُ أَكَا وَغَيْرِي فِي زَمَانِنَا مَنْ كَانَ عَجِيًّا وَذَهَبَ بَصَرُهُ حَقِيقَةً فَكُجِّلَ عَلَيْهِ مَاءُ الْكَمَاءِ مُجَرَّدًا فَشَفِيَ وَعَادَ إِلَيْهِ بَصَرُهُ. (فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۲۰۴)

غانقی کہتے ہیں: مفردات میں ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھوں کی بہترین دوائی ہے جب اسے سرمہ کے ساتھ ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے۔ یہ آنکھ کی پٹی کو مضبوط کرتا ہے اور نظر کو تیز اور طاقتور بناتا ہے اور نزول الماء وغیرہ آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھ کے لیے ہر اعتبار سے شفا کا موجب ہے جب اسے نجوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالا جائے۔ کہتے ہیں میں نے اور ہمارے زمانے کے میرے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی مشاہدہ کیا ہے کہ جو شخص نابینا ہو گیا اور اس کی پینائی فی الواتعہ ختم ہو گئی صرف کھمبی کا پانی اس کی آنکھوں میں ڈالا گیا تو اسے شفا ہو گئی اور اس کی بصارت واپس لوٹ آئی۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: أَنَّ كَالَسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: الْكَمَاءُ جَدِيدٌ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَمَاءُ مِنَ الْمَنْ وَمَا وَهِيَ شَفَاءٌ لِلْعَيْنِ (سنن الترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء في الكمأة والعجوة) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے بعض لوگ (اعراب کے توہمات کے مطابق) باتیں کر رہے تھے کہ کھمب زمین کی چچک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بات کو

سن کر) فرمایا کہ کھمبی من کی اقسام میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: من مختلف قسم کی غذائیں تھیں جو صحرائے سینا اور دیگر ممالک میں پائی جاتی تھیں۔ اس کا نام ”من“ احسان الہی سے ملنے والی غذا رکھا گیا۔ ابو ریحان البیرونی (973-1050AD) نے پہلی مرتبہ ترجمین (Turanjabin) جو الحج Al- Hajj عربی میں کہلاتی ہے، قرآن کی من قرار دیا ہے۔ یہ ایک جھاڑی نما پودا ہے۔ (Desert Shrub) جس کو:

“Tamarix Gallica Mannifera (French Tamarisk)”

کہا جاتا ہے اور اسکی چھال کو جب ایک کیڑا چھیدتا ہے (Coccus Manniparus) تو اس سے یہ رس نکلتا ہے جو کھانے کے کام آتا ہے۔<sup>1</sup> (اس کا ذکر حضرت مصلح موعودؑ نے تفسیر کبیر سورۃ طہ جلد ۵ صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷ میں بھی کیا ہے۔) من کو کھمبی (Mashroom یا Truffles) بھی کہا جاتا ہے جو سینا کے ریگستان میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اور محنت کیے بغیر جلد تیار ہو جاتا ہے۔ من میں زیادہ مقدار Carbohydrates کی ہے۔ جو متوازن انسانی غذا کے تین اہم جزو میں سے ایک ہے۔ دیگر دو اہم اجزاء Protein اور Fats ہیں قرآن کریم میں جہاں بھی من کا ذکر ہے وہاں سلوا (Quail) کا ذکر ساتھ ہے۔ اس طرح من و سلوئی کو اکٹھا کر کر کے یہ حقیقت بھی سمجھادی کہ اللہ نے محض اپنے فضل سے انسانی نشوونما کے لیے بنی اسرائیل کو متوازن غذا Protein اور Carbohydrates، Fats مہیا کر دی اور وہ چالیس سال تک کھاتے رہے۔ اس کے برعکس بائبل میں جہاں بھی من کا ذکر آیا ہے وہ صرف من ہی آیا ہے (۱۱ مرتبہ ذکر ہے) اور سلوئی کا ذکر نہیں ہے۔ اب صرف من (Carbohydrates) سے انسانی جسم چالیس سال تک نشوونما نہیں پاسکتا۔<sup>2</sup> یہ نمایاں فرق قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ کھمبی (الکمامة) اپنی افادیت میں آنکھوں کی بیماری کا بہترین علاج ہے۔ مشہور طبیب ابن سینا نے کھمبی کے پانی کو ابال کر اور ٹھنڈا کر کے Eye Drops کے طور پر

(1) Dr. M.I.H. Farooqi: Al Mann in the Light of Quran and Sunnah A Scientific Study, Plants of The Quran, 9<sup>th</sup> edition, Sidrah Publisher, Luckhnaw, India (2011)

(2) Dr. M.I.H. Farooqi: Al Mann in the Light of Quran and Sunnah A Scientific Study, Plants of The Quran, 9<sup>th</sup> edition, Sidrah Publisher, Luckhnaw, India (2011)

Hesham EE, Elsayed AE, Mohammad AW: Mushrooms and Truffles: Historical Biofactories for Complementary Medicine in Africa and in the Middle East, Hindawi Publishing Corporation, Volume 2013, Article ID 620451, 10 pages, <http://dx.doi.org/10.1155/2013/620451>

Heayyeon L, Kyungmin N, Zahra Z et al: Potentials of truffles in nutritional and medicinal applications (a Review), Fungal Biology and Biotechnology 7:9, Pages 1-7 (June 2020), <https://doi.org/10.1186/s40694-020-00097-x>



استعمال کیا ہے۔ مشہور مصری ماہر امراض چشم Dr Al-Mu` taz al- Marzuqi نے اپنے تجربہ کے بعد لکھا ہے کہ ککرے (Trachoma) ایک عام آنکھوں کی بیماری ہے اور گرم و صحرائی علاقوں میں زیادہ پائی جاتی ہے اگر وقت پر اس بیماری کا علاج نہ کیا جائے تو انسان آہستہ آہستہ بینائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ Trachoma اندھا پن کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ منقہ کا پانی نہ صرف ککروں (Trachoma) کی بیماری سے شفا دیتا ہے بلکہ بینائی کو بھی بحال کر دیتا ہے۔<sup>1</sup> یہ نسخہ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک ایسی چیز سینا کے علاقہ میں پائی جاتی ہے جو شبنم کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور دھوپ کی گرمی میں پگھل جاتی ہے اور تیل کا سا اس کا مزہ ہوتا ہے اور سفید رنگ کی ہوتی ہے جس کی ایک قسم کو ہمارے ملک میں شیرخشت کہتے ہیں۔ اور دوسری کو ترنجبین اور ہندی میں اسے یورس شرط کڑا یعنی جو انسہ کی شکر کہتے ہیں کیونکہ ہندوستان میں یہ چیز جو انسہ کے درخت سے نکالی جاتی ہے۔ لاطینی میں اسے مناکہتے ہیں اور اس چیز کی ماہیت پوری طرح طبی کتب میں بھی درج ہے اور انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں بھی بیان ہے۔ یوروپین سیاحوں نے شہادت دی ہے کہ اب تک اس علاقہ میں منقہ ملتا ہے۔ گو وہ شبنم کے ساتھ نہیں گرتا بلکہ ٹیمرس گیلگا (Tamarix Gallica) نامی درخت کا رس ہوتا ہے جس کی چھال کو جب ایک کیڑا چھیدتا ہے تو اس سے یہ رس ٹپکتا ہے۔ بغیر کیڑے کے انسانی طریقوں سے درخت کی چھال میں شگاف کرنے سے بھی یہ رس گر کر جم جاتا ہے۔ اور مختلف ممالک میں اس درخت سے مختلف طریقوں سے اس کو جمع کیا جاتا ہے۔ سسلی اور خراسان کا من مشہور ہے۔ ہندوستان میں بھی جو انسہ کے درخت سے وید من بناتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ طہ زیر آیت وَكُنُوزًا عَلَيْنَا لَكُمْ مَنِّ السَّلْوٰی جلد ۵ صفحہ ۴۲۶، ۴۲۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں جہاں تک مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دشت سیناء میں کھب ترنجبین اور ایسی ہی اور چیزیں جو جلد تیار ہو جاتی تھیں، پیدا کر دیں جن سے بنی اسرائیل کو باسانی غذا ملنے لگی...

(1) Science & Hadees Regarding Truffles & Mushrooms. Dr shakeel's

Tib-e-Nabi, Lesson No. 49. Kamaat (الکماة), 2015-2020. tib-e-nabi-for-you.com.

اور چونکہ اس کے لئے انہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی اس غذا کا نام مَنْ لِعِنی احسان الہی سے ملنے والی غذا رکھا گیا۔ وہ ایک قسم کی غذا نہ تھی بلکہ کئی قسم کی غذائیں تھیں۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ کئی طرح کا مَنْ تھا۔ ہاں سب میں ایک مشابہت تھی اور وہ یہ کہ غذائیں ہل چلا کر اور محنت کر کے بنی اسرائیل کو پیدا نہیں کرنی پڑتی تھیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ طہ زیر آیت وَكُنَّا عَلَيْكُمْ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالسَّلٰوٰی جلد ۵ صفحہ ۳۵۰)

## باب ۲۱ : اللَّدُوْدُ

حلق میں دوا ڈالنا

۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا موسیٰ بن ابی عائشہ نے مجھے بتایا۔ موسیٰ نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا جبکہ آپؐ کی وفات ہوئی۔

طرف الحدیث ۵۷۰۹: ۴۴۵۶-

أطراف الحدیث ۵۷۱۰: ۱۲۴۱، ۳۶۶۷، ۳۶۶۹، ۴۴۵۲، ۴۴۵۵-

أطراف الحدیث ۵۷۱۱: ۱۲۴۲، ۳۶۶۸، ۳۶۷۰، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۷-

۵۷۱۲: قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلْدُونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنهَكُم أَنْ تَلْدُونِي قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ (حضرت ابن عباسؓ نے) کہا اور حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ہم نے آپؐ کی بیماری میں آپ کے منہ میں دوائی ڈالی تو آپ ہمیں اشارہ کرنے لگے کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو۔ ہم یہ سمجھے کہ یہ مریض کی دوائی سے کراہت ہے۔ جب آپ کو

افاتہ ہوا، آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ میرے منہ میں دوا لیں نہ ڈالو؟ ہم نے کہا کہ مریض تو دوا سے کراہت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے سامنے گھر کے ہر فرد کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ شامل نہ تھے۔

لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقَى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظَرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

أطرافه: ۴۴۵۸، ۶۸۸۶، ۶۸۹۷۔

۵۷۱۳: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی۔ عبید اللہ نے حضرت ام قیس (بنت محسن) سے روایت کی وہ کہتی تھیں: میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور میں نے گلے کے ورم کی وجہ سے اس کے ناک میں بتی ڈالی ہوئی تھی۔ اے آپ نے فرمایا: تم اس بتی سے اپنے بچوں کے حلقوں کو دبا کر کیوں تکلیف دیتی ہو۔ اس عود ہندی کو استعمال کیا کرو اس میں سات علاج ہیں۔ ان میں سے ایک ذات الجنب کا علاج ہے۔ خناق کی تکلیف میں (علاج کے لیے) ناک میں بھی ڈالی جاتی ہے اور ذات الجنب میں حلق میں بھی ڈالی جاتی ہے۔ (سفیان کہتے تھے: میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے: آپ نے ہم سے دو بیماریاں بیان کیں اور ہم سے پانچ بیماریاں بیان نہیں کیں۔) (علی بن مدینی

۵۷۱۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ امِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنِ لِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَنْهُ مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُدْرَةِ وَيُلْدُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ بَيْنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً. قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُولُ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغَلَامَ يُحَنِّكَ بِالْإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ

۱۔ اس ترجمہ کے لیے دیکھئے عمدۃ القاری، کتاب الطب، شرح باب السعوط بالقسط الہندی، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۹۔

سُفْيَانٌ فِي حَنْكِهِ إِنَّمَا يَعْنِي رَفَعَ حَنْكِهِ بِإِصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلَقُوا عَنْهُ شَيْئًا.

کہتے تھے:) میں نے سفیان سے کہا: معمر تو یوں کہتے ہیں: اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ۔ انہوں نے کہا کہ معمر نے یاد نہیں رکھا۔ میں نے زہری کے منہ سے یہی یاد رکھا ہے۔ اَعْلَقْتُ عَنْهُ اور سفیان نے اپنی انگلی سے بتایا کہ بچے کے حلق میں کوئے کو یوں اٹھا کر دبا دیا جاتا تھا اور سفیان نے اپنی انگلی اس کے حلق میں ڈالی۔ زہری کی صرف یہ مراد ہے کہ سفیان نے اپنی انگلی سے اس کے کوئے کو اٹھایا اور یہ نہیں کہا: اَعْلَقُوا عَنْهُ شَيْئًا۔ کہ انہوں نے کسی چیز سے اُسے اٹھایا۔

أطرافه: ۵۶۹۲، ۵۷۱۵، ۵۷۱۸۔

**تشریح: اللُّدُودُ:** حلق میں دوا ڈالنا۔ مریض کے منہ میں ایک جانب سے ڈالی جانے والی دوا کو اللُّدُودُ کہتے ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۰۵) مریض طبیعت یا ذائقہ کی خرابی کی وجہ سے بسا اوقات دوائی یا خوراک نہیں لیتا جبکہ دوائی یا خوراک اس کے لیے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ اس صورت میں تیمارداروں کو خیال رکھنا چاہیے کہ آیا مریض سے زبردستی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ وہ مریض جو سب کا مطاع ہو اس کے تیمارداروں کے لیے ایک مشکل اور ٹھن مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو بطور مریض ٹریٹ کیا جائے یا بطور مطاع۔ اور چونکہ مریض تو مریض ہی ہوتا ہے چاہے وہ نبی اور رسول اور سب کا مطاع ہو اس لیے اس بزرگ زیدہ وجود کی خدمت کرنے والوں اور تیمارداروں کو یہ فیصلہ کرنا کہ اس کا یہ اشارہ بطور مریض ہے یا مطاع۔ اسی صورت حال کا ذکر زیر باب روایت نمبر ۵۷۱۲ میں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوا پلائی تو آپؐ اشارہ سے دوا پینے سے انکار کرتے تھے۔ ہم نے خیال کیا کہ جس طرح بعض اوقات مریض دوا پینے سے انکار کرتے ہیں اس طرح آپؐ بھی انکار فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے آپؐ کو دوا پلا دی۔ جب آپؐ کو کچھ افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ”کیا میں نے تم لوگوں کو دوا پلانے سے منع نہ کیا تھا؟“ ہم نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ہم نے خیال کیا کہ آپؐ کا انکار بھی اسی طرح ہے جس طرح بعض مریض دوا پینے سے انکار کرتے ہیں۔“ آپؐ نے فرمایا: ”گھر میں جو افراد اس وقت موجود تھے ان سب کو وہ دوا پلاؤ، سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ اس وقت یہاں موجود نہ تھے۔“

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: مریض طبیعت یا ذائقہ کی خرابی کی وجہ سے بسا اوقات دوائی یا خوراک نہیں لیتا جبکہ دوائی یا خوراک اس کے لئے انتہائی ضروری ہے اس صورت میں لازم ہے کہ مریض کے انکار یا بے ہوشی کی صورت میں قریبی رشتہ داروں سے مشورہ کے

بعد اطباء متفقہ فیصلہ سے دوائی و خوراک، آپریشن یا دیگر لازمی علاج کر سکتے ہیں تاکہ جان بچائی جاسکے یا بیماری کی شدت میں افاقہ ہو۔<sup>۱</sup>

اس حدیث میں ایک اور پہلو کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جب آپ نے یہ فرمایا: گھر میں جو افراد اس وقت موجود تھے ان سب کو دوپلاؤ سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہ تھے۔ آپ کی یہ ہدایت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ احتیاطی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کی بیماری کا اثر موجود افراد پر نہ ہو ماسوائے حضرت عباسؓ کے جو اس وقت موجود نہ تھے۔ یہ ہدایت بھی آپ کے اعلیٰ حکیمانہ صلاحیت اور انسانی ہمدردی کی جذبہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

## باب ۲۲

۵۷۱۴: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ معمر اور یونس نے ہمیں بتایا کہ زہری نے کہا: مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کمزور ہو گئی اور آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ نے اپنی ازواج سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں ان کی تیمارداری کی جائے اور انہوں نے اجازت دے دی۔ آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لئے نکلے۔ آپ کے پاؤں زمین پر لکیر ڈالتے جاتے تھے، عباسؓ اور ایک اور شخص کے درمیان۔ (عبید اللہ کہتے تھے کہ) میں نے حضرت ابن عباسؓ کو (حضرت عائشہ کا یہ قول) بتایا، انہوں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام

۵۷۱۴: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَرْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأُذِنَ لَهُ فَنَخَرَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَحَطُّ رَجُلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ هَلْ تَدْرِي مِنَ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا

(1) Involuntary treatment: en.wikipedia.org (accessed on 29 July 2020)

Forced Medication Justice Action, Productivity Commission Mental Health Inquiry 2020, http://justiceaction.org.au (accessed on 29 July 2020)

دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ هَرَبُوا  
عَلَيّْ مِنْ سَبْعِ قَرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْ كَيْتُهُنَّ  
لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسَنَا  
فِي مِخْصَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُ  
عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقَرَبِ حَتَّى جَعَلَ يُشِيرُ  
إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى  
النَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ.

حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا؟ میں نے کہا: نہیں۔  
کہنے لگے: وہ حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی  
تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر آچکے  
اور آپؐ کی بیماری شدت اختیار کر گئی فرمایا: مجھ پر  
سات مشکیں انڈیلو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں  
شاید میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ حضرت عائشہؓ  
فرماتی ہیں: ہم نے آپؐ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
زوجہ حفصہؓ کے لگن لے میں بٹھایا اور پھر ان مشکوں  
سے آپؐ پر پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ  
ہمیں اشارہ کرنے لگے بس کرو۔ کہتی تھیں: اور  
آپؐ لوگوں کے پاس باہر گئے اور انہیں نماز پڑھائی  
اور ان سے مخاطب ہو کر وعظ و نصیحت کی۔

أطرافه: ۱۹۸، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۷۹، ۶۸۳، ۶۸۷، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۶، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹

## باب ۲۳ : العُدْرَةُ

کو اگر جانا

۵۷۱۵: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا عبید اللہ بن عبد اللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ام قیس بنت محسن اسدیہ جو خزیمہ قبیلے کی اسدشاخ سے تھیں اور وہ ان ابتدائی مہاجر عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور وہ حضرت عکاشہؓ (بن محسن) کی بہن تھیں انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لائیں جس کے گلے کا کوٹا عذرہ بیماری کی وجہ سے انہوں نے دبایا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس لئے اپنے بچوں کے کوٹوں کو اس طرح اٹھا کر ان کے حلق کو دباتی ہو تم اس عود ہندی کو استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے ان میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے۔ آپ کی مراد کست سے تھی اور وہی عود ہندی ہے۔ اور یونس اور اسحاق بن راشد نے زہری سے روایت کرتے ہوئے عُلِّقَتْ عَلَيْهِ کے الفاظ نقل کئے۔

۵۷۱۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنِ الْأَسَدِيَّةِ أَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى اللَّاتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيدُ الْكُسْتُ وَهُوَ الْعُودُ الْهِنْدِيُّ. وَقَالَ يُونُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عُلِّقَتْ عَلَيْهِ.

أطرافه: ۵۶۹۲، ۵۷۱۳، ۵۷۱۸۔

**تشریح:** العُدْرَةُ: کوٹا اگر جانا۔ ابن التین نے بیان کیا ہے کہ العُدْرَةُ حلق سے خون آنے کی ایک تکلیف ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک پھنسی ہے جو گرمیوں میں حلق اور ناک کے درمیان بچوں کو نکلتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے گلے میں ورم کی وہ جگہ جو منہ کا آخری اور حلق کے شروع کا حصہ ہے جہاں گوشت کا ایک چھوٹا

مکڑا لگا ہوتا ہے، غُدْرَةَ کہلاتا ہے۔ علامہ عینی نے بیان کیا ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لیے ایک رواج یہ تھا کہ عورتیں ایک کپڑا لے کر اسے مروڑ کر تکی بنا لیتی ہیں اور اسے بچے کے ناک میں ڈال کر تکلیف والے حصہ کو دباتی ہیں۔

(عمدة القاری، کتاب الطب، شرح باب السعوط بالقسط الہندی، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۹)

معنوںہ روایت باب ۲۱ میں بھی گزر چکی ہے۔ وہاں ذکر ہے کہ علی بن مدینی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کے الفاظ اَعْلَقْتُ عَنْهُ کے بارے میں استفسار کیا کہ آیا یہاں اَعْلَقْتُ عَلَیْهِ تو نہیں؟ سفیان نے وضاحت کرتے ہوئے اپنی انگلی حلق میں ڈال کر بتایا کہ اس طرح بچے کے حلق میں کٹے کو اٹھا کر دبا دیا جاتا تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ کسی اور چیز سے ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔ اِعْلَاقُ کے معنی ہیں حلق میں کٹے کو انگلی سے دبانا۔ اور اَلْعُدْرَةَ کو سُقُوطُ اللِّهَاءِ یعنی ”کوڑا گر جانا“ بھی کہتے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۲۰۷) علامہ نووی کے نزدیک اَعْلَقْتُ عَلَیْهِ اور اَعْلَقْتُ عَنْهُ ہم معنی الفاظ ہیں اور دونوں طرح ہی استعمال موجود ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، کتاب السلام، باب

التداوی بالعود الہندی، جزء ۱۳ صفحہ ۲۰۰)

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: آپ نے گلے کی بیماری Sore throat, Pharyngitis اور Tonsillitis جو بچوں میں عام بیماریاں ہیں ان کے بارہ میں فرمایا: تم اس عود ہندی (یعنی کوٹ) کو استعمال کیا کرو۔ یہ کست ہندی (Ud Al – Hindi (Indian Incense) Costus, Qust, کا لے رنگ کی ہے اور ناک میں بھاپ کے ذریعہ لی جاتی ہے یا پھر منہ میں (Lozenges) کی طرح رکھی یا چوسی جاتی ہے۔ اور یہ ذات الجنب کا بہترین علاج ہے۔

## باب ۲۴: دَوَاءُ الْمَبْطُونِ

جسے دست آرہے ہوں اس کا علاج

۵۷۱۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ

۵۷۱۶: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے ابو المتوکل سے، ابو المتوکل نے حضرت ابوسعید (خدری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے بھائی کو دست آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے اس



إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أُحَيْكٍ. تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ. کو شہد پلایا پھر کہنے لگا: میں نے اس کو شہد پلایا تھا لیکن اس کو اور بھی زیادہ دست آئے۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے سچ کہا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔ (محمد بن جعفر کی طرح) نضر (بن شمیم) نے بھی شعبہ سے یہی روایت کیا۔

طرفہ: ۵۶۸۴۔

**تشریح:** كَوَاءُ الْبَبْطُونِ: جسے دست آرہے ہوں اس کا علاج۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: شہد کی افادیت اور اس کا مختلف بیماریوں میں علاج ثابت شدہ حقیقت ہے دستوں یعنی Bacterial Diarrhoea میں خصوصاً شہد فائدہ مند ہے۔ (ORS) یعنی Oral Rehydration Salt کے ساتھ اگر شہد کو شامل کر لیا جائے تو جلد شفا ہو جاتی ہے۔<sup>1</sup> لیکن کچھ طبیعتوں میں اگر شہد زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو دست آنے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ شہد میں Fructose کی مقدار کی زیادتی کی وجہ سے ہے۔ اور اگر مناسب مقدار میں استعمال کیا جائے تو شہد فائدہ دیتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا: ”اللہ نے سچ کہا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔“ سائنسی تحقیق نے موجودہ زمانے میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ Fructose Intolerance جو ایک قسم کی الرجی ہے جو چند لوگوں میں پائی جاتی ہے یہ شہد سے بڑھ جاتی ہے اور دست مزید آنے لگتے ہیں تو سچ ہے جو آپ نے فرمایا: تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔ مسلمان اطباء کے لئے یہ ریسرچ بھی لمحہ فکریہ ہے۔<sup>2</sup>

(1) Ismail Haffejee Honey in the Treatment of Infantile Gastroenteritis

BMJ: British Medical Journal 290(6485):1866-7, 22 June 1985

Zahra VS, Fatemeh J, Javad N et al. Effect of Honey on Diarrhea and Fecal Microbiotain in Critically Ill Tube- Fed Patients, A Single Center Randomized Controlled Study. Anesth Pain Med. 8(1): e 62889 Feb 2018 published online 2018 Feb 21. doi: 10.5812/aapm.62889

(2) Ladas SD, Haritos DN, Raptis SA. Honey may have a laxative effect on normal subjects because of incomplete fructose absorption, Am J Clin Nutr. 1995 Dec, 62(6), Pages: 1212–1215, <https://doi.org/10.1093/ajcn/62.6.1212>

Ladas SD, Raptis SA: Honey fructose absorption and the laxative effect, Review Nutrition, Jul-Aug 1999, 15(7-8):591-592. [https://doi.org/10.1016/S0899-9007\(99\)00092-1](https://doi.org/10.1016/S0899-9007(99)00092-1)

## باب ۲۵: لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

صفر (توہم کی) کوئی چیز نہیں بلکہ وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں ہوتی ہے

۵۷۱۷: عبد العزیز بن عبد اللہ (اویسی) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی وہ کہتے تھے: ابو سلمہ بن عبد الرحمن وغیرہ نے مجھے خبر دی۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ صرف چھونے سے کوئی بیماری ہوتی ہے اور نہ کوئی صفر ہے اور نہ ہی وہ آلو ہے جو مردوں کا جنم لیتا ہے۔ یہ سن کر ایک گنوار بولا۔ یا رسول اللہ! پھر کیا وجہ ہے کہ میرے اونٹ ریگستان میں ہوتے ہیں ایسے کہ گویا وہ ہرن ہیں۔ اتنے میں ایک خارش زدہ اونٹ آکر ان میں گھس جاتا ہے وہ سب کو خارش لگا دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: پہلے کو کس نے چھو کر خارش لگائی۔ اس کو زہری نے ابو سلمہ اور سنان بن ابی سنان سے روایت کیا۔

أطرافه: ۵۷۰۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵۔

## باب ۲۶: ذَاتُ الْجَنْبِ

ذات الجنب

۵۷۱۸: محمد (بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد بن فارس ذیلی) نے ہم سے بیان کیا کہ عتب بن بشیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق (بن راشد) سے،

۵۷۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

اسحاق نے زہری سے، زہری نے کہا عبید اللہ بن عبد اللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ام قیس بنت محسن نے انہیں خبر دی اور وہ ان پہلی مہاجر عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور وہ حضرت عکاشہ بن محسن کی بہن تھیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ایک بیٹے کو لائیں۔ عذرہ بیماری کی وجہ سے انہوں نے اس کے کوئے کو انگلی سے دبا کر اٹھادیا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: اللہ سے ڈرو اپنے بچوں کو اس طرح ان کے کوئے کو انگلی سے دبا کر کیوں تکلیف دیا کرتی ہو۔ تم اس عود ہندی کو استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کے علاج ہیں ان میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے۔ آپ کی مراد کست سے تھی یعنی قسط۔ زہری نے کہا: یوں بھی بولتے ہیں۔

أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مَحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنْ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عَكَاشَةَ بْنِ مَحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا وَقَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللَّهَ عَالِمَ تَدْغُرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهِذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيدُ الْكُسْتُ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ لُغَةٌ.

أطرافه: ۵۶۹۲، ۵۷۱۳، ۵۷۱۵۔

۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱: حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا عَامِرُ (ابو نعمان) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ ایوب (سختیانی) کے سامنے ابو قلابہ کی تحریریں پڑھی گئیں۔ ان میں سے بعض حدیثیں وہ تھیں جو ابو قلابہ نے ایوب سے خود بیان کیں اور ان میں سے بعض وہ حدیثیں تھیں کہ جو ان کے سامنے پڑھی گئیں اور یہ حدیث اس تحریر میں تھی کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ

۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱: حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَادٌ قَالَ قَرِئْتُ عَلَى أَبِي قَلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قَرِئْتُ عَلَيْهِ وَكَانَ هَذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ. وَقَالَ عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

اور حضرت انس بن نضرؓ دونوں نے ان کو داغ دیا اور حضرت ابو طلحہؓ نے ان کو اپنے ہاتھ سے داغا۔ اور عباد بن منصور نے ایوب سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھروالوں کو جو انصار میں سے تھے اجازت دی کہ وہ سانپ بچھو کے کاٹنے اور کان کی درد کی وجہ سے دم کروا لیا کریں۔ حضرت انسؓ نے کہا: مجھے ذات الجنب کی بیماری کی وجہ سے داغ لگایا گیا تھا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت انس بن نضرؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ مجھے دیکھ رہے تھے اور حضرت ابو طلحہؓ نے مجھ کو داغا۔

أَذِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأَذْنِ. قَالَ أَنَسٌ كُوِّتَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَشَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي.

**تشریح:** ذَاتُ الْجَنْبِ: ذات الجنب: اس سے عموماً نمونیا (Pneumonia) مراد لیا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے وضاحت کرتے ہوئے اس کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ (۱) وہ ورم ہے جو پسلیوں کی اندرونی جھلی میں ہو جاتا ہے اسے ذات الجنب الحقیقی کہتے ہیں۔ اطباء نے اس سے ظاہر ہونے والی علامات میں بخار، کھانسی، سینے میں (دباؤ، سانس میں تنگی اور نبض کی تیزی کا ذکر کیا ہے۔ خوفزدہ کر دینے والی امراض میں سے یہ مرض دل اور جگر کے درمیان پیدا ہونے والی بدترین بیماری ہے۔ (۲) ایسا درد ہے جو پہلوؤں، سینے اور پسلیوں کے عضلات اور پٹھوں میں ریاخ غلیظہ رک جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک معنوںہ احادیث میں ذات الجنب کی دوسری قسم مراد ہے کیونکہ قُسط یعنی عود ہندی سے ریح غلیظہ کی تکالیف کا علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے مسیحی کا قول نقل کر کے پہلی قسم کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ ذات الجنب الحقیقی اگر بلغمی مادہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو تو اس میں بھی قُسط مفید ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۲۱۲)

عَلَامَةٌ تَدْعُرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذِهِ الْأَعْلَاقِ: اپنے بچوں کو اس طرح ان کے کٹوں کو انگلی سے دبا کر کیوں تکلیف دیا کرتی ہو۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: اسی حدیث ۵۷۱۸ میں آپ نے بڑی حکمت کی بات فرمائی..... یعنی آپ نے یہ سمجھایا کہ کٹوے کو دبا کر اس کے عمل کو ضائع کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ننگنے کا عمل اثر انداز ہوتا ہے اور اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ کھانا ناک کے پچھلے حصہ میں داخل ہو کر سانس کی نالی میں منتقل ہو سکتا ہے اور سانس کی رکاوٹ سے جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ کٹو رطوبت بھی پیدا کرتا ہے (یعنی Saliva) جو منہ کو خشک نہیں ہونے دیتا دیگر ازیں بولنے (Speech) میں بھی کٹو آمد کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی فوائد ہیں جن کا اب تک ماہرین کو علم نہیں ہے اس لئے یہ حکمت آپ نے سمجھائی کہ کٹوے کو دبا کر ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ علاج کیا جائے اور عود ہندی (یعنی کست) بہترین علاج ہے اور سات بیماریوں کا علاج ہے..... عربی میں سات کا لفظ کثرت پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی اس شے میں متعدد بیماریوں کا علاج ہے یہ حسن اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل کہ عود ہندی (کست) کے بارہ میں جب خاکسار نے ریسرچ کی تو سات بیماریوں میں اس کے مثبت اور فائدہ مند اثر دیکھے گئے۔<sup>1</sup>

1: Anti Inflammatory, Spasmolytic analgesic

2: Anti Bacterial

3: Hepatoprotective

4: Spasmolytic analgesic

5: Anti Oxidant

6: Hypoglycemic

7: Hypolipidemic

موجودہ حالات میں ممکن ہے کہ Ud-Al-Hindi (یعنی کست) جو Viral Diseases میں بھی فائدہ مند ہے۔<sup>2</sup>

## باب ۲۷: حَرْقُ الْحَصِيرِ لِيَسَدَّ بِهِ الدَّمُ

بوری جلانا تا اس سے خون بند کیا جائے

۵۷۲۲: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا ۵۷۲۲: سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا ۵۷۲۲: سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا ۵۷۲۲: سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا

(1) Sidkey Nagwa M, Aytah Ameera A, Al – Ahmadi Hind A:

Anti Microbial Activity of Costus Plant Extract Against Methicillin Resistant Staphylococcus aureus (MRSA, I 3) International Journal of Science and Research (IJSR) 4(11), Pages: 348 - 359, November 2015

Nastaran E, Sahar B, Azadeh M. et al. Determination of Scientific Name of Bitter "Qust", an Important Controversial Plant Source in the Iranian Medicinal Plants Market for Neurological Complications. Research Journal of Pharmacognosy (RJP) Vol:5, Issue: 4, 25- 32, 2018.

(2) Zainab AB, Talal AK, Saad MA, et al. Evaluating the therapeutic efficacy, tolerability, and safety of an aqueous extract of Costus speciosus rhizome in acute pharyngitis and acute tonsillitis. A pilot study.

Saudi Med J: 36 (8), pages: 997 – 1000 Aug(2015)

یعقوب بن عبد الرحمن قاری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حازم سے، ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود ٹوٹ گیا اور آپ کا چہرہ زخمی ہوا اور آپ کے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دانت بھی ٹوٹ گیا تو حضرت علیؓ ڈھال میں پانی لاتے جاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آکر آپ کے چہرے سے خون دھونے لگیں جب حضرت فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ خون پانی سے اور بھی زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے ایک بوریا لی اور اس کو جلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر اسے چپکا دیا اسی وقت خون بند ہو گیا۔

يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ  
عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ  
السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلَيَّ  
رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْبَيْضَةُ وَأُذْمِي وَجْهَهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ  
وَكَانَ عَلَيَّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمَجَنِّ  
وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ  
فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامَ الدَّمَ  
يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى  
حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَرَقًا لِلدَّمِ.

اطرافہ: ۲۴۳، ۲۹۰۳، ۲۹۱۱، ۳۰۳۷، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸۔

**تشریح:** حَرْقُ الْحَصِيرِ لِيَسَدَّ بِهِ الدَّمُ: بوری جلانا تا اس سے خون بند کیا جائے۔ ہمارے یہاں بوری پٹ سن سے بنائی جاتی ہے۔ عرب کھجور کا علاقہ ہے اور کھجور کے پتوں سے بھی بوری بنائی

جاتی تھی۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: Palm کے درخت Elaeis Guineensis کے متعدد فوائد ہیں۔ ان میں تیل، کپڑے تعمیراتی لکڑی، نوکری، جھاڑ، مچھلی پکڑنے کے جال اور Palm Nut کھانے کے کام آتا ہے۔ بوری یا بھی Palm leaves سے تیار ہوتا ہے اور اس کو جلا کر اس کی راکھ بہتے خون کو روکنے کے کام آتی ہے۔ اس کا ذکر بوعلی سینا کی کتاب Canon of Medicine میں Bardi (Papyrus) کے نام سے آیا ہے۔ یہ طریق علاج قدیم زمانہ مصر میں رائج تھا اور آج کل بھی افریقین ممالک میں مقبول ہے اس کے استعمال سے زخم جلد خشک ہو جاتا ہے اور خون جلد رُک جاتا ہے۔ اس کے ساتھ زخم

کے جلن اور درد کا احساس بھی کم ہو جاتا ہے اور اگر اس میں سرکہ شامل کیا جائے تو مزید فائدہ ہوتا ہے۔<sup>1</sup> یہ عمل جو حضرت فاطمہؓ نے زخم کو دھونے کا کیا یہی عمل بنیادی Surgical Practice ہے۔ زخم کو دوائی لگانے سے پہلے دھو کر صاف کیا جاتا ہے۔ بوریا (یعنی Palm leaves) کو جلانے میں ایک حکمت یہ ہے کہ جلانے کے عمل سے جو درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے وہ مکمل طور پر Barda ash کو Disinfect کر دیتا ہے۔ اور جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور یہ Sterilisation کی بنیادی Technique ہے۔ E-guineensis کے پتوں کے دیگر فوائد میں سے:

Anti Oxidant, Anti bacterial اور Anti Fungal خاص طور پر نمایاں ہیں۔ یہ سب زخم کو جلد ٹھیک کرنے میں مدد دیتے ہیں۔<sup>2</sup> چند اور طبی نکتے اس حدیث کے حوالہ سے قابل غور ہیں۔ لکھا ہے کہ ”... انہوں (حضرت فاطمہ علیہا السلام) نے ایک بوریا لی اور اس کو جلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر اُسے چپکا دیا اسی وقت خون بند ہو گیا۔“ ”زخم پر اُسے چپکا دیا۔“ میں بھی Surgical Dressing کی Technique کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ چپکانے کے عمل سے زخم پوری طرح دوائی کے احاطہ میں آکر Seal ہو جاتا ہے۔ جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے اور Healing جلدی ہو جاتی ہے۔“<sup>3</sup>

(1) Ahmet Aciduman, Berna Arda, Fatma G Ozakturk et al: What does Al-Qanun Fi Al-Tibb (The Canon of Medicine) say on head injuries, Neurosurgical Review : 32, 255-263 (2009).

Muhammad Ibn Abi Bakr Ibn Qayyim Al-Jawziyah: Healing with the Medicine of the Prophet, 57 – 58, Darussalam 2003, Healing 359, Amazon.com  
Translated by: Jalal Abual Rub. Edited by: Abdul Rahman Abdullah (Formerly Raymond J. Manderola, Fordham University USA)

(2) Ahmet Aciduman, Berna Arda, Fatma G Ozakturk et al: What does Al-Qanun Fi Al-Tibb (The Canon of Medicine) say on head injuries, Neurosurgical Review : 32, 255-263 (2009).

Sreenivasan S, Selvarasoo L, and Lachimanan YL: Wound Healing Activity of Elaeis Guineensis Leaf Extract Ointment, Int. J. Mol. Sci, 13(1), 336 – 347, (2012) doi:10.3390/ijms13010336

(3) The Prophet's guidance on treating wounds and cuts. Islamweb.net  
Publish date 05/12/2012. Section: Miraculous Sunnah.

## باب ۲۸: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے

۵۷۲۳: یحییٰ بن سلیمان نے ہمیں بتایا کہ (عبد اللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مالک نے مجھ سے بیان کیا۔ مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبد اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: بخار بھی جہنم کی بھاپ ہی ہے اس لئے اس کو پانی سے بچھاؤ۔ (اسی سند سے) نافع نے کہا اور حضرت عبد اللہ (بن عمر بخاری میں) یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَكْشِفْ عَنَّا الرَّجْزَ۔ یہ عذاب ہم سے دور کر۔

طرفہ: ۳۲۶۴۔

۵۷۲۴: عبد اللہ بن مسلمہ (قعنبنی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے فاطمہ بنت منذر سے روایت کی کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب ان کے پاس ایسی عورت لائی جاتی جسے بخار ہوتا تو اس کے لئے دعا کرتیں پانی لے کر اس کے سینے پر ڈالتیں کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۵۷۲۳: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ اَكْشِفْ عَنَّا الرَّجْزَ.

۵۷۲۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتْ الْمَاءَ فَصَبَّتُهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبَيْهَا وَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرِدَهَا بِالْمَاءِ.

۵۷۲۵: محمد بن ثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے

۵۷۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَنِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي



بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِذُوهَا بِالْمَاءِ.

طرفہ: ۳۲۶۳۔

۵۷۲۶: مسدود نے ہمیں بتایا کہ ابو الاحوص نے ہم سے بیان کیا۔ سعید بن مسروق نے ہمیں بتایا۔ سعید نے عبایہ بن رفاعہ سے، عبایہ نے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۷۲۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمَّى مِنْ فَوْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِذُوهَا بِالْمَاءِ.

طرفہ: ۳۲۶۲۔

**تشریح:** الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ: بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے۔ بخار کو جہنم کا جھونکا قرار دینے سے ایک مراد یہ ہے کہ جس طرح دنیوی نعمتیں اخروی نعمتوں کا ایک استعارہ ہے اسی طرح دنیوی تکالیف اخروی تکالیف کا ایک استعارہ اور تمثیل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کو بخار کی گرمی میں جو جلنا پڑتا ہے یعنی ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶ یا ۱۰۷ کا بخار ہو جاتا ہے اس کو جہنم کا حصہ یہیں مل جاتا ہے اور اگلی زندگی کی دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ غرض ایک صاحب فراست مومن آدمی تو یہی خواہش کرے گا کہ اگر میری اپنی سستیوں اور غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے جہنم کی آگ کے جھونکے میرے مقدر میں ہوں تو اے خدا! وہ یہیں مجھے

مل جائیں وہاں جا کر نہ ملیں۔“ (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ نومبر ۱۹۷۱ء، جلد ۳ صفحہ ۴۸۹) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ تپ بھی حرارتِ جہنم ہی ہے، امراض اور مصائب جو مختلف قسم کے انسان کو لاحق حال ہوتے ہیں یہ بھی جہنم ہی کا نمونہ ہے

اور یہ اس لیے کہ تادوسرے عالم پر گواہ ہوں اور جزا و سزا کے مسئلے کی حقیقت پر دلیل ہوں اور کفارہ جیسے لغو مسئلہ کی تردید کریں۔ مثلاً جذام ہی کو دیکھو کہ اعضاء گر گئے ہیں اور رقیق مادہ اعضاء سے جاری ہے۔ آواز بیٹھ گئی ہے۔ ایک تو یہ بجائے خود جہنم ہے پھر لوگ نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں۔ عزیز سے عزیز بیوی فرزند ماں باپ تک کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ بعض اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں بعض اور خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پتھریاں ہو جاتی ہیں اور پیٹ میں رسولیاں ہو جاتی ہیں۔ یہ ساری بلائیں اس لیے انسان پر آتی ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کی عزت اور پرواہ نہیں کرتا اس وقت ایک جہنم پیدا ہو جاتا ہے۔

اب پھر میں اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہنم کے لیے اکثر انسانوں، جنوں کو پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جہنم انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے ان کو جنت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے پس آخرت کا جہنم بھی ہو گا اور دنیا کے جہنم سے بھی مخلصی اور رہائی نہ ہوگی کیونکہ دنیا کا جہنم تو اس جہنم کے لیے بطور دلیل اور ثبوت کے ہے۔“ (ملفوظات، جلد اول صفحہ ۳۷۲)

### باب ۲۹: مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَايِمُهُ

جو ایسے ملک سے نکل جائے جو اسے موافق نہ ہو

۵۷۲۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رَجُلًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ

۵۷۲۷: عبد الاعلیٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے ہمیں بتایا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا، قتادہ نے ہمیں بتایا کہ حضرت انس بن مالک نے انہیں بتایا کہ کچھ لوگ یا کچھ مرد عکل اور عرینہ قبیلے کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام کا زبان سے اقرار کیا اور کہنے

گئے: اے اللہ کے نبی! ہم مال مویشی والے لوگ ہیں اور کھیتی باڑی والے نہ ہیں اور انہوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے حکم دیا کہ ان کو چند اونٹ اور ایک چرواہا دے دیا جائے اور ان سے فرمایا کہ وہ ان کو لے کر باہر چلے جائیں اور وہاں ان کے دودھ اور ان کے پیشاب پیئیں۔ وہ چلے گئے یہاں تک کہ جب حرہ کے کنارے پر پہنچے تو مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کے پیچھے تعاقب کرنے والوں کو بھیجا اور ان کے متعلق حکم دیا اور (ان کے جرم کے بدلے) ان کی آنکھوں میں انہوں نے گرم سلائی پھیری اور ان کے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور وہ حرہ کے درمیان اپنے حال پر چھوڑ دیئے گئے یہاں تک کہ وہ اسی طرح مر گئے۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۹۹۔

**تشریح:** مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تَلَايْمُهُ: جو ایسے ملک سے نکل جائے جو اسے موافق نہ ہو۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

”اب میں ناظرین کے آگے اس حدیث کے الفاظ رکھتا ہوں اور انہی سے انصاف چاہتا ہوں۔ وہ اس حدیث کے الفاظ بڑھیں اور بتائیں کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے کیا ان سے صرف ارتداد کا جرم سرزد ہوا تھا یا انہوں نے کچھ اور بھی کیا تھا؟“

وہ بار بار اس حدیث کو پڑھیں اور مجھے بتائیں کہ ان کو کیوں سزا دی گئی؟ حدیث ہمیں کیا بتلاتی ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے اس لیے آدمی دوڑائے تھے کہ وہ اسلام سے منحرف ہو گئے تھے اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کو پکڑ کر اتداد کی عبرتناک سزا دی جائے تا آئندہ کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا خیال نہ کرے؟ یا اس لیے ان کے پیچھے آدمی بھیجے تھے کہ انہوں نے ایسی شرارت کی کہ اس کو سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ بیمار تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان کیا۔ شیردار اونٹنیاں دیں کہ وہ ان کا دودھ پیئیں مگر وہ ایسے خبیث باطن اور بد معاش تھے کہ انہوں نے اس احسان کا یہ بدلہ دیا کہ جب تندرست ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ میں نہیں سمجھ سکتا اس سے بدر کیا شرارت ہو سکتی ہے حیوانوں پر بھی احسان کا اثر ہوتا ہے۔ بھیڑیوں اور درندوں پر بھی احسان کرو وہ بھی احسان کا احساس رکھتے ہیں، کتے بھی اپنے محسن کیلئے جان قربان کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر ہے انسانیت کے تمام احساسات سے ہی خالی نہ تھے بلکہ درندوں سے بھی بدتر ثابت ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف ایک انسان کو قتل کیا اور ڈاکہ مارا بلکہ اپنے محسن کا کھلم کھلا مقابلہ کیا اور حاربو اللہ ورسولہ کا اپنے تئیں مصداق ثابت کیا۔ اس لیے وہ اس قابل تھے کہ ان کو حسب فحوائے آیت کریمہ..... یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور فساد کی غرض سے ملک میں جنگ کی آگ بھڑکانے کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں ان کی مناسب سزا یہی ہے کہ ان میں سے ایک ایک کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکا کر مارا جائے یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ملک سے نکال دیا جائے۔ اگر یہ سزا ملتی تو ان کے لیے دنیا میں رسوائی کا موجب ہوتی اور آخرت میں بھی ان کے لیے بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔

قتل کی سزا ایک عبرتناک رنگ میں دی جاتی مگر حامیان قتل مرتد کی رائے ہے کہ

ان کا فعل اس قابل نہ تھا کہ ان کو ایسی سخت سزا دی جاتی۔ ان کو ایسی عبرتناک سزا دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اسلام لا کر پھر مرتد ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر سخت غصہ آیا۔

واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ عکل کے لوگوں کو یہ سزا اس لیے نہیں دی گئی تھی کہ انہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا بلکہ اس سختی کی اصل وجہ ان کے جرائم کی وحشیانہ کیفیت تھی۔ مگر حامیان قتل مرتد اس سختی کو ان کے ارتداد کی ریف منسوب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تنگ ظرف اور تنگ خیال ملائی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ آپ (نعوذ باللہ) اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے مذہب کو ایک دفعہ قبول کر کے پھر اس کو ترک کر دے۔ اس وجہ سے آپ کا غضب عکل کے لوگوں کے خلاف بھڑکا اور آپ نے سادہ قتل پر اکتفا نہ کیا بلکہ سخت عذاب دے کر ان کو مارا اور سخت عذاب دینے کی اصل وجہ ان کا ارتداد ہی تھا۔

افسوس ہے ان لوگوں پر کہ کس طرح یہ لوگ اپنے نفسانی جذبات کی پیروی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قابل اعتراض پیرا یہ میں پیش کرنے سے باز نہیں آتے۔ جس وحشیانہ رنگ میں عکل کے لوگوں نے ان جرائم کا ارتکاب کیا وہ ہر ایک انصاف پسند انسان کے نزدیک ان کو اس عبرتناک سزا کا مستحق بنانے کیلئے کافی سے بھی زیادہ ہے اور اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ان کی سختی کو ان کے ارتداد کی طرف منسوب کیا جائے لیکن حامیان قتل مرتد کو اس سے تسلی نہیں ہوتی تو میں عکل کے لوگوں کے متعلق کچھ مزید جواب ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان حوالجات کے بعد لوگوں کی تشفی ہو جائے گی۔

۱۔ ابو داؤد میں آیا ہے کہ انہوں نے صرف ایک چروائے کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ وہ چروائے کئی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔

۲۔ مسلم، ترمذی، نسائی اور دارقطنی میں حضرت انس سے روایت ہے۔ انما سمل النبی ﷺ اعین اولئک لانہم سملوا اعین الرعاة یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان لوگوں کی آنکھوں میں اس لیے گرم لوہے کی سلائی پھروائی تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں سے یہی سلوک کیا تھا اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں پھیری تھیں۔

۳- ابو داؤد کے حاشیہ پر بحوالہ لعات لکھا ہے۔ ائما فعل صلعم قصاصاً لانہم كذلك فعلوا بالرعاة فانه قدر وی انہم سملوا اعین الرعاة وقطعوا ایدیہم وارجلہم وغرزوا الشوک فی السنہم واعینہم حتی ماتوا۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان سے سلوک کیا وہ قصاص کے طور پر کیا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں، ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹا تھا اور ان کی زبانوں اور آنکھوں میں کانٹے گاڑے تھے یہاں تک کہ وہ اس عذاب کو سہتے سہتے مر گئے۔

۴- روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ پر لکھا ہے۔ وقیل ہم العینیون الذین اغاروا علی السرح واخذوا یساراً راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومثلوا بہ فقطعوا ایدیہم ورجلیہ وغرزوا الشوک فی لسانہ وعینیہ حتی مات۔

کہا گیا ہے کہ وہ عربی لوگ تھے جنہوں نے چرنے والے اونٹوں پر ڈاکہ مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے یسار کو پکڑا اور قتل کرنے سے پہلے اس کا مثلہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور اس کی زبان میں اور اس کی دونوں آنکھوں میں کانٹے گاڑے یہاں تک کہ وہ اس تکلیف کی وجہ سے مر گیا۔

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے چار فعل سرزد ہوئے۔ ۱- قطع ایدی۔ ۲- قطع رجل۔ ۳- سمل اعین۔ ۴- غرز الشوک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا دیتے وقت تین سزائیں دیں یعنی ہاتھوں کا کاٹنا، پاؤں کا کاٹنا، آنکھوں میں سلائی پھیرنا۔ ان کے چوتھے فعل کی سزا نہیں دی گئی یعنی ان کی زبانوں میں کانٹے نہیں گاڑے گئے۔ تعجب ہے کہ حامیان قتل مرتد کھڑے تو اس لیے ہوئے تھے کہ ثابت کریں کہ اسلام میں محض ارتداد کی سزا قتل ہے لیکن

ثبوت میں ایسے لوگوں کی مثال پیش کی جنہوں نے ایک جرم نہیں بلکہ کئی جرموں کے ارتکاب کیا اور ارتکاب بھی نہایت وحشیانہ طور پر۔ کسی روایت میں یہ درج نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ ان کو ارتداد کی وجہ سے سزا دی جاتی ہے۔ نہ حضرت انسؓ جو اس واقعہ کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ ان کو ارتداد کی وجہ سے سزا دی گئی یا اس سزا میں ان کے ارتداد کا کچھ دخل تھا۔ بلکہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو ان کے وحشیانہ جرائم کی سزا دی گئی۔ تاریخ واقعہ سے تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوتا ہے نہ کہ حامیان قتل مرتد کا۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فرد کو بھی محض ارتداد کی وجہ سے کوئی سزا نہیں دی اگر دی ہے تو ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہات سے۔ اور جو واقعہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اس سے ہمارے ہی دعویٰ کی تائید ہوتی ہے نہ کہ حامیان قتل مرتد کی۔ کیونکہ یہاں جن لوگوں کو قتل کیا گیا ان کے وہ جرائم صراحت کے ساتھ مذکور ہیں جن کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی۔ پس یہ واقعہ ہماری تائید میں ہے نہ حامیان قتل مرتد کی تائید میں۔“

(قتل مرتد اور اسلام صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۳)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں:

”شوال ۶ ہجری میں قبیلہ عکلم اور عرینہ کے چند آدمی جو تعداد میں آٹھ تھے۔ مدینہ میں آئے اور اسلام کے ساتھ محبت اور موانست کا اظہار کر کے مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے قیام کے بعد انہیں مدینہ کی آب و ہوا میں معدہ اور تلی وغیرہ کی جو کچھ شکایت پیدا ہوئی تو وہ اسے بہانہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کر کے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم جنگلی لوگ ہیں اور جانوروں کے ساتھ رہنے میں عمر گزاری ہے اور شہری زندگی کے عادی نہیں اس لئے بیمار ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہاں مدینہ میں تکلیف ہے تو مدینہ سے باہر جہاں ہمارے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ اور ایک

روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے خود کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم مدینہ سے باہر جہاں آپ کے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں جس کی آپ نے اجازت دے دی بہر حال وہ آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مدینہ سے باہر اس چراگاہ میں چلے گئے جہاں مسلمانوں کے اونٹ رہتے تھے۔

جب ان بدبختوں نے یہاں اپنا ڈیرا جمالیا اور آگے پیچھے نظر ڈال کر سارے حالات معلوم کر لئے اور کھلی ہوا میں رہ کر اور اونٹوں کا دودھ پی کر خوب موٹے تازے ہو گئے تو ایک دن اچانک اونٹوں کے رکھوالوں پر حملہ کر کے انہیں مار دیا اور مارا بھی اس بے دردی سے کہ پہلے تو جانوروں کی طرح ذبح کیا اور پھر جب ابھی کچھ جان باقی تھی تو ان کی زبانوں میں صحرا کے تیز کانٹے چھبوائے تاکہ جب وہ منہ سے کوئی آواز نکالیں یا پیاس کی وجہ سے تڑپیں تو یہ کانٹے ان کی تکلیف کو اور بھی بڑھادیں۔ اور پھر ان ظالموں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ گرم سلائیاں لے کر ان نیم مرده مسلمانوں کی آنکھوں میں پھیریں۔ اور اس طرح یہ بے گناہ مسلمان کھلے میدان میں تڑپ تڑپ کر جان بحق ہو گئے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی خادم بھی تھا جس کا نام بیار تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے چرانے پر مقرر تھا۔

جب یہ درندے اس وحشیانہ رنگ میں مسلمانوں کا کام تمام کر چکے تو پھر سارے اونٹوں کو اکٹھا کر کے انہیں ہنکالے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ حالات ایک رکھوالے نے پہنچائے جو اتفاق سے بچ کر نکل آیا تھا جس پر آپ نے فوراً آپس صحابہ کی ایک پارٹی تیار کر کے ان کے پیچھے بھجوا دی اور گویہ لوگ کچھ فاصلہ طے کر چکے تھے مگر خدا کا یہ فضل ہوا کہ مسلمانوں نے پھرتی کے ساتھ پیچھا کر کے انہیں جا پکڑا اور رسیوں سے باندھ کر واپس لے آئے۔ اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احکام نازل نہیں ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی حرکت کرے تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے چنانچہ آپ نے اپنے قدیم اصول کے ماتحت کہ جب تک اسلام میں کوئی نیا حکم نازل نہ ہو اہل کتاب



کے طریق پر چلنا چاہئے۔ موسوی شریعت کے مطابق حکم دیا کہ جس طرح ان ظالموں نے مسلمان رکھوالوں کے ساتھ سلوک کیا ہے اسی طرح قصاصی اور جوانی صورت میں ان کے ساتھ کیا جائے۔ تاکہ یہ سزا دوسروں کے لئے عبرت ہو۔ چنانچہ خفیف تغیر کے ساتھ اسی رنگ میں مدینہ سے باہر کھلے میدان میں ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مگر اسلام کے لئے خدا نے دوسری تعلیم مقدر کر رکھی تھی چنانچہ آئندہ جوانی اور قصاصی صورت میں بھی مثلہ کی سزا منع کر دی گئی یعنی اس بات کو ناجائز قرار دیا گیا کہ کسی رنگ میں مقتول کے جسم کو بگاڑا جائے یا انتقامی رنگ میں اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے وغیر ذالک۔

اس واقعہ کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بہر حال اس معاملہ میں ظلم کی ابتداء کفار کی طرف سے تھی جنہوں نے بغیر کسی جائز وجہ کے محض اسلام کی عداوت میں بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا اور جو کچھ ان کی سزا میں کیا گیا وہ محض قصاصی اور جوانی تھا اور تھا بھی ایسے حالات میں جب کہ اسلام کے خلاف سارا ملک دشمنی اور عداوت کی آگ سے بھڑک رہا تھا۔ اور پھر یہ فیصلہ بھی موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اسلام نے اسے برقرار نہیں رکھا اور آئندہ کے لئے ایسے طریق سے منع کر دیا۔ ان حالات میں کوئی عقل مند اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ لوگ شروع سے ہی بری نیت کے ساتھ مدینہ میں آئے تھے اور غالباً اپنے قبیلہ کے سکھائے ہوئے تھے کہ تا مسلمانوں میں رہ کر انہیں نقصان پہنچائیں اور ممکن ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی ان کا کوئی برا ارادہ ہو مگر جب مدینہ میں رہ کر انہیں کوئی موقع نہیں ملا تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدینہ سے باہر نکل کر کارروائی کی جاوے۔ ان کی اس نیت کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے چرواہوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ خالی چوروں اور لیٹروں والا سلوک نہیں تھا بلکہ سراسر منتقمانہ رنگ رکھتا تھا۔ اگر وہ ابتداء میں سچے دل سے مسلمان ہوئے تھے اور بعد میں اونٹ دیکھ کر ان کی

نیت بدل گئی تو اس صورت میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ اونٹ لے کر بھاگ جاتے اور اگر کوئی رکھو الاروک جتنا تو زیادہ سے زیادہ اسے مار کر نکل جاتے مگر جس رنگ میں انہوں نے مسلمان چرواہوں کو قتل کیا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر قتل کے سفاکانہ فعل کو لمبا کیا اور عذاب دے کر مارا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ فعل اتفاقی لالچ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ سراسر معاندانہ رنگ رکھتا تھا اور دلی کینہ اور لہجے بغض کا نتیجہ تھا۔ اور ان کے اس ظالمانہ فعل کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا جو اسلامی احکام کے نزول سے پہلے موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا، لیکن اس کے بعد جلد ہی اسلامی احکام نازل ہو گئے اور اس قسم کی تعذیب انتقامی رنگ میں بھی ناجائز قرار دے دی گئی چنانچہ بخاری کے الفاظ یہ ہیں: **أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ كَانَ يُحِثُّ عَلَى الصَّدَاقَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ** یعنی ”اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسان اور حسن سلوک کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں دشمنوں کے جسموں کے مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۸۳۶ تا ۸۳۸)

### باب ۳۰: مَا يُذَكَّرُ فِي الطَّاعُونَ

طاعون کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے

۵۷۲۸: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا

۵۷۲۸: حفص بن عمر (حوضی) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا حبیب بن ابی ثابت نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے ابراہیم بن سعد (بن ابی وقاص) سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے سنا۔ حضرت اُسامہؓ نے حضرت سعدؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے

فرمایا: جب تم کسی ملک میں طاعون کی خبر سنو تو اس میں مت جاؤ اور جب وہ کسی ملک میں پڑے اور تم وہاں ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو۔ (حبیب بن ابی ثابت کہتے تھے:) میں نے (ابراہیم بن سعد سے) پوچھا: کیا آپؓ نے حضرت اُسامہؓ کو حضرت سعدؓ سے یہ حدیث بیان کرتے سنا اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔

أطرافه: ۳۴۷۳، ۶۹۷۴۔

۵۷۲۹: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب سے، عبد الحمید نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ میں پینچے تو آپؓ سے لشکر کے سردار حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور ان کے ساتھی ملے اور انہوں نے آپؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں وبا پڑی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابتدائی مہاجرین کو میرے پاس بلائیں۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کو بلایا اور حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا اور ان کو بتایا کہ وبا شام میں پڑی ہے تو انہوں نے اختلاف کیا۔ ان میں سے بعض کہنے لگے: اب آپؓ ایک کام کے لئے

فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فَقُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا يُنْكِرُهُ قَالَ نَعَمْ.

۵۷۲۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْنِ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ فِي الشَّامِ فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ

نکل چکے ہیں اور ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ آپؐ اس سے لوٹ جائیں اور بعض نے کہا: آپؐ کے ساتھ دانشمند لوگ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں اور ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ آپؐ ان کو اس وبا کے ہوتے ہوئے آگے لے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ تشریف لے جائیں۔ پھر انہوں نے کہا: میرے پاس انصار کو بلاؤ۔ چنانچہ میں نے ان کو بلایا اور آپؐ نے ان سے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے بھی مہاجرین کی راہ اختیار کی اور انہی کی طرح اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ بھی جائیں۔ پھر انہوں نے فرمایا: قریش کے وہ بزرگ جو فتح مکہ سے پہلے کے مہاجر یہاں ہیں انہیں میرے پاس بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا۔ تو ان میں سے دو شخصوں نے بھی آپ کے سامنے اختلاف نہیں کیا۔ وہ کہنے لگے: ہماری یہ رائے ہے کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور اس وبا کے ہوتے ہوئے ان کو آگے نہ لے جائیں تو حضرت عمرؓ نے لوگوں میں یہ مناکروائی کہ میں صبح (مدینہ) جا رہا ہوں پس تم بھی صبح (روانگی کیلئے) تیار رہو۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کہنے لگے: کیا اللہ کی تقدیر سے ہم بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابو عبیدہ! کاش تمہارے سوا کوئی اور یہ کلمہ کہتا۔ اور ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ اگر تمہارے اونٹ ہوں

خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى أَنْ تُقَدِّمَهُمْ عَلَيَّ هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُوا لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشِيخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَيَّ هَذَا الْوَبَاءِ فَتَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَيَّ ظَهْرٌ فَأَصْبَحُوا عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَفْرَارًا مِنْ قَدْرِ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفَرُ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ إِلَى قَدْرِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَتْ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُذْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصْبِيَّةٌ وَالْأُخْرَى جَذْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ

جو ایسی وادی میں چلے گئے ہوں کہ جس کے دو کنارے ہیں۔ ان میں سے ایک کنارہ تو سرسبز ہے اور دوسرا خشک۔ کیا یہ نہیں ہے کہ اگر تم سرسبز میں چراؤ تو تم اللہ کی تقدیر سے ہی ان کو چراؤ گے؟ اور اگر تم خشک میں چراؤ تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ان کو چراؤ گے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ آئے اور وہ اپنے کسی کام کی وجہ سے غیر حاضر تھے وہ کہنے لگے: مجھے اس کے متعلق ایک بات معلوم ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، آپؐ فرماتے تھے: جب تم سنو کہ واکسی ملک میں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ملک میں وبا (پھوٹ) پڑے اور تم وہاں ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: حضرت عمرؓ نے سن کر اللہ کی حمد بیان کی اور (مدینہ کو) لوٹ گئے۔

۵۷۳۰: عبد اللہ بن یوسف (تیبسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبد اللہ بن عامر سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرخ میں پہنچے تو ان کو یہ معلوم ہوا کہ وبا شام میں پڑی ہوئی ہے اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سنو کہ یہ کسی ملک میں ہے تو پھر وہاں

رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللَّهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللَّهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَعَبِيًّا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي فِي هَذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللَّهُ عَمْرُ ثُمَّ انصَرَفَ.

أطرافه: ۵۷۳۰، ۶۹۷۳-

۵۷۳۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرخَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ

وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ.

نہ جاؤ اور اگر یہ کسی ایسے ملک میں پڑے اور تم وہاں ہو تو پھر اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔

أطرافه: ۵۷۲۹، ۶۹۷۳-

۵۷۳۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجَمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ الْمَسِيحُ وَلَا الطَّاعُونَ.

۵۷۳۱: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے نعیم مجمر سے، نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں نہ مسیح دجال داخل ہوگا اور نہ طاعون۔

أطرافه: ۱۸۸۰، ۷۱۳۳-

۵۷۳۲: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ قَالَتْ قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْيَى بِمَ مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُونَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۵۷۳۲: موسی بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ کہ عاصم (بن سلیمان احول) نے ہمیں بتایا کہ مجھ سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا۔ وہ کہتی تھیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا۔ یحییٰ (بن سیرین) کس بیماری سے فوت ہوئے تھے۔ میں نے کہا طاعون سے۔ (حضرت انس نے) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون بھی ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

طرفه: ۲۸۳۰-

۵۷۳۳: حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ

۵۷۳۳: ابو عاصم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے سُمئی سے، سُمئی نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے

شہید۔

فرمایا: جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے۔

أطرافہ: ۶۵۳، ۷۲۰، ۲۸۲۹۔

**تشریح:** مَا يُدْكَرُ فِي الطَّاعُونِ: طاعون کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے۔ زیر باب روایت نمبر ۵۷۲۹ کا مضمون بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لے گئے اور وہاں طاعون پڑ گئی۔ جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے اور حضرت ابو عبیدہؓ اور اسلامی لشکر نے آپ کا استقبال کیا تو اس وقت صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ چونکہ اس وقت علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے اس لئے آپ کو واپس تشریف لے جانا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے مشورہ کو قبول کر کے فیصلہ کر لیا کہ آپ واپس لوٹ جائیں گے۔ حضرت ابو عبیدہؓ ظاہر پر بڑا اصرار کرنے والے تھے انہیں جب اس فیصلہ کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ أَتَفْرُؤْنَ مِنَ الْقَضَاءِ الْإِلَهِيِّ؟ حضرت عمرؓ نے کہا أَوْ مِنْ قَضَاءِ اللَّهِ إِلَى قَدْرِ اللَّهِ؟ میں اللہ تعالیٰ کی قضاء سے اس کی قدر کی طرف بھاگ رہا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فیصلہ ہے اور ایک عام فیصلہ۔ یہ دونوں فیصلے اسی کے ہیں کسی اور کے نہیں۔ پس میں اس کے فیصلہ سے بھاگ نہیں رہا بلکہ اس کے ایک فیصلہ سے اس کے دوسرے فیصلہ کی طرف جا رہا ہوں۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب طاعون کی خبر ملی اور آپ نے مشورہ کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ شام میں تو پہلے بھی طاعون پڑا کرتی ہے پھر لوگ ایسے موقع پر کیا کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جب طاعون پھیلتی ہے تو لوگ بھاگ کر ادھر ادھر چلے جاتے ہیں اور طاعون کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی مشورہ کی طرف آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عام قانون بھی بنایا ہوا ہے کہ جو شخص طاعون کے مقام سے بھاگ کر ادھر ادھر کھلی ہوا میں چلا جائے وہ بچ جاتا ہے۔ پس جبکہ یہ قانون بھی خدا تعالیٰ کا ہی بنایا ہوا ہے۔ تو میں اس کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کر رہا بلکہ اس کی قضاء سے قدر کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے خاص قانون کے مقابلہ میں اس کے عام

قانون کی طرف جارہا ہوں۔ پس تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں بھاگ رہا ہوں میں صرف ایک قانون سے اُس کے دوسرے قانون کی طرف جارہا ہوں۔ پس حضرت عمرؓ نے بھی قضاء اور قدر میں فرق کیا ہے اور مفردات والے لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس قول کا مفہوم یہی تھا۔ کہ إِنَّ الْقَدْرَ مَا لَمْ يَكُنْ قَضَاءً فَمَرَّ جَوْأَنْ يَدْفَعَهُ اللَّهُ لَعْنِي جب تک قدر قضاء کا رنگ اختیار نہ کر لے اُس وقت تک امید ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے ملا دے۔ گویا آپ نے بتایا کہ چونکہ میں ابھی اس ملک میں داخل نہیں ہوا اور خدا تعالیٰ نے ایک دوسرا قانون بھی بنایا ہوا ہے کہ جو لوگ طاعون زدہ مقام سے ادھر ادھر بھاگ جاتے ہیں وہ بچ جاتے ہیں۔ اس لیے میں اُسی کے ایک دوسرے قانون سے فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ فَأَذَا قَضَى فَلَا مَدْفِعَ لَهُ لِيَكُنْ جَبْ وَهُوَ فِيصَلَهُ کر دے تو پھر اُس کے فیصلہ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ مریم زیر آیت وَكَانَ امْرَأًا مَقْضِيًّا، جلد ۵ صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عام لوگوں کا خیال ہے کہ وبا سے بھاگنا نہ چاہیے یہ لوگ غلطی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وبا کی ابتدا ہوئی ہو تو بھاگ جانا چاہیے اور اگر کثرت سے ہو تو پھر نہیں بھاگنا چاہیے جس جگہ وبا بھی شروع نہیں ہوئی تب تک اس حصہ والے اس کے اثر سے محفوظ ہوتے ہیں اور ان کا اختیار ہوتا ہے کہ اس

سے الگ ہو جاویں اور توبہ اور استغفار سے کام لیں۔“ (ملفوظات، جلد ۳ صفحہ ۳۰۱، ۳۰۲)

### باب ۳۱: أَجْرُ الصَّابِرِ عَلَى الطَّاعُونِ

طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب

۵۷۳۴: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَانُ  
حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ  
عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
۵۷۳۴: إِسْحَاقُ (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا  
کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں خبر دی۔ داؤد بن  
ابی فرات نے ہم سے بیان کیا۔ عبد اللہ بن بریدہ  
نے ہمیں بتایا، انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے، یحییٰ



نے حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سے روایت کی انہوں نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جو اللہ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ نے اس کو مؤمنوں کے لئے رحمت کا موجب بنایا ہے۔ کوئی بھی ایسا بندہ نہیں جس کو طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں ہی صبر سے ٹھہرا رہے۔ اسے یہ یقین ہو کہ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دی تو ضرور اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ ایک شہید کو ثواب ملتا ہے۔ (حبان بن ہلال کی طرح) نضر (بن شمیٰل) نے بھی داؤد سے اس حدیث کو روایت کیا۔

أطرافه: ۳۴۷۴، ۶۶۱۹۔

**تشریح:** أَجْرُ الصَّابِرِ عَلَى الطَّاعُونِ: طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب۔ طاعون کے بارے میں دو اصول ہیں (۱) کسی علاقے میں طاعون کے پھوٹنے کا قبل از وقت علم ہو جائے (بیٹھگوئی وغیرہ سے) تو اس علاقہ سے باہر چلے جانا چاہیے تاکہ اس سے بچا جاسکے۔ (۲) اگر کسی علاقہ میں طاعون آگئی ہو اور پھیل گئی ہو تو اس علاقہ کے لوگوں کو وہاں سے نکل کر دوسرے علاقوں میں نہیں جانا چاہیے ورنہ وہ دوسرے علاقوں میں اس وبا کے پھیلانے کا باعث بنیں گے جو کہ معاشرتی زندگی کے لیے نقصان دہ ہے۔ جو لوگ طاعون کی وبا کی زد میں آچکے ہوں تو جہاں تک دعا اور دوا کا تعلق ہے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ طاعون کے حملہ سے محفوظ رہا جاسکے لیکن اگر کوئی دوا اور علاج وغیرہ کارگر نہ ہو تو پھر خدا کی تقدیر پر راضی برضا ہوتے ہوئے صبر کرنا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون سے مرنے والے کو بھی شہید قرار دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک قانون کا گواہ بن جاتا ہے لیکن اگر کسی علاقہ میں طاعون خدا تعالیٰ کا عذاب بن کر آئے تو پھر توبہ استغفار اور عذاب الہی کے اسباب کو سامنے رکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکتا چاہیے۔ قومی عذاب کی صورت میں بعض اوقات ایسے لوگ بھی اس عذاب کا شکار بن لے۔ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ ”أَخْبَرْتَنَا“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۲۳۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

جاتے ہیں جو قوم کے اس جرم میں شامل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ عذاب آیا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ بھی باقی لوگوں کی طرح اس عذاب کا شکار تو ہوں گے لیکن ایسے لوگوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا انجام ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَغْزُو جَيْشُ الْكُفَّةِ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْتَاءِ مِنَ الْأَرْضِ، يُخَسِّفُ بِأَوْلِيهِمْ وَأَخْرِهِمْ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ يُخَسِّفُ بِأَوْلِيهِمْ وَأَخْرِهِمْ، وَفِيهِمْ أَسْوَأُهُمْ، وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ. قَالَ: يُخَسِّفُ بِأَوْلِيهِمْ وَأَخْرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَابَتِهِمْ<sup>۱</sup> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ پر ایک لشکر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ بیداء میں پہنچے گا تو اوّل سے لے کر آخر تک سب زمین میں دھنسا دیے جائیں گے (حضرت عائشہؓ) کہتی تھیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ اوّل سے آخر تک کیسے دھنس جائیں گے؟ جبکہ وہاں بازار بھی ہوں گے اور وہاں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اُس (لشکر) میں سے نہیں ہوں گے۔ فرمایا: وہ اوّل سے آخر تک دھنسا دیے جائیں گے۔ پھر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔

طاعون کے علاج کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس کے لئے جو تک کا لگوانا اور زیادہ مقدار میں گنیشیا کا جلاب دے کر پھر کیوڑہ

اور زبسی وغیرہ مصفی خون ادویہ کا استعمال کرنا بہت مفید اور مجرب ہے کیونکہ اس

میں خونی و سوداوی مواد ہوتے ہیں۔ یہ ان دونوں کا علاج ہے۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۷۵)

## باب ۳۲: الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمَعْوِذَاتِ

قرآن اور معوذات سے دم کرنا

۵۷۳۵: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمَعْوِذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِبِدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ

۵۷۳۵: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے معمر سے معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں جس میں آپ فوت ہو گئے تھے اپنے اوپر معوذات پڑھ کر پھونکتے تھے۔ جب آپ کی صحت کمزور ہو گئی تو میں آپ پر ان سورتوں کو پڑھ کر پھونکتی تھی اور آپ کا

۱۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الأسواق)

قَالَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

ہی ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی تاکہ اس کی برکت ہو۔ (معم رکبتے تھے۔) میں نے زہری سے پوچھا۔

آپ کیوں کر پھونکتے تھے انہوں نے کہا آپ اپنے ہاتھوں پر پھونکتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے تھے۔

أطرافه: ۴۴۳۹، ۵۰۱۶، ۵۷۵۱۔

### باب ۳۳: الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ فاتحہ سے دم کرنا

اور یہ حضرت ابن عباسؓ سے مذکور ہے حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۵۷۳۶: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے ابو بشر سے، ابو بشر نے ابوالتوکل سے، ابوالتوکل نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو مہمان نہیں ٹھہرایا۔ ابھی وہ اس حالت میں تھے کہ اتنے میں ان کے سردار کو بچھونے ڈسا۔ اُن لوگوں نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی دم دوا کرنے والا ہے؟ صحابہؓ نے کہا تم نے ہمیں مہمان نہیں ٹھہرایا اور ہم بھی اس وقت تک کوئی دم دعا نہیں کریں گے جب تک ہمارے لیے اجرت ملے نہ کر لو۔ انہوں نے ان کے لئے کچھ بکریاں مقرر کیں اور ایک صحابی سورۃ فاتحہ

وَيَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۳۶: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلِيَّ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَفْرُوهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ لُدَّ سَيْدٌ أَوْلِيكَ فَقَالُوا هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ فَقَالُوا إِنَّكُمْ لَمْ تَفْرُونَا وَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعَلًا فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَفْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَنْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا

پڑھنے لگا اور اپنا تھوک اکٹھا کرتا اور اس پر لعاب لگاتا وہ اچھا ہو گیا اور وہ بکریاں لائے۔ صحابہؓ کہنے لگے: ہم یہ بکریاں نہیں لیں گے جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں۔ انہوں نے آپ سے پوچھا۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا: تمہیں کیا پتہ کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک دم ہے؟ انہیں لے لو اور میرا بھی ایک حصہ نکالو۔

أطرافه: ۲۲۷۶، ۵۰۰۷، ۵۷۴۹۔

### باب ۳۴: الشُّرُوطُ فِي الرُّقِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ فاتحہ سے دم کرنے میں کوئی شرط رکھنا

۵۷۳۷: سیدان بن مضراب ابو محمد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معشر بصری نے جو کہ بڑے سچے تھے، ان کا نام یوسف بن یزید البراء تھا ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا عبید اللہ بن اخنس ابو مالک نے مجھ سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چند لوگ ایک چشمہ پر سے گزرے۔ (وہاں جو قبیلہ تھا) ان میں ایک کو بچھونے کاٹ کھایا تھا۔ (لدلیغ کا لفظ کہا یا سلیم) تو ان چشمے والوں میں سے ایک شخص ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا: کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ اس چشمے پر ایک شخص ہے جسے بچھونے ڈسا ہے۔ (لدلیغ کا لفظ کہا یا سلیم) یہ سن کر صحابہ میں سے ایک شخص چلا گیا۔ اس نے چند بکریاں

۵۷۳۷: حَدَّثَنَا سِيدَانُ بْنُ مُضَرَّابٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ صَدُوقٌ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَاَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذَلِكَ

وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ.

دینے کی شرط پر سورۃ فاتحہ کو پڑھا اور وہ اچھا ہو گیا اور وہ بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ انہوں نے اسے ناپسند کیا اور کہنے لگے: تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو کہنے لگے: یا رسول اللہ! اس نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کا تم معاوضہ لیتے ہو ان سب سے بڑا حق تو اللہ کی کتاب کا ہے۔

**تشریح:** الشُّرْطُ وَظُفَى الرُّقِيَّةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ: سورۃ فاتحہ سے دم کرنے میں کوئی شرط رکھنا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”امام ابو حنیفہ وغیرہ نے آیات قرآن مجید کی برکت سے جہاں علاج معالجہ کرنے کی اجازت کا فتویٰ دیا ہے، وہاں تعلیم قرآن پر اجرت لینا ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ قرآن مجید پڑھانا ایک قسم کی عبادت ہے۔ جیسا کہ اذان اور امامت الصلوٰۃ میں بھی اجرت لینا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۹۵) امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عبد الرحمن بن شبلؒ کی ایک مرفوع روایت نقل کی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:

أَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْبِرُوا بِهِ وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ۔ یعنی قرآن مجید پڑھاؤ لیکن اس کو روزی کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ اس کے لیے زیادہ مطالبہ کرو اور اس کے پڑھانے سے اعراض نہ کرو۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند المکیین، زیادة فی حدیث عبد الرحمن بن شبل، جزء ۳ صفحہ ۴۲۸) مگر امام شافعیؒ اور ابولیثؒ وغیرہ کے نزدیک اس قسم کی اجرت جائز ہے۔ جمہور کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ علامہ عینیؒ نے عدم جواز کے بارے میں متعدد روایتیں نقل کی ہیں جن میں امام احمد بن حنبلؒ کی مذکورہ بالا روایت بھی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ: جن ائمہ نے تعلیم قرآن پر اجرت ناجائز قرار دی ہے انہوں نے حدیث أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ میں

لفظ اجر کے معنی ثواب کئے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے: کتاب اللہ سب سے زیادہ مستحق ہے کہ تم اس پر اجر لو یعنی ثواب حاصل کرو۔۔۔

لَا يَشْتَرُطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ: امام شعبی کا حوالہ ابن ابی شیبہ نے موصولاً نقل کیا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت کا مطالبہ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اگر دی جائے تو روزنہ کی جائے۔ یہی مفہوم ہے لَا تَأْكُلُوا إِيَّاهُ وَلَا تَسْتَكْبِرُوا بِهِ وَلَا تَجْفَوْا عَنْهُ کا۔ یہی بات عنوان باب میں نمایاں کی گئی ہے۔۔۔

لَمْ يَأْتِ أَحَدًا كَرِيحًا أَجْرَ الْمُعَلِّمِ: حکم بن عیینہ کا حوالہ بغوی سے جمعیات میں منقول ہے۔ انہوں نے علی بن جعد کی روایتیں ایک جگہ اکٹھی کی ہیں۔ ان میں سے ان کی یہ روایت بھی ہے کہ معاویہ بن قرہ معلم کے نزدیک معلم قرآن کی اجرت جائز تھی۔ (فتح الباری جزء ۴ صفحہ ۵۷۳)

وَأَعْطَى الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشْرَةَ: حسن بصری کا حوالہ طبقات ابن سعد میں مروی ہے کہ انہوں نے دس درہم معلم کو اجرت دی جس نے ان کے بھتیجے کو قرآن مجید پڑھایا تھا۔ ختم قرآن پر معلم نے اجرت کی خواہش کی تو انہوں نے پہلے تو یہ جواب دیا کہ صحابہ کرام تعلیم قرآن پر اجرت نہیں لیا کرتے تھے۔ پھر بھتیجے کے اصرار پر دس درہم دیئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ۷ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶)

وَلَمْ يَرَ ابْنَ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا: محمد بن سیرین کا فتویٰ مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بغیر شرط ٹھہرانے کے اگر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک حصص تقسیم کرنے والے یا غلہ کا اندازہ کرنے والے کو بغیر شرط کے اجرت دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (عمدة القاری جزء ۱۲ صفحہ ۹۸)

(فتح الباری جزء ۴ صفحہ ۵۷۳)

سب فقہاء کے نزدیک چھوٹے چھوٹے کاموں کا معاوضہ اگر بغیر مطالبہ ملے تو وہ لیا جاسکتا ہے، ورنہ مانگ کر اس کا معاوضہ لینا مکروہ ہے۔ ایک ہی عنوان میں ان سب فتوؤں کا یکجا ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کا تقویٰ دیکھا جائے۔ جنہوں نے مہمان نوازی

کے حق کا مطالبہ دستور کے مطابق کیا، جس کا انکار کیا گیا اور یہ انکار عرف عام میں سخت معیوب تھا۔ مگر مذہبی اختلاف کی وجہ سے انہیں مہمان نوازی کے حق سے محروم رکھا گیا۔ جب قبیلہ کا سردار اُن کا محتاج ہوا تو انہوں نے بھی علاج کی اجرت لی۔ لیکن اس اجرت کے استعمال میں انہیں تردد ہوا اور اُس سے فائدہ نہیں اٹھایا، تاوقتیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی۔ تقویٰ کا یہ لطیف احساس جہاں تزکیہ نفس میں صحابہؓ کے علو مرتبت پر دال ہے، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر قدسی کی بھی شہادت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَتَلَوُا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ (الجمعة: ۳)** کہ یہ رسول اپنے متبعین کا تزکیہ نفوس کرتا ہے۔ پس صحابہ کرام کا اجرت میں حاصل شدہ مال سے زکنا صحابہؓ کے پاک نفس ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔“

(صحیح بخاری، ترجمہ و شرح، کتاب الإجارة، باب مَا يُعْطَى فِي الرُّقِيَّةِ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ جلد ۴، صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۴)

### باب ۳۵: رُقِيَّةُ الْعَيْنِ

#### نظر لگنے پر دم کرنا

۵۷۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ

۵۷۳۸: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا معبد بن خالد نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن شداد سے سنا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا یا (فرمایا کہ) آپ نے حکم دیا کہ نظر لگنے کی صورت میں دم کر لیا جائے۔

۵۷۳۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدَّمَشَقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ

۵۷۳۹: محمد بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن وہب بن عطیہ دمشقی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ولید زبیدی

نے ہمیں بتایا کہ زہری نے ہمیں خبر دی۔ زہری نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ سے، حضرت زینبؓ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر داغ تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے لئے دم کراؤ کیونکہ اس کو نظر لگی ہے اور عقیل نے بھی زہری سے اسی حدیث کو نقل کیا۔ (انہوں نے کہا) مجھے عروہ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ (محمد بن حرب کی طرح) عبد اللہ بن سالم نے بھی زبیدی سے اسے روایت کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. وَقَالَ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ.

### باب ۳۶: الْعَيْنُ حَقٌّ

نظر لگ جانا سچ ہے

۵۷۴۰: اسحاق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد الرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: نظر لگ جانا سچ ہے اور آپؐ نے گدوانے سے منع فرمایا۔

۵۷۴۰: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

طرفہ: ۵۹۴۴۔

**تشریح:** الْعَيْنُ حَقٌّ: نظر لگ جانا سچ ہے۔ انسانی جسم کے اعضاء میں مختلف قوتیں پنہاں ہیں۔ کسی کے اندر یہ قوتیں کم ہیں اور کسی کے اندر زیادہ۔ انسانی قوتوں میں سے ایک قوت اس کی آنکھ اور نظر کی قوت ہے۔ جب انسان کسی چیز کو دیکھتا ہے اور وہ اسے بہت اچھی لگتی ہے تو بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں حسد پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ اسے دیکھتے ہیں تو وہ اپنے برے خیالات کو پوری طرح مجتمع کر کے جل بھن کر



اس کو دیکھتے ہیں، تو جن کی آنکھوں میں وہ قوت زیادہ ہوتی ہے وہ جب اپنے حسد کے بھرے ہوئے خیالات کے ساتھ اس چیز پر نظر ڈالتے ہیں، توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس چیز پر بھی اثر ہوتا ہے جسے عرف عام میں نظر لگنا کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔ نظر لگنا حق ہے۔ آج کل اس کو ہپناٹزم، مسمریزم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ پیراسائیکالوجی (Parapsychology) کی قسم ہے۔ کسی کو اگر نظر لگ جائے اور اسے محسوس ہو جائے کہ اسے نظر لگ گئی ہے تو وہ غسل کر لے۔ اے غسل کے نتیجے میں جب پانی اس کے بدن پر پڑے گا اس کی اعصابی قوت بیدار ہوگی اور جو کسی کی نظر کے اثرات اس پر ہوئے ہیں وہ زائل ہو جائیں گے۔ پرانے زمانے میں اس کو علم توجہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ بعض لوگ پیسے کمانے کے لیے یا اپنی کرامات جتانے کے لیے، اپنی اس استعداد کو بعض قواعد کے تحت مشق کر کے بہت ترقی دے دیتے تھے۔ اور اس کے نتیجے میں لوگوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ عام خیال ہے کہ بچوں کو نظر لگ جاتی ہے کیا یہ درست ہے اگر درست ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

’ہاں لگ جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کے اندر ایسی طاقت رکھی ہے کہ ایک کے خیالات کا اثر دوسرے کے اوپر جا کر پڑتا ہے۔ جب انسان ہر چیز کو نہایت ہی محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں اگر محبت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں تو ساتھ ہی مخفی طور پر ایک خطرہ بھی پیدا ہوتا ہے اور ایسے ہی دوسرے شخص میں، بچہ ہو خواہ جو ان منتقل ہو کر ایک قسم کا احساس کمزوری یا مایوسی کا کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ایک طبعی بات ہے رسول کریم کے بعض اقوال سے بھی مستنبط ہوتا ہے۔ شریعت نے اس کو غیر معقول نہیں قرار دیا۔ ایسے لوگ جن کے دل زیادہ برداشت نہیں کر سکتے تھوڑی تھوڑی باتوں پر ان کی توجہ بہت ہی گہری ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کے ایسے خیالات جو ہیں وہ دوسرے کے دل پر اثر کرتے ہیں اور اسی کا نام نظر ہوتا ہے۔ پس اگر ایسی حالت میں کوئی بیمار ہو جائے تو اس صورت میں سورۃ فاتحہ یا قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کے بچے پر دم کیا جاوے یا اگر بچہ نہیں جانور وغیرہ ہے تو اس پر ہاتھ پھیر دیا جاوے تو یہ دعا بھی ہوتی ہے اور توبہ کی توبہ بھی۔

(الفضل قادیان، مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۴ء صفحہ ۵)

اس علم کا ایک مثبت اور مفید پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ اس پر مشق اور مہارت پیدا کر کے اس سے بیماریاں دور کرتے تھے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتے تھے۔ ان میں سے بعض اس کو اپنے معجزات قرار دے کر پیسے کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور بعض محض خدمتِ خلق کے طور پر اسے استعمال کرتے تھے۔ اس علم کے ذریعہ علاج کرنے والے لوگ تمام مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں بھی بہت سے مسلمان صوفیاء اور اولیاء ایسے تھے جنہوں نے علم توجہ میں مہارت پیدا کر کے صد ہا بیماروں کو اپنے آس پاس بٹھا کر اپنی ایک نظر سے دیکھ کر ان کو شفا دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سائکوائینی لیس (Psychoanalysis) کے طریق علاج نے بہت ایسی امراض کے علاج کا دروازہ کھول دیا ہے جو فکر و خیال کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کا علاج صرف دواؤں سے ہونا ناممکن تھا۔ علاج بالتوجہ اور توجہ ذاتی نے شفا کو انسان کے ایسے قریب کر دیا کہ گویا شفا حاصل کرنے کے لیے ارادہ کی دیر ہوتی ہے ارادہ کیا اور بہت سی شفا ہوئی۔“ (دنیا میں سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے، انوار العلوم، جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۰)

## باب ۳۷: رُقِيَّةُ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

سانپ اور بچھو کا دم

۵۷۴۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ  
الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ  
عَنِ الرُّقِيَّةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقِيَّةَ  
مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ.

۵۷۴۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا کہ سلیمان (بن  
فیروز) شیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمن  
بن اسود نے ہمیں بتایا انہوں نے اپنے باپ سے  
روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ  
سے ڈسنے کے دم کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے  
فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ڈسنے والے جانور  
کی وجہ سے دم کی اجازت دی۔

## باب ۳۸: رُقِيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا

۵۷۴۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد العزیز (بن صہیب) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں اور ثابت (بنانی) حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا: ابو حمزہؓ میں بیمار ہو گیا ہوں۔ حضرت انسؓ نے کہا کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو حضرت انسؓ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تکلیف کو دور کرنے والا ہے شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں، ایسی شفا دے جو بیماری کا کوئی اثر نہ چھوڑے۔

۵۷۴۲ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرَقِيكَ بِرُقِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَى قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبِ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

۵۷۴۳: عمرو بن علی (فلاس) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (اعمش) نے مجھ سے بیان کیا۔ سلیمان نے مسلم (بن صبیح) سے، مسلم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے کسی کے لیے بیماری میں دعا کرتے ہوئے یوں پناہ مانگتے تھے کہ آپ

۵۷۴۳ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا

اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے: اے اللہ! جو لوگوں کا رب ہے اس تکلیف کو دور کر، اس سے شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے، کوئی شفا نہیں مگر تیری ہی شفا، ایسی شفا دے جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ سفیان (ثوری) کہتے تھے: میں نے منصور بن (معمتر) سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح بتایا۔

۵۷۴۴: احمد بن ابی رجا نے مجھ سے بیان کیا کہ نضر (بن شمیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم کرتے ہوئے یہ دعا کرتے تھے: لوگوں کے رب اس تکلیف کو دور کر۔ تیرے ہاتھ میں شفا ہے۔ اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں مگر تو ہی۔

۵۷۴۵: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھے عبد ربہ بن سعید نے بتایا۔ عبد ربہ نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) بیمار کے

يُغَادِرُ سَقَمًا. قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

أطرافه: ٥٦٧٥، ٥٧٤٤، ٥٧٥٠۔

٥٧٤٤: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءَ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ.

أطرافه: ٥٦٧٥، ٥٧٤٣، ٥٧٥٠۔

٥٧٤٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ

بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِبْقَةٍ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

لیے یوں دعا کرتے: اللہ کے نام سے یہ ہماری زمین کی مٹی ہے۔ ہم میں سے کسی کے لعاب سے ہمارا بیمار ہمارے رب کے حکم سے شفا پائے۔

طرفہ: ۵۷۴۶۔

۵۷۴۶: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الرُّقِيَّةِ بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِبْقَةُ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

۵۷۴۶: صدقہ بن فضل نے مجھ سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے، عبد ربہ نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم کرتے وقت (کبھی) یوں بھی دعا کرتے تھے: اللہ کے نام سے یہ ہماری زمین کی مٹی ہے اور ہم میں سے کسی کا لعاب ہے ہمارا بیمار ہمارے رب کے حکم سے شفا پائے۔

طرفہ: ۵۷۴۵۔

**تشریح:** رُقِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا۔ باب ۳۸، ۴۷ میں دم کا ذکر ہے اور احادیث الباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو آپ مریضوں پر پڑھتے تھے۔ آپ کی دعا، توجہ روحانی اور ہاتھ کی برکت سے ان بیماروں کو شفا ہوتی تھی۔ مگر بعد کے زمانوں میں اسی دم سے تعویذ گنڈوں اور مشرکانہ رسوم کا جو سلسلہ بعض لوگوں نے اپنی دکانداری یا نام نہاد کرامات کی صورت میں شروع کیا اور جس کی آج کے معاشرے میں نہایت ظالمانہ اور بیہودہ صورتیں دکھائی دیتی ہیں ان کا اس دم اور دعا سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کے لیے کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ایک مجلس میں سوال ہوا، تعویذ گنڈے کروانے کے بارے میں ارشاد فرمائیں کیا یہ اچھی بات ہے یا بری؟ جواب: فرمایا:

”تعویذ گنڈہ وغیرہ کو دستورِ زندگی بنا لینا حد سے زیادہ جہالت ہے۔ اور تمام دینی معاشرہ کی روح اس سے تباہ ہو جائے گی۔ اصل دعا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تیرہ سو سال کی جو رسوم کے خلاف ایک عظیم جہاد فرمایا۔ اور دینِ حق کو اس کی اصل صورت پہ بحال کرنے کے لئے بہت بڑی جدوجہد فرمائی ہے۔ یہی دراصل

حقیقی مجددیت ہے۔ اسی کا نام مہدویت ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اب جماعت جو ابھر کر اور کھڑ کر دنیا کے سامنے آئی ہے اس کا مرکزی نقطہ دعا ہے۔ اس کی ساری زندگی اس کے تمام اعمال اور تمام کامیابیاں اس کی تمام کاوشیں اس کے غم و فکر کے علاج دعائیں ہیں۔ اور دعا کو چھوڑ کر تعویذ گنڈوں کی طرف جاننا حد سے زیادہ جہالت ہے۔ یہ تاریک زمانے کی پیداوار باتیں ہیں۔ اور ایسی قوموں کو دعا سے ہٹا کر جادو منتر وغیرہ کی طرف منتقل کر دیتی ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم کی اجازت دی۔ یہ ایک بالکل الگ بات ہے۔ تعویذ گنڈے کا معاشرہ پیدا کرنا بالکل الگ بات ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں ایسا ہرگز یہ کوئی معاشرہ نہیں تھا۔ دعا ہی کا معاشرہ تھا اور جس دم کی بات کرتے ہیں اس میں سورۃ فاتحہ بطور دعا استعمال ہوتی ہے اور وہ اب بھی اسی طرح جائز ہے فاتحہ کو دعا کے طور پر آپ چاہے پانی پر پڑھ کے دم کریں اور نفسیاتی لحاظ سے اس کو برکت کے لئے دے دیں۔ اس حد تک تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن تعویذ گنڈے کی... یہ تو بہت خطرناک بیہودہ رسم ہے۔ جو روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جانے والی ہے۔“ (مجلس عرفان، الفضل ۴، ستمبر ۲۰۰۲ صفحہ ۳، ریکارڈنگ ۴ نومبر ۱۹۹۳ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ

”حضور کی خدمت میں اگر کوئی چیز دم کرنے کے لئے (مثلاً سرمہ) بھیجی جائے تو حضور کی اس میں کیا رائے ہے؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا: دم... مریض پر تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عقلاً اس کا فائدہ اور اس کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ باقی چیزوں پر دم کر کے بھیجنا نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے گو اس میں بھی بعض حالات میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے بعض ایسے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جو خطرناک ہیں، ان کا فائدہ کم ہے اور نقصان زیادہ ہے۔ یہ روحانیت پر ایسا اثر ڈال دیتی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دور کر دیتی ہیں اور انسان مادی چیزوں کی طرف ہی راغب ہو جاتا ہے۔ دم کی مثال بالکل اس شخص کی ہے جیسے

کوئی شخص کسی افسر کے پاس اپنے کسی کام کے لئے درخواست کرنے کے لئے جاوے اور پھر بجائے اس کے کہ خود اس کو بار بار توجہ دلائے اس کو کہہ دیوے کہ اپنی میز پر ایک کاغذ لکھ کر رکھ چھوڑیں جس سے میرے معاملہ کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ یہ چیزیں انسان کو دعا سے غافل کر دینے والی ہیں اور خدا کی طرف بار بار رجوع کرنا جو ایمان کی جڑ ہے اس سے انسان کو دور کر دیتی ہیں۔“ (الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا

”تعویذ کا باندھنا یا دم وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ بجواب حضرت اقدس نے حضرت مولوی حکیم نور الدینؒ کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ نے احادیث میں اس کے متعلق کچھ پڑھا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جب کبھی جنگوں میں جایا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پگڑی یا ٹوپی میں رکھ لیا کرتے تھے اور آگے کی طرف لٹکا لیتے اور جب ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوایا تو آدھے سر کے کٹے ہوئے بال ایک شخص کو دے دیئے اور آدھے دوسرے حصہ کے باقی اصحاب کو بانٹ دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات جب شریف دھو کر مریضوں کو بھی پلایا کرتے تھے اور وہ شفا یاب ہو جایا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک دفعہ ایک عورت نے آپ کا پسینہ بھی جمع کیا۔

یہ سب سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان تعویذ و دَموں کی اصل کچھ نہ کچھ ضرور ہے جو خالی از فائدہ نہیں۔ میرے الہام میں جو ہے کہ ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ اس سے بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو ہو گا جو بادشاہ ایسا کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان باتوں کی بنا محبت و اخلاص پر ہے۔ صادقوں کی نکتہ چینی کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ بزرگوں کے صفائے نظر کرنے سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔“ (الحکم ۷ جولائی ۱۹۰۳ء)

ایک دوست نے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جاوے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم

کروں تاکہ اس کو شفا ہو؟ حضرت نے فرمایا:

”بے شک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر

اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلا ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۵)

### باب ۳۹: النَّفْثُ فِي الرُّقِيَّةِ

دم کرتے وقت پھونک مارنا

۵۷۴۷: خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے، یحییٰ نے کہا میں نے ابو سلمہ (بن عبد الرحمن بن عوف) سے سنا۔ ابو سلمہ نے کہا میں نے حضرت ابو قتادہؓ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: روایا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی خواب میں کوئی ایسی بات دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو جب وہ جاگے تین بار پھونک مارے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے تو وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گی اور ابو سلمہ نے کہا: میری تو یہ حالت تھی کہ جو خواب دیکھ لیتا پہاڑ سے بھی زیادہ مجھ پر بوجھل ہو جاتا تو پھر جو نہی کہ میں نے یہ حدیث سنی میں اب اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

۵۷۴۷: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْخُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذُ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ. وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَإِنْ كُنْتَ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَنْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا أَبَالِيَهَا.

أطرافه: ۳۲۹۲، ۶۹۸۴، ۶۹۸۶، ۶۹۹۵، ۶۹۹۶، ۷۰۰۵، ۷۰۴۴۔

۵۷۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَوْ لَيْسَ نَعْلَمُ



بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس (بن یزید) سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر آرام کرتے تو قُلْنَ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور قُلْنَ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْنَ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ سب کو پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں پھونکتے۔ پھر ان دونوں کو اپنے چہرے پر اور جہاں جہاں بھی آپ کے ہاتھ آپ کے جسم پر پہنچتے پھیرتے۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں: جب آپ بیمار ہوتے تو آپ مجھے ایسا کرنے کا حکم دیتے۔ یونس کہتے تھے میں ابن شہاب کو دیکھا کرتا تھا کہ جب وہ اپنے بستر پر آتے تو ایسا ہی کرتے۔

عَبْدُ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفِّهِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَبِالْمَعْوَذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمَسُحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ. قَالَ يُونُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ.

أطرافه: ۵۰۱۷، ۶۳۱۹-

۵۷۴۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو بشر (جعفر) سے، ابو بشر نے ابو التوکل (علی بن داؤد) سے، ابو التوکل نے حضرت ابو سعید (خدری) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ ایک سفر پر گئے اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلے کے پاس اترے اور ان کے ہاں مہمان ٹھہرنا چاہا۔ انہوں نے ان کی میزبانی

۵۷۴۹: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا فِي حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلَدَغَ سَيْدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ

سے انکار کیا۔ پھر اس قبیلے کے سردار کو بچھونے ڈس لیا اور انہوں نے اس کے لئے ہر علاج سے کوشش کی، کوئی چیز بھی اس کو فائدہ نہ دیتی تھی۔ ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں تو شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھونے ڈس لیا ہے اور ہم نے اس کے لئے ہر جتن کیا۔ کوئی چیز بھی اس کو فائدہ نہیں دیتی تو کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا: ہاں۔ اللہ کی قسم! میں دم کرنا جانتا ہوں مگر ہم نے چاہا تھا کہ تمہارے ہاں مہمان ٹھہریں مگر تم نے ہمیں مہمان نہیں ٹھہرایا۔ اللہ کی قسم میں دم نہیں کروں گا، جب تک کہ تم ہمارے لئے اجرت نہ مقرر کر لو۔ آخر انہوں نے کچھ بکریاں دینے پر ان سے سمجھوتہ کیا تب وہ شخص (سردار کے پاس) چلا گیا اور اَلْحَمْدُ... پڑھتے ہوئے کر اسے لعاب لگانے لگا۔ یہاں تک کہ اسے ایسا محسوس ہوا گویا کہ وہ رسی کے بندھن سے آزاد ہو گیا ہے پس وہ چلنے پھرنے لگا اور اسے کوئی بھی بیکراری نہ رہی۔ (حضرت ابوسعیدؓ کہتے تھے:) تب انہوں نے ان کو ان کی وہ اجرت پوری کی پوری دے دی جو انہوں نے آپس میں طے کی تھی۔ ان میں سے کسی نے کہا: تقسیم کرو۔

شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لِدَغٍ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لِرَاقٍ وَلَكِنَّ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعَلًا فَصَالِحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْعَنَمِ فَاَنْطَلَقَ فَجَعَلَ يَنْقُلُ وَيَفْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ (الفاتحة: ۲) حَتَّى لَكَأَنَّما نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَنْطَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلْبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعَلَهُمُ الَّذِي صَالِحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اأَفْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقِيَ لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَكَّرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَتَنْظَرُ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقِيَةٌ أَصَبْتُمْ أَفْسِمُوا

وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ.

دم کرنے والے نے کہا: جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر یہ واقعہ بیان نہ کر لیں تک تک تقسیم نہ کرو۔ ہم دیکھیں گے کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیسے علم ہوا کہ سورۃ فاتحہ دم ہے؟ تم نے ٹھیک کیا۔ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ نکالو۔

أطرافه: ۲۲۷۶، ۵۰۰۷، ۵۷۳۶۔

### باب ۴۰: مَسْحُ الرَّاقِي الْوَجَعِ بِيَدِهِ الْيَمْنَى

دم پڑھنے والے کا درد کے مقام پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا

۵۷۵۰: عبد اللہ بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے اعش سے، اعش نے مسلم سے، مسلم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کے لئے (ان کی بیماری میں) پناہ کی دعا کرتے تھے۔ آپ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے تھے (اور دعا کرتے تھے): اے لوگوں کے رب اس تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی

۵۷۵۰: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِينِهِ أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ وَأَشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُورٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

بِنَحْوِهِ.

شفادے کہ جو بیماری کا کوئی اثر باقی نہ چھوڑے۔  
(سفیان نے کہا: میں نے منصور سے اس کا ذکر  
کیا۔ انہوں نے مجھے ابراہیم (شخی) سے، ابراہیم  
نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی  
اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے ایسی حدیث  
بتائی۔

أطرافه: ۵۶۷۵، ۵۷۴۳، ۵۷۴۴۔

### بَاب ۴۱ : الْمَرْأَةُ تَرْقِي الرَّجُلَ

ایسی عورت جو مرد کو ڈم کرے

۵۷۵۱: عبد اللہ بن محمد جعفی نے مجھ سے بیان کیا  
کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ عمر نے ہمیں  
خبر دی، عمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے،  
عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں کہ جس  
میں آپ کی وفات ہوئی اپنے تئیں معوذات پڑھ  
کر پھونکتے تھے۔ جب آپ کی بیماری شدت  
اختیار کر گئی تو میں آپ پر یہ سورتیں پڑھ کر پھونکا  
کرتی تھی اور آپ کا ہی ہاتھ آپ کے بدن پر  
پھیرتی کہ اس کی برکت ہو۔ میں نے ابن شہاب  
سے پوچھا: آپ کیسے پھونکتے تھے؟ انہوں نے  
کہا: آپ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے پھر ان کو  
اپنے چہرے پر پھیرتے۔

۵۷۵۱: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ  
فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ  
بِالْمَعْوَذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ لَمْ كُنْتُ أَنَا  
أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِيَدِي فَأَمْسَحُ بِرَأْسِي  
لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ  
كَانَ يَنْفُثُ قَالَ يَنْفُثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ  
يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

أطرافه: ۴۴۳۹، ۵۰۱۶، ۵۷۳۵۔

لَمْ ثَقُلَ: اسْتَدْبَرَهُ مَرَضُهُ۔ (فتح الباری، جزء ۲، صفحہ ۲۰۲)

## باب ۴۲ : مَنْ لَمْ يَرْقِ

جو دم نہ کرے

۵۷۵۲: مسدود نے ہم سے بیان کیا کہ حصین بن نمیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین بن عبد الرحمن سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر آئے۔ فرمایا: میرے سامنے اُمّیں پیش کی گئیں ایک ایسا نبی گزرتا جس کے ساتھ ایک ہی آدمی ہوتا۔ کسی نبی کے ساتھ دو آدمی اور کوئی نبی ایسا ہوتا کہ اس کے ساتھ ایک جماعت ہوتی اور کوئی نبی ایسا ہوتا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا اور میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کو ڈھانپ دیا تھا۔ میں نے خواہش کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھ سے کہا گیا: یہ موسیٰ اور ان کی قوم ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا: دیکھو تو میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا گیا: ادھر دیکھو اور ادھر دیکھو۔ میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آفاق کو ڈھانپ دیا تھا مجھ سے کہا گیا یہ سب تیری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر لوگ منتشر ہو گئے اور آپ نے ان کو یہ کھول کر نہ بتایا۔ نبی ﷺ کے

۵۷۵۲ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَّمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي فَقِيلَ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ ثُمَّ قِيلَ لِي انظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ لِي انظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَتَدَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَمَا نَحْنُ فَوَلَدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ هُمْ

أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخِرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

اصحاب آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: ہم شرک میں ہی پیدا ہوئے تھے لیکن ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو مان لیا ہے۔ ان (مذکورہ) لوگوں سے ہماری اولادیں مراد ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون لیتے ہیں، اور نہ ہی داغ لگواتے ہیں اور نہ جنتز منتر کرواتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محسنؓ اٹھے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! آیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں ایک دوسرا شخص اٹھا اور کہنے لگا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: عکاشہؓ اس میں تم پر سبقت لے گیا۔

أطرافه: ۳۴۱۰، ۵۷۰۵، ۶۴۷۲، ۶۵۴۱۔

### باب ۴۳ : الطَّيْرَةُ

شگون لینا

۵۷۵۳: عبد اللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا کہ یونس (بن یزید ایلی) نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو چھونے سے بیماری ہوتی ہے اور نہ ہی شگون کوئی معنی رکھتا ہے اور نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں اور گھر میں اور جانور میں۔

۵۷۵۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ وَالذَّابَّةِ.

أطرافه: ۲۰۹۹، ۲۸۵۸، ۵۰۹۳، ۵۰۹۴، ۵۷۷۲۔

۵۷۵۴: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طَيْرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأَلُ قَالُوا وَمَا الْفَأَلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۷۵۵: طرفہ۔

۵۷۵۴: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ شگون کچھ نہیں اور ان چیزوں سے بہتر فال لینا ہے۔ لوگوں نے کہا فال کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات جس کو تم میں سے کوئی سن لیتا ہے۔

**تشریح:** الطَّيْرَةُ: شگون لینا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں مشرکین پرندوں پر اعتماد کرتے تھے، جب ان میں سے کوئی شخص کسی کام کے لیے نکلتا تو وہ پرندے کی طرف دیکھتا اگر وہ پرندہ دائیں طرف اڑتا تو وہ اس سے نیک شگون لیتا اور اپنے کام پر روانہ ہو جاتا اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑتا تو وہ اس سے بد شگونی لیتا اور لوٹ آتا، بعض اوقات وہ کسی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے خود پرندے کو اڑاتے تھے، پھر جس جانب وہ اڑتا تھا اس پر اعتماد کر کے اس کے مطابق مہم پر روانہ ہوتے یا رُک جاتے۔ جب شریعت آگئی تو ان کو اس طریقہ سے روک دیا۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۶۲)

ابو داؤد میں ایک حدیث ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **الْعَيْفَةُ وَالطَّيْرَةُ وَالطَّلْقُ مِنَ الْجِبْتِ**۔ یعنی اچھا یا بُرا شگون لینے کے لیے پرندہ اڑانا، بد شگونی لینا اور طلاق (یعنی کنکر پھینک کر یاریت میں لکیر کھینچ کر فال نکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہے۔<sup>۱</sup>

فرمایا: مَنْ رَدَّئَهُ الطَّيْرَةَ عَنْ شَيْءٍ فَقَدْ قَارَفَ الْجَيْرَانَ<sup>۲</sup>۔ یعنی جسے بد شگونی لینے نے کسی چیز سے روک دیا وہ شرک میں مبتلا ہو گیا۔

فرمایا: لَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا تَطَيَّرَ لَهُ<sup>۳</sup>۔ یعنی جس نے بد شگونی لی اور جس کے لیے بد شگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں ہے)۔

فرمان نبویؐ ہے: **فَلَا تَمْنُ مِنْ كُنْ فِيهِ لَمْ يَنْتَلِ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مَنْ تَكَلَّهَنْ أَوْ اسْتَقْسَمَهُ أَوْ رَدَّهْ مِنْ سَفَرِهِ**

۱ (سنن ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الخط و زجر الطیر)

۲ (مسند البزار، مسند روفیع بن ثابت، جزء ۶ صفحہ ۳۰۰)

۳ (المعجم الکبیر للطبرانی، جزء ۱۸ صفحہ ۱۶۲ روایت نمبر ۳۵۵)

طَبْرَةً<sup>۱</sup> یعنی تین چیزیں جس شخص میں ہوں وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا جو اپنی اُنکُل سے غیب کی خبر دے یعنی آئندہ کی بات بتائے یا فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرے یا بد شگونوں کے سبب اپنے سفر سے رُک جائے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اُم اے فرماتے ہیں:

”تیروں سے فال لینے کی رسم بھی عام تھی۔ ہر کام کرتے ہوئے تیر سے فال لیتے تھے۔ کعبہ میں بھی فال کے تیر رکھے ہوئے تھے اور وہاں جا کر لوگ فال نکالتے تھے۔ پرندوں کی اڑان سے بھی فال لینے کا دستور تھا۔

ایک عجیب رسم عرب کے بعض قبائل میں یہ تھی کہ جب کسی سفر کے ارادے سے گھر سے نکلتے تھے تو اگر راستہ میں کسی وجہ سے واپس آنا پڑتا تھا، تو دروازوں کے ذریعہ اندر نہ داخل ہوتے تھے بلکہ نُشْت کی طرف سے آتے تھے۔ قرآن شریف میں بھی اس کی طرف اشارہ آتا ہے۔ بعض قبائل میں یہ رواج تھا کہ اگر کوئی آدمی مر جاتا تھا تو اس کی قبر کے پاس اس کے اونٹ کو باندھ دیتے تھے حتیٰ کہ وہ بھوک پیاس سے مر جاتا تھا۔ عورتوں میں سخت نوحہ کرنے کی عادت تھی۔ سال سال تک ماتم چلا جاتا تھا۔ عرب میں بالعموم عورتیں جانوروں کا دودھ نہ دوہتی تھیں اور اسے عورت کے لیے ایک عیب سمجھا جاتا تھا۔ اگر کسی خاندان میں کوئی عورت ایسا کرتی دیکھی جاتی تھی تو وہ خاندان دوسروں کی نظروں میں گر جاتا تھا۔“

(سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد اُم اے صفحہ ۶۶، ۶۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آجکل کے حالات کے مطابق مسلمانوں میں تو یہ عموماً پایا جاتا ہے لیکن غیروں کی دیکھا دیکھی بعض احمدیوں میں بھی تعویذ گنڈوں پر اعتقاد پیدا ہو گیا ہے جو بالکل غلط چیز ہے۔... اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ کیونکہ وہی لوگ جو اللہ پر توکل کرتے ہیں اور ان برائیوں سے بچنے والے ہیں، ٹونے ٹونکوں سے بچنے والے ہیں۔ تعویذ گنڈوں سے بچنے والے ہیں، وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا چاہئے اور اسی کی پناہ میں رہنا چاہئے۔ بلکہ آپ نے تو ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ بد شگونوں شرک ہے۔ تو آپ نے تین مرتبہ یہ بات



دوہرائی اور فرمایا کہ تو کُل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے دور فرمادیتا ہے۔ یعنی اگر تو کُل کامل ہے تو پھر اگر دل میں کوئی خیال بھی پیدا ہوگا تو شاید اس تو کُل کی وجہ سے دور ہو جائے۔ اس لئے یہ جو بدشگونى اور اس قسم کی چیزیں ہیں ان چیزوں سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ شرک کے برابر ہیں۔ کتاب بڑا انذار ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، اپریل ۲۰۰۵ء، جلد ۳، صفحہ ۲۲۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ظائِر کے معنی پرندے کے ہیں۔ لیکن عرب لوگ چونکہ پرندوں سے شگون لیا کرتے تھے اس لئے شگون کے لئے بھی ظائِر کا لفظ بول لیا جاتا ہے چنانچہ مسافر کو رخصت کرتے وقت دعا کے طور پر کہتے ہیں *يَهْدِي عَلَى الظَّائِرِ الْيَمِينُونَ*۔ مبارک شگون پر چل۔ اسی طرح کہتے ہیں *هُوَ مَيِّمُونَ الظَّائِرِ*۔ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ مبارک چہرے والا ہے۔ اسی طرح انسانی اعمال کو بھی خواہ وہ اچھے ہوں یا برے، طائر کہتے ہیں۔ اور ستارے کو بھی طائر کہتے ہیں کیونکہ ستاروں سے بھی نحوست اور بھلائی کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ (اقرب)“

(تفسیر کبیر، سورۃ النمل، زیر آیت *قَالُوا الظَّائِرُونَ بِكَ وَيَمِينُ مَعَكَ* جلد ۷ صفحہ ۳۹۸)

نیز فرمایا:

”جن لوگوں کو وہم ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ معمولی معمولی باتوں سے ایسے نتائج اخذ کر لیتے ہیں جو کسی اور انسان کے واہمہ میں بھی نہیں آتے۔ مولوی یار محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے ان کے دماغ میں نقص تھا۔ بعض دفعہ باتیں کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے تو مولوی یار محمد صاحب جھٹ کود کر آگے آجاتے اور سمجھتے کہ یہ اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے لئے کیا تھا۔ اسی طرح جن میں وہم کا مرض پیدا ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ پرندوں کی پرواز سے فال لینا شروع کر دیتے ہیں۔ دائیں طرف سے کوئی پرندہ گزر جائے تو سمجھتے ہیں کہ ہمیں کام میں کامیابی ہو جائے گی اور اگر بائیں طرف سے گزر جائے تو سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں نحوست کا سامنا کرنا ہوگا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ العلق، جلد ۹ صفحہ ۲۳۸)

وَالشُّومُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ وَالذَّائِبَةِ: اور نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں اور گھر میں اور جانور میں۔

## بَاب ۴۴ : الْفَأَلُ فال لینا

۵۷۵۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
طَيْرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأَلُ قَالُوا وَمَا الْفَأَلُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ  
يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۷۵۵: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں خبر دی کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شگون کچھ چیز نہیں اور ان چیزوں میں سے بہتر فال ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! فال کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات جس کو تم میں سے کوئی سن لیتا ہے۔

طرفہ: ۵۷۵۴۔

۵۷۵۶: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ  
وَيُعْجِبُنِي الْفَأَلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ  
الْحَسَنَةُ.

۵۷۵۶: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستواری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: نہ تو چھوت لگ جاتی ہے اور نہ ہی شگون کوئی چیز ہے اور اچھی فال مجھے پسند ہے یعنی اچھی بات۔

طرفہ: ۵۷۷۶۔

**تشریح:** الْفَأَلُ: فال لینا۔ جیسا کہ زیر باب حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے اچھا کلمہ یا اچھی بات جو کوئی سنتا ہے اس سے اچھا گمان کرنا جیسے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مشرکین مکہ سے مذاکرات ہو رہے تھے اور ان کے مختلف نمائندے بات کرنے کے لیے آرہے تھے۔ ان کا ایک نمائندہ سہیل آیا تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نام سے فال لیتے ہوئے فرمایا سہیل آیا ہے اب معاملہ آسان ہو گیا۔ یعنی آپ نے سہیل سے سہل اور آسانی کے معنی مراد لیے۔ بچوں کے نام رکھنے میں بھی اسی نیک فال کے طور پر اسماء الہی یا انبیاء کے ناموں پر نام رکھے جاتے ہیں۔ جیسے عبد اللہ، عبد الرت، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ، محمد، احمد۔ اس امید اور دعا کے رنگ میں کہ یہ بچہ اسم با مسمیٰ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کی مشابہت کی رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دو بد آدمی بھی ایک ہی بد مادہ میں شریک مساوی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قائم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تقاؤل کا خیال انہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کے طور پر یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی ان بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی تم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا انہی کا روپ ہو جائیں۔“ (توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد ۳ صفحہ ۵۹)

### باب ۴۵ : لَا هَامَةَ

ایسا کوئی اٹو نہیں ہوتا جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے

۵۷۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ  
حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا  
أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى  
وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرًا.  
۵۷۵۷: محمد بن حکم نے ہم سے بیان کیا کہ نصر  
(بن شہیل) نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل نے ہمیں خبر  
دی۔ ابو حصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے ہمیں  
بتایا۔ ابو حصین نے ابو صالح (ذکوان) سے، ابو صالح  
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت  
ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی  
آپ نے فرمایا: نہ تو چھوت کا لگنا ہے اور نہ بدشگون  
اور نہ کوئی ایسا الو ہوتا ہے جس میں مردے کی روح  
جنم لیتی ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے۔

أطرافه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵۔

۱۔ (صحيح البخارى، كتاب الشر وط، باب الشر وط في الجهاد، روایت نمبر ۲۷۳۱)

**تشریح:** لَا هَامَةَ: ایسا کوئی الو نہیں ہوتا جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے۔ علامہ ابن حجر نے زبیر بن بکار کے حوالے سے لکھا ہے کہ عرب جاہلیت میں ایسے شخص کو جو قتل ہو جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے، کہتے تھے کہ اس کے سر سے ہامہ یعنی کیڑا نکل گیا ہے۔ جو اس کی قبر کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور کہتا ہے مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ۔ اور اگر اس کا بدلہ لے لیا جاتا تو وہ کیڑا چلا جاتا تھا اور نہ وہ رہتا تھا۔ اس بارے میں انہوں نے عرب کے ایک شاعر کا شعر درج کیا ہے:

يَا عَمْرُو! أَلَا تَعِشْتُنِي وَمَنْقَصْتَنِي  
أَطْرَبُكَ حَتَّى تَقُولَ الْهَامَةَ اسْقُونِي

یعنی اے عمرو اگر تو نے مجھے گالی گلوچ کرنا نہ چھوڑا تو میں تجھے ماروں گا یہاں تک کہ کیڑا کہے گا کہ مجھے پلاؤ۔ یعنی تیرا بدلہ بھی نہیں لیا جاسکے گا۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہود کا گمان یہ تھا کہ یہ کیڑا قبر کے گرد سات دن تک چکر لگاتا ہے پھر چلا جاتا ہے۔ اور ابن فارس اور دیگر علمائے لغت نے بھی یہی معانی لیے ہیں لیکن انہوں نے ہامہ کے لفظ میں کیڑے کے معانی متعین نہیں کیے بلکہ قزاز نے کہا ہے کہ ہامہ رات کا ایک پرندہ ہے یعنی اُلو۔ ابن اعرابی کہتے ہیں اس سے بدشگونی لی جاتی تھی کہ جب وہ کسی کے گھر پر بیٹھ جاتا تو وہ کہتا یہ اس لیے بیٹھا ہے کہ یا تو میری موت کا یا میرے گھر والوں میں سے کسی کی موت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اور ابو عبید کہتے ہیں عرب یہ گمان کرتے تھے کہ مُردے کی ہڈیاں ہامہ بن جاتی ہیں اور پھر اڑتی ہیں اور ایسے پرندے کو وہ الصدی بھی کہتے تھے۔ اس لحاظ سے حدیث میں جو معانی بنتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مُردے کے ہامہ کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ یعنی ایسا کوئی کیڑا نہیں ہے جو مُردہ میں رہتا ہو نیز اس بات کا اظہار ہے کہ اُلو میں کوئی بدشگونی نہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۹۷)

## بَاب ۴۶ : الْكِهَانَةُ

### کہانت

۵۷۵۸: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ  
مِنْ هَذَيْلٍ افْتَتَلْتَا فَرَمْتَا إِحْدَاهُمَا  
الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ  
حَامِلٌ فَتَلَّتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا

۵۷۵۸: سعید بن عفیر نے ہمیں بتایا کہ لیث  
(بن سعد) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا  
عبدالرحمن بن خالد نے مجھ سے بیان کیا، عبدالرحمن  
نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ (بن  
عبدالرحمن بن عوف) سے، ابوسلمہ نے حضرت  
ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے  
ہذیل کی دو عورتوں کے متعلق فیصلہ کیا تھا جو آپس  
میں لڑ پڑی تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے  
کو پتھر مارا جو اس کے پیٹ میں لگا اور وہ حاملہ تھی

اور اس نے اس کے اس بچہ کو مار ڈالا جو اس کے پیٹ میں تھا۔ اس لئے وہ نبی ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ آپ نے جو بچہ اس کے پیٹ میں تھا اس کی دیت ایک بردہ دینے کا فیصلہ فرمایا غلام ہو یا لونڈی۔ یہ سن کر اس عورت کا ولی جس پر دیت واجب ہوئی تھی کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں اس کی دیت کیوں دوں جس نے نہ پیمانہ کھایا نہ بولانا چلایا ایسا خون تو بلا تاوان کے ہے۔ نبی ﷺ نے (یہ) قافیہ بندی سن کر فرمایا: یہ تو کاہنوں کا بھائی ہے۔

أطرافه: ۵۷۵۹، ۵۷۶۰، ۶۷۴۰، ۶۹۰۴، ۶۹۰۹، ۶۹۱۰۔

۵۷۵۹: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کا جنین گرا دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ایک بردہ دینے کا فیصلہ فرمایا غلام ہو یا لونڈی۔

أطرافه: ۵۷۵۸، ۵۷۶۰، ۶۷۴۰، ۶۹۰۴، ۶۹۰۹، ۶۹۱۰۔

۵۷۶۰: اور اسی سند سے ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنین کے متعلق کہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں مارا جائے، ایک بردہ دینے کا فیصلہ فرمایا، غلام ہو یا لونڈی۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا کہنے لگا میں اس کا تاوان

فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى أَنْ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةَ عَبْدٍ أَوْ أُمَّةً فَقَالَ وَلِي الْمَرْأَةِ الَّتِي غَرِمَتْ كَيْفَ أَعْرَمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُفَّانِ.

۵۷۵۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتَا إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ وِلْدَةٍ.

۵۷۶۰: وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ وِلْدَةٍ فَقَالَ الَّذِي قَضَى عَلَيْهِ كَيْفَ أَعْرَمُ مَا لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَ

وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُفَّانِ.

کیسے دوں؟ جس نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ بولا اور نہ چلایا۔ ایسا خون تو بلا تاوان کے ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (قافیہ بندی) سن کر فرمایا: یہ تو کاہنوں کا بھائی ہے۔

أطرافه: ۵۷۵۸، ۵۷۵۹، ۵۹۰۴، ۶۷۴۰، ۶۹۰۹، ۶۹۱۰۔

۵۷۶۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَخُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۵۷۶۱: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث سے، ابوبکر نے حضرت ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاریؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

أطرافه: ۲۲۳۷، ۲۲۸۲، ۵۳۴۶۔

۵۷۶۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ نَاسٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُفَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَنَا أحيانًا بِشَيْءٍ فَيَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطُفُهَا الْجَنِّي فَيَقْرُهَا

۵۷۶۲: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا۔ کہ ہشام بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے یحییٰ بن عروہ بن الزبیر سے، یحییٰ نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، آپ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لوگوں نے کاہنوں کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ ہمیں کبھی کبھی کچھ بتا ہی دیتے ہیں جو سچ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بات جو سچی ہوتی ہے وہ یہ کسی جن سے اچک لیتے ہیں۔ پھر وہ اس بات کو اپنے دوست کے کان میں

فِي أَذْنٍ وَلِيهِ فَيَخْلَطُونَ مَعَهَا مِائَةً  
 كَذْبَةً. قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ  
 مُرْسَلٌ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَّغَنِي  
 أَنَّهُ أَسْنَدُهُ بَعْدَ.  
 ڈال دیتے ہیں اور یہ کاہن اس کے ساتھ سو  
 جھوٹ ملاتے ہیں۔ علی (بن مدینی) کہتے تھے:  
 عبدالرزاق الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ کو مرسل روایت  
 کرتے تھے۔ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ عبدالرزاق  
 نے اس کے بعد اس کو سند کے ساتھ بیان کیا۔

أطرافه: ۳۲۱۰، ۳۲۸۸، ۶۲۱۳۔

**تشریح:** الْكَلِمَةُ: کہانت۔ کہانت سے مراد برگزیدہ لوگوں کی طرح علم غیب کا دعویٰ کرنا اور قیافہ  
 شناسی سے آئندہ ہونے والے واقعات کی پیشگوئی کرنا نیز اس کے معنی اندازہ لگانے اور ایسے امور  
 کے ذریعے سے حقیقت تلاش کرنے کے ہیں جن کی کوئی اساس نہ ہو۔ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں نے اسے کاروبار  
 کے طور پر اختیار کر لیا تھا۔ کہانت اور رمالی (فال نکالنا) زمانہ جاہلیت کی ان رسوم میں سے ہے جنہیں اسلام نے  
 منسوخ کر دیا۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ خطاب نے کہا ہے کاہن وہ لوگ کہلاتے تھے جن کے ذہن بہت تیز ہوتے اور  
 ان کے نفس شریر اور طبیعتیں ناری ہوتیں۔ یہ اپنی افتاد طبع کی وجہ سے شیاطین سے تعلق رکھتے زمانہ جاہلیت میں خصوصاً  
 عربوں میں یہ طبقہ بہت پھیلا ہوا تھا۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۶۷)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ابلیسی صفت تمام لوگ شیطان کے مظہر ہیں اور ان میں سے ایک بڑا گروہ وہ ہے  
 جو جادوگروں اور کاہنوں کے نام سے مشہور ہے۔ تاریخ ادیانِ قدیمہ سے متعلق  
 علماء یورپ وغیرہ نے بڑی تحقیق کر کے ضخیم اور قابل قدر کتابیں تصنیف کی ہیں۔  
 ان کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ اس گروہ کا نہ صرف قدیم مصر اور صحرائے افریقہ  
 کے دور و نزدیک علاقوں کے قدیم باشندوں ہی کے مذہبی عقائد پر تسلط تھا۔ بلکہ  
 ایشیا کے طول و عرض پر اس گروہ کا جادو بھوت کی طرح سروں پر سوار تھا۔ دور جانے  
 کی ضرورت نہیں خود ہندوستان میں اب تک مشرک اقوام کے پنڈت پروہتوں کا منتر  
 جنتر چلتا ہے اور آرمینہ قدیمہ سے دین سحری (جادوگری) مشرکانہ عقائد اور بد رسوم و  
 عادات قبیلہ کا بہت بڑا گہوارہ رہا ہے۔“

(صحیح بخاری، ترجمہ و شرح، کتاب بدء الخلق، باب صِفَةُ الْإِبْلِيسِ وَجُنُودِهِ، جلد ۶، صفحہ ۱۱۳)

جیمز ہنری بریڈ اپنی کتاب ”تاریخ مصر“ میں لکھتا ہے:

”مصر کے نئے دور حکومت میں فوجی طاقت کے ساتھ ساتھ ایک نئی موثر اور

طاقتور تحریک جو قدیم نظام کہانت پر مبنی تھی ظہور پذیر ہوئی۔ درحقیقت سلطنتِ مصر میں معابد کی بے پناہ دولت کا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ کہانت ایک مخصوص پیشہ کی صورت اختیار کر گئی اور جوں جوں کاہنوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ویسے ویسے وہ زیادہ سے زیادہ سیاسی رسوخ اور طاقت حاصل کرتے چلے گئے معابد کی دولت و ثروت میں اضافہ کے ساتھ ہی ایک انبوہ کثیر افسرانِ معابد کا بھی پیدا ہو گیا جن کے ذمہ ان معابد کا انتظام تھا حالانکہ قدیم ایام میں ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ آخر ملک کے تمام الگ الگ دیوتاؤں کے کلیسیائی نظام ایک عظیم الشان مقدس تنظیم کے ماتحت متحد ہو گئے۔ اس تنظیم کا رئیس اعلیٰ دارالسلطنت تھیبس کے معبد آمان کا بڑا کاہن تھا۔ اس طرح آمان کے کاہن اعظم کی طاقت پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ گئی۔ فرعون نے مصر نے جب مفتوحہ ممالک سے دولت حاصل کی تو اس کا بیشتر حصہ معبدوں کی نذر کر دیا گیا اور معبد وسیع اور عالیشان محلات کی صورت اختیار کر گئے۔ جن میں کاہنوں کے گروہ درگروہ رہتے تھے۔ آمان کا کاہن اعظم اس مقدس مذہبی تنظیم کا رئیس اعلیٰ تھا وہ ایک مقدس شہزادہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کی بیوی ”خداوند کی کنیز اعلیٰ“ کے لقب سے یاد کی جاتی تھی اور اسے ملکہ کا درجہ حاصل تھا۔

(تاریخ مصر مصنفہ جیمز ہنری بریسٹلے۔ ایچ۔ ڈی۔ ص ۲۳۸، ۲۴۷)

(تفسیر کبیر، سورۃ القصص جلد ۷ صفحہ ۷۴، ۷۵، ۷۶)

## باب ۴۷ : السَّحْرُ

سحر (جادو)

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السَّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۗ وَمَا يُعَلِّمِينَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۗ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: بلکہ (اس کے) باغی کافر تھے۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے اور (بزع خود) اس بات کی (بھی نقل کرتے ہیں) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھی۔ حالانکہ وہ دونوں (تو) جب تک یہ نہ کہہ لیتے تھے کہ ہم (خدا تعالیٰ کی طرف سے)



آزمائش کے طور پر (مقرر ہوئے) ہیں۔ اس لئے (اے مخاطب! ہمارے احکام کا) انکار نہ کرنا، کسی کو (کچھ) نہیں سکھاتے تھے جس پر وہ (لوگ) ان (دونوں) سے وہ بات سیکھتے تھے جس کے ذریعہ سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کر دیتے تھے اور وہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کو بھی اس (بات) کے ذریعہ سے ضرر نہیں پہنچاتے تھے اور (اس کے بالمقابل) یہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن) تو وہ بات سیکھ رہے ہیں جو انہیں ضرر دے گی اور نفع نہیں دے گی اور یہ لوگ یقیناً جان چکے ہیں کہ جو اس (طریق) کو اختیار کر لے آخرت میں اس کا کوئی بھی حصہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: پھر کیا تم اس کی فریبانہ باتوں میں آتے ہو، حالانکہ تم خوب سمجھتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (موسیٰ کو ان کے فریب کی وجہ سے) یوں نظر آئے گویا کہ وہ دوڑ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور تمام ایسے نفوس کی شرارت سے (بچنے کے لیے بھی) جو (باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیت سے) پھونکیں مارتے ہیں۔ اور نَفَاثَاتِ کے معنی ہیں جادوگر نیاں اور تُسْحَرُونَ کے معنی ہیں تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔

ذَوِّجَهُ ۚ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۗ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرة: ۱۰۳) وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا يَفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى (طه: ۷۰) وَقَوْلُهُ أَفْتَاتُونَ السِّحْرَ وَ أَنْتُمْ تُبْصِرُونَ (الانبیاء: ۴) وَقَوْلُهُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (طه: ۶۷) وَقَوْلُهُ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ○ (الفلق: ۵) وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ تُسْحَرُونَ تُعْمَوْنَ

۵۷۶۳: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ بیان کرتی ہیں: بنو زریق (یہودی) قبیلے کے ایک شخص نے جسے لیبید بن اعصم کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوتا کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے بحالیکہ وہ نہ کیا ہوتا۔ آخر ایک دن یا ایک رات کو جبکہ آپ میرے ہاں تھے دعا میں مشغول رہے اس کے بعد فرمایا: عائشہؓ کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتلا دی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میری پاننتی کی طرف۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا وہی جس کو جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: اس کو کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لیبید بن اعصم (یہودی) نے۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں؟ اس نے کہا: کنگھی میں اور کنگھی سے اترے ہوئے بالوں میں اور زکھجور کے خشک خوشہ میں۔ اس نے پوچھا کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: ذروان کے کنویں میں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض صحابہؓ سمیت وہاں گئے اور

۵۷۶۳: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَيْبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ اشْعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَيْبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفٍ طَلَعِ نَخْلَةٍ ذَكَرَ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بَثْرِ ذُرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَاءِ وَكَأَنَّ رُءُوسَ

پھر وہاں سے آئے اور فرمانے لگے: عائشہؓ اس کنویں کا پانی مہندی کے پانی جیسا تھا اور وہاں کھجوروں کے درختوں کی چوٹیاں ایسے تھیں جیسے سانپوں کے پھن۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ آپؐ نے اس جادو کو نکال کیوں نہ لیا؟ فرمایا: اللہ نے تو مجھے اچھا کر دیا ہے اس لئے میں نے ناپسند کیا کہ میں اس وجہ سے لوگوں میں شر برپا کروں۔ آپؐ نے اس کنویں کی بابت حکم دیا اور وہ پُر کر دیا گیا۔ (عیسیٰ بن یونس کی طرح) ابو اسامہ اور ابو ضرہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی زناد نے بھی ہشام سے ہی اس کو روایت کیا اور لیث اور (سفیان) بن عیینہ نے بھی ہشام سے اس کو روایت کیا انہوں نے یوں کہا: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ الْمَشَاطَةُ أَنْ بَالُونَ كَوَيْتِهِمْ جَوَ كُنْكَهَى كَرْنَى سَى نَكَلْتَى هِىَ اَو سَوْتَى كَار كَو بَهَى مُشَاطَةُ كَيْتَى هِىَ۔

اُطْرَافُهُ: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱۔

**تشریح:** السِّحْرُ: یعنی جادو۔ امام بخاری نے جادو سے متعلق ۴۷ سے ۵۲ تک ۶ ابواب اور ان کے ذیل میں سات روایات درج کی ہیں۔ باب نمبر ۴۷ میں روایات سے پہلے قرآن کریم کی پانچ آیات درج کر کے اپنے اصول ”فقہ البخاری فی تراجمہ“ یعنی بخاری کے ابواب کے تقفہ سے اس کے ذیل میں دی گئی روایات کو سمجھا جا سکتا ہے اس کے مطابق زیر باب قرآن کریم کی آیات سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔

آیت نمبر ۱: وَلِكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ (البقرة: ۱۰۳)۔ اس آیت سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جادو شیطانوں کا کام ہے۔ اور شیطان انبیاء کے مقابل پر کامیاب نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ عِبَادِي لَكِن يَكْفُرُونَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (الحجر: ۴۳) جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کبھی بھی تسلط نہیں ہو گا۔

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع: ”بلکہ وہ شیاطین تھے جنہوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔“

آیت نمبر ۲: وَلَا يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ أَتَىٰ (طہ: ۷۰)۔<sup>۱</sup> اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۳: افْتَاتُونَ السِّحْرَ وَ انْتَهُرُوا (الانبیاء: ۴)۔<sup>۲</sup> اس آیت میں مخالفین انبیاء کی اس بات کو بیان کیا ہے کہ چونکہ وہ نبیوں کے مقابل پر اپنے تمام منصوبوں میں ناکام اور نامراد ہو جاتے ہیں اس لیے وہ اپنی دانست میں انبیاء کی باتوں کو جادو کے کرتب کہہ کر اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے نزدیک جادو کی طاقت کا چوکہ ان کے پاس کوئی تُوڑ نہیں ہوتا اس لیے انبیاء کے ساتھ تائید الہی کو وہ جادو کا کرشمہ قرار دے کر اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام بخاری نے اس آیت سے یہ اشارہ کیا ہے کہ انبیاء کے ساتھ جادو کی کوئی بھی نسبت ان کے شایانِ شان نہیں بلکہ یہ دشمنانِ انبیاء کا شیوہ ہے۔

آیت نمبر ۴: يُخَيِّلُ الْيَوْمَ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنْهَآ كَسْفِي (طہ: ۶۷)۔<sup>۳</sup> اس آیت میں جادو گروں کے اس کرتب کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں انہوں نے دکھایا۔ لوگ ان کی فریب کاری کا کسی قدر شکار ہوئے جیسا کہ بعض شارحین اور مفسرین نے لکھا ہے وہ رسیاں جنہیں انہوں نے پارہ لگایا ہوا تھا۔ دھوپ لگنے کے نتیجے میں پارہ پھیلنے لگا۔ جس سے وہ رسیاں حرکت کرتی نظر آئیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۷۷) وَ اَلْقَى مَا فِي يَدَيْكَ تَلْفُفًا مَّا صَنَعُوا<sup>۱</sup> اِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدًا سَجِرًا<sup>۲</sup> وَلَا يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ أَتَىٰ (طہ: ۷۰) اور جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اس کو زمین پر ڈال دے۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس سب کو وہ نگل جائے گا (یعنی اس کا بھانڈا پھوڑ دے گا) انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تو فریب کاروں کا ایک فریب ہے اور فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال ہوا کہ ان کے جادو کی وجہ سے رسیوں میں حرکت پیدا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر انہوں نے رسیوں پر سونٹا پھینکا تو ان کی سحر کاری کا بھانڈا پھوٹ گیا جادو گر یہ سمجھتے تھے کہ مسحور شخص ان کے قابو میں آجاتا ہے اور اپنی مرضی سے کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت موسیٰ کے اس اقدام سے وہ سمجھ گئے کہ ان کا جادو ناکام ہو گیا۔

آیت نمبر ۵: وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (العلق: ۵) اس سورۃ میں اور اس کے ساتھ سورۃ الناس میں جو دعائیں سکھائی گئی ہیں ان کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کی دعا کیا کرتے تھے۔ اور اس میں اس قدر آپ کی باقاعدگی تھی کہ آپ ہر رات سونے سے پہلے ان سورتوں کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیرتے۔ اس عمل میں اس قدر دوام تھا کہ آخری بیماری میں جب آپ بوجہ ضعف خود یہ

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”اور جادو گر جس جہت سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوا کرتا۔“

۲۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”پس کیا تم جادو کی طرف بڑھے جاتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو۔“

۳۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”ان کے جادو کی وجہ سے اسے خیال دلایا گیا کہ ان کی رسیاں اور ان

کی سونٹیاں دوڑ رہی ہیں“

عمل نہ کر سکے تو حضرت عائشہؓ سے آپ نے ان دعاؤں کے ذریعے اپنی حفاظت کی خدا تعالیٰ سے مدد حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر اس وعدہ الہی کی صورت میں ظاہر ہوا وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ۶۸) <sup>۱</sup> اور لَكُمْ مَعْقِدَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ (الرعد: ۱۲) <sup>۲</sup> آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی چھتری کے نیچے رہے اور دشمنوں کے تمام مکر اور شر ہمیشہ ان پر اٹائے گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا ایک ایسا حصار نصیب تھا کہ دشمنوں کی کوئی کوشش آپ کے مقابل کامیاب نہ ہو سکی۔ امام بخاری نے ان آیات کی روشنی میں زیر باب دی گئی روایات کو پڑھنے کی راہنمائی فرمائی ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی یہ گروہ پایا جاتا تھا اور مشرکین کے کاہن طواغیت العرب کے نام سے مشہور تھے۔ یہود میں بھی یہ طبقہ ساحرین کا پایا جاتا تھا۔ قرآن مجید نے بھی ان کا ذکر آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰجِبَتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰؤُلَاءِ اٰهُدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (النساء: ۵۲) <sup>۳</sup> میں کیا ہے۔ چہت کے معنی ہیں السِّحْرُ وَالسَّاحِرُ الَّذِي لَا يَخِيْرُ فِيْهِ (اقرب الموارد - جبت) جادو اور جادوگر جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ طَاغُوْتٌ فن جادوگری کا دوسرا نام تھا۔ اور یہودیوں میں بھی سحر کاری بہت رائج تھی جیسے مشرکین کے مذہبی سرداروں میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین اور یہود دونوں کا جادو توڑنے میں کامیاب ہوئے۔ ... عجیب اتفاق ہے کہ یہ جادوگر ہر ملک میں اپنی سحر کاری کے لئے ویرانوں و گنجان جنگلوں میں اپنا ٹھکانہ بناتے اور اس سے انسانوں کی قوت متخیلہ و واہمہ کو مرعوب و متاثر کرتے تھے۔“

(صحیح بخاری، ترجمہ و شرح، کتاب بدء الخلق، باب صِفَةُ اِبْلِیْسَ وَجُنُوْدِهِ، جلد ۶، صفحہ ۱۱۳)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے فرماتے ہیں:

”اس روایت کے گرد ایسے قصوں کا جال بن دیا گیا ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ لگانا

- ۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ: ”اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔“
- ۲۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ: ”اس کے لئے اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ (مقرر) ہیں“
- ۳۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ: ”کیا تُو نے اُن کی طرف نظر نہیں دوڑائی جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور اُن لوگوں کے متعلق جنہوں نے انکار کیا کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلک کے لحاظ سے ایمان لانے والوں سے زیادہ درست ہیں۔“

مشکل ہو گیا ہے۔ اور اگر ان سب روایتوں کو قبول کیا جائے تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اور مقدس وجود ایسا ثابت ہوتا ہے کہ گویا (خاکم بدہن) آپ ایک بہت کمزور طبیعت کے انسان تھے جسے کم از کم دنیا کے معاملات میں آپ کے بدباطن دشمن اپنی سحر کاری سے جس قالب میں چاہتے تھے ڈھال سکتے تھے۔ اور یہ کہ وہ آپ کو اپنی ناپاک توجہ کا نشانہ بنا کر آپ کے دل و دماغ پر اس طرح تصرف جمانا شروع کر دیتے تھے کہ آپ نعوذ باللہ اس سحر کاری کے مقابل پر اپنے آپ کو بے بس پاتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر ان روایات کے متعلق معقولی اور منقولی طریق پر غور کیا جائے اور روایات کی محققانہ چھان بین کی جائے، تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک مرض نسیان کا عارضہ تھا جو بعض وقتی تفکرات اور پیش آمدہ جسمانی ضعف کے نتیجہ میں آپ کو کچھ وقت کے لیے لاحق ہو گیا تھا جس سے بعض بدخواہ دشمنوں نے فائدہ اٹھا کر یہ مشہور کر دیا کہ ہم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کے نبی پر جادو کر دیا ہے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت جلد صحت دے کر دشمنوں کے منہ کالے کر دیے اور منافقوں کا جھوٹا پروپیگنڈا خاک میں مل گیا۔... دنیا بھر میں شیطانی طاقتوں کا فاتح اعظم اور افضل الرسل جس سے بڑھ کر طاغوتی قوتوں کا سرکچنے والا نہ آج تک پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہو گا اس کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ ایک ذلیل یہودی زادے کے شیطانی سحر کا نشانہ بن گیا تھا عقل انسانی کا بدترین استعمال ہے۔ اور یہ صرف ہمارا دعویٰ ہی نہیں بلکہ خود سرور کائنات (فداہ نفسی) نے اس کی تردید فرمائی ہے۔...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے حضرت عائشہؓ نے حیران ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی شیطان لگا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ مگر خدا نے مجھے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے حتیٰ کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہے۔<sup>۱</sup>

کیا اس واضح اور صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کسی یہودی منافق نے جو قرآن کی رو سے ایک مغضوب علیہ قوم ہے اپنے شیطان کی

۱۔ (صحيح مسلم كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان)

مدد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بلند مرتبہ انسان پر جادو کر دیا ہوگا۔ اور آپ اس شیطانی جادو سے متاثر ہو کر مدتوں پریشان اور مغموم اور بیمار رہے؟

هَيِّمَاتِ هَيِّمَاتِ لِمَا يَصِفُونَ... جھوٹے لوگ حق کے مقابل پر ہر زمانہ میں ایسے باطل حربے استعمال کرتے رہے ہیں۔ مگر خدائے قدیر و عزیز ایسے تمام جھوٹوں کے پول کھولتا رہا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ كَتَبَ اللَّهُ لَأَخْلَبِينَ اَنَا وَرَسُولِي (المجادلة: ۲۳) یعنی خدانے یہ بات لکھ رکھی ہے اور مقدر کر رکھی ہے کہ ہر رسول کے زمانہ میں میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے اور کوئی شیطانی حربہ ہمارے مقابلہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

... تو پھر سوال ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی حقیقت کیا ہے جو صحیح بخاری تک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بیان ہوا ہے۔ سواگر واقعہ کے سیاق و سباق اور یہودیوں اور منافقوں کے طور طریق کو مد نظر رکھ کر غور کیا جائے تو اس واقعہ کی حقیقت کو سمجھنا زیادہ مشکل نہیں رہتا۔ سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ اس مزمومہ سحر کا واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا ہے۔ (دیکھو طبقات ابن سعد) جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رؤیا کی بناء پر عمرہ کی غرض سے مکہ تشریف لے گئے تھے مگر رستہ میں قریش کے روکنے کی وجہ سے بظاہر ناکام لوٹنا پڑا۔ یہ ظاہری ناکامی ایک ایسا بھاری صدمہ تھی کہ کافروں اور منافقوں نے تو مذاق اور طعن و تشنیع سے کام لینا ہی تھا۔ بعض مخلص مسلمان حتیٰ کہ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بلند پایہ بزرگ بھی اس ظاہری ناکامی کی وجہ سے وقتی طور پر متزلزل ہو گئے تھے۔ ...

ان حالات کا کمزور طبیعت کے لوگوں کے ابتلاء کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر طبعاً کافی اثر تھا اور آپ کچھ عرصے تک بہت فکر مند رہے اور لازماً اس فکر کا اثر آپ کی صحت پر بھی پڑا اور آپ اس گھبراہٹ میں خدا کے حضور کثرت سے دعائیں فرماتے تھے جیسا کہ حدیث کے الفاظ دَعَا وَ دَعَا وَ غَيْرِهِ میں اشارہ ہے تاکہ صلح حدیبیہ کے واقعہ کی وجہ سے اسلام کی ترقی میں کوئی وقتی روک نہ پیدا ہونے پائے۔ یہ اسی قسم کی دعا تھی جیسی کہ آپ نے بدر کے میدان

میں خدا کی طرف سے کامیابی کا وعدہ ہونے کے باوجود دشمن کی ظاہری طاقت کو دیکھ کر فرمائی تھی کہ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَقَلَّبْتَ هَذِهِ الْعَصَابَةَ لَا تُعَبِّدْ فِي الْاَرْضِ ...

ان وجوہات سے آپ کے اعصاب اور آپ کی قوت حافظہ پر کافی اثر پڑا اور آپ کچھ عرصہ کے لیے مرض نسیان میں مبتلا ہو گئے۔ جو ایک لازمہ بشری ہے جس سے خدا کے نبی تک مستثنیٰ نہیں۔ جب یہودیوں اور منافقوں نے یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آجکل بیمار ہیں اور ضعفِ اعصاب اور ضعفِ دماغ کی وجہ سے آپ کو نسیان کا مرض لاحق ہے تو انہوں نے حسب عادت فتنہ کی غرض سے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ ہم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کے نبی پر جادو کر دیا ہے اور یہ کہ آپ کا یہ نسیان وغیرہ اسی سحر کا نتیجہ ہے۔ اور انہوں نے اپنے قدیم طریق کے مطابق ظاہری علامت کے طور پر ایک کنویں کے اندر کسی کنگھی میں بالوں کی گرہیں وغیرہ باندھ کر اسے دبا بھی دیا۔

جب ان کے اس مزعومہ سحر کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اس فتنہ کے سدباب کے لیے خدا کے حضور مزید دعا فرمائی اور اپنے آسمانی آقا سے استدعا کی کہ وہ اس فتنہ کے بانی مہابی کے نام اور اس کے مزعومہ سحر کے طریق سے آپ کو مطلع فرمائے تا آپ اس باطل سحر کا تار پود بکھیر سکیں۔ چنانچہ خدا نے آپ کی مضطربانہ دعاؤں کو سنا اور... روایا کے ذریعہ آپ پر اصل حقیقت کھول دی۔...

قرآن کے اصولی ارشاد کہ لَا يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ أَتَى (طلہ: ۷۰) (یعنی نبیوں کے مقابل پر کوئی ساحر کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا خواہ وہ کسی رنگ میں اور کسی جہت سے حملہ آور ہو) اور پھر قرآن کے اس قطعی فیصلہ کی روشنی میں کہ يَقُولُ الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (بنی اسرائیل: ۴۸) اور پھر خود اس حدیث کے الفاظ اور انداز بیان اور محاورہ عرب پر غور کرنے کے

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع: ”جب ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم محض ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔“



نتیجہ میں بخاری کی یہ روایت یقیناً حکایت عن الغیر کے رنگ میں سمجھی جائے گی۔ جس میں بظاہر کلام کرنے والا اپنی طرف سے کلام کرتا ہے مگر حقیقتاً مراد یہ ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ یوں کہتے ہیں اور اس طرح اس روایت کا ترجمہ یہ بنتا ہے: حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا (یعنی دشمنوں نے مشہور کر دیا کہ آپ کو سحر کر دیا گیا ہے) حتیٰ کہ ان ایام میں آپ بعض اوقات یہ خیال فرماتے تھے کہ آپ نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ درحقیقت نہیں کیا ہوتا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ بعض اوقات خیال کرتے تھے کہ میں اپنی فلاں بیوی کے گھر ہو آیا ہوں حالانکہ آپ اُس کے گھر نہیں گئے ہوتے تھے۔ انہی ایام میں آپ ایک دن میرے مکان میں تھے اور آپ گھبراہٹ میں بار بار خدا کے حضور دعا فرماتے تھے۔ اس دعا کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا (خواب میں) میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ (یہ انداز گفتگو بھی حکایت عن الغیر کی تائید کرتا ہے) دوسرے شخص نے (فتنہ پردازوں کے خیال کے مطابق) جواب دیا یہ وہی ہے جسے سحر کیا گیا ہے۔ اس پر پہلے شخص نے پوچھا اسے کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا اسے لبید بن اعصم یہودی نے سحر کیا ہے جو بنی زریق کا حلیف ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ وہ منافق تھا) اس پر پہلے شخص نے پھر سوال کیا کس چیز کے ذریعہ سحر کیا گیا ہے؟ دوسرے نے کہا ایک کنگھی میں سر کے بالوں کی گرہیں باندھ کر اور اُسے ایک زکھجور کی خشک شاخ میں لپیٹ کر رکھا گیا ہے۔ پوچھنے والے نے سوال کیا یہ کنگھی وغیرہ کہاں رکھی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا وہ ذروان کے کنویں میں رکھی ہے۔ اس خواب کے بعد آپ اپنے بعض صحابہؓ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کا معائنہ فرمایا۔ اس پر کھجوروں

کے کچھ درخت اُگے ہوئے تھے (یعنی وہ اندھیرا سا کنواں تھا۔) پھر آپ حضرت عائشہؓ کے پاس واپس تشریف لائے اور ان سے فرمایا عائشہ! میں اسے دیکھ آیا ہوں۔ اس کنویں کا پانی مہندی کے پانی کی طرح سرخی مائل ہو رہا ہے (یہودیوں کا طریق تھا کہ لوگوں کی نظروں کو دھوکا دینے کے لیے ایسے کنویں کے پانی کو رنگ دیتے تھے) اور اس کے کھجور کے درخت، تھوہر کے درختوں کی طرح مکروہ نظر آتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا: آپ نے اس کنگھی وغیرہ کو باہر نکالوا کر پھینک کیوں نہ دیا؟ آپ نے فرمایا خدا نے مجھے محفوظ رکھا اور مجھے شفا دے دی تو پھر میں اسے باہر پھینک کر لوگوں میں ایک بری بات کا چرچا کیوں کرتا؟ (جس سے کمزور طبیعت کے لوگوں میں سحر کی طرف خواہ نحوہ توجہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا) پس اس کنویں کو دفن کر کے بند کروا دیا گیا ہے۔<sup>۱</sup>

یاد رکھنا کہ حکایت عن الغیر (یعنی گفتمہ آید در حدیث دیگران) کا طریق کلام عربوں میں عام رائج تھا بلکہ خود قرآن مجید نے بھی بعض جگہ اس طرز کلام کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ دوزخیوں کو مخاطب کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (الدخان: ۵۰) یعنی اے جہنم میں ڈالے جانے والے شخص! تو خدا کے اس عذاب کو چکھ۔ بے شک تو بہت عزت والا اور بڑا شریف انسان ہے۔

اس جگہ یہ مراد ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ خدا دوزخیوں کو معزز اور شریف خیال کرتا ہے بلکہ حکایت عن الغیر کے رنگ میں مراد یہ ہے کہ اے وہ انسان جسے اس کے ساتھی اور وہ خود معزز اور شریف خیال کرتے تھے تو اب خدا کے آگ کے عذاب کا مزہ چکھ۔ بعینہ یہی رنگ اس روایا میں ان دو آدمیوں یا دو فرشتوں نے اختیار کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روایا میں نظر آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جب

۱۔ فتح الباری میں ہے کہ وہ کنگھی اور بال حضرت بجزیر بن ایاس نے ذروان کنویں سے نکالے تھے اور ایک اور روایت کے مطابق حضرت قیس بن محسن نے نکالے تھے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۸۳)

یہ کہا کہ اس شخص کو سحر کیا گیا ہے تو ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ ہمارے خیال میں سحر کیا گیا ہے مگر مراد یہ تھی کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے سحر کیا گیا ہے۔ اور خواب کی اصل غرض و غایت اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ جو چیز ان خبیثوں نے چھپا کر ایک کنویں میں رکھی ہوئی تھی اور اس کے ذریعہ وہ اپنے ہم مشرب لوگوں کو دھوکا دیتے تھے۔ اسے خدا اپنے رسولؐ پر ظاہر کر دے تا ان کے اس مزعومہ سحر کو ملیا میٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کے سحر کا آلہ سپرد خاک کر دیا گیا اور کنویں کو پاٹ دیا گیا اور بالواسطہ طور پر اس کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا یہ فکر بھی کہ یہ لوگ اس قسم کی شرارتیں کر کے سادہ مزاج لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں زائل ہو گیا اور یہ خدائی وعدہ بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا کہ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى (ظلہ: ۷۰) یعنی ایک ساحر خواہ کوئی سا طریق اختیار کرے وہ خدا کے ایک نبی کے مقابل پر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اوپر والی حدیث سے ذیل کی باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ صلح حدیبیہ کے واقعہ کے بعد جس کی وجہ سے طبعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی لغزش کے خیال سے کافی فکر مند تھے... اور آپؐ کئی دنیوی باتیں جو گھریلو معاملات سے تعلق رکھتی تھیں بھول جاتے تھے۔

(۲) آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر یہودیوں اور منافقوں نے جو ہمیشہ ایسی باتوں کی آڑ لے کر اسلام اور مقدس بانی اسلام کو بدنام کرنا چاہتے تھے یہ مخفی چرچا شروع کر دیا کہ ہم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کے نبی پر جادو کر دیا ہے۔ ان کا یہ چرچا ایسا ہی تھا جیسا کہ انہوں نے غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تلخ کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔

(۳) اس مزعومہ سحر کی ظاہری علامت کے طور پر تاکہ سادہ طبع لوگوں کو زیادہ آسانی سے دھوکا دیا جاسکے ان خبیث فطرت لوگوں نے ایک یہودی النسل منافق لبید بن اعصم کے ذریعہ اپنے طریق کے مطابق ایک کنگھی میں کچھ بالوں کی گرہیں

باندھ کر اسے ایک کنویں میں دبا دیا اور مخفی گپ بازی شروع ہو گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید پریشانی کا موجب ہوئی۔

(۴) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حضور گھبراہٹ اور اضطراب کے ساتھ دعائیں کیں کہ خدا یا تو اپنے فضل سے اس فتنہ کا سدباب فرما اور مجھ پر اس کی حقیقت کو کھول دے تاکہ میں اس فتنہ کا ازالہ کر کے سادہ مزاج لوگوں کو ٹھوکر سے بچا سکوں۔

(۵) خدا تعالیٰ نے آپ کی ان دعاؤں کو سنا اور لکھنوی بن اعصم کی شرارت کا پول کھول دیا جس پر آپ چند گواہوں کی معیت میں اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کنگھی کو سپرد خاک کر دیا بلکہ کنویں تک کو پاٹ دیا تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بچے بانسری۔

بالآخر یہ سوال رہ جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا تعالیٰ کے ایک عالی شان نبی بلکہ افضل الرسل اور خاتم النبیین تھے آپ کو نسیان کا عارضہ کیوں لاحق ہو جو بظاہر فریض نبوت کی ادائیگی میں رخنہ انداز ہو سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ہر نبی کی دوہری حیثیت ہوتی ہے۔ ایک پہلو کے لحاظ سے وہ خدا کا نبی اور رسول ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کلام سے مشرف ہوتا ہے اور دینی امور میں اپنے متبعین کا استاد قرار پاتا اور ان کے لیے اسوہ بنتا ہے اور دوسرے اس پہلو کے لحاظ سے وہ انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا ہے اور تمام ان بشری لوازمات اور طبعی خطرات کے تابع ہوتا ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (الکہف: ۱۱۱) یعنی اے رسول! تو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں (اور تمام ان قوانین کے تابع ہوں جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں) ہاں میں یقیناً خدا کا ایک رسول بھی ہوں اور خدا کی طرف سے مخلوق خدا کی ہدایت کے لیے وحی و الہام سے نوازا گیا ہوں۔

اس لطيف آيت ميں انبياء كى دوهرى حيثيت كو نهايت عمدہ طريق پر بيان كيا گيا ہے۔ يعنى انہيں ايك جہت سے دوسرے انسانوں سے ممتاز كيا گيا ہے اور دوسرى جہت سے ان كو دوسرے انسانوں كى صف سے باہر نہيں نكلنے ديا گيا۔ پس جو شخص يہ خيال كرتا ہے كہ انبياء بشرى لوازمات اور انسان كے طبعى خطرات سے بالا ہوتے ہيں وہ جھوٹا ہے۔ يقيناً انبياء بھى اسى طرح بيمار ہوتے ہيں جس طرح كہ دوسرے انسان بيمار ہوتے ہيں۔۔۔ اگر اس جگہ كسى كو يہ خيال گزرے كہ قرآن تو آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم كے متعلق فرماتا ہے كہ سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَكْتَسِي ۝ (الاعلىٰ: ۷۷) (يعنى ہم تجھے ايسى تعليم ديں گے جسے تُو نہيں بھولے گا)۔۔۔ تو اس كے جواب ميں اچھى طرح ياد ركھنا چاہيے كہ يہ وعدہ صرف قرآنى وحى كے متعلق ہے نہ كہ عام۔ اور مراد يہ ہے كہ اے رسول! ہم اپنى جو وحى تجھ پر اُمت كى هدايت كے ليے نازل كريں گے اسے تُو نہيں بھولے گا اور ہم قيامت تك اس كى حفاظت كريں گے۔ عام روزمرہ كى باتوں اور دنيوى امور ياد بى اعمال كے ظاهرى مراسم كے متعلق يہ وعدہ ہرگز نہيں ہے۔ چنانچہ حديث سے ثابت ہے كہ آپ كئى موقعوں پر بشرى لازمہ كے ماتحت بھول جاتے تھے بلکہ حديث ميں يہاں تك آتا ہے كہ آپ بعض اوقات نماز پڑھتے ہوئے ركعتوں كى تعداد كے متعلق بھى بھول گئے اور لوگوں كے ياد كرانے پر ياد آيا۔ (بخارى و مسلم) اسى طرح اُور كئى موقعوں پر آپ بھول جاتے تھے۔ بلکہ حديث ميں آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم نے خود اپنے متعلق فرمايا ہے كہ... اِنَّمَا اَكَا بَشَرٌ اَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسَيْتُ فَاَذِي لِي وَنِي (ابو داؤد كتاب الصلوة باب اِذَا صَلَّيْتُ خَمْسًا) يعنى ميں بھى تمہارى طرح كا ايك انسان ہوں اور جس طرح تم كبھى بھول جاتے ہو ميں بھى بھول سكتا ہوں۔ پس اگر ميں كسى معاملہ ميں بھول جايا كروں تو تم مجھے ياد دلا ديا كرو۔

پس جس طرح آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم كو كبھى كبھى عام اور وقتى نسيان ہو جاتا تھا اسى طرح صلح حديبية كے بعد كچھ عرصہ كے ليے بيمارى كے رنگ ميں نسيان ہو گيا۔ چنانچہ يہى وہ تشریح ہے جو سحر والى روايت كے تعلق ميں بعض گزشتہ علماء نے كى

ہے۔ مثلاً علامہ نازریؒ فرماتے ہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بی شمار پختہ دلائل موجود ہیں اور آپ کے معجزات بھی آپ کی سچائی پر گواہ ہیں۔ باقی عام دنیا کے امور جن کے لیے آپ مبعوث نہیں کیے گئے تھے سو اس تعلق میں یہ ایک بیماری کا عارضہ سمجھا جائے گا جیسا کہ انسان کو دوسری بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اور علامہ ابن القطار فرماتے ہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ عارضہ نسیان کا پیش آیا تو یہ بیماریوں میں سے ایک بیماری تھی جیسا کہ حدیث کے ان آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حالت جسے دشمنوں کے سحر کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے وہ ہرگز کسی سحر وغیرہ کا نتیجہ نہیں تھی۔ بلکہ پیش آمدہ حالات کے ماتحت محض نسیان کی بیماری تھی جسے بعض فتنہ پرداز لوگوں نے رسول پاکؐ کی ذات والا صفات کے خلاف پر ایپیگنڈے کا ذریعہ بنا لیا۔ قرآن مجید نبیوں پر سحر کے قصہ کو دور سے ہی دھکے دیتا ہے، عقل انسانی اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ حدیث کے الفاظ اس تشریح کو جھٹلاتے ہیں جو اس پر مڑھی جا رہی ہے۔ اور خود سرور کائنات افضل الرسلؐ کا ارفع مقام سحر والے قصہ کے تار پود بکھیر رہا ہے۔“

(مضامین بشیر، جلد ۳، مضامین ۱۹۵۹ صفحہ ۶۳۲ تا ۶۵۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جن دو مردوں کا ذکر آتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو فرشتے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے۔ اگر وہ انسان ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی نظر آجاتے۔“

یہ روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی گئی ہے اس کا صرف اتنا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ سے خبر دی کہ یہودیوں نے آپ پر جادو کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح جادو کا اثر تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر

ہو بھی گیا تھا۔... جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جادو ٹونے کی چیزیں نکال کر زمین میں دفن کر دیں تو یہودیوں کو خیال ہو گیا کہ انہوں نے جو جادو کیا تھا وہ باطل ہو گیا ہے۔... اس روایت سے جہاں یہودیوں کے اس عناد کا پتہ چلتا ہے جو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا۔ وہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ان تمام باتوں کا علم دیدیا گیا جو یہودی آپ کے خلاف کر رہے تھے۔ پس آپ کو غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا اور یہودیوں کا اپنے مقصد میں ناکام رہنا آپ کے سچا رسول ہونے کی واضح اور پتین دلیل ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ الفلق، جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۱، ۵۳۲)

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہرگز ہرگز جادو نہیں ہوا تھا۔ اس کا ایک تازہ نشان آج کے زمانے میں آپ کے بروڈ کال کے ذریعے ظاہر ہو کر آپ کی ذات والا صفات کو ان الزامات سے کلیتاً پاک کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کے غلام کامل حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام کے متعلق سیرت المہدی میں یہ واقعہ لکھا ہے

”ایک دفعہ ایک متعصب ہندو جو گجرات کا رہنے والا تھا قادیان آیا تھا۔ اور وہ علم توجہ یعنی ہسپینوٹزم کے سحر کا بڑا ماہر تھا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ پر خاموشی کے ساتھ توجہ ڈالنی شروع کی تاکہ آپ سے بعض نازیبا حرکات کر کے آپ کو لوگوں کی ہنسی کا نشانہ بنائے مگر جب اس نے آپ پر توجہ ڈالی تو وہ چیخ مار کر بھاگا۔ اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں یہ کیا ہوا تھا تو اس نے جواب دیا کہ جب میں نے مرزا صاحب پر توجہ ڈالی تو مجھے یوں نظر آیا کہ میرے سامنے ایک خوفناک شیر کھڑا ہے جو مجھ پر حملہ کرنے والا ہے اور میں اس سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ تو جب خادم کا یہ مقام ہے تو آقا کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ نعوذ باللہ ایک یہودی کے ہسپینوٹزم کا نشانہ بن گئے تھے کس طرح قبول کیا جاسکتا ہے۔“ (مضامین بشیر، جلد ۳، مضامین ۱۹۵۹ صفحہ ۶۲۲ تا ۶۵۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی

کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى (طہ: ۷۰) دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا آخر موسیٰؑ غالب ہوا کہ نہیں؟ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر جادو غالب آگیا ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔ آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملادی ہیں۔ گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں۔ لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اس وقت احادیث جمع کرنے کا وقت تھا گو انہوں نے سوچ سمجھ کر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے ایسی بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا اس سے تو ایمان اٹھ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (بنی اسرائیل: ۳۸) ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے کہ جب (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے تو پھر اُمت کا کیا ٹھکانا؟ وہ تو پھر غرق ہو گئی معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء مس شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں یہ ان کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔“ (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۳۲۸، ۳۲۹)



## باب ۴۸: الشِّرْكَ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُؤَبَّاتِ

شرک اور جادو تباہ کن باتوں میں سے ہے

۵۷۶۴: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (اویسی) نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں سلیمان (بن بلال) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید (دیلی) سے، ثور نے ابو الغیث سے، ابو الغیث نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک کرنے والی باتوں سے بچتے رہو یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور جادو۔

أطرافه: ۲۷۶۶، ۶۸۵۷۔

## باب ۴۹: هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرُ

کیا جادو (کاسامان) نکالے؟

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ رَجُلٌ بِهِ طَبٌّ أَوْ يُؤَخِّدُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيَحِلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يَنْفَعْ عَنْهُ.

اور قتادہ نے کہا: میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ ایک شخص ہے جس پر جادو کیا ہوا ہے یا جس پر ٹونا ٹوکا کر کے اس کو بیوی سے روک دیا گیا ہو تو کیا وہ جادو اس سے دور کر دیا جائے یا کہا کھول دیا جائے۔ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تو صرف اس کے ذریعہ سے اصلاح چاہتے ہیں جو بھی نفع دے اسے روکا نہ جائے۔

۵۷۶۵: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ

۵۷۶۵: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے ابن عیینہ سے سنا وہ کہتے تھے: پہلے جس نے ہم سے جادو کی حدیث بیان کی وہ ابن جریر تھے وہ کہتے تھے: مجھ سے

عروہ کی اولاد نے عروہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ پھر میں نے ہشام (بن عروہ) سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ہمیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپؐ سمجھتے کہ آپؐ اپنی عورتوں کے پاس ہو آئے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہیں آئے تھے۔ سفیان (بن عیینہ) کہتے تھے: یہ تو بہت ہی سخت جادو ہے اگر ایسا ہی تھا۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ کیا تمہیں معلوم ہے ہوا کہ میں نے جو بات اللہ سے پوچھی تھی اس نے مجھے وہ بتلا دی ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھا دوسرا پانٹی کی طرف۔ جو شخص میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے کہا: اس آدمی کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اس کو جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ لبید بن اعصم نے جو بنو زریق قبیلے کا ایک شخص ہے جو یہود کا حلیف ہے وہ منافق تھا۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کنگھی اور سوت میں۔ اس نے پوچھا: یہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں ذروان کنویں میں ایک پتھر کے نیچے۔

هَشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحْرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النَّسَاءَ وَلَا يَأْتِيَهُنَّ قَالَ سُفْيَانٌ وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَعْلِمْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَنِّي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرَ عِنْدَ رِجْلِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلْآخِرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي مُسْطِ وَمُشَاطَةٍ قَالَ وَأَيْنَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرَ تَحْتَ رَاعُوفَةٍ فِي بَيْتِ ذُرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتُ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ هَذِهِ الْبَيْتُ الَّتِي أُرِيَتْهَا وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِثَاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفَلَا أَيْ تَنْشَرَتْ فَقَالَ أَمَّا وَاللَّهِ فَقَدْ

شَفَانِي وَأَكْرَهُ أَنْ أُبَيَّرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا.

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: اس پر نبی ﷺ اس کنویں پر گئے اور اس کو نکالا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ کنواں ہے جو مجھ کو دکھلایا گیا تھا۔ اس کا ایسا پانی تھا جیسے مہندی کا پانی اور وہاں کی کھجوروں کے درخت ایسے تھے جیسے سانپوں کے پھن۔ عروہ نے کہا: کیا پھر وہ جادو نکالا گیا؟ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آپؐ سے پوچھا: آپؐ نے جادو کیوں نہیں کھلوا یا؟ آپؐ نے فرمایا: اب تو بخدا مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے اور میں برا مناتا ہوں کہ میں لوگوں میں سے کسی کے برخلاف شربھڑ کاؤں۔

أطرافه: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۶، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱۔

### باب ۵۰: السَّحْرُ جادو

۵۷۶۶: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ

۵۷۶۶: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے، وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ نے وہ کیا نہ ہوتا۔ ایک دن جب کہ آپ میرے پاس تھے۔ آپ نے اللہ سے بہت بہت دعا کی پھر فرمایا: عائشہؓ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ اللہ نے جو میں نے اس سے دریافت کیا تھا اس کے متعلق مجھے بتلایا ہے؟ میں نے کہا:

یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پانٹی۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ اس کا ساتھی یوں بولا: اسے جادو کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھی نے کہا: اس کو کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم یہودی نے جو بنی زریق قبیلے سے ہے۔ پوچھا: کس میں جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی اور کنگھی کے بالوں میں اور زکھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا: یہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: ذی اروان کنوئیں میں۔ عروہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں سمیت اس کنوئیں پر گئے اور اس کو دیکھا اور وہاں کھجوروں کے درخت تھے۔ پھر حضرت عائشہ کے پاس لوٹ آئے اور فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اس کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا پانی اور وہاں کے درخت ایسے تھے جیسے سانپوں کے پھن۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے اس کو نکال دیا؟ فرمایا: نہیں مجھے جب خدا نے تندرست کر دیا ہے اور شفا دے دی ہے اور مجھے خدشہ تھا کہ میں اس وجہ سے لوگوں کے برخلاف کسی شر کو نہ بھڑکا دوں۔ آپ نے اس کنوئیں کے متعلق حکم دیا اور وہ دفنایا گیا۔

رَأْسِي وَالْآخِرُ عِنْدَ رِجْلِي ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعَ الرَّجُلُ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ فِيمَاذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجَفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بَثْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنْاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبَثْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللَّهُ وَشَفَانِي وَخَشِيتُ أَنْ أُتَوَّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدْفِنَتْ.

## باب ۵۱: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

یقیناً بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں

۵۷۶۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا  
فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ  
الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ  
سِحْرٌ.

۵۷۶۷: عبد اللہ بن یوسف (شمسی) نے ہم سے  
بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زید  
بن اسلم سے، زید نے حضرت عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مشرق سے دو آدمی  
آئے اور ان دونوں نے تقریریں کیں۔ لوگوں  
نے ان کے بیان کو پسند کیا۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض تقریریں بھی  
جادو ہوتی ہیں یا فرمایا: کوئی تقریر بھی جادو ہی  
ہوتی ہے۔

طرفہ: ۵۱۶۶۔

**تشریح:** إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا: یقیناً بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں۔  
حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سحر کہتے ہیں دل رُباباتوں کو خواہ از قسم عملیات ہوں یا شعبہ بازی یا تسخیر کُلِّ مَا  
دَقِيقٌ وَلَطْفٌ مَا أَخَذَهُ جَسَدٌ کی دریافت نہایت باریک در باریک ہو۔ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ  
لَسِحْرًا بھی آیا ہے اس لئے ناول بھی سحر میں داخل ہے۔“

(حقائق الفرقان، جلد اول صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صحیح تاریخ ایک عمدہ معلم ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس رنگ  
کے ہوتے ہیں، جس کا چرچا اور زور اُس کے وقت میں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے وقت سحر کا بہت بڑا زور تھا۔ اس لیے ان کو جو معجزہ دیا گیا وہ ایسا تھا کہ اس نے  
اُن کے سحر کو باطل کر دیا اور ہمارے نبی کریمؐ کے وقت میں فصاحت و بلاغت کا زور

تھا اس لیے آپ کو قرآن کریم بھی ایک معجزہ اسی رنگ کا ملا۔ یہ رنگ اسی لئے اختیار کیا کہ شعراءِ جادو بیان سمجھے جاتے تھے اور ان کی زبان میں اتنا اثر تھا کہ وہ جو چاہتے تھے چند شعر پڑھ کر کر لیتے تھے۔... اُن کے پاس زبان تھی جو دلیری اور حوصلہ پیدا کر دیتی تھی۔ ہر حربہ میں وہ شعر سے کام لیتے تھے اور **فِي كُلِّ وَاوٍ يَّهْبِئُونَ** (الشعراء: ۲۲۶) کے مصداق تھے۔ اس لیے اُس وقت ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ اپنا کلام بھیجتا۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا اور اسی کلام کے رنگ میں اپنا معجزہ پیش کر دیا۔ جبکہ اُن کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ **اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ...** (البقرة: ۲۳) تم جو اپنی زبان دانی کا دم مارتے اور لاف زنی کرتے ہو اگر کوئی قوت اور حوصلہ ہے تو اس کلام کے معجزہ کے مقابل کچھ پیش کر کے دکھاؤ، لیکن باوجود اس کے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر کچھ نہ بنایا (خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب تحدیٰ کر دی گئی ہے کہ تم ہرگز ہرگز بنا نہ سکو گے) تو تلزم ہو کر ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر بھی وہ کچھ پیش نہ کر سکے۔ اگر وہ کچھ بناتے اور پیش کرتے تو صحیح تاریخ ضرور شہادت دیتی، مگر کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کسی نے کچھ بنایا ہو۔ پس خدا تعالیٰ نے اُس وقت اسی رنگ کا معجزہ دکھایا تھا۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

## باب ۵۲: الدَّوَاءُ بِالْعَجْوَةِ لِلْسِّحْرِ

عجوة کھجور سے جادو کا علاج کرنا

۵۷۶۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ  
أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ  
عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ  
يَضُرَّهُ سُمْ وَلَا سِحْرٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَى

۵۷۶۸: علی (بن عبد اللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ مروان (بن معاویہ فزاری) نے ہمیں بتایا۔ ہاشم (بن ہاشم بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ عامر بن سعد نے اپنے باپ (حضرت سعد بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو

الَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبَعَ تَمْرَاتٍ.

ہر روز صبح چند عجوہ کھجوریں کھائے اس دن رات تک اسے نہ کوئی زہر نقصان پہنچائے گا نہ کوئی جادو۔ اور علی بن مدینی کے سوا اور راویوں نے سات کھجوروں کا ذکر کیا۔

أطرافه: ۵۴۴۵، ۵۷۶۹، ۵۷۷۹۔

۵۷۶۹: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) نے ہمیں بتایا کہ ہاشم بن ہاشم نے ہم سے بیان کیا، ہاشم نے کہا میں نے عامر بن سعد سے سنا، (عامر نے کہا) میں نے حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: جس نے صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اس کو نہ کوئی زہر نقصان پہنچائے گا اور نہ جادو۔

۵۷۶۹: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمْرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّْ وَلَا سِحْرٌ.

أطرافه: ۵۴۴۵، ۵۷۶۸، ۵۷۷۹۔

**تشریح:** الدَّوَاءُ بِالْعَجْوَةِ لِلْسِحْرِ: عجوہ کھجور سے جادو کا علاج کرنا۔ جادو کا شکار کمزور طبائع اور ضعیف الاعتقاد لوگ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو ایمان و یقین میں مضبوط کرنے کے ساتھ ان کے اعصاب اور دل کی کمزوری کے لیے عجوہ کھجور مؤثر علاج ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے بیماریوں کے علاج بھی پیدا کیے ہوئے ہیں اور اس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے اور احادیث میں بھی ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث پیش کرتا ہوں جن میں آپ نے بعض بیماریوں کے لیے علاج بیان فرمایا ہے۔ حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اپنا ہاتھ میری چھاتی پر رکھا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے دل پر محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تمہیں دل کا مرض ہے۔ تم ثقیف

قبیلہ کے حریف حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ طبابت کرتا ہے۔ اسے چاہیے کہ سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ ڈالے اور پھر ان کی دوائی بنا کر تیرے منہ میں ڈالے۔ لے تو دل کی بیماری کے لئے عجوہ کھجوروں کی طرف نشاندہی فرمائی۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۸، جلد ۶، صفحہ ۵۱۶)

### باب ۵۳: لَا هَامَةَ

کوئی الو نہیں جس میں مردے کی روح نے جنم لیا ہو

۵۷۷۰: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
 حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ  
 عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ  
 أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى  
 وَلَا صَفَرٌ وَلَا هَامَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي  
 الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الطَّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ  
 الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى  
 الْأَوَّلِ.

۵۷۷۰: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ ہشام بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا، معمر نے زہری سے، زہری نے ابوسلمہ (بن عبد الرحمن بن عوف) سے، ابوسلمہ نے حضرت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو کوئی متعدی بیماری ہوتی ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ کوئی ایسا اُلُو ہے جس میں مردے کی روح نے جنم لیا ہو۔ یہ سن کر ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! پھر ان اونٹوں کو کیا ہو جاتا ہے کہ ریگستان میں ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ ہرن اتنے میں ان میں ایک خارش زدہ اونٹ آملتا ہے اور ان سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو کس نے چھو کر بیمار کیا تھا۔

أطرافه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵

۱ (سنن ابی داود، کتاب الطب باب فی تمرۃ العجوة، حدیث نمبر ۳۸۷۵)



۵۷۷۱: اور اسی سند سے ابو سلمہ (بن عبد الرحمن) سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ اس کے بعد کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی تندرست اونٹ کے پاس بیمار اونٹ نہ لایا جائے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے پہلی حدیث کا انکار کیا۔ ہم نے کہا: کیا آپؐ نے نہیں بتایا تھا کہ چھوت سے کوئی بیماری نہیں ہوتی؟ پھر وہ حبشی (زبان) بولنے لگے۔ ابو سلمہ کہتے تھے میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو نہیں دیکھا کہ وہ اس کے سوا کوئی اور حدیث بھولے ہوں۔

۵۷۷۱: وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ وَأَنْكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَدِيثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوَى فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَمَا رَأَيْتَهُ نَسِيَ حَدِيثًا غَيْرَهُ.

طرفہ: ۵۷۷۴۔

### باب ۵۴: لَا عَدْوَى

کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی

۵۷۷۲: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا، کہا: (عبد اللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یونس (بن یزید) سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سالم بن عبد اللہ اور حمزہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو چھونے سے کوئی بیماری ہوتی ہے نہ بدشگون کوئی چیز ہے۔ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھوڑے، عورت اور گھر میں۔

۵۷۷۲: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَمَزَةُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالِدَّارِ.

أطرافہ: ۲۰۹۹، ۲۸۵۸، ۵۰۹۳، ۵۰۹۴، ۵۷۵۳۔

۵۷۷۳: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے

۵۷۷۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

ابُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ  
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا عَدْوَى.  
کہا مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن (بن عوف) نے بتایا  
کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فرماتے تھے: چھوت سے کوئی بیماری نہیں  
ہوتی۔

أطرافه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۵۔

۵۷۷۴ : قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا  
تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصْحِحِ.  
طرفہ: ۵۷۷۱۔

۵۷۷۴: ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا: میں نے  
حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: بیمار  
اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لاؤ۔

۵۷۷۵ : وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ  
أَخْبَرَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانَ الدُّؤَلِيُّ  
أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لَا عَدْوَى فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ  
الْإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الطِّبَاءِ  
فَيَأْتِيهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ  
أَعْدَى الْأَوَّلِ.

۵۷۷۵: اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے  
انہوں نے کہا: مجھے سنان بن ابی سنان دؤلی نے  
بتایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوت سے  
کوئی بیماری نہیں۔ یہ سن کر ایک اعرابی کھڑا ہوا اور  
کہنے لگا۔ آپ نے اونٹوں کو دیکھا ہے کہ ریگستان  
میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں تو ان میں ایک  
خارش اونٹ آجاتا ہے۔ پھر وہ سب خارش ہو  
جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے کو  
کس نے چھو کر بیمار کیا تھا۔

أطرافه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳۔

۵۷۷۶ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
۵۷۷۶: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد  
بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں  
بتایا۔ شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا۔ قتادہ نے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأَلُ قَالُوا وَمَا الْفَأَلُ قَالَ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: چھونے سے کوئی بیماری نہیں ہوتی اور نہ بدشگونئی کوئی حقیقت رکھتی ہے اور مجھے فال اچھا لگتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: فال کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اچھی بات۔

طرفہ: ۵۷۵۶۔

**تشریح:** لَا عَدْوَى: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔ امام بخاری نے عنوانِ باب کے تحت وہ روایات بھی دی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر ہے کہ بیمار اونٹ کو صحت مند کے پاس نہ لاؤ۔ اسی طرح دوسری جگہ لَا عَدْوَى کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجذوم سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (روایت نمبر ۵۷۵۶) ان دونوں بظاہر متضاد احادیث کو لا کر امام بخاری نے ان کی تطبیق کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ان احادیث میں دکھائی دینے والا تضاد و تعارض محض تدبر کا نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں قطعاً کوئی تعارض و تناقض نہیں ہے دراصل ایک ہی امر کا بیان ہے اور وہ یہ کہ اذنِ الہی اور قانونِ قدرت میں پائے جانے والے اسباب کے بغیر کوئی بیماری آگے نہیں بڑھ سکتی۔ مثلاً جو وائرس یا بیکٹیریا ایک سے دوسرے کو لگتے ہیں وہ از خود ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے جب تک قانونِ قدرت ان کا ذریعہ نہ بنے۔ مثلاً بعض وائرس یا جراثیم ہوا کے ذریعہ دوسری جگہ پہنچتے ہیں بعض کبھی یا مچھر کے ذریعہ اور بعض ایک انسان کے سانس یا چھینک یا تھوک یا استعمال شدہ اشیاء سے دوسرے تک پہنچتے ہیں۔ اگر یہ اسباب مہیا نہ ہوں تو کوئی وائرس یا بیماری آگے نہیں جاسکتی۔ یہی سوال آنحضرتؐ نے اُس اعرابی کے سامنے رکھا کہ اگر چھونے سے ہی ایک سے دوسرے کو بیماری لگتی ہے تو پہلے اونٹ کو کیسے لگی۔ اس کا مطلب ہے جس قانونِ قدرت نے اُس تک اِس بیماری کو پہنچایا وہی آگے بھی چلا سکتا ہے اگر وہ اسباب اور ذرائع میسر نہ ہوں تو کوئی بیماری از خود آگے نہیں جاسکتی۔

بیماری کی اصل وجوہات کے متعلق ہومیوپیتھک نظریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ صرف چھونے سے کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ اس نظریہ کے مطابق بیماری کی اصل وجوہات جسم کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ ہومیوپیتھک طریق علاج کے بانی ہاننمین (Hahnemann) اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ چوٹ وغیرہ کے علاوہ جو بیرونی ضرب سے پیدا ہو، کوئی بیماری بھی بغیر اندرونی مرض کے پیدا نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ ہونٹ پر کوئی پھنسی بھی کسی اندرونی خرابی کے بغیر نہیں نکل سکتی۔ (Organon of Medicine Pg 189)

یہ مراد نہیں ہے کہ بیماری کے خارجی اسباب نہیں ہیں مثلاً بعض لوگ ساحلی علاقوں میں جا کر بیمار ہو جاتے ہیں۔ اب بظاہر یہ بیرونی وجہ ہے لیکن یہ بیرونی وجہ پہلے سے موجود اندرونی مرض میں اضافے کا باعث بن جاتی ہے۔

لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُبْصِحِ: بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لاؤ۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: خارشى اونٹ (Camel mange) قدیم زمانے سے اونٹ کی ایک متعدی بیماری ہے۔ یہ بیماری (Parasitic mite, sarcoptes scabiei) ایک کیڑے کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ اور 31-10 فیصد اونٹوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ کیڑا ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ کو Infect کرتا ہے اور جسم پر زخم کرنے کے بعد خون میں سرایت کر جاتا ہے اور کئی مرتبہ سینکڑوں اونٹ بیمار ہو جاتے ہیں اور روزمرہ کے کام کے قابل نہیں رہتے۔ آپ نے قدیم زمانہ سے اونٹ میں اس عام بیماری کی احتیاطی تدابیر میں یہ نہایت اہم نکتہ سمجھایا... اس لئے ضروری ہے کہ ایک اونٹ کے گروہ میں اگر خارشى اونٹ موجود ہو تو اسے دوسرے گروہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور علیحدہ رکھا جائے ورنہ: ”وہ سب کو خارشى کر دیتا ہے۔“ یہی احتیاطی تدابیر ماہر محکمہ حیوانات آج کل مشورہ دیتے ہیں۔<sup>1</sup>

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہم اس حدیث کی تاویل یوں کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول لَا عَدْوَىٰ میں ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ من کل الوجوه ایک کی مرض دوسرے میں سرایت نہیں کرتی۔ اور کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کہہ سکتے تھے جبکہ آپ نے ایک دوسری حدیث میں مجذوموں سے پرہیز کرنے کے لئے ممانعت فرمائی ہے اور ان کے چھونے سے ڈرایا پس آنحضرت صلعم کی اس حدیث سے بجز اس کے کوئی مراد نہیں تھی کہ تمام تاثیریں عَدْوَىٰ وغیرہ کی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور بجز اس کے حکم اور ارادہ اور مشیت کے اس عالم کون اور فساد میں کوئی موثر نہیں۔“ (نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن، جلد ۸ صفحہ ۱۵)

باب ۵۵: مَا يُذَكَّرُ فِي سَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ اس واقعہ کو عروہ نے حضرت عائشہ سے، حضرت

(1) Saber Kotb, Ahmed AR: Sarcoptic mange of camel in upper Egypt: Prevalence, risk assessment, and control measures, J. Adv. Vet. Anim. Res, 2(4): 410-17 (Dec 2015)

Zahid MI, Maqbool A, Anjum S, et al. Prevalence of Sarcoptic mange in camels in Punjab Pakistan, Journal of Animal plant Sciences 25(5) pages: 1259-1263: (2015) ISSN: 1018-7081

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۷۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ  
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ  
فِيهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَا  
هُنَا مِنَ الْيَهُودِ فَجَمِعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ  
صَادِقُونَ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ  
فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا أَبُونَا فُلَانٌ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ فَقَالُوا  
صَدَقْتَ وَبَرَزْتَ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ  
صَادِقُونَ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ  
فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ  
عَرَفْتَ كَذَبْنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي آبِنَا  
قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ النَّارِ فَقَالُوا نَكُونُ  
فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخَلَّفُونَا فِيهَا فَقَالَ

عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔  
۵۷۷۷: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ  
لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید  
بن ابی سعید سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے  
روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب خیبر فتح کیا گیا تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بطور ہدیہ  
کے دی گئی جو زہر آلود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا: یہاں جو یہود ہیں انہیں میرے پاس جمع  
کرو۔ چنانچہ وہ سب آپ کے پاس لائے گئے۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں تم سے  
ایک بات پوچھنے لگا ہوں کیا تم مجھے اس کے متعلق  
سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ابو القاسم ہاں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تمہارا باپ  
کون ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارا باپ فلاں شخص  
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے  
جھوٹ کہا ہے تمہارا باپ تو فلاں ہے۔ انہوں نے  
کہا: آپ نے سچ کہا اور ٹھیک فرمایا ہے۔ آپ نے  
فرمایا: کیا تم مجھ سے ایک بات کے متعلق سچ بیان  
کرو گے اگر میں تم سے اس کے متعلق پوچھوں؟  
انہوں نے کہا: ہاں ابو القاسم اور اگر ہم نے آپ  
سے جھوٹ کہا تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں  
گے جیسا کہ آپ نے ہمارے باپ کے متعلق  
جھوٹی بات کو معلوم کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: دوزخی کون ہیں؟ وہ کہنے

لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اخْسَئُوا فِيهَا وَاللَّهُ لَا يَخْلُقُكُمْ فِيهَا  
 أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونَ  
 عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ  
 فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًَّا  
 فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى  
 ذَلِكَ فَقَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا  
 نَسْتَبْرِئُكَ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ  
 يَضُرَّكَ.

گئے: ہم دوزخ میں تھوڑی دیر رہیں گے پھر تم لوگ اس میں ہمارے بعد جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: دور ہو جاؤ تم ہی اس میں رہو۔ اللہ کی قسم! ہم اس میں کبھی بھی تمہارے بعد نہیں جائیں گے۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں، سچ بیان کرو گے اگر میں تم سے پوچھوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: تمہیں اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہم چاہتے تھے کہ اگر آپ جھوٹے ہوئے ہم آپ سے چھٹکارا پائیں گے اور اگر آپ (سچے) نبی ہوئے تو آپ کو یہ نقصان نہ دے گا۔

أطرافه: ۳۱۶۹، ۴۲۴۹۔

**تشریح:** مَا يَدُ كَرَفِي سَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دینے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک یہودی عورت نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور کے کس حصہ کا گوشت زیادہ پسند ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ آپ کو دست کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ اس پر اس نے بکرا ذبح کیا اور پتھروں پر اس کے کباب بنائے اور پھر اس گوشت میں زہر ملا دیا۔ خصوصاً بازوؤں میں جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ سورج ڈوبنے کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کی نماز پڑھ کر اپنے ڈیرے کی طرف واپس آ رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے خیمے کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: بی بی تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا اے

ابوالقاسم! میں آپ کے لئے ایک تحفہ لائی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ساتھی صحابی سے فرمایا جو چیز یہ دیتی ہے اس سے لے لو۔ اس کے بعد آپ کھانے کے لئے بیٹھے تو کھانے پر وہ بھنا ہوا گوشت بھی رکھا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور آپ کے ایک صحابی بشیر بن البراء بن المعروض نے بھی ایک لقمہ کھایا۔ اتنے میں باقی صحابہؓ نے بھی گوشت کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے فرمایا مت کھاؤ کیونکہ اس ہاتھ نے مجھے خبر دی ہے کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے (اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کو اس بارہ میں کوئی الہام ہوا تھا بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا گوشت پکھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک دیوار کے متعلق آتا ہے کہ وہ گرنا چاہتی تھی۔ جس کے محض یہ معنی ہیں کہ اس میں گرنے کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ پس اس جگہ پر بھی یہ مراد نہیں کہ آپ نے فرمایا وہ دست بولا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کا گوشت پکھنے پر مجھے معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ اگلا فقرہ ان معنوں کی وضاحت کر دیتا ہے) اس پر بشیرؓ نے کہا کہ جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے اُس کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس لقمہ میں زہر معلوم ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو پھینک دوں لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں نہ گزرے اور آپ کا کھانا خراب نہ ہو جائے اور جب آپ نے وہ لقمہ نگلا تو میں نے بھی آپ کے تتبع میں وہ نگل لیا۔ گو میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں زہر ہے اس لئے کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لقمہ نہ نگلیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بشیرؓ کی طبیعت خراب ہو گئی اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ وہ وہیں خیبر میں فوت ہو گئے اور بعض میں یہ ہے کہ اس کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہے اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ گوشت اس کا ایک کتے کے آگے ڈلویا جس کے کھانے سے وہ مر گیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا

اور فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے؟ آپ کے ہاتھ میں اُس وقت بکری کا دست تھا آپ نے فرمایا اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ اس پر اس عورت نے سمجھ لیا کہ آپ پر یہ راز کھل گیا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ اس نے زہر ملایا ہے؟ اس پر آپ نے اس سے پوچھا کہ اس ناپسندیدہ فعل پر تم کو کس بات نے آمادہ کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ میری قوم سے آپ کی لڑائی ہوئی تھی اور میرے رشتہ دار اس لڑائی میں مارے گئے تھے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں ان کو زہر دے دوں۔ اگر ان کا کاروبار انسانی کاروبار ہو گا تو ہمیں ان سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اگر یہ واقعہ میں نبی ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو خود بچالے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر اُسے معاف فرمادیا۔ اور اُس کی سزا جو یقیناً قتل تھی نہ دی۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، حاشیہ صفحہ ۲۶۳)

## باب ۵۶: شَرِبُ السَّمِّ وَالِدَوَاءُ بِهِ وَمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيثُ

زہر پینا اور اس سے علاج کرنا نیز اس سے متعلق خدشات اور جو ناپاک ہو

۵۷۷۸ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذُكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ

۵۷۷۸: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہمیں بتایا کہ خالد بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے سلیمان سے، سلیمان نے کہا میں نے ذکوان سے سنا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے



فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ  
يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا  
وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ  
فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ  
خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ  
نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ  
يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ  
خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

طرفہ: ۱۳۶۵-

۵۷۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ  
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ أَبُو بَكْرٍ  
أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي  
عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي  
يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اصْطَبَحَ بِسَنَعِ  
تَمْرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ  
سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ.

أطرافه: ۵۴۴۵، ۵۷۶۸، ۵۷۶۹-

روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جو شخص پہاڑ سے کود  
کر خودکشی کر لے تو وہ جہنم کی آگ میں گرتا  
رہے گا۔ جس میں اسے ہمیشہ رکھا جائے گا اور  
جس نے زہر کا گھونٹ پیا اور اپنے تئیں مار ڈالا اس  
کا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا جہنم کی آگ میں  
ہمیشہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیتا رہے گا۔ اس  
حالت میں اسے ہمیشہ رکھا جائے گا اور جس نے  
اسے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کی تو اس کا  
ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا وہ جہنم کی آگ میں  
پڑے ہوئے ہمیشہ اس کو اپنے پیٹ میں گھونپتا  
رہے گا اس حالت میں اس کو ہمیشہ رکھا جائے گا۔

۵۷۷۹: محمد بن سلام (بیکندی) نے ہم سے بیان  
کیا کہ احمد بن بشیر ابو بکر نے ہمیں بتایا کہ ہاشم بن  
ہاشم نے ہمیں خبر دی، ہاشم نے کہا مجھے عامر بن  
سعد نے بتایا، عامر نے کہا میں نے اپنے باپ سے  
سنا وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سنا آپ فرماتے تھے: جس نے صبح کو سات  
عجوة کھجوریں کھالیں تو اس دن اس کو نہ زہر نقصان  
دے گا اور نہ جادو۔

**تشریح:** مَنْ اصْطَبَحَ بِسَنَعِ تَمْرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ: جس نے صبح  
کو سات عجوة کھجوریں کھالیں تو اس دن اس کو نہ زہر نقصان دے گا اور نہ جادو۔

جدید تحقیق کے مطابق کھجور میں فابری، پوٹاشیم، کاپر، میگنیشیم، میگنیشیم اور وٹامن بی جیسے اجزاء شامل ہوتے ہیں

جو کہ متعدد طبی فوائد کا باعث بنتے ہیں۔ فابہر آنتوں کی صحت کے لیے انتہائی ضروری جزو ہے اور قبض کی روک تھام کرتا ہے، نیز آنتوں کے نظام کی صفائی میں مدد دیتا ہے۔

## باب ۵۷: أَلْبَانُ الْأَثْنِ

گدھی کا دودھ (پینا)

۵۷۸۰: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے ابوادریس خولانی (عائد اللہ) سے، خولانی نے حضرت ابو ثعلبہ خشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کے کھانے سے منع فرمایا۔ زہری نے کہا: میں نے یہ حدیث اس وقت تک نہیں سنی جب تک شام میں نہیں آ گیا۔

۵۷۸۰: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنِ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعُهُ حَتَّى أَتَيْتُ الشَّامَ.

أطرافه: ۵۷۳۰، ۵۷۸۱۔

۵۷۸۱: اور لیث (بن سعد) نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) مجھے یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے ان سے پوچھا: کیا ہم گدھی کے دودھ سے وضو کر لیں یا اس کو پیئیں، یا درندہ کے پتہ کا پانی یا اونٹ کا پیشاب پیئیں؟ پس کہا کہ مسلمان ان سے علاج کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ گدھی کے دودھ کے متعلق ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گوشت سے

۵۷۸۱: وَزَادَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأَثْنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبْعِ، أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوُونَ بِهَا فَلَا يَرُونَ بِذَلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأَثْنِ فَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ وَأَمَّا

منع فرمایا ہے اور اس کے دودھ پینے یا نہ پینے کے متعلق ہمیں کوئی خبر نہیں پہنچی اور جو درندے کا پتا ہے تو ابن شہاب نے کہا: مجھے ابو ادريس خولانی نے بتایا کہ حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع کیا ہے۔

مَرَارَةُ السَّبْعِ. قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ كَلْبٍ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ.

أطرافه: ۵۵۳۰، ۵۷۸۰۔

## باب ۵۸: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ

اگر برتن میں مکھی گر پڑے

۵۷۸۲: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عتبہ بن مسلم سے، جو بنو تمیم کے غلام تھے۔ عتبہ نے عبید بن حنین سے جو بنو زریق کے غلام تھے۔ عبید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ وہ اس کو ڈبو دے اور پھر اس کو پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔

۵۷۸۲ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُبَيْةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَمِيمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ.

طرفه: ۳۳۲۰۔

تشریح: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ: اگر برتن میں مکھی گر پڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے یہ مکھی کے بارہ میں یہ جو ہمیں بتایا ہے۔ آج کے سائنس دان بھی اس پر ریسرچ کر رہے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچ

رہے ہیں کہ اس میں ایسی چیز ہے جو بیکٹیریا کو ختم کرتی ہے۔ ایک ریسرچ کرنے والے نے لکھا ہے کہ مکھی کو Ethenol میں ڈبو کر اس کو بعض قسم کے بیکٹیریا بشمول ہسپتال کے پیتھوجن (Pathogen) پر استعمال کیا گیا تو اس میں اینٹی بائیونک عمل ظاہر ہوا اور جتنے بیکٹیریا تھے وہ مر گئے۔

ایک اور ریسرچ ٹوکيو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے کی ہے۔ کہتے ہیں کہ مستقبل قریب میں لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ہسپتالوں میں کھیاں اینٹی بائیونک کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ مکھیوں میں ایسی چیز بھی نکلی ہے جو قوت مدافعت پیدا کرتی ہے۔ رزسٹنس (Resistance) پیدا کرتی ہے۔ یا ایمون سسٹم (Immune System) کو ڈویلپ کرتی ہے۔ مکھیوں کی ریسرچ کی طرف سائنسدانوں کا خیال اس لئے بھی گیا کہ کھیاں گندی جگہوں پر بیٹھتی ہیں۔ بہت ساری بیماریوں کو لئے پھرتی ہیں۔ کالرا (Cholera) وغیرہ کے جراثیم بھی اس میں ہوتے ہیں لیکن یہ خود کسی بیماری سے متاثر نہیں ہوتیں۔ اس بات کی وجہ سے ان کو اس پہ ریسرچ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور تب انہوں نے دیکھا کہ اس میں اینٹی بیکٹیریل (Anti Bacterial) قسم کی کچھ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی انہوں نے دیکھا کہ جب مکھی کسی سیال (Liquid) چیز پانی یا دودھ وغیرہ میں گرتی ہے تو اس کو بیماری کے بعض جراثیم سے خراب کر دیتی ہے۔ اس کے پروں پر جو جراثیم لگے ہوتے ہیں فوری طور پر وہاں ان کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس مکھی کو ڈبو دیا جائے تو اس میں سے ایسے انزائمز نکلتے ہیں جو ارد گرد کے بیکٹیریا کو فوراً مار دیتے ہیں۔ تو اسلام کے شافی خدا کی یہ عجیب حیرت انگیز شان ہے جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آج سے ۱۴ سو سال پہلے علاج کے یہ طریقے سکھا دیئے جن پر آج دنیا ریسرچ کر رہی ہے۔ لیکن ان سب علاجوں کی نشاندہی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو خاص طور پر یہی بتایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دعا علاج ہے، صدقہ علاج ہے، علاج کے

ساتھ صدقہ اور دعا کرو۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ ستمبر ۲۰۰۸ء، جلد ۶، صفحہ ۵۱۷، ۵۱۸)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ۷۷ - كِتَابُ اللَّبَاسِ

لباس کے متعلق (احادیث)

کتاب اللباس ۱۰۳ ابواب اور ۱۸۷ احادیث پر مشتمل ہے۔ امام بخاری نے کتاب اللباس میں پہناوے سے متعلق روایات کو یکجا کر دیا ہے تاکہ آنے والے زمانے میں جب مختلف علاقوں اور قوموں کے لوگ دائرۃ اسلام میں داخل ہوں تو انہیں اس معاملے میں بھی اسلام کی واضح تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مل سکے۔ ”لغت میں لُبْس کے اصل معانی پردہ کرنا بیان کیے گئے ہیں۔ اور لُبْس الثُّوب کے معنی ہیں: اُس نے اس کے ذریعہ پردہ کیا۔ (اقرب الموارد - لبس) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لباس کے معنی مفردات میں یوں لکھے ہیں: وَجُعِلَ اللَّبَاسُ لِجَلِّ مَا يُعْطَى مِنْ  
الْإِنْسَانِ عَنْ قَبِيحٍ لِيُنِيَ لِبَاسٍ كَالْفَرْسِ لِيُحْمِلَ مَا يَحْمِلُ بِلَبَاسِهِ  
نَقْلًا كَمَا يَحْمِلُ مَا يَحْمِلُ بِفَرْسِهِ“

(تفسیر کبیر، سورۃ النبا زیر آیت وَجَعَلْنَا الْكَيْلَ لِبِئْسَاءٍ، جلد ۸ صفحہ ۱۶)

اسلام کا یہ خاص امتیاز ہے کہ یہ عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے اور یہ دیگر مذاہب کی طرح کسی خاص قوم یا زمانے کے لیے نہیں۔ بلکہ ہر قوم ہر زمانے اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات اور جامع تعلیم ہے اور اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک کامل اسوہ حسنہ ہے۔ آج کے زمانے کا یہ سوال کہ کونسا لباس اسلامی ہے اور کونسا غیر اسلامی تو اس بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر وہ لباس جو انسان کی مکمل ستر پوشی کرے، پاک صاف ہو، موسم کے مطابق ہو اور زینت کا باعث ہو۔ وہی لباس اسلامی ہے خواہ وہ کسی بھی ملک کا ہو۔ اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک میں بات بتا دوں اگر اسلام ساری دنیا کے لئے ہے اور یقیناً اسلام ساری دنیا کے لئے ہے تو پھر ہر ملک کا لباس اسلامی لباس ہے۔... اگر کسی ملک کا لباس اس قسم کا ہے کہ اُس ننگ کو وہ صحیح طور پر ڈھانپتا نہیں جو اسلام نے کہا ہے ڈھانپو۔ تو اتنی تبدیلی اس لباس میں ہو جانی چاہیے کیونکہ ایک اور حکم ہے جس کی خلاف ورزی کر رہا ہے وہ۔ لیکن یہ کہنا کہ مغربی افریقہ کا لباس اسلامی نہیں باوجود اس کے کہ وہ یہ شرائط پوری کر رہا ہے کہ ستر جو ہے اس کو ڈھانک رہا ہے اور پنجاب کا جو لباس ہے وہ اسلامی ہے یا عرب کا لباس جو ہے وہ اسلامی ہے اور یورپ کا لباس اسلامی نہیں۔“

یہ بات ہی غلط ہے۔ ساری دنیا کا وہ لباس جو ان شرائط کو پورا کرنے والا ہے وہ اسلامی ہے۔ ہم نے اپنے پورے لباس میں نماز پڑھنی ہے۔ اگر کسی ملک میں ایسا لباس ہے جو نماز پڑھنے میں دقت پیدا کرتا ہے تو اتنا حصہ درستی کے قابل ہے اس کی اصلاح ہو جانی چاہیے۔“ (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، جنوری ۱۹۸۰ء، جلد ۸ صفحہ ۵۱۱)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”عثمان فودی جو ایک مجدد گزرے ہیں پچھلی صدی میں شمالی نائیجیریا میں... انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے بدعت اور سنت پر۔... بڑی اچھی کتاب ہے۔ مثلاً انہوں نے کپڑے کے متعلق کہا۔..... انہوں نے لکھا ہے پورے حوالے دے کے، سر کا لباس اوپر کے دھڑ کا لباس، نچلے دھڑ کا لباس تینوں کو علیحدہ علیحدہ لیا ہے۔ چھوٹا سا ایک صفحہ پونا صفحہ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی بھی پہنی سر پر۔ رومال بھی باندھا سر پر اور اس قسم کا جو آب رواج ہے جس طرح عمامہ عرب کا وہ بھی پہنا اور شلو اور بھی پہنی، سارے حوالوں کا ذکر کر کے پھر اس سے نتیجہ یہ نکالا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت یہ ہے کہ جو لباس میسر آئے وہ استعمال کرو بڑا صحیح نتیجہ نکالا ہے اور ساری دنیا کے لئے بڑی عجیب گائیڈنس دے دی جو میسر آتا ہے وہ پہنو۔ ٹھیک ہے اسلام نے کہا ہے بعض ننگ ہیں جن کو اسلام کہتا ہے ڈھانکو وہ ڈھانکنے چاہئیں۔ اور اگر کوئی ضرورتیں ہیں وہ پوری ہونی چاہئیں۔ اسلام کہتا ہے کہ ایسی طرز نہ ہو کہ نمائش کے خیال سے پہنا جائے۔ ضرورت کے لئے نہ ہو بلکہ نمائش کے لئے ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ نمائش نہیں کرنی۔“ (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، جنوری ۱۹۸۰ء، جلد ۸ صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو کچھ آنحضرت صلعم کے خاص معاملات و مکالمات خلوت اور ستر میں بیویوں سے تھے یا جس قدر اکل اور شرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روزمرہ کے خانگی امور تھے سب اسی خیال سے احادیث میں داخل کئے گئے کہ وہ تمام کام اور کلام روح القدس کی روشنی سے ہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۳)

## باب ۱

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ (الاعراف: ۳۳)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو کہہ اللہ کی زینت کس نے حرام کی جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی  
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كُلُوا وَاشْرَبُوا وَابْسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي  
غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ. وَقَالَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ كُلُّ مَا شِئْتَ وَالْبَسْنِ مَا شِئْتَ  
مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَانِ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ.  
ہوں اسراف اور اترا نا۔

۵۷۸۳: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے  
بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔  
مالک نے نافع، عبد اللہ بن دینار اور زید بن اسلم  
سے روایت کی۔ یہ تینوں حضرت ابن عمر رضی اللہ  
عنہما سے روایت کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس  
شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو اترا تے ہوئے اپنے  
کپڑے کو گھسیٹ کے چلتا ہے۔

۵۷۸۳: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ  
حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُونَهُ عَنِ  
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا  
يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا.

أطرافه: ۳۶۶۵، ۵۷۸۴، ۵۷۹۱، ۶۰۶۲۔

**تشریح:** قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ...: تو کہہ اللہ کی زینت کس نے حرام کی۔ اسلام دین فطرت ہے جیسا  
کہ فرمایا: فَطَرَتُ اللَّهُ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم: ۳۱) اللہ کی (پیدا کی ہوئی) فطرت کو  
اختیار کر۔ (وہ فطرت) جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اسلامی تعلیم فطرت انسانی کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی  
ہے۔ انسان چونکہ خدا تعالیٰ کا مظہر ہے اور صفات باری تعالیٰ میں ایک صفت جمیل بھی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ مُحِبُّ الْجَمَالِ<sup>۱</sup> کہ اللہ جمیل یعنی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا  
ہے۔ انسانی فطرت اس صفت کے مطابق جمال اور خوبصورتی کی اس قدر متمنی اور شائق ہے کہ آج کے دور کا انسان

۱ (صحیح مسلم، کتاب الايمان، باب تحريم الكبر والبيبايه)

میک اپ اور کپڑوں اور جوتوں اور زیورات کے دلکش ڈیزائنوں کا اتنا دلدادہ ہے کہ خلیفہ روم اسی دوڑ میں لگا رہا ہے۔ اسلام انسان کو حسب حالات اور بقدر اسباب زیب و زینت سے ہرگز نہیں روکتا بلکہ فرماتا ہے کہ **مَنْ حَوَّزَ زِينَةَ اللَّهِ (الأعراف: ۳۳) اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے۔**

عنوان باب میں امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے اس کی وضاحت کی ہے کہ **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا تَحْبِيلَةٍ** یعنی کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ کرو مگر اسراف نہ ہو اور نہ ہی اتراؤ۔ اسلام انسان کو اعتدال قائم رکھنے کی تاکید کرتا ہے، جس میں فخر و مباہات اور اسراف نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جب تقویٰ پر بنیاد رکھی جائے تو ظاہری زینت سے نہ اسلام منع کرتا ہے نہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ آپ کے اپنے لباس میں بھی یہی عادت تھی کہ سادہ اور مناسب ضروری لباس پہنا کرتے تھے مگر اگر کوئی ظاہری زینت کا لباس بھی دے دیتا تھا تو اسے بھی استعمال فرما لیتے تھے اور قرآن کریم نے واضح تعلیم دی ہے کہ زینت کو اختیار کرنا یعنی ظاہری زینت کو اور نعمتوں کو استعمال کرنا ایمان کے خلاف نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اول طور پر یہ نعمتیں اپنے مومن بندوں ہی کے لئے پیدا کی ہیں۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، جولائی ۱۹۸۹ء، جلد ۸ صفحہ ۴۶۱، ۴۶۲)

نفس قیمتی اور اعلیٰ لباس پہننے سے اگر انسان کی روح اور جسم کا ذرہ ذرہ سپاس اور شکر گزاری کے جذبات میں مغلوب ہو کر اور اپنے خالق و مالک کے حضور عجز و نیاز سے جھکتا جاتا ہے تو یہی حقیقی لباس ہے جو اسے تقویٰ کے رنگ میں نصیب ہوتا ہے اگر یہ نہیں تو ہر لباس چاہے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ، انسان کے لیے رحمت کی بجائے زحمت اور راحت و سکون کی بجائے بے چینی اور بے قراری کا موجب بن جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

”اگر تقویٰ کا لباس دنیاوی لباس کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے تو پھر وہ الہی رنگ پکڑتا ہے ورنہ نہیں پکڑتا۔ ادنیٰ لباس بھی تکبر کا موجب بن جاتا ہے اگر اس خوف سے پہنے کہ اگر میں نے اعلیٰ پہنا تو لوگ کیا کہیں گے کہ اچھا! یہ دنیا دار ہے۔ چیتڑے پہنے ہوئے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ حقیقت میں انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ میں چیتڑوں میں بڑا بزرگ لگوں گا، میں کم کھاؤں گا تو بڑا اچھا لگوں گا، لوگ کہیں گے یہ بڑا صوفی ہے،



یہ بڑا نیک ہے، تو اس کو تو چھیتھڑوں نے ہلاک کر دیا۔ اور اگر کوئی اچھا لباس پہن کر فخر سے دنیا میں پھر رہا ہے فقر کے مقابل پر، تو وہ اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا اور جو اپنے غریب بھائیوں پر صرف اس لیے تکبر کی نگاہ ڈال رہا ہے کہ ان کے پاس تھوڑا لباس ہے یعنی چھوٹے درجے کا لباس ہے، میرے پاس اچھے درجے کا لباس ہے، وہ بھی مارا گیا۔ **تَوَلَّيْتُسُ التَّقْوَىٰ** رنگ بدلتا رہتا ہے۔ کہیں یہ آپ کے پاس غربت میں آزمائش کے لئے آجاتا ہے، کہیں امارت میں آزمائش کیلئے آجاتا ہے۔ اور ہر رنگ میں مومن کے لیے امتحان ہی امتحان ہے۔“

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۱۹۸۲، جلد اول صفحہ ۷۸، ۷۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لباس کے تعلق میں بھی خدا تعالیٰ نے تقویٰ کے پہلو سے جواب دیا ہے۔ فرماتا ہے: **لِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ** (الاعراف: ۲۷) لباس کے متعلق تم سوچتے ہو کہ کونسا اسلامی، کونسا غیر اسلامی کونسا مناسب، کونسا غیر مناسب تو ہمیشہ یاد رکھو کہ **لِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ** تمہیں تقویٰ کا لباس پہننا چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لباس میں تقویٰ کے خلاف کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے۔... اگر تم اس خیال سے اپنے لباس ٹھیک کرو گے کہ پتلون کی کریزنہ خراب ہو جائے۔ یا کسی کروٹ پر بیٹھنے سے شلوار کی کریز خراب نہ ہو جائے تو تمہارا لباس **لِبَاسُ التَّقْوَىٰ** نہیں رہے گا۔“ (خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، اکتوبر، ۱۹۹۲، جلد ۱۱، صفحہ ۷۵۳، ۷۵۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سید عبد القادر صاحب جیلانی جو ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں وہ ہمیشہ عمدہ کھانا کھاتے تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔ کسی دنیا دار نے آپ پر اعتراض کیا کہ سید عبد القادر صاحب جیلانی اچھے کپڑے پہنتے ہیں، اچھے کھانے کھاتے ہیں یہ بزرگ نہیں ہو سکتے۔ کسی نے یہ بات آپ کو بھی بتادی کہ فلاں شخص نے آپ پر اعتراض کیا ہے کہ آپ اچھا کھاتے ہیں، اچھا پہنتے ہیں معلوم ہوتا ہے آپ بزرگ اور ولی اللہ نہیں، بھلا بزرگوں کو ان چیزوں سے کیا تعلق۔ سید عبد القادر صاحب

جیلانی نے فرمایا اُس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیوں ایسا کرتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے میں اُس وقت تک کوئی کھانا نہیں کھاتا جب تک خدا تعالیٰ خود نہیں کہتا کہ اے عبد القادر جیلانی! تم یہ کھانا کھا لو۔ اور میں کوئی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا تعالیٰ خود مجھ سے نہیں کہتا کہ اے عبد القادر جیلانی! تم یہ کپڑا پہن لو۔ غرض جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ دنیا خود اُس کے قدموں میں لا ڈالتا ہے تاکہ وہ ظاہر کرے کہ مومنوں کو یہ چیزیں دُنیوی ذرائع سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ جو میرا بن جاتا ہے میں خود اُسے یہ چیزیں دیتا ہوں۔“

(اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں، ہی ہماری کامیابی ہے، انوار العلوم جلد ۲۱ صفحہ ۹۷، ۹۸)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لباس کے تین کام بتائے گئے ہیں اول ننگ ڈھانکنا۔ دوم زینت کا موجب ہونا۔ سوم سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو بچانا۔ چنانچہ فرمایا ہے: **يَذَرِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْآتِكَ وَيُؤَمِّسُكَ (الاعراف: ۲۷)** یعنی اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا ہے جو تمہارے ننگ کو ڈھانکتا ہے اور تمہارے لئے زینت کا موجب بھی ہے۔ اسی طرح سورہ نحل میں فرماتا ہے: **وَجَعَلْ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاسِكُمْ (النحل: ۸۲)** یعنی اس نے تمہارے لئے کئی قسم کی قمیصیں بنائی ہیں جو تمہیں گرمی سردی سے بچاتی ہیں۔ اور بعض قمیصیں یعنی زر ہیں ایسی بھی ہیں جو تمہیں آپس کی جنگ کی سختی سے بچاتی ہیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ زیر آیت **اِحْلَلْ لَكُمْ لِيْلَةَ الضِّيَامِ الرَّقِيَّتِ**... جلد ۲ صفحہ ۴۱۰، ۴۱۱)

## باب ۲: مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خِيْلَةٍ

جس نے اپنے تہ بند کو بغیر تکبر کے گھسیٹا

۵۷۸۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ۵۷۸۴: أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ (معاویہ) نے ہم سے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ

بن عبد اللہ نے اپنے باپ (حضرت عبد اللہ بن عمر) رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میری تہ بند کا ایک طرف ڈھیلا ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا خیال رکھوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر سے ایسا کیا کرتے ہیں۔

اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَحَدًا شَقِيئًا إِذَا رَأَى يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أْتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خِيَلَاءَ.

أطرافه: ۳۶۶۵، ۵۷۸۳، ۵۷۹۱، ۶۰۶۲۔

۵۷۸۵: محمد (بن سلام بیکندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد الاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے حسن (بصری) سے، حسن نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: سورج گرہن ہوا اور اس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ جلدی سے اٹھے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد میں آئے اور لوگ بھی ادھر ادھر سے اکٹھے ہوئے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور سورج روشن ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ہم سے متوجہ ہوئے اور فرمایا: سورج اور چاند اللہ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں۔ جب تم ان نشانوں میں سے کوئی نشان دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے اس وقت تک دعائیں کرو کہ وہ اسکو ہٹا دے۔

۵۷۸۵: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يَجْرُؤُ ثَوْبُهُ مُسْتَعْجِلًا حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَجَلَبِي عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يَكْشِفَهَا.

أطرافه: ۱۰۴۰، ۱۰۴۸، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳۔

**تشریح:** مَنْ جَزَأَ زَارًا كُفْرًا غَيْرَ خِيَلَاءَ: جس نے اپنے تہ بند کو بغیر کسی قسم کے تکبر کے گھسیٹا۔ زیر باب دو روایات میں امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نمونہ پیش کیا ہے اور ان دو مثالوں سے یہ واضح کیا ہے کہ کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے ہونا فی ذاتہ کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یہ ادا اس شخصیت کی بے نفسی اور درویشی کی ایسی علامت بن جاتی ہے جو دنیا میں ہوتے ہوئے دنیا میں نہیں ہوتا اس کی تمام تر توجہات ذات باری تعالیٰ کی طرف ہوتی ہیں اور وہ ظاہری زیب و زینت سے بے نیاز اور تکلفات سے دور وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (ص: ۸۷) لہٰ کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ پس کپڑے کا زمین پر لٹکنا یا نہ لٹکنا اپنی ذات میں کچھ معنی نہیں رکھتا بلکہ یہ انسان کی نیت ہی ہے جس پر اس کے تمام اعمال موقوف ہیں اور ہر عمل اپنی نیت کے مطابق ہی جزا پائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں شامل نہیں جو مورد عذاب ہیں کیونکہ ان کی نیت میں تکبر کا دخل نہیں تھا اسی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کرنے میں بھی کسی قسم کے تکبر کا شائبہ تک نہ تھا جس پر آپ کی ساری زندگی شاہد بنا طاق ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اولیاء اللہ کی بھی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان میں تکلفات نہیں ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہیں ہوتا مگر اس وقت اگر پیر زادوں اور مشائخوں کو دیکھا جاوے تو ان میں بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُمت محمدیہ ہی میں سے نہیں ہیں۔ ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے۔ ان کی پوشاک دیکھو تو اس میں خاص قسم کا تکلف ہو گا۔ یہاں تک کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام میں بھی ایک تکلف ہوتا ہے۔ ان کی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے۔ گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف ہی سے وابستہ سمجھتے ہیں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے: وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (ص: ۸۷)۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۱۷)

### باب ۳: التَّشْمُرُ فِي الثِّيَابِ

کپڑوں کو اوپر چڑھانا

۵۷۸۶: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا ۵۷۸۶: إِسْحَاقُ (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان

۱۔ اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ)

ابن شَمِيْلٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ  
 أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ  
 أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ... فَرَأَيْتُ بِأَلَا جَاءَ  
 بِعَنْزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ  
 فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمَّرًا فَصَلَّى  
 رَكَعَتَيْنِ إِلَى الْعَنْزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ  
 وَالذُّوَابَ يَمُرُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وِرَاءِ  
 الْعَنْزَةِ.

کیا کہ (نضر) بن شَمیل نے ہمیں خبر دی کہ عمر بن  
 ابی زائدہ نے ہمیں بتایا۔ عون بن ابی جحیفہ نے ہم  
 سے بیان کیا۔ عون نے اپنے باپ حضرت ابو جحیفہؓ  
 سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے بلالؓ کو  
 دیکھا کہ وہ ایک سُم دار چھڑی لائے اور اسے گاڑ  
 دیا پھر نماز کی تکبیر کہی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک جوڑا پہنے نکلے جسے  
 آپ نے اوپر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے اس چھڑی  
 کی طرف منہ کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور میں  
 نے دیکھا کہ لوگ اور جانور آپ کے سامنے سے  
 اس چھڑی کے پرے سے گزرتے تھے۔

أطرافه: ۱۸۷، ۳۷۶، ۴۹۵، ۴۹۹، ۵۰۱، ۶۳۳، ۶۳۴، ۳۵۵۳، ۳۵۶۶، ۵۸۵۹۔

### باب ۴: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ

جو (کپڑا) ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں گیا

۵۷۸۷: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
 حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيُّ  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا  
 أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِرْزَارِ فَفِي  
 النَّارِ.

۵۷۸۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہمیں بتایا کہ  
 شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ سعید بن ابی سعید  
 مقبری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جو  
 حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں گیا۔

۱۔ عَنَزَةٌ: أَطْوَلُ مِنَ الْعَصَا وَأَقْصَرُ مِنَ الرَّحْمِ فِيهَا رَجُلٌ۔ (ارشاد الساری جزء ۸ صفحہ ۴۱۸) عنزة لاشی سے لمبی اور

نیزے سے چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں آئی لگی ہوتی ہے۔

## باب ۵: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخِيَلَاءِ

جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا

۵۷۸۸: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو زناد سے، ابو زناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنے تہ بند کو گھسیٹا۔

۵۷۸۹: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ محمد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا (کہا:!) ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص نیا جوڑا پہن کر اترتے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ اس نے اپنے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی کہ اتنے میں اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں لڑھکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔

۵۷۹۰: سعید بن عفیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: لیث (بن سعد) نے مجھے بتایا۔ لیث نے کہا: عبد الرحمن بن خالد نے مجھے بتایا، عبد الرحمن نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ

۵۷۸۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا.

۵۷۸۹: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي خَلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجَّلٌ جُمْتَهُ إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ فَهُوَ يَنْجَلِجُلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۵۷۹۰: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ

سے روایت کی کہ ان کے باپ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنا تہ بند گھسیٹتے ہوئے چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں لڑھکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ (عبد الرحمن کی طرح) اس حدیث کو یونس (بن یزید) نے بھی زہری سے روایت کیا اور شعیب نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اس کو مرفوعاً روایت نہیں کیا۔

عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ ان کے باپ نے اپنے چچا جریر بن زید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اتنے میں وہ کہنے لگے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح اس حدیث کو سنا۔

۵۷۹۱: مطرب بن فضل (مروزی) نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ (بن سوار) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں محارب بن دثار سے ملا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے اور وہ اس مکان کو آ رہے تھے جس میں وہ فیصلے کیا کرتے

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَجْرُ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابِعَهُ يُؤْنَسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَلَمْ يَرْفَعَهُ شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ جَرِيرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَلَى بَابِ دَارِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. نَحْوَهُ.

طرفہ: ۳۴۸۵-

۵۷۹۱: حَدَّثَنَا مَطْرِبُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ

سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ لِمَحَارِبٍ أذْكَرُ إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَلَا قَمِيصًا.

تھے تو میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا، کہنے لگے: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کپڑے کو لٹکا کر تکبر کی وجہ سے گھسیٹا اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ میں نے محارب سے پوچھا: کیا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بند کا ذکر کیا؟ انہوں نے کہا: آپؓ نے نہ یہ بند کی تخصیص کی اور نہ قمیص کی۔

تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ يَعْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا.

(محارب کی طرح) جبلہ بن سحیم، زید بن اسلم اور زید بن عبد اللہ نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور لیث نے بھی نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے اسی طرح نقل کیا۔ اور (لیث کی طرح) موسیٰ بن عقبہ اور عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے بھی سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اس میں یوں ہے جس نے اپنا کپڑا تکبر سے لٹکا کر گھسیٹا۔

أطرافه: ۳۶۶۵، ۵۷۸۳، ۵۷۸۴، ۶۰۶۲

**تشریح:** مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخِيَلَاءِ: جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا۔ عرب کے لوگ اپنے تہہ بند کو زمین کے ساتھ گھیٹ کر چلنے میں فخر محسوس کرتے تھے اور تکبر سے ایسا کیا کرتے تھے۔ باب نمبر ۵۲۲ میں ایسے لوگوں کے متعلق سخت وعید کا بیان ہے جو اپنے کپڑوں کو تکبر کی نیت سے گھیٹتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں۔



حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ شلواریں ۴۰، ۵۰ گز<sup>۱</sup> کی پہنتے تھے۔ ایک زمانہ ہندوستان پر بھی ایسا آیا کہ لباس تفاخرانہ پہنتے اور موجودہ شلواریں یا پاجاموں کو بُرا جانتے تھے مگر رفتہ رفتہ فیشن آور کا اور ہو گیا۔ غرض ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی بڑائی اور نئی ایجاد کا طریقہ نکلتا رہا۔“ (مستورات سے خطاب، انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔“ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو  
زیبا ہے کبر حضرت ربّ غیور کو  
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں  
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں  
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے  
ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد ۲۱ صفحہ ۱۸)

## باب ۶: الإِزَارُ الْمَهْدَبُ

حاشیہ دارتہ بند

وَيُذَكِّرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ

اور زہری اور ابو بکر بن محمد اور حمزہ بن ابی اسید

۱۔ سہو کتابت معلوم ہوتی ہے غالباً ۴، ۵ گز ہو گا۔

اور معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے مذکور ہے کہ انہوں نے حاشیہ دار کپڑے پہنے۔

مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُمْ لَبَسُوا  
ثِيَابًا مُهْدَبَةً.

۵۷۹۲: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ فرماتی ہیں: رفاعہ قرظیؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں بیٹھی ہوئی تھی اور حضرت ابو بکرؓ بھی آپ کے پاس تھے، کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اور اس نے مجھے طلاق دے دی اور میری طلاق کو قطعی قرار دیا۔ میں نے اس کے بعد عبد الرحمن بن زبیرؓ سے نکاح کیا اور یا رسول اللہ بات یہ ہے اللہ کی قسم اس کے ساتھ تو ایسا ہی ہے جیسے یہ حاشیہ اور اس نے اپنی اوڑھنی کا حاشیہ پکڑا۔ حضرت خالد بن سعید (بن عاصؓ) نے جو باہر دروازے پر کھڑے تھے ابھی ان کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی اس کی یہ بات سنی تو خالدؓ بولے۔ ابو بکرؓ کیا آپ اس عورت کو اس بات سے نہیں روکتے جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھول کر بیان کر رہی ہے؟ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۵۷۹۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا  
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ  
الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ الْقُرْظِيِّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا  
جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ  
فَطَلَّقَنِي فَبِتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ  
بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ  
وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ  
الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جَلْبَابِهَا  
فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ  
بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ  
خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهَى هَذِهِ عَمَّا  
تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللَّهِ مَا يَرِيدُ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ  
فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي  
إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتِكَ  
وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدَهُ.

اور کچھ نہیں کہا آپ صرف مسکراتے ہی رہے۔  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: شاید  
تم چاہتی ہو کہ رفاعہؓ کی طرف لوٹو۔ اس وقت تک  
نہیں کہ وہ تجھ سے مزہ نہ اٹھائے اور تو اس سے  
مزہ نہ اٹھائے، تو اس کے بعد یہی قاعدہ ہو گیا۔

أطرافه: ۲۶۳۹، ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۵، ۵۳۱۷، ۵۸۲۵، ۶۰۸۴۔

### باب ۷: الْأَزْدِيَّةُ

#### چادریں

وَقَالَ أَنَسٌ جَبَدَ أَعْرَابِيٍّ رِذَاءَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور حضرت انسؓ نے کہا: ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کی چادر (پکڑ کر) کھینچی۔

۵۷۹۳: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ  
بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ.. فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى بِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ  
يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ  
حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْرَةٌ  
فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ..

۵۷۹۳: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ  
(بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ یونس نے ہمیں خبر  
دی۔ یونس نے زہری سے روایت کی (زہری نے  
کہا): علی بن حسین نے مجھے خبر دی کہ حسین بن علی  
نے ان کو بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور اوڑھ  
لی۔ پھر پیدل چل پڑے اور میں اور زید بن حارثہؓ  
بھی آپ کے ساتھ ہوئے۔ جب اس گھر میں  
پہنچے جس میں حمزہؓ تھے تو آپ نے اندر جانے کی  
اجازت مانگی اور انہوں نے ان سب کو اجازت  
دی۔

أطرافه: ۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۳۰۹۱، ۴۰۰۳۔

## باب ۸: لُبْسُ الْقَمِيصِ

## قمیص پہننا

اور اللہ تعالیٰ کا حضرت یوسفؑ کا قول بیان کرتے ہوئے فرمانا یعنی میری یہ قمیص ساتھ لے جاؤ اور میرے باپ کے سامنے اسے ڈال دو، وہ سمجھ جائیں گے۔

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى حِكَايَةَ عَنْ يُوسُفَ إِذْ هَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا. (يوسف: ۹۴)

۵۷۹۴: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! محرم کیا کپڑے پہنے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم نہ قمیص پہنے اور نہ پاجامہ اور نہ بارانی کوٹ اور نہ موزے سوائے اس کے کہ اسے جوتے نہ ملیں تو پھر وہ موزے پہن لے جو ٹخنوں سے نیچے تک ہوں۔

۵۷۹۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرُنْسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

أطرافه: ۱۳۴، ۳۶۶، ۱۰۴۲، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۵۸۰۳، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۴۷، ۵۸۵۲۔

۵۷۹۵: عبد اللہ بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے روایت کی۔ عمرو نے حضرت جابر بن عبد اللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: عبد اللہ بن ابی کوقبر میں اتارا جا چکا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے

۵۷۹۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ

اس کے متعلق حکم دیا اس کو نکالا گیا اور آپ کے گھٹنوں پر رکھ دیا گیا اور آپ نے اس پر اپنا لعاب لگایا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

أطرافه: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ۳۰۰۸۔

۵۷۹۶: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَمَّا نَفَعَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوْفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أَكْفِنُهُ فِيهِ وَصَلَّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرَ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ لَهُ إِذَا فَرَعْتَ مِنْهُ فَأَذِنَّا فَلَمَّا فَرَعَ آذَنَهُ بِهِ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ.

۵۷۹۶: صدقہ (بن فضل) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے کہا: مجھے نافع نے بتایا، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب عبد اللہ بن ابی فوت ہو گیا اس کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی قمیص دیں کہ میں اُس کو بطور کفن پہناؤں اور آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی قمیص دے دی اور فرمایا: جب تجھیز و تکفین سے فارغ ہو جائیں تو ہمیں اطلاع کر دیں۔ جب وہ فارغ ہوا اس نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ آئے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو حضرت عمرؓ نے آپ کو (دامن سے) کھینچا اور کہنے لگے: کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے آپ کو منافقوں کا نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے؟

وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ  
فَاللَّهُ أَعْلَمُ.

۵۷۹۶: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَمَّا نَفَعَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوْفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أَكْفِنُهُ فِيهِ وَصَلَّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرَ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ لَهُ إِذَا فَرَعْتَ مِنْهُ فَأَذِنَّا فَلَمَّا فَرَعَ آذَنَهُ بِهِ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ.

آپ نے فرمایا: (اللہ نے فرمایا ہے:) تو ان کے لئے استغفار کرے یا ان کے لئے استغفار نہ

فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (التوبة: ۸۱) کرے اگر تو ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کرے  
 فَانزَلَتْ وَلَا تَنْصَلِ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ پھر یہ آیت  
 أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ (التوبة: ۸۵) نازل ہوئی: ان میں سے کسی پر بھی جو مر جائے کبھی  
 فَتَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ۔ جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کبھی (دعا کے لیے)  
 کھڑے ہو۔ تب آپ نے ان کا جنازہ پڑھنا چھوڑ

دیا۔

أطرافه: ۱۲۶۹، ۴۶۷۰، ۴۶۷۲۔

**تشریح:** لُبْسُ الْقَمِيصِ: قمیص پہننا۔ زیر باب آیت اِذْ هَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَإِنَّ الْقُوَّةَ عَلَى وَجْهِ آئِنِ  
 يَأْتِ بِصَيِّرًا (یوسف: ۹۴) سے امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قمیص کا استعمال جدید نہیں بلکہ  
 پرانا چلا آ رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی قمیص پہننا پسند فرماتے تھے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی  
 روایت میں ذکر ہے کہ كَانَ أَحَبَّ الْقِيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ<sup>۱</sup> رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھی۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کے کپڑے  
 پسند تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ صاف بھی ہیں اور اچھے بھی، اور اپنے مردوں کو بھی  
 اس میں کفن دیا کرو۔<sup>۲</sup> حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی  
 آستینوں اور کم لمبائی کی قمیص پہناتے تھے۔<sup>۳</sup> حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین کلائی تک ہو کرتی تھی۔<sup>۴</sup>

## باب ۹: جَيْبُ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

سینے وغیرہ کے قریب قمیص میں گریبان رکھنا

۵۷۹۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۵۷۹۷: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے ہمیں بتایا  
 حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن نافع  
 نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ طَاوُسٍ عَنِ نے ہمیں بتایا۔ ابراہیم نے حسن (بن مسلم) سے،

۱ (سنن ترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی القميص)

۲ (سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی القميص)

۳ (سنن النسائی، کتاب الزینة، باب الأمر بلبس البیض من الثياب)

۴ (سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب کُم القميص کما یکون)

۵ (سنن الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی القميص)

حسن نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی جیسے دو شخص ہیں انہوں نے لوہے کے دو چوٹے پہنے ہوئے ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھوں کو ان کی چھاتی اور ہنسی سے جکڑ رکھا ہے تو سخی جب کبھی خیرات کرتا ہے تو وہ چوٹا اس پر کشادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور (اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ) اس کے پاؤں کے نشانوں کو پیچھے سے مٹاتا جاتا ہے اور بخیل جب کبھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کرتہ اور بھی سکڑ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر ہی چمٹ جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے گریبان میں اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے تھے: کاش تم اس کو دیکھو کہ وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتا۔ (حسن بن مسلم کی طرح) ابن طاؤس نے بھی اپنے باپ سے اس حدیث کو روایت کیا اور ابو زناد نے اعرج سے اس کو روایت کیا۔ اس میں بھی جُبَّتَانِ کا لفظ ہے اور حَنْظَلُہ (بن ابی سفیان) نے کہا: میں نے طاؤس سے سنا۔ (طاؤس نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ جُبَّتَانِ ہی کہتے تھے اور جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے جُبَّتَانِ کا لفظ نقل کیا یعنی دوزر ہیں۔

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَّصِدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَدْيِهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَّصِدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أَنْامِلَهُ وَتَعْفُو أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلَّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَإِنَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعِيهِ هَكَذَا فِي جَبِيهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ. وَأَبُو الرَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ. وَقَالَ حَنْظَلَةُ سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ جُبَّتَانِ. وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ جُبَّتَانِ.

## باب ۱۰: مَنْ لَبَسَ جُبَّةً ضَيِّقَةً الْكُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ

سفر میں جس نے تنگ آستینوں کا چوغہ پہنا

۵۷۹۸: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الصُّحْحَى قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَعَوَّضًا وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضَمَصَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَدَنِهِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَيْهِ.

۵۷۹۸: قیس بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے ہم سے بیان کیا، اعمش نے کہا: ابوالضحیٰ نے مجھ سے بیان کیا، ابوالضحیٰ نے کہا مسروق نے مجھے بتایا، انہوں نے کہا: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت کے لئے گئے۔ پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر آپ سے ملا۔ آپ نے وضو کیا اور آپ شامی چوغہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور اپنے منہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو آستینوں سے نکالنے لگے تو وہ تنگ تھیں آپ نے چوغے کے نیچے سے اپنے ہاتھوں کو نکالا اور ان کو دھویا اور اپنے سر اور موزوں پر مسح کیا۔

أطرافه: ۱۸۲، ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۴۴۲۱، ۵۷۹۹۔

**تشریح:** مَنْ لَبَسَ جُبَّةً ضَيِّقَةً الْكُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ: سفر میں جس نے تنگ آستینوں کا چوغہ پہنا۔ امام بخاری جب کسی باب کو مَنْ سے شروع کرتے ہیں تو اس میں اس موضوع پر اٹھنے والے سوال کا جواب معین اشخاص کو مد نظر رکھتے ہوئے استدلال کی صورت میں روایتوں کے انتخاب اور ترتیب سے واضح کرتے ہیں۔ زیر باب روایات میں بھی یہی مقصد پیش نظر ہے۔ امام بخاری نے کتاب الجہاد میں عنوان باب الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَوْبِ اور یہاں کتاب اللباس میں عنوان باب مَنْ لَبَسَ جُبَّةً ضَيِّقَةً الْكُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ قائم کیا ہے۔ ان عنوانوں سے امام بخاری نے یہ اشارہ کیا ہے کہ تنگ آستینوں والا چوغہ پہننا سفری ضرورت کیلئے تھا اور کتاب الصلوٰۃ میں الضَّلَاةُ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ کا باب قائم کیا ہے۔ اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ غیر ملکی لباس پہننا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس



میں نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ غیر قوموں سے مرعوب ہو کر ان کی نقالی کی غلامانہ ذہنیت نہ ہو تو غیر قوموں اور غیر مسلموں کا بھی بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے اور ان معاملات میں ہر قسم کے Racism اور نسلی تعصب سے پاک ہو کر جو اچھی چیز یا لباس جس قوم یا ملک کا بھی ہو، استعمال کر لینا چاہیے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

”آج کل بھی لوگ کوٹ پتلون پہن کر نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی شامی جبہ وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ سمجھا جاتا تھا، بوجہ اس کے کہ یہ رومیوں کا لباس تھا۔۔۔ یہ بتلایا گیا ہے کہ کفار کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے پہننا بھی جائز ہے۔ اسلام روح تسامح کی تعلیم دیتا ہے نہ تعصب اور تنگ دلی کی اور اقوام عالم میں تعاون کی بنیاد مضبوط کرتا ہے۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ فی الحجۃ الشامیۃ، جلد اول صفحہ ۳۶۸، ۳۶۹)

## باب ۱۱: لُبْسُ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْعَزْوِ

لڑائی میں اون کا چونہ پہننا

۵۷۹۹: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر (شعبی) سے، عامر نے عروہ بن مغیرہ سے، عروہ نے اپنے باپ (حضرت مغیرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ایک رات سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ اپنی سواری سے اترے اور اتنی دور چل کر گئے کہ میری نظر سے رات کی تاریکی میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر آپ آئے اور میں نے چھاگل سے پانی ڈالا اور آپ نے اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کو دھویا اور

۵۷۹۹: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَمْعَكَ مَاءً قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَن رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَعْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعِيهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا

مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَعَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ  
مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزَعِ خُفَّيْهِ  
فَقَالَ دَعُهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا  
طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

آپ ایک اون کا چوغہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے بازو آستینوں سے نہ نکال سکے۔ آخر چوغے کے نیچے سے اُن کو نکالا اور اپنے بازوؤں کو دھویا۔ پھر اپنے سر پر مسح کیا۔ پھر میں نیچے جھکا کہ آپ کے موزے اُتاروں۔ آپ نے فرمایا: انہیں رہنے دو کیونکہ میں نے ان کو وضو کی حالت میں پہنا تھا اور آپ نے ان پر مسح کیا۔

أطرافه: ۱۸۲، ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۴۴۲۱، ۵۷۹۸۔

**تشریح:** لبس جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْعَزْوِ: لڑائی میں اُون کا چوغہ پہننا۔ باب نمبر ۱۱۰ اور ۱۱ میں ایک ہی روایت دو الگ الگ عناوین باب کے تحت آئی ہے نیز دونوں ابواب میں یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ سے ہی مروی ہے۔ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس لباس کا ذکر ہے اُسے باب ۱۰ کی روایت نمبر ۵۷۹۸ میں جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ کہا گیا ہے یعنی شامی چوغہ۔ اور باب ۱۱ کی روایت نمبر ۵۷۹۹ میں جُبَّةٌ صُوفٍ یعنی اُون کا چوغہ کہا گیا ہے۔ ان متفرق روایات میں لباس کے ناموں میں تفاوت کسی غلطی کی بناء پر نہیں۔ دراصل یہ شامی چوغہ ہی تھا جو کہ اُون کا بنا ہوا تھا۔ اس لیے دوسری روایت میں اسے اُونی چوغہ کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں اس کا نام رومی چوغہ بھی آیا ہے۔<sup>۱</sup> اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں شام سلطنتِ روم کا ہی ایک حصہ تھا۔ اس لیے یہ تینوں نام ہی درست ہیں۔<sup>۲</sup>

علامہ ابن بطال نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے عنوان باب کے ان الفاظ سے امام مالک وغیرہ کی ان روایات کا رد کیا ہے جن میں اون کے کپڑے پہننا مکروہ قرار دیا گیا ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اونی کپڑے زاہد کہلانے کیلئے پہنے جاتے تھے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۱)

## باب ۱۲: الْقَبَاءُ وَفَرُوجُ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ

قباہ اور ریشمی فروج اور یہ بھی قباہ ہی ہوتی ہے

وَيُقَالُ هُوَ الَّذِي لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ. اور کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قباہ ہے جس میں پیچھے چاک ہوتا ہے۔

۵۸۰۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ۵۸۰۰: قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نے ہم سے بیان کیا کہ

۱ (سنن الترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء في لبس الجبة والخفين)

۲ (ذخيرة العقبي شرح سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين في السفر، جزء ۳ صفحہ ۱۶۳)

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ  
عَنِ الْمَسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ  
قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا  
فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ  
لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ  
وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هَذَا  
لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ  
مَخْرَمَةُ.

لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن  
ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہؓ  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے چند قبائیں تقسیم کیں اور حضرت مخرمہؓ  
کو کوئی نہ دی۔ حضرت مخرمہؓ نے کہا: بیٹا آؤ ہم  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں۔ میں  
ان کے ساتھ گیا، کہنے لگے: اندر جاؤ اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلا لاؤ۔ کہتے تھے:  
میں نے مخرمہؓ کا نام لے کر کہا کہ وہ آپ کو بلاتے  
ہیں۔ آپ ان کے پاس باہر آئے اور آپ نے ان  
میں سے ایک قباء پہنی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں  
نے یہ قباء تمہارے لئے چھپا رکھی تھی۔ حضرت  
مسورؓ کہتے تھے۔ حضرت مخرمہؓ نے اس کو دیکھا اور  
کہا: مخرمہؓ خوش ہو گیا۔

أطرافه: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۳۱۲۷، ۵۸۶۲، ۶۱۳۲-

۵۸۰۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي  
حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ  
عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَهْدَيْ  
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَرُوجُ حَرِيرٍ فَلَبَسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ  
انصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ  
لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ.

۵۸۰۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث  
(بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی  
حبیب سے، یزید نے ابو الخیر (مرثد) سے، ابو الخیر  
نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت  
کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ایک ریشمی قباء ہدیہ بھیجی گئی اور آپ نے اس کو  
پہنا۔ پھر اس میں نماز پڑھی۔ پھر نماز سے فارغ  
ہوئے اور اسے ایسے زور سے کھینچ کر اتارا جیسے کوئی  
اسے ناپسند کرتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ متقیوں

تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنِ اللَّيْثِ كَيْ لَاتِقٍ نَهَيْتُمْ. (قتیبہ کی طرح اس حدیث کو)  
عبداللہ بن یوسف نے بھی لیث سے روایت کیا اور  
وَقَالَ غَيْرُهُ فَرُوحٌ حَرِيْرٌ.

ان کے سوا اور راویوں نے اس لفظ کو یوں نقل کیا:

فَرُوحٌ حَرِيْرٌ۔

طرفہ: ۳۷۵۔

**تشریح:** الْقَبَاءُ وَفَرُوحٌ حَرِيْرٌ: قباء اور ریشمی فروج۔ امام بخاریؒ کے نزدیک فروج ایسی قباء ہے جس  
کے پیچھے چاک ہو۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: ابن فارس کے نزدیک چھوٹے بچے کی قمیص کو فروج  
کہتے ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں قباء اور فروج دونوں تنگ آستینوں والے لباس ہیں جن کے پیچھے وسط میں چاک ہوتا ہے۔  
جو سفر اور جنگ میں پہنی جاتی ہیں کیونکہ ان میں حرکت کرنا آسان ہوتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۲)

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ یہ ریشمی قباء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل کے رئیس اکیدر بن  
عبدالملک نے بطور ہدیہ بھجوائی تھی اور یہ واقعہ ریشم کی منانہی سے پہلے کا ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہی  
ریشم کی پہلی منانہی اور حرمت ہو جب آپؐ نے اس قباء کو اپنے اوپر سے اتار کھینچا ہو۔ نیز حضرت جابرؓ کی حدیث میں  
بھی جو مسلم میں آئی ہے، کہا گیا ہے کہ آپؐ نے ایک ریشمی قباء میں نماز پڑھائی پھر اسے کھینچ کر اتار دیا اور فرمایا مجھے  
جبریلؑ نے اس سے منع فرما دیا ہے۔<sup>۱</sup> (عمدة القاری، جزء ۴ صفحہ ۹۷، ۹۸)

فَقَالَ رَضِيَ مُحَمَّدٌ مِّنْهُ: فرمایا کہ خرمہ اب خوش ہو گیا ہے۔ قَالَ كَا فَاعِلٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيْهِ هُو سَكْتَةٌ  
ہیں جیسا کہ داودی نے کہا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں قَالَ كَا فَاعِلٌ حضرت خرمہؓ ہیں یعنی خرمہؓ اپنا نام لے کر کہنے  
لگے کہ خرمہؓ خوش ہو گیا۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۳)

### بَاب ۱۳ : الْبِرَانِسُ

ٹوپی والے کوٹ

۵۸۰۲: وَقَالَ لِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا ۵۸۰۲: اور مسددؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ معمر نے  
مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ رَأَيْتُ  
ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے  
سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ کو ایک  
زر درنگ کا ٹوپی والا ریشمی کوٹ پہنے ہوئے دیکھا۔

۱۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم لبس الحریر وغیر ذلک للرجال)

۵۸۰۳: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخِجَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ التَّغْلِيْنَ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ.

أطرافه: ۱۳۴، ۳۶۶، ۱۵۴۲، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۵۷۹۴، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۴۷، ۵۸۵۲۔

**تشریح:** الْبُرَانِسُ: ہر وہ کپڑا جس میں ٹوپی لگی ہو۔ جبہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ وغیرہ۔ تَكَانَ لَهُ بُرْنَسٌ یعنی بُرْنَسٌ پہننے سے منع فرمایا ہے جس سے اشارۃ النص کے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غیر محرم کیلئے کتھوپ کا پہننا منع نہیں ہے۔

### باب ۱۴: السَّرَاوِيلُ

پاجامے

۵۸۰۴: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا

ل (الكافي للكليني، الفروع من الكافي، كتاب الزي والتجمل والبروءة، باب القلانيس، جزء ۶ صفحہ ۶۲۰)

فَلْيَلْبَسَنَّ سَرَائِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ  
نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسَنَّ خُفَّيْنِ.  
اطرافہ: ۱۷۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۳، ۵۸۵۳۔

۵۸۰۵: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ إِذَا أُحْرِمْنَا قَالَ لَا  
تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَائِيلَ وَالْعَمَائِمَ  
وَالْبِرَانِسَ وَالْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ  
رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ  
الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا  
تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ  
زَعْفَرَانٌ وَلَا وَزْسٌ.  
اطرافہ: ۱۳۴، ۳۶۶، ۱۵۴۲، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۵۷۹۴، ۵۸۰۳، ۵۸۰۶، ۵۸۴۷، ۵۸۵۲۔

**تشریح:** السَّرَائِيلُ: پاجامے۔ سراویل پاجامے کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک  
میں عام رواج تہہ بند کا تھا تاہم آپ کا سراویل خریدنا ثابت ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۶)

علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ آپ کے سراویل خریدنے سے ظاہر ہے کہ آپ نے پہننے کیلئے خرید اہو گا۔ اس کی تائید  
طبرانی کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: دَخَلْتُ يَوْمَ مَا الشُّوْقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ إِلَى الْبُرْجَانِيْنَ، فَاسْتَوَى سَرَائِيلَ بِأُزْبَعَةٍ ذَرَاهِمَ... قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّكَ لَتَلْبَسُ  
السَّرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ وَبِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَإِنِّي أُؤْمَرْتُ بِالسَّرَائِيلِ فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أُسْتَوِيئُهُ<sup>۱</sup>۔ میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن بازار گیا۔ آپ کپڑا بیچنے والوں کے پاس بیٹھے اور چار درہم کے عوض  
ایک پاجامہ خریدی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پاجامہ پہنیں گے؟ فرمایا: ہاں رات کو بھی اور دن کو بھی، سفر میں  
بھی، حضر میں بھی، کیونکہ مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس سے زیادہ ستر پوشی والا لباس نہیں پاتا۔

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمہ محمد، جزء ۶ صفحہ ۳۳۹، ۳۵۰، نمبر ۶۵۹۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہ بند بھی باندھا کرتے تھے اور سراویل بھی خریدنا آپ کا ثابت ہے جسے ہم پاجامہ یا تنبی کہتے ہیں ان میں سے جو چاہے پہنے۔ علاوہ ازیں ٹوپی، گرتہ، چادر اور پگڑی بھی آپ کی عادت مبارک تھی۔ جو چاہے پہنے کوئی حرج نہیں۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۳۶)

## باب ۱۵ : الْعَمَائِمُ

پگڑیاں (پہننا)

۵۸۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ  
قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا  
يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ  
وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا  
مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلَا الْحُقْفَيْنِ  
إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ  
يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنْ  
الْكَعْبَيْنِ.

۵۸۰۶: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے زہری سے سنا۔ زہری نے کہا: مجھے سالم نے بتایا، سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: مُحْرِم نہ قمیص پہنے اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ نہ ٹوپی والا کوٹ اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا جسے زعفران یا ورس لگی ہو اور نہ ہی موزے مگر جس کے پاس جو تیاں نہیں اس کو اجازت ہے کہ اگر وہ ان کو نہ پائے تو ٹخنوں سے نیچے تک ان کو کاٹ لے۔

أطرافه: ۱۳۴، ۳۶۶، ۱۰۴۲، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۵۷۹۴، ۵۸۰۳، ۵۸۰۵، ۵۸۴۷، ۵۸۵۲۔

**تشریح:** الْعَمَائِمُ: پگڑیاں (پہننا)۔ امام طبرانی نے معجم الکبیر اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعْتَمُوا تَزَادُوا حِلْمًا وَالْعَمَائِمُ تَبِيحَانِ الْعَرَبِ<sup>۱</sup> کہ پگڑی پہنو تمہارے وقار میں اضافہ ہو گا اور پگڑیاں عربوں کی شان ہیں۔ روایات

۱ (شعب الایمان، الملابس والزی والاوانی وما یکرہ منہا، فصل فی العمائم، جزء ۸ صفحہ ۲۹۴)

میں پگڑی کے دو شملوں کا ذکر ہے۔ حضرت عمرو بن حریثؓ بیان کرتے ہیں کہ کَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أُرْغِي ظَرْفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ<sup>۱</sup> یعنی وہ منظر میرے سامنے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہیں اور سیاہ عمامہ پہنے ہوئے ہیں اور آپ نے اس کے دونوں شملے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔ طبرانی اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے: كُنَّا نَحْتَدِثُ أَنَّ أَحَبَّ الْأَلْوَانِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَضْرَاءُ<sup>۲</sup> ہم بیان کیا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز رنگ بہت پیارا لگتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے چوہدری غلام محمد صاحب بی اے نے بیان کیا کہ

”جب میں ۱۹۰۵ء میں قادیان آیا تو حضرت صاحب نے سبز پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر کچھ گراں گذرا کہ مسیح موعودؑ کو رنگدار پگڑی سے کیا کام۔ پھر میں نے مقدمہ ابن خلدون میں پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سبز لباس میں ہوتے تھے تو آپ کو وحی زیادہ ہوتی تھی۔“  
(سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۹۹)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ  
”حضرت مسیح موعودؑ عام طور پر سفید لعل کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی۔ پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے۔“  
(سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۶۰)

## باب ۱۶ : التَّقْنُعُ

سر پر کپڑا ڈال کر منہ کو ڈھانپنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاهِرَ آوَانِ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ نَهَى ابْنُ عَبَّاسٍ أَنْ يَلْبَسَ الْعِمَامَةَ وَالْعَبَاءَ وَغَيْرَ ذَلِكَ

(المعجم الكبير للطبراني، باب الألف، باب ما جاء في لبس العمامة والعباء وغير ذلك)

۱ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ)

۲ (شعب الایمان، الملابس والزی والاولیٰ وما یرکبہا، فصل فی الوان الشیاب، جزء ۸ صفحہ ۳۴۲)

(المعجم الأوسط للطبرانی، باب البیوم، من اسمہ محمد، جزء ۶ صفحہ ۳۹)



جس میں چکنائی لگی ہوئی تھی اور حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر چادر کا کنارہ لپیٹا ہوا تھا۔

دَسْمَاءُ. قَالَ أَنَسٌ وَعَصَبَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

۵۸۰۷: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: حبشہ کی طرف کچھ مسلمان ہجرت کر گئے تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی ہجرت کرنے کے لئے تیاری کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جاؤ کیونکہ میں بھی امید رکھتا ہوں کہ مجھے اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میرے ماں باپ آپؓ پر قربان۔ کیا آپؓ بھی امید رکھتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں۔ اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے آپ کو روکے رکھا کہ آپؓ کے ساتھ ہی جائیں اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں چار ماہ تک ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

۵۸۰۷: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوْ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَّ السَّمُرُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ایک دن ہم عین دوپہر کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک کہنے والے نے حضرت ابو بکرؓ

قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا

۱۔ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں وَقَالَ أَنَسٌ وَعَصَبَ لِي ہے (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنَّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدَا لَكَ بِأَبِي وَأُمِّي وَاللَّهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرِ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ فَالصُّحْبَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَى رَاحِلَتِي هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَا هُمَا أَحْتَّ الْجِهَازِ وَضَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةَ فِي حِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَأَتْ بِهِ الْجِرَابَ وَلِلَّذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النَّطَاقِينَ.

سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر منہ ڈھانکے ہوئے اس وقت چلے آ رہے ہیں کہ آپ اس وقت عموماً ہمارے پاس آیا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم آپ اس وقت کسی ضروری کام کے لئے ہی آئے ہیں۔ نبی ﷺ آ پہنچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو اجازت دی۔ آپ اندر آئے۔ حضرت ابو بکرؓ سے فرمانے لگے: جو لوگ آپ کے پاس ہیں انہیں باہر بھیج دیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یہ آپ ہی کے گھر والے ہیں یا رسول اللہ میرا باپ آپ پر قربان۔ آپ نے فرمایا: مجھے تو (یہاں سے) نکلنے کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ میرا باپ آپ پر قربان، اکٹھے ہی جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ آپ پر قربان آپ میری ان دو سواریوں میں سے ایک لے لیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: قیبتاً۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: ہم نے ان دونوں کے لیے سفر کا سامان جو جلدی سے جلدی تیار ہو سکتا تھا تیار کر لیا۔ ہم نے ان کا زادراہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنے کمر بند سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس سے تھیلے کو باندھ دیا۔ اسی لئے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا تھا۔

پھر نبی ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ پہاڑ کی ایک غار میں جا پہنچے جسے ثور کہا جاتا تھا اور اس میں تین راتیں ٹھہرے رہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ ان دونوں کے پاس جا کر رات رہتے اور وہ جوان، ہوشیار، ذہین و فہیم لڑکے تھے اور سحری کے وقت ہی ان کے پاس سے چلے آتے اور صبح کو مکہ میں قریش کے ساتھ ہوتے جیسے کہ وہیں رات رہے ہیں تو وہ جو تدبیر بھی سنتے جوان دونوں کے متعلق کی جاتی تو وہ اس کو اچھی طرح یاد رکھتے اور جب اندھیرا اچھا جاتا تو وہ آکر ان کو اس تدبیر کی اطلاع دیتے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہؓ ان کے پاس اپنی بکریوں میں سے دودھ والی بکری چراتے ہوئے لے جاتے جب عشاء سے کچھ گھڑی گزر جاتی تو وہ اس کو ان کے پاس لے آتے اور وہ اس کا تازہ دودھ پی کر رات گزارتے پھر ابھی رات کا اندھیرا ہی ہوتا کہ عامر بن فہیرہؓ ان کو ہش ہش کرتے ہوئے لے آتے۔ وہ ان تین راتوں میں ہر روز ایسا ہی کرتے تھے۔

ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بَغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ بَيْتٌ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غَلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَزْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحْرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبْرٍ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظُّلَامُ وَيَزْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنْ الْعِشَاءِ فَيَبْتَئَانِ فِي رِسْلِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهِمَا عَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ بَغْلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ.

أطراف: ۷۷، ۲۱۳۸، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵، ۴۰۹۳، ۶۰۷۹۔

**تشریح:** التَّقْبُّحُ: سر پر کپڑا ڈال کر منہ کو ڈھانپنا۔ دوپہر کے وقت کسی کے گھر جانا آنحضرت ﷺ کا معمول نہیں تھا۔ ہجرت کے نازک موقع پر آپ اپنی نقل و حرکت (movement) کو اخفاء میں رکھنا چاہتے تھے اور اپنی حکمت عملی کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے بھی آپ اپنا سر منہ ڈھانک کر نکلے۔

امام بخاری کتاب اللباس کی نسبت سے سر ڈھانکنے کی ضرورت اور جواز کے بیان کے ساتھ زیر باب دو تعلیقات لائے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر کپڑا لپیٹنے کا ذکر ہے۔ پہلی تعلیق حضرت ابن عباسؓ سے

لے۔ عمدۃ القاری میں اس جگہ چہا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۳۰۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مروی ہے کہ آپ گھر سے نکلے آپ نے سر پر سیاہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔ دَسْمَاءُ سیاہ کپڑے کے علاوہ اس پٹی کو بھی کہتے ہیں جو چھٹائی لگنے کی وجہ سے سیاہ دکھائی دے۔ دوسری تعلیق میں حضرت انسؓ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر چادر کا کنارہ باندھا تھا۔ اس سے سر پر کپڑا باندھنے کی مختلف وجوہات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ سردی، گرمی، بیماری یا کسی اور حکمت عملی کے ماتحت سر پر کپڑا باندھنا آپ سے ثابت ہے۔

...وَلَذَلِكَ كَأَنَّكَ تَسْمَعُ ذَاتَ الْبُظَاقَيْنِ: اسی لئے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعود

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ کیا اُس وقت بھی آپ کی ہجرت میں ایک عورت نے خاص طور پر حصہ لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مکہ سے روانگی کے وقت آخری کھانا حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن اسماء نے بنایا اُس زمانے میں کپڑے بہت کم ہوتے تھے عورتوں کے پاس ایک ہی بڑی سی چادر ہوتی تھی جس کو وہ ساڑھی کی طرح اپنے ارد گرد لپیٹ لیتی تھیں بہت سے مردوں کو ایسی چادر بھی نہیں ملتی تھی وہ صرف تہہ بند ہی باندھتے تھے حضرت اسماء جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا باندھنے لگیں تو انہیں کوئی کپڑا نہ ملا انہوں نے اپنی ساڑھی سے ہی ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس میں کھانا باندھا اور ساڑھی کے پھٹ جانے کی وجہ سے جہاں سے کپڑا پھاڑا تھا وہاں دو ٹکڑے ہو گئے وہ ایک ٹکڑے کو کمر کے گرد لپیٹ لیا کرتی تھیں اس وجہ سے ان کا نام ذَاتُ الْبُظَاقَيْنِ پڑ گیا۔ عام طور پر ایسی پھٹی ہوئی ساڑھی لونڈیاں باندھتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک موقع پر عبد اللہ بن زبیر کو کسی شخص نے کہا کہ وہ ذَاتُ الْبُظَاقَيْنِ کے بیٹے ہیں یعنی ایک لونڈی کے۔ ایک صحابی نے جب یہ سنا تو اُس نے کہا تمہیں یہ طعنہ دیتے ہوئے خیال نہیں آیا کہ اس کی ماں کو ذَاتُ الْبُظَاقَيْنِ کیوں کہا جاتا تھا؟ جس لباس کے نام کی وجہ سے تم اسے لونڈی کا طعنہ دیتے ہو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی ساڑھی کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا باندھا تھا۔ پس یہ طعنہ نہیں یہ اس کی ماں کی فضیلت کی دلیل ہے۔“

(فریضہ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۳۹۸، ۳۹۹)

## باب ۱۷: الْمَغْفَرُ

خود (پہننا)

۵۸۰۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمَغْفَرُ.

۵۸۰۸: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر خود چپنے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔

أطرافه: ۱۸۴۶، ۳۰۴۴، ۴۲۸۶۔

**تشریح:** الْمَغْفَرُ: خود (پہننا)۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے آپ کے سر پر مِغْفَر یعنی لوہے کا خود تھا۔ جبکہ حضرت جابرؓ کی روایت میں یہ ذکر ہے کہ اس وقت آپ نے سر پر سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا۔<sup>۱</sup> ان دو روایات میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے کہ آپ نے اس موقع پر خود (لوہے کی ٹوپی) پہنا تھا یا سیاہ گڈری۔ مِغْفَر کے معنوں میں علامہ کرمانی نے لکھا ہے کہ مِغْفَر لوہے کی زرہ ہے جو سر کے سائز کے مطابق تیار کی جاتی ہے، اور اسے ٹوپی کے نیچے پہنا جاتا ہے۔<sup>۲</sup> ان معنوں سے ان احادیث میں تطبیق کی گئی ہے کہ آپ نے عمامہ کے نیچے لوہے کی زرہ پہنی ہوگی۔ علامہ داوودی نے کہا ہے یہ ایسی زرہ ہے جس سے سر اور کندھوں کو ڈھانپا جاتا ہے۔ علامہ ابن بطال کہتے ہیں مِغْفَر لوہے کی ٹوپی ہے یہ جنگی آلات میں سے۔ ابن الاثیر نے کہا یہ جالی دار بنی ہوئی زرہ ہوتی ہے زرہ پہننے والا اسے اپنے سر پر پہنتا ہے۔

(عمدة القاری جزء ۲۱ صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱)

## باب ۱۸: الْبُرُودُ وَالْحَبْرُ وَالشَّمْلَةُ

چادریں، یعنی چادریں اور عام اوڑھنے والی چادریں

وَقَالَ حَبَابٌ شَكُونَا إِلَى النَّبِيِّ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ

اور حضرت حباب (بن ارت) نے کہا: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (کہ مشرک

۱۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مكة بغیر احرام)

۲۔ (الکواکب الدراری فی شرح صحیح البغاری، جزء ۲۱ صفحہ ۶۸)

بُرْدَةٌ لَهُ.

ہمیں سخت تکلیف دیتے ہیں) اور آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک لگا کر لیٹے ہوئے تھے۔

۵۸۰۹: اسما عیل بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ نجران کی چادر پہنے ہوئے تھے جس کا حاشیہ موٹا تھا اتنے میں ایک اعرابی آپ سے ملا اور اُس نے آپ کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن کے اس حصے کو دیکھا جو کندھے کی طرف ہوتی ہے اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس چادر کے حاشیہ نے نشان ڈال دیا تھا۔ (کھینچ کر) کہنے لگا: محمد! مجھے اللہ کے اس مال سے دینے کیلئے حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مڑ کر دیکھا اور آپ ہنس پڑے پھر آپ نے اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔

۵۸۰۹: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَذْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبَذَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبَذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَأَلْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

أطرافه: ۳۱۴۹، ۶۰۸۸۔

۵۸۱۰: قنتیہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبد الرحمن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے، ابو حازم نے حضرت سہل بن سعدؓ (ساعدی) سے روایت کی۔ انہوں نے

۵۸۱۰: حَدَّثَنَا قُنَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ

نے کہا: ایک عورت ایک چادر لائی۔ حضرت سہلؓ نے ابو حازم سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ چادر کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں وہ ایک اوڑھنے کی چادر تھی جس کے کناروں پر حاشیہ بُنا ہوا تھا۔ وہ عورت کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں نے یہ اپنے ہاتھ سے بُنی ہے تاکہ میں اسے آپ کو پہناؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر آئے اور وہی چادر آپ کا تہ بند تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہاتھ لگا کر دیکھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ مجھے پہننے کے لئے دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ مجلس میں بیٹھے رہے۔ پھر آپ واپس گئے اور تہ کر کے اس کو بھیج دی، لوگوں نے اسے کہا: تم نے اچھا نہیں کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگی اور تم جانتے تھے کہ آپ کسی سائل کو رد نہیں کرتے۔ وہ شخص بولا: اللہ کی قسم! میں نے تو اس کو محض اس لئے مانگا ہے کہ یہ جس دن میری وفات ہو، یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے: پھر وہ چادر اس کا کفن ہوئی۔

تَذُرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُو كَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لِأَزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْسِنِيهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللَّهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَّأَهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

أطرافه: ۱۲۷۷، ۲۰۹۳، ۶۰۳۶۔

۵۸۱۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے

۵۸۱۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: میری امت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محسن اسدیؓ اپنی چادر اٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے، کہنے لگے: یا رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو بھی انہی میں سے کر دے۔ پھر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، کہنے لگا: میرے لیے بھی دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔

طرفہ: ۶۵۴۲۔

۵۸۱۲: عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سے کپڑے بہت پسند تھے؟ انہوں نے کہا: یحییٰ چادر۔

طرفہ: ۵۸۱۳۔

۵۸۱۳: عبد اللہ بن ابی الاسود نے مجھے بتایا کہ معاذ (دستواری) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا، ان کے باپ نے قتادہ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عَكَاشَةُ بْنُ مَخْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمْرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللهُ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَجْعَلَني مِنْهُمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهُ لِي أَنْ يَجْعَلَني مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ عَكَاشَةُ.

۵۸۱۲: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَبْرَةُ.

۵۸۱۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ



رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَحَبُّ  
الثِّيَابِ إِلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحَبْرَةَ.

سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: کپڑوں میں سے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یحییٰ چادر پہننا بہت پسند  
تھی۔

طرفہ: ۵۸۱۲۔

۵۸۱۴: حَدَّثَنِي أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا  
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو  
سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حِينَ تُوْفِّي سَجِّي بِبُرْدِ حَبْرَةَ.

۵۸۱۴: ابو الیمان نے مجھ سے بیان کیا کہ شعیب  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے  
کہا مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے بتایا کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ  
عنہا نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
جب وفات ہوئی تو ایک یحییٰ چادر آپ پر ڈال دی  
گئی۔

**تشریح:** الْبُرْدُ وَالْحَبْرَةُ وَالشَّمْلَةُ: چادریں، یحییٰ چادریں اور عام اوڑھنے والی چادریں۔ الْبُرْدُ  
بردہ کی جمع ہے یہ مربع صورت کی سیاہ رنگ کی چادر تھی۔ علامہ ابن بطال نے کہا ہے یہ یمن کی  
سوتلی چادریں ہیں۔ زیر باب روایت میں بردہ نجرانی کا ذکر ہے اس میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ نجران بھی یمن کا ایک  
شہر ہے وہاں یہ چادریں بنتی تھیں اس لیے بردہ نجرانی یعنی نجرانی چادر کہا گیا ہے۔ الْحَبْرَةُ یحییٰ چادر کو کہتے ہیں۔ علامہ ہروی  
نے کہا ہے حبرہ وہ چادر ہے جس کے کنارے پر دھاریاں ہوں۔ الشَّمْلَةُ: جوہری کہتے ہیں یہ وہ چادر ہے جو بطور  
حلاف استعمال ہوتی تھی۔ علامہ داؤدی کہتے ہیں یہ بُرْدَةٌ ہی ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۱ صفحہ ۳۱۱)

زیر باب چھ روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور خلق عظیم کے شہ پارے بیان کیے گئے ہیں۔  
روایت نمبر ۵۸۰۹ میں آپ کے تحمل، برداشت اور وسعت حوصلہ کا بیان ہے۔ ایک اُجڈ جاہل کی ظالمانہ حرکت پر  
آپ کا عفو و درگزر ترقی کرتے ہوئے جو دو سٹاک کے اس معراج کو پہنچتا دکھائی دیتا ہے جہاں انسانی شرف بشریت کی  
حد کمال کو پہنچتا ہے۔ روایت نمبر ۵۸۱۰ میں ایثار، قربانی اور اپنے خدام کی دل جوئی اور ذرہ نوازی کا نہایت لطیف پہلو  
پیش کیا گیا ہے اور صحابہ کا آپ کے متبرک کپڑوں کو اپنی مغفرت اور بلندی درجات کا ذریعہ سمجھنا آپ پر ان کے  
ایمان و ایتقان کا زندہ نشان ہے۔

... وَإِنَّهَا لَأَرَاهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْسِنِيهَا: آپ ہمارے پاس باہر آئے اور وہی چادر آپ کا تہ بند تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہاتھ لگا کر دیکھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ مجھے پہننے کے لئے دیجئے۔ روایت نمبر ۵۸۱۰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایثار اور قربانی کا ایسا واقعہ بیان ہوا ہے جس میں آپ کی اپنے صحابہ سے محبت اور شفقت کا نہایت لطیف نظارہ پیش کیا گیا ہے جو عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ کی عملی تصویر ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلہ میں ایک ایسے پہاڑ کی حیثیت رکھتے تھے جس سے ٹکرا کر انسان کا سر پاش پاش ہو جاتا ہے مگر پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا وہاں اپنے ماننے والوں کے متعلق آپ کے دل میں اس قدر محبت اور پیار کے جذبات پائے جاتے تھے کہ احادیث میں لکھا ہے ایک دفعہ ایک مخلص عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خوبصورت چادر پیش کی جو اس نے اپنے ہاتھ سے بُنی تھی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ اسے اپنی ذات کے لئے استعمال فرمائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ چادر پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک شخص آگے بڑھا اور اُس نے کہا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! یہ چادر مجھے دے دیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس چادر کی خود ضرورت تھی مگر آپ نے اُس کے سوال کو رد کرنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً واپس آ کر اُسے چادر بھجوادی۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چادر کیوں مانگ لی؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس کی خود ضرورت تھی۔ اُس نے کہا میں نے یہ چادر اپنے کفن کے لئے لی ہے چنانچہ راوی کہتا ہے کہ بعد میں وہی چادر اُس کا کفن بنی۔“ (سیر روحانی، ۶، انوار العلوم جلد ۲۲ صفحہ ۵۹۱)

## باب ۱۹: الْأَكْسِيَّةُ وَالْخَمَائِصُ

عام چادریں اور اُونی حاشیہ دار چادریں

۵۸۱۵ - ۵۸۱۶: حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ  
 ۵۸۱۵ - ۵۸۱۶: حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ بن بكير نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عن عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْتَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرُخُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَدِّثُونَ مَا صَنَعُوا.

نے کہا: مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبثہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی شدت ہوئی تو آپ اپنی چادر کو اپنے چہرے پر ڈال لیتے اور جب گھبراہٹ محسوس کرتے تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے۔ آپ اسی حالت میں تھے کہ آپ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ جو انہوں نے کیا اس سے بچنے کیلئے آپ متنبہ فرماتے۔

أطراف الحديث ۵۸۱۵: ۴۳۵، ۱۳۳۰، ۱۳۹۰، ۳۴۵۳، ۴۴۴۱، ۴۴۴۳۔

أطراف الحديث ۵۸۱۶: ۴۳۶، ۳۴۵۴، ۴۴۴۴۔

۵۸۱۷: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَمِيصَةٍ لَهُ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آفِئًا عَنْ صَلَاتِي وَأَتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ<sup>۱</sup> أَبِي جَهْمِ بْنِ

۵۸۱۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ہمیں بتایا، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک اونی حاشیہ دار چادر میں نماز پڑھی جس پر نقش تھے۔ آپ نے اس کے نقوش کو ایک نظر دیکھا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: میری یہ چادر ابو جہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے ابھی میری نماز سے توجہ ہٹائی اور ابو جہم کی سادہ چادر میرے

۱ اَنْبِجَانِيَّةٌ: موٹی چادر کو کہتے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اس چادر میں نقش و نگار ہوں تو خمیصہ کہلاتی ہے

اور اگر بغیر نقش و نگار کے سادہ چادر ہو تو اسے اَنْبِجَانِيَّةٌ کہتے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳)

حَدِيثُ بَنِي غَانِمٍ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ.  
پاس لے آؤ۔ ابو جہم حدیفہ بن غانم کے بیٹے تھے  
جو بنو عدی بن کعب میں سے تھے۔

أطرافه: ۳۷۳، ۷۵۲۔

۵۸۱۸: حَدِيثِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا  
إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ  
بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ  
أَخْرَجْتُ إِلَيْنَا عَائِشَةَ كِسَاءً وَإِزَارًا  
غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ.  
۵۸۱۸: مسدّد نے مجھے بتایا کہ اسماعیل (بن علیہ)  
نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں بتایا،  
ایوب نے حمید بن ہلال سے، حمید نے ابو بردہ سے  
روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ ہمارے  
پاس ایک چادر اور ایک موٹا بند نکال کر لائیں  
اور کہنے لگیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
وفات ہوئی آپ نے یہی دو (چادریں) پہنی ہوئی  
تھیں۔

طرفه: ۳۱۰۸۔

تشریح: الْأَكْسِيَّةُ وَالْحَمَائِصُ: عام چادریں اور اونی حاشیہ دار چادریں۔ الْأَكْسِيَّةُ، کساء کی جمع ہے  
جو کہ چادر کیلئے عام اور معروف لفظ ہے۔ اور حمائص خمیصہ کی جمع ہے۔ خمیصہ اونی چادر کو کہتے  
ہیں اور چوکر ریشمی چادر کو بھی کہتے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲) جس میں نیل بوئے بنے ہوتے ہیں۔ حالات  
اور موسم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف چادریں استعمال فرمائیں۔

أَذْهَبُوا بِحَبِيبَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آزْفًا عَنْ صَلَاتِي وَأُتُونِي بِأَنْبِجَارِيَّةٍ:  
اس چادر کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور ابو جہم کی سادہ چادر مجھے لا دو۔ حضرت ابو جہم معمر صحابہ میں سے تھے۔ انہوں  
نے تعمیر کعبہ میں دو دفعہ حصہ لیا جب قریش نے تعمیر کعبہ کی اس وقت اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جب تعمیر کعبہ  
کی اس وقت بھی۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳)

حضرت ابو جہم عامر بن حدیفہ نے نقش و نگار والی سیاہ اونی چادر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
ہدیہ بھیجی تھی۔ آپ کو نماز میں اس چادر کی وجہ سے توجہ بٹنے کا احساس ہوا۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا ابو جہم کی یہ  
نقش و نگار والی چادر اسے واپس دے دو اور اس سے عام سادہ چادر لے آؤ۔

## باب ۲۰: اشْتِمَالُ الصَّمَاءِ

ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں

۵۸۱۹: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ عبد الوہاب (بن عبد الحمید ثقفی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ (عمری) نے ہم سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے خسیب (بن عبد الرحمن) سے، خسیب نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ملامسہ اور بیچ منابذہ سے اور دو نمازوں سے منع فرمایا۔ ایک فجر کے بعد جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے دوسری عصر کے بعد جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے اور یہ کہ آدمی ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مار کر اس طرح نہ بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو جو اس کے اور آسمان کے درمیان حائل ہو اور نیز اس طرح کپڑا لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں۔

أطرافه: ۳۶۸، ۵۸۴، ۵۸۸، ۱۹۹۳، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۵۸۲۱۔

۵۸۲۰: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا: مجھے عامر بن سعد (بن ابی وقاص) نے بتایا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس سے اور دو قسم کی خرید و فروخت

۵۸۱۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حُصَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَأَنْ يَخْتَبِيَ بِالثُّوبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَاءَ.

۵۸۲۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ لِبَسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ

سے منع فرمایا یعنی آپ نے خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور ملامسہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھو لے رات کو یادن کو اور اس کو الٹ پلٹ کرنہ دیکھے صرف اسی پر خریدے، اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور دوسرا اپنا کپڑا پھینک دے اور اس طرح بغیر دیکھنے کے اور بغیر باہمی رضامندی سے ان کی خرید و فروخت قرار پائے۔ اور لباس کی دو قسمیں جن سے آپ نے منع فرمایا ان میں سے ایک اشتمال الصماء ہے اور صماء کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنے کپڑے کو اپنے ایک کندھے پر ڈال لے اور اس کا ایک پہلو کھلا رہے اس پر کپڑا نہ ہو اور دوسرا لباس یہ ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنے کپڑے سے اس طرح گوٹھ مارے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔

أطرافه: ۳۶۷، ۱۹۹۱، ۲۱۴۴، ۲۱۴۷، ۵۸۲۲، ۶۲۸۴۔

**تشریح:** اشتمال الصماء: ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں۔ محدثین کے نزدیک کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینے کو الصماء اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے انسان اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے شکافوں اور سوراخوں کو بند کر دیتا ہے اور وہ ایسی چٹان کی طرح ہو جاتا ہے جن میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا اور فقہاء کے نزدیک اشتمال الصماء کا معنی یہ ہے کہ آدمی اس طرح کپڑا اپنے اوپر اوڑھے کہ اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا اس کے جسم پر نہ ہو اور وہ جب ایک طرف سے کپڑا ہٹائے تو اس کا ستر کھل جائے (عمدة القاری ج ۲۲ صفحہ ۳)

## باب ۲۱: الإختباءُ في ثوبٍ واحدٍ

ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مارنا

۵۸۲۱: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ۵۸۲۱: إِسْمَاعِيلُ (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان

کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابو زناد سے، ابو زناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو اور ایک یہ کہ ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹے کہ اس کے ایک پہلو پر کچھ نہ ہو اور نیز آپ نے ملامسہ اور منابذہ سے (بھی منع فرمایا)۔

أطرافه: ۳۶۸، ۵۸۴، ۵۸۸، ۱۹۹۳، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۵۸۱۹۔

۵۸۲۲: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مخلد (بن یزید) نے مجھے بتایا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن جریج نے کہا کہ مجھے ابن شہاب نے بتایا۔ ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمالِ صماء سے منع فرمایا اور نیز اس سے کہ کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔

أطرافه: ۳۶۷، ۱۹۹۱، ۲۱۴۴، ۲۱۴۷، ۵۸۲۰، ۶۲۸۴۔

**تشریح:** الاحتباء فی ثوبٍ واحدٍ: ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مارنا۔ علامہ جوہری نے کہا ہے مرد کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اپنی پشت اور پنڈلیوں کو عمامہ کے ساتھ باندھ لے اور اس کی شرمگاہ پر کسی کپڑے سے باندھ لے اور اس کی شرمگاہ پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴)

مَالِكُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَنْ يَشْتَمَلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ شِقِيهِ وَعَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۵۸۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

## باب ۲۲: الخَمِيصَةُ السُّودَاءُ

سیاہ اونی نقش دار چادر

۵۸۲۳: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سعید بن فلاں سے جو کہ عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔ انہوں نے حضرت اُم خالد بنت خالد سے روایت کی۔ وہ کہتی تھی کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں ایک چھوٹی سی سیاہ اونی نقش دار چادر بھی تھی۔ آپ نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم اس کو کسے پہنائیں؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس اُم خالدؓ کو لے آؤ۔ اس کو اٹھا کر لائے۔ آپ نے وہ چادر اپنے ہاتھ میں لی اور اس کو پہنادی اور فرمایا کہ یہ دیر تک بار بار پہنتی رہو اور اس میں سبز یا زرد نقش تھے۔ آپ نے حضرت اُم خالدؓ سے فرمایا: یہ بہت اچھی ہے اور سنّہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔

۵۸۲۴: محمد بن ثنی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ابن ابی عدی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن عون سے، ابن عون نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت اُم سلیمؓ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو مجھ سے کہنے لگیں: انس! اس بچے کا خیال رکھو۔ اسے کوئی کچھ کھلائے نہیں اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

۵۸۲۳: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ فَلَانَ هُوَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ أَتَيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنُ أَنْ نَكْسُوَ هَذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأَتَيْتُ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ أَخْضَرٌ أَوْ أَصْفَرٌ فَقَالَ يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاهُ وَسَنَاهُ بِالْحَبَشِيَّةِ.

أطرافه: ۳۰۷۱، ۳۸۷۴، ۵۸۴۵، ۵۹۹۳۔

۵۸۲۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سَلِيمٍ قَالَتْ لِي يَا أَنَسُ انظُرْ هَذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصَيَّبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ



فَعَدَوْتُ بِهِ فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْبِيَّةٌ وَهُوَ يَسْمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ.

پاس صبح سویرے ہی لے جاؤ کہ تا آپ اسے گھٹی دیں۔ چنانچہ میں صبح کو اسے لے گیا کیا دیکھا کہ آپ ایک بانغ میں ہیں اور آپ ایک حریشی اونی چادر پہنے ہوئے ہیں اور آپ اس (اونٹ کی) سواری کو داغ رہے ہیں جو فتح مکہ کے زمانہ میں آپ کو ملی۔

اطرافہ: ۱۵۰۲، ۵۵۴۲۔

**تشریح:** الخَمِيصَةُ السُّودَاءُ: سیاہ اونی نقش دار چادر۔ زیر باب روایت نمبر ۵۸۲۳ میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ اونی کپڑے آئے ان میں ایک نقش دار سیاہ چھوٹی سی اونی چادر بھی تھی آپ نے فرمایا: ام خالدؓ کو لاؤ۔ ان کو اٹھا کر لایا گیا۔ وہ کم سن تھیں۔ آپ نے وہ چادر ام خالدؓ کو پہنائی اور فرمایا اسے خوب پہنو اور اتنی کہ اسے بوسیدہ کر دو۔ ام خالدؓ کا نام امہ بنت خالد بن سعید بن العاص ہے۔ علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیدا ہونے پر ان کے والد نے ان کا نام امہ اور ان کی کنیت ام خالد رکھی تھی۔ طبقات ابن سعد میں ذکر ہے کہ ام خالدؓ حبشہ کی سر زمین میں پیدا ہوئی تھیں اور فتح خمیر کے بعد اپنے والد کے ساتھ مدینہ آئیں یہ اس وقت کسن تھیں مگر سمجھار تھیں۔ ان کے والد حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ قدیمی صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں اور ایک قول کے مطابق حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں وہ شام میں شہید ہوئے۔ علامہ کرمانی کہتے ہیں: یہ چونکہ حبشہ میں پیدا ہوئیں اور ایام طفولیت وہیں گزرے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار اور شفقت کے خاص انداز میں چادر کی خوبصورتی حبشہ کی زبان کے لفظ سناہ سے بیان فرمائی تاکہ یہ خوش ہوں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۵) ”ام خالد“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کسن بنی تھیں۔ ان کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، ام خالدؓ کے دو بیٹے تھے عمر اور خالد۔ اس طرح ان کی کنیت ام خالد ان کے بیٹے خالد کے نام سے بھی آہنگ ہو گئی۔ ان کے والد کا نام بھی خالد تھا اور ایک بیٹے کا نام بھی خالد تھا۔

فَعَدَوْتُ بِهِ فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْبِيَّةٌ: چنانچہ میں صبح کو اسے لے گیا کیا دیکھا کہ آپ ایک بانغ میں ہیں اور آپ حریشی اونی چادر پہنے ہوئے ہیں۔ حُرَيْبِيَّةٌ حریش کی طرف نسبت ہے جو کہ بنو قضاء کا ایک آدمی تھا۔ ابن سکن کی روایت میں اسے خبیبہ کہا گیا ہے جو کہ معروف شہر خمیر کی طرف نسبت ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے ایک روایت میں حوتکیہ ہے اس کا معنی ہے چھوٹی۔ اور ایک روایت میں حوتیہ ہے جو کہ قبیلہ الحوت کی طرف نسبت ہے اور ایک روایت میں جونیہ ہے جو کہ قبیلہ جون کی طرف نسبت ہے یا اس کے سفید اور سیاہ رنگ کی وجہ سے یہ نسبت دی گئی ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۵)

## بَاب ۲۳: الثَّيَابُ الْخُضْرُ

سبز رنگ کے کپڑے (پہننا)

۵۸۲۵: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوہاب (بن عبد المجید ثقفی) نے ہمیں بتایا کہ ایوب نے ہمیں خبر دی۔ ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ رفاعہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر عبد الرحمن بن زبیر قرظیؓ نے اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: وہ سبز چادر اوڑھے ہوئے تھی اس نے حضرت عائشہؓ کے پاس آکر شکایت کی۔ اپنے جسم پر ان کو نیل دکھائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عورتیں ایک دوسرے کی مدد کیا ہی کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں: جیسی تکلیف مومن عورتیں اٹھاتی ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھی کسی نے اٹھائی ہو۔ اس کا جسم تو اس کے کپڑے سے بھی زیادہ (گہرا) سبز ہے۔ عکرمہ کہتے تھے اور عبد الرحمنؓ نے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی ہے وہ بھی آگئے۔ ان کے ساتھ ان کے دو بچے تھے جو دوسری عورت سے تھے۔ کہنے لگی، اللہ کی قسم! اس نے میرے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی، مگر بات یہ ہے کہ جو اس کے پاس ہے وہ میرے لئے اس سے زیادہ کار آمد نہیں اور اس نے اپنے کپڑے کے حاشیہ کو پکڑا۔ عبد الرحمنؓ کہنے لگے۔

۵۸۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرَ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرْتَهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدِهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدِ اتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنْ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَعْنَى عَنِّي مِنْ هَذِهِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَأَنْفُضُهَا نَفْصَ الْأَدِيمِ وَلَكِنَّهَا نَاشِرٌ تُرِيدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! میں تو اس کو چڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ نافرمان ہے۔ یہ رفاعہؓ کو پسند کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر عورت سے فرمایا: اگر ایسی بات ہے تو تم رفاعہؓ کے لئے حلال نہیں ہو سکتی یا اس کے پاس جانے کے لائق نہیں جب تک کہ (عبدالرحمنؓ) تجھ سے مزہ نہ اٹھائے۔

عکرمہ کہتے تھے اور آپؐ نے اس کے ساتھ دو بچے دیکھے۔ آپؐ نے عبدالرحمنؓ سے پوچھا یہ تیرے بیٹے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے عورت سے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق ایسا گمان کرتی ہے جو تو کرتی ہے۔ اللہ کی قسم! یہ اس سے ایسے ہی ملتے جلتے ہیں جیسے ایک کوا دوسرے کو لے سے۔

أطرافه: ۲۶۳۹، ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۵، ۵۳۱۷، ۵۷۹۲، ۶۰۸۴۔

**تشریح:** الثَّيَّابُ الخَصْرُ: سبز رنگ کے کپڑے (پہننا)۔ زیر باب حدیث میں یہ ذکر ہے کہ رفاعہ کی مطلقہ اور عبدالرحمن بن زبیر کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی اس نے سبز رنگ کی اوڑھنی لی ہوئی تھی۔ حدیث تقریری کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے سبز کپڑے کے متعلق خاموشی اختیار کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے۔ امام بخاری اپنی شرائط کے مطابق احادیث سے مسائل کا استنباط فرماتے ہیں۔ سبز کپڑوں کے متعلق واضح احادیث دیگر کتب نے نقل کی ہیں مگر امام بخاری نے انہیں اپنی شرائط کے مطابق قبول نہیں کیا۔ مثلاً سنن ابی داؤد میں حضرت ابورمثہؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے دو سبز چادریں زیب تن فرمائی ہوئی تھیں۔<sup>۱</sup>

أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ أَمْرًا تَهُ: رفاعہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ یہ رفاعہ بن شموال قرظی ہیں، یہ قبیلہ

۱ (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الخضرۃ)

بنو قریظہ سے تھے۔ علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے ان کو رفاعہ بن رفاعہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی اس بیوی کا نام نہ بخاری کی کسی روایت میں آیا ہے نہ صحاح ستہ کی دیگر کتب میں، البتہ امام مالک نے ان کا نام تمیمہ بنت وہب بیان کیا ہے۔  
(عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۶)

## باب ۲۴: الثَّيَابُ الْبَيْضُ

سفید کپڑے

۵۸۲۶: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ  
حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ قَالَ رَأَيْتُ بِشَمَالِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِينِهِ  
رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضٌ يَوْمَ أُحُدٍ  
مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

۵۸۲۶: اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے ہمیں خبر دی کہ مسعر (بن کد ام) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے اپنے باپ (ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف) سے، ابراہیم نے حضرت سعد (بن ابی وقاص) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے جنگ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور آپ کے بائیں دو شخص دیکھے جن کے کپڑے سفید تھے۔ میں نے ان کو نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد۔

طرفہ: ۴۰۵۴۔

۵۸۲۷: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ  
يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّبَلِيِّ  
حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ  
قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضٌ وَهُوَ نَائِمٌ  
ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ

۵۸۲۷: ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسین (بن ذکوان) سے، حسین نے عبد اللہ بن بریدہ سے، عبد اللہ نے یحییٰ بن یعمر سے روایت کی کہ انہوں نے ان کو بتایا کہ ابو الاسود دہلی نے انہیں بتایا کہ حضرت ابو ذر (غفاری) رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا۔ وہ کہتے تھے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے

عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ  
عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ  
وَأِنْ زَنَى وَأِنْ سَرَقَ قَالَ وَأِنْ زَنَى  
وَأِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَأِنْ زَنَى وَأِنْ سَرَقَ  
قَالَ وَأِنْ زَنَى وَأِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَأِنْ  
زَنَى وَأِنْ سَرَقَ قَالَ وَأِنْ زَنَى وَأِنْ  
سَرَقَ عَلَى رَغَمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ وَكَانَ  
أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ وَأِنْ  
رَغَمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ.

تھے اور اس وقت آپ سو رہے تھے۔ پھر میں  
آپ کے پاس آیا اور آپ بیدار ہو گئے تھے۔  
آپ نے فرمایا: کوئی بھی ایسا بندہ نہیں جو لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللہ کا اقرار کرے۔ پھر اسی اقرار پر مرجائے تو  
وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا، گو  
اس نے زنا کیا ہو؟ گو اس نے چوری کی ہو؟ آپ  
نے فرمایا: گو اس نے زنا کیا ہو، گو اس نے چوری  
کی ہو۔ پھر میں نے کہا: گو اس نے زنا کیا ہو گو اس  
نے چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا: گو اس نے زنا کیا  
ہو گو اس نے چوری کی ہو۔ میں نے کہا: گو اس  
نے زنا کیا ہو گو اس نے چوری کی ہو۔ آپ نے  
فرمایا: (ہاں) گو اس نے زنا کیا ہو اور گو اس نے  
چوری کی ہو۔ ابو ذرؓ کے برا منانے کے باوجود۔  
اور حضرت ابو ذرؓ جب یہ حدیث بیان کرتے تو  
کہا کرتے گو ابو ذرؓ کو برا معلوم ہو۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ  
قَبْلَهُ إِذَا تَابَ وَنَدِمَ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ غُفِرَ لَهُ.

ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ موت کے  
قریب یا اس سے پہلے جب وہ توبہ کرے اور  
پشیمان ہو اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کرے تو اس  
کی بخشش کی جائے گی۔

أطرافه: ۱۲۳۷، ۱۴۰۸، ۲۳۸۸، ۳۲۲۲، ۶۲۶۸، ۶۴۴۳، ۶۴۴۴، ۷۴۸۷۔

**تشریح:** الثِّيَابُ الْبَيْضُ: سفید کپڑے۔ امام بخاری نے زیر باب دور روایات سے سفید کپڑوں کے  
استعمال بلکہ ان کی فضیلت کا اشارہ کیا ہے۔ اول روایت نمبر ۵۸۲۶ میں غزوہ احد میں فرشتوں کو  
سفید لباس میں دیکھا گیا گیا سفید لباس تو فرشتوں کا لباس ہے اور دوسری روایت نمبر ۵۸۲۷ میں آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے سفید لباس کا ذکر ہے۔ اصحاب السنن نے حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے:

إِلْبَسُوا الْبِيَاضَ فَإِنَّهَا أَظْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفَيْتُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ۔ ترمذی نے یہ روایت صحیح قرار دی ہے۔ ۱۔ یعنی سفید کپڑے پہنو، یہ زیادہ پاک اور طیب ہیں اور ان میں ہی اپنے مردوں کو کفن دو۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے حدیث صحیح قرار دیا ہے (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۷)

## باب ۲۵: لُبْسُ الْحَرِيرِ {وَافْتِرَاشُهُ} لِلرِّجَالِ وَقَدْرٌ مَا يَجُوزُ مِنْهُ

مردوں کا ریشمی کپڑے پہننا اور ان کے لئے اسے بچھانا اور کس قدر ریشم پہننا

(مردوں کے لئے) جائز ہے

۵۸۲۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ  
النَّهْدِيَّ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ  
مَعَ عُثْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِجَانَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَأَشَارَ  
بِإصْبَعِيهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامِ قَالَ  
فِيمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ.

۵۸۲۸: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے کہا: میں نے ابو عثمان نہدی سے سنا۔ انہوں نے کہا: ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا خط آیا اور ہم اس وقت حضرت عتبہ بن فرقہ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا مگر اتنا اور آپ نے دونوں انگلیوں سے جو انگوٹھے کے قریب ہیں اشارہ فرمایا۔ ابو عثمان نہدی نے کہا: جہاں تک ہمیں علم ہوا ہے آپ کی اس سے مراد بیل بوٹے حاشیہ وغیرہ ہے۔

أطرافه: ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵۔

۵۸۲۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ  
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي  
عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ

۵۸۲۹: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا۔ زہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو عثمان سے روایت کی، انہوں

۱۔ (سنن ترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء في لبس البياض)

۲۔ یہ لفظ عمدة القاری کے مطابق متن میں ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

نے کہا: حضرت عمرؓ نے ہمیں لکھا اور ہم اس وقت آذربائیجان میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اتنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں سیدھی ملا کر ہمیں بتایا اور زہیر نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو اٹھایا۔

بِأَذْرِيحَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرُ الْوُسْطَى وَالسَّبَابَةَ.

أطرافه: ۵۸۲۸، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵۔

۵۸۳۰: مسدود نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سلیمان) تیمی سے، تیمی نے ابو عثمان (نہدی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت عتبہؓ کے ساتھ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں صرف وہی ریشمی کپڑا پہنے گا جس نے آخرت میں اس کو نہ پہننا ہو۔ حسن بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عثمان نے ہمیں یہی حدیث بتائی اور ابو عثمان نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے۔

۵۸۳۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ التَّمِيمِيِّ عَنِ أَبِي عَثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْبَسُ الْحَرِيرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْآخِرَةِ. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عَثْمَانَ وَأَشَارَ أَبُو عَثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى.

أطرافه: ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵۔

۵۸۳۱: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے (عبدالرحمن) بن ابی لیلیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت حذیفہؓ مدائن میں

۵۸۳۱: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ حُدَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ

تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک دہقان چاندی کے ایک برتن میں پانی ان کے پاس لایا۔ انہوں نے وہ برتن اس پر پھینک دیا اور کہنے لگے کہ میں نے صرف اس لیے پھینکا ہے کہ میں نے اس کو منع کیا اور وہ باز نہیں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا، چاندی، حریر اور دیباچ یہ دنیا میں ان کے لئے ہیں اور آخرت میں تمہارے لئے۔

۵۸۳۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عبد العزیز بن صہیب نے ہم سے بیان کیا۔ عبد العزیز نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ شعبہ کہتے تھے: میں نے (عبد العزیز سے) پوچھا: کیا حضرت انسؓ نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے؟ تو عبد العزیز نے زور دے کر کہا کہ ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا تو وہ اس کو آخرت میں ہرگز نہیں پہنے گا۔

۵۸۳۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت (عبد اللہ) بن زبیرؓ سے سنا وہ لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيرُ وَالذِّبَاخُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

أطرافه: ۵۴۲۶، ۵۶۳۲، ۵۶۳۳، ۵۸۳۷۔

۵۸۳۲: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ.

۵۸۳۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُولُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَنْ يَلْبَسَهُ



فِي الْآخِرَةِ.

فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۵۸۳۴: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابو ذبیان خلیفہ بن کعب سے روایت کی۔ ابو ذبیان نے کہا: میں نے حضرت (عبداللہ) بن زبیرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت عمرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا اور ہم سے ابو عمر نے کہا کہ ہمیں عبدالوارث نے یزید (ضبی) سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ معاذہ (بنت عبداللہ عدویہ) کہتی تھیں کہ مجھے ام عمرو بنت عبداللہ (بن زبیر) نے بتایا کہ (وہ کہتی تھیں): میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے سنا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سنا۔ حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

۵۸۳۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذَبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ وَقَالَ لَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ أَخْبَرْتَنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

أطرافه: ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۵۔

۵۸۳۵: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مبارک نے ہمیں بتایا۔ علی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے عمران بن حطان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے ریشمی کپڑے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ عمران کہتے تھے: میں نے ان سے

۵۸۳۵: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَلْ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ

پوچھا۔ وہ کہنے لگے: حضرت ابن عمرؓ سے پوچھو۔  
 عمران کہتے تھے: میں نے حضرت ابن عمرؓ سے  
 پوچھا۔ انہوں نے کہا: مجھے ابو حفص یعنی حضرت عمر  
 بن خطابؓ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا: دنیا میں ریشم صرف وہی پہنتا ہے جس  
 کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (عمران کہتے تھے):  
 میں نے (یہ حدیث سن کر) کہا: ابو حفصؓ نے سچ  
 کہا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ  
 نہیں کہا۔ اور عبد اللہ بن رجاء نے کہا: ہمیں حرب  
 نے بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے روایت  
 کی۔ (انہوں نے کہا: عمران (بن حطان) نے مجھ  
 سے بیان کیا اور پھر انہوں نے بھی ساری حدیث  
 نقل کی۔

فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ  
 بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ  
 الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ  
 فِي الْآخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ  
 أَبُو حَفْصٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ  
 حَدَّثَنَا حَرَبٌ عَنِ يَحْيَى حَدَّثَنِي  
 عِمْرَانُ.. وَقَصَّ الْحَدِيثَ.

أطرافه: ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴۔

**تشریح:** لُبْسُ الْحَرِيرِ وَافْتِرَاشُهُ لِلرِّجَالِ وَقَدَرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ: ریشمی کپڑے پہننا اور  
 مردوں کے لئے اسے بچھانا اور جس قدر ریشم پہننا (مردوں کے لئے) جائز ہے۔ زیر باب تین  
 روایات نمبر ۵۸۲۸ تا ۵۸۳۰ میں حضرت عمرؓ کے اس خط کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرت عتبہ بن فرقدؓ کو لکھا جس  
 میں ریشم کی حرمت کا ذکر ہے حضرت عتبہ بن فرقدؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے عراق کی بعض مہمات میں سپہ سالار  
 تھے اور ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عتبہؓ نے دو غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت  
 کی۔ روایت نمبر ۵۸۲۹ میں ذکر ہے کہ ہم آذر بایجان میں تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے یہ ماورائے عراق ہے۔  
 علامہ عینی کہتے ہیں یہ درست نہیں بلکہ عراق اس کے جنوب میں ہے اور اس کے شمال میں تحقیق کے پہاڑ ہیں اور اس  
 کے مغرب میں بلاد روم کی حدود ہیں اور کچھ علاقہ الجزیرہ کا ہے۔ اور اس کے مشرق میں ”الحلیل“ کے پہاڑ ہیں۔  
 (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۹) روایت نمبر ۵۸۲۸ کی سند میں ابو عثمان النہدی کا ذکر ہے۔ یہ ابو عثمان آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسلمان ہو گئے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو ملاقات نصیب نہیں  
 ہوئی، اس لیے یہ صحابی نہیں کہلاتے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت

عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آپ ریشمی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے نہ دوسرے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی

اجازت دیتے تھے۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰)

نیز فرمایا:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دفعہ ایک جبہ دیا جو ریشمی تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک دفعہ آپ کو ایک ریشمی جبہ پیش کیا تھا۔ مگر آپ نے اس کو پسند نہ فرمایا۔ اب آپ مجھے خود ریشمی جبہ دے رہے ہیں۔ کیا میں اس کو پہن لوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے پہننے کے لئے نہیں دیا کسی کو تحفہ دے دو یا بیچ ڈالو۔ اس پر انہوں نے اپنے بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا اور کافر تھا دے دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے تعلقات منقطع نہیں ہو جاتے بلکہ مومن کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کا احترام کرے اور ہمیشہ ان سے حسن سلوک کرتا رہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت زیر آیت وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا، جلد ۷ صفحہ ۵۹۴)

## باب ۲۶: مَسُّ الْحَوِيرِ مِنْ غَيْرِ نَبْسٍ

ریشم چھونا بغیر اس کے کہ پہنے

وَيُرَوَّى فِيهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
سَع، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کی۔

۵۸۳۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَمِيدُ اللَّهِ بْنِ مُوسَى نَعْمِيْنُ بَتَايَا۔ انہوں

عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ  
الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدَيْ  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ  
حَرِيرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ  
مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ  
خَيْرٌ مِنْ هَذَا.

أطرافه: ۳۲۴۹، ۳۸۰۲، ۶۶۴۰-

### باب ۲۷: افْتِرَاشُ الْحَرِيرِ

ریشمی کپڑا بچھانا

وَقَالَ عُبَيْدَةُ هُوَ كَلْبَسِهِ.  
اور عبیدہ (مسلمانی) نے کہا: یہ ایسا ہی ہے جیسے اس  
کا پہننا۔

۵۸۳۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ  
بْنِ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ  
ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ  
أَبِي لَيْلَى عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آيَةِ الذَّهَبِ  
وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ  
الْحَرِيرِ وَاللِّبْيَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ.

۵۸۳۷: علی (بن عبد اللہ مدینی) نے ہم سے بیان  
کیا۔ وہب بن جریر نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ  
نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے  
(عبد اللہ) بن ابی نجیح سے سنا۔ عبد اللہ نے مجاہد  
سے، مجاہد نے ابن ابی لیلیٰ سے، ابن ابی لیلیٰ نے  
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے  
اور چاندی کے برتنوں میں پینے اور ان میں  
کھانے سے منع فرمایا۔ نیز حریر اور دیباچ پہننے سے  
اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

أطرافه: ۵۴۲۶، ۵۶۳۲، ۵۶۳۳، ۵۸۳۱-

## باب ۲۸: لُبْسُ الْقَسِيّ

قسی (ریشم) پہننا

اور عاصم (بن کلیب) نے ابو بردہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا: قسی کیسا کپڑا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وہ کپڑے تھے جو ہمارے پاس شام سے یا مصر سے آئے اس میں ریشمی دھاریاں تھیں اور ترنج کی طرح اس میں نیل بوٹے بنے ہوئے تھے اور میشرہ یعنی زین پوش، عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بنایا کرتی تھیں جو مخملی چادروں کی طرح ہوتیں جن کو وہ زردی سے رنگا کرتی تھیں۔ اور جریر (بن عبد الحمید) نے یزید سے اپنی حدیث میں یوں نقل کیا کہ قسی، دھاری دار کپڑے تھے جو مصر سے لائے جاتے ان میں ریشم ہوتا۔ اور میشرہ درندوں کی کھالوں کی ہوتیں۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: میشرہ کے متعلق عاصم کی روایت زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح ہے۔

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ مَا الْقَسِيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتُنْتَنُ مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ وَفِيهَا أَمْثَالُ الْأَتْرُنْجِ وَالْمَيْثِرَةِ كَانَتْ التِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَائِفِ يَصُفُّونَهَا۔  
وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ فِي حَدِيثِهِ الْقَسِيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمَيْثِرَةُ جُلُودُ السَّبَاعِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمَيْثِرَةِ.

۵۸۳۸: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث بن ابی شعثاء سے روایت کی کہ معاویہ بن سوید بن مقرن نے ہمیں بتایا۔ معاویہ نے حضرت (براء)

۵۸۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُؤَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ عَنِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

لے۔ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ یصوّفونہا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَ بِنِ عَازِبٍ سَعِ رَوَايَتِ كِي- حَضْرَتِ بَرَاءِ نَعِ كَمَا: عَنِ الْقَسِيِّ.

اور قسی کے کپڑوں سے منع فرمایا۔

أَطْرَافُهُ: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۴۹، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

**تشریح:** لُبْسُ الْقَسِيِّ: قسی (ریشم) پہننا۔ علامہ عینی نے کہا ہے ”قس“ سمندر کے ساحل پر ایک شہر تھا اس شہر میں ریشم کے کپڑے بنے جاتے تھے اب وہ شہر ویران ہو چکا ہے۔ ابو عبید نے کہا محدثین اسے ”ق“ کی کسر سے قسی اور اہل مصر ”ق“ کی فتح سے قسی کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ القزی ہے سین کی جگہ ”زا“ ہے اور ”قز“ موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ شرح التوضیح میں ذکر ہے ”قس“ نئیں کی ایک بستی تھی جو بحر میاط کے ساحل پر ایک جزیرے میں واقع تھی جو اب ویران ہو چکی ہے۔

(عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵)

وَالْمَيْثَرَةُ جُلُودُ السَّبَاعِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمَيْثَرَةِ: اور میثرہ درندوں کی کھالوں کی ہوتی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا: میثرہ کے متعلق عاصم کی روایت زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری نے اس کی تفسیر کا رد اس نکلے میں کیا ہے۔ كَانَتْ الْبِسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتَيْهِ وَمَعْلُ الْقَطَاثِفِ عَمْرَتَيْهِ اپنے خاوندوں کیلئے مخملی چادروں کی طرح انہیں بناتی تھیں۔ ابو عبید نے کہا ہے کہ عجمیوں کی سواریوں پر دیباچ یا ریشم کے کپڑے کو زین کے اوپر بچھایا جاتا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریشم کے کپڑے سے یا اونی کپڑے سے زین کو ڈھانپا جاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے یہ پھولے بستر (گدے) کی طرح ہوتا تھا جو ریشم سے بنایا جاتا تھا اور اس میں سوت بھی استعمال کیا جاتا تھا اور سوار اس کپڑے کو پالان کے اوپر بچھاتا تھا۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵)

## بَابُ ۲۹: مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ

خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت کے بارہ میں

۵۸۳۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

۵۸۳۹: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ اور عبد الرحمنؓ کو ریشم پہننے کی اجازت دی کیونکہ ان دونوں کو خارش کی بیماری تھی۔

أَطْرَافُهُ: ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲۔

**تشریح:** مَا يُرْخَصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكْمَةِ: خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت کے بارہ میں۔ حضرت اقدس صبح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایک شخص آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے حکم دیا کہ تو ریشم کا کرتہ پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں۔ (ایسے ہی خارش والے کے لیے ریشم کا لباس مفید ہے)۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۴)

### باب ۳۰: الْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ

ریشمی کپڑا عورتوں کے لیے ہے

۵۸۴۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيْرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

۵۸۴۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ نیز محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے عبد الملک بن میسرہ سے، عبد الملک نے زید بن وہب سے، زید نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی جوڑا جس میں زرد دھاریاں تھیں پہننے کے لئے دیا۔ میں اس کو پہن کر نکلا تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضی دیکھی۔ پھر میں نے اس کو بھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

أطرافه: ۲۶۱۴، ۵۳۶۶۔

۵۸۴۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى حُلَّةً سِيْرَاءَ تَبَاعُ فَقَالَ يَا

۵۸۴۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: جویریہ نے مجھ سے بیان کیا۔ جویریہ نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

رَسُولَ اللَّهِ لَوْ ابْتَعْتَهَا تَلَبَّسَهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةَ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ حُلَّةً سِيرَاءَ حَرِيرًا كَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ كَسَوْتِيبَهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا.

ایک زرد دھاری دار ریشمی جوڑا بکتے دیکھا کہنے لگے: یا رسول اللہ! اگر آپ اس کو خرید لیں جب وفود آپ کے پاس آئیں تو ان کے لئے اور جمعہ کے دن اسے پہنا کریں۔ آپ نے فرمایا: یہ تو وہی پہنتا ہے جس کے لئے کوئی بھلائی نہیں اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد حضرت عمرؓ کو زرد دھاری دار ریشمی جوڑا بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپ نے مجھے یہ پہننے کے لئے دیا ہے؟ حالانکہ میں آپ سے سن چکا ہوں کہ آپ اس کے متعلق وہ رائے رکھتے ہیں جو آپ بتلا چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے یہ تمہیں اس لئے بھیجا تھا کہ تم اسے پہنویا یہ (کسی کو) پہناؤ۔

أطرافه: ۸۸۶، ۹۴۸، ۲۱۰۴، ۲۶۱۲، ۲۶۱۹، ۳۰۵۴، ۵۹۸۱، ۶۰۸۱۔

۵۸۴۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى عَلِيَّ أُمَّ كَلْثُومٍ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيرَاءً.

۵۸۴۲: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے بتایا کہ انہوں نے حضرت اُمّ کلثومؓ علیہا السلام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں زرد دھاری دار ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

**تشریح:** الْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ: ریشمی کپڑا عورتوں کے لیے ہے۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا دیا جس میں زرد دھاریاں تھی۔ آپ وہ پہن کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔ آپ کی ناراضی دیکھ کر حضرت علیؓ نے اپنے گھر کی خواتین میں تقسیم کر دیا۔ شارحین نے بعض دیگر روایات سے ان خواتین کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے اسے الفواطم کے درمیان تقسیم کر دیا۔ الفواطم سے کیا مراد ہے؟ ابن قتیبہ نے کہا



ہے القواطمہ حضرت فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جو کہ حضرت علیؑ کی والدہ ہیں، مراد ہیں۔ امام طحاوی کی روایت میں ذکر ہے کہ آذر بایجان کے امیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی جوڑے کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو دیا اور فرمایا تم القواطمہ میں تقسیم کر دو۔ میں نے وہ چار حصوں میں تقسیم کیا، فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جو حضرت علیؑ کی والدہ تھیں اور فاطمہ بنت النبیؑ اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب اور چوتھی کا ذکر امام طحاوی کی روایت میں نہیں ہے بلکہ قاضی عیاض نے کہا ہے غالباً چوتھی فاطمہ عقیل بن ابی طالب کی زوجہ تھیں اور وہ شیبہ بن ربیعہ یا ایک روایت کے مطابق عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی تھیں۔

(عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۷، ۱۸)

حُلَّةٌ سَيِّئَةٌ: زیر باب روایت نمبر ۵۸۴۰ میں اس ریشمی جوڑے کے لیے ”حُلَّةٌ سَيِّئَةٌ“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تہبند اور چادر کو حُلَّةٌ کہتے ہیں۔ ابن اثیر کہتے ہیں حُلَّةٌ اسے اس صورت میں کہیں گے جب دونوں کپڑے (تہبند اور چادر) ایک ہی کپڑے کی قسم کے ہوں۔ امام مالک نے کہا: سَيِّئَةٌ اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کے کنارے ریشم کے ہوں۔ اصمعی نے کہا کہ وہ ایسا کپڑا ہے جس میں ریشم کی دھاریاں اور خطوط (کلیئریں) ہوں۔ خلیل نے کہا ہے یہ وہ کپڑا ہے جس میں پسلیوں کی طرح کی چوڑی چوڑی کلیئریں ہوں۔ جوہری نے کہا ہے یہ وہ چادر ہے جس میں زرد رنگ کے خطوط ہوں۔ یہ بھی سوال اٹھایا گیا ہے کہ ”حُلَّةٌ سَيِّئَةٌ“ میں اضافت ہے یا نہیں۔ اکثر نے کہا ہے حُلَّةٌ پر تینوں ہے اور سَيِّئَةٌ عطف بیان ہے۔ خطابانی کہتے ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے ”ثاقَةٌ عَشْرَاءُ“ ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۷)

### بَابُ ۳۱

مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللَّبَاسِ وَالْبُسْتِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مختصر لباس اور بچھونار کھتے

۵۸۴۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ  
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ  
سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَبِثْتُ  
سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عَمْرَ عَنِ  
الْمَرَأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ

۵۸۴۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ  
حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن  
سعید سے، یحییٰ نے عبید بن حنین سے، عبید نے  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی  
انہوں نے کہا: میں ایک برس تک انتظار کرتا رہا  
اور میں یہ چاہتا تھا کہ حضرت عمرؓ سے ان دو عورتوں

کے متعلق پوچھوں، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپس میں ایک کیا تھا مگر میں اُن سے ڈرتا رہا۔ ایک دن وہ ایک پڑاؤ میں اترے اور پیلو کے جھنڈ میں گئے۔ جب وہاں سے باہر آئے تو میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا: عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔ پھر کہنے لگے: ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کسی شمار میں بھی نہ سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کا ذکر کیا، تو ہم اس وجہ سے ان کا اپنے ذمے حق سمجھنے لگے بغیر اس کے کہ انہیں اپنے معاملات میں سے کسی میں دخل دینے دیں اور میرے اور میری بیوی کے درمیان جو گفتگو ہوئی تو اس نے مجھ سے سخت کلامی کی۔ میں نے اس سے کہا: اچھا تم اس حد تک پہنچ گئی ہو۔ وہ کہنے لگی: تم مجھے یہ کہتے ہو اور تمہاری بیٹی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتی رہتی ہے۔ یہ سن کر میں حفصہؓ کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا: میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرنا پھر آپ کی تکلیف کے متعلق سن کر میں نے پہلے اس (حفصہؓ) کے پاس جا کر کہا۔ پھر میں اُم سلمہؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ وہ کہنے لگیں: عمر! میں تم پر حیران ہوں کہ تم اب ہمارے معاملات میں بھی دخل دینے لگ گئے ہو۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَتْ أَهَابُهُ  
فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَكَ فَلَمَّا  
خَرَجَ سَأَلَتْهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ  
ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ  
النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ  
وَذَكَرَهُنَّ اللَّهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذَلِكَ عَلَيْنَا  
حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ نَدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ  
مِنْ أُمُورِنَا وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي  
كَلَامٌ فَأَغْلَظْتُ لِي فَقُلْتُ لَهَا وَإِنَّكَ  
لَهُنَا قَالَتْ تَقُولُ هَذَا لِي وَابْتِنْتُكَ  
تُوذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأْتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا إِنِّي  
أَحَدَرْتُكَ أَنْ تَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي أَذَاهُ فَأْتَيْتُ أُمَّ  
سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ  
مِنْكَ يَا عَمْرُ قَدْ دَخَلْتُ فِي أُمُورِنَا  
فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ  
فَرَدَدْتُ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا  
غَابَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَشَهِدَتْهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ وَإِذَا  
غَبْتُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ

اب یہی باقی رہ گیا تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج کے درمیان بھی مداخلت کرو۔ انہوں نے بار بار یہی فقرہ دہرایا اور انصار میں سے ایک شخص تھا کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضر ہوتا اور میں آپ کے پاس موجود ہوتا تو میں اس کے پاس وہ خبریں لاتا جو ہوتیں اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضر ہوتا اور وہ موجود ہوتا تو میرے پاس وہ خبریں لاتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارد گرد جتنے قبائل تھے وہ سب آپ کے لئے سیدھے ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا مگر غسان کا بادشاہ جو شام میں تھا۔ ہم ڈرتے تھے کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر دے۔ ایک ایک مجھے معلوم ہوا کہ وہ انصاری ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ ایک بہت بڑا واقعہ ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: وہ کیا ہے غسانی آن پہنچے؟ کہنے لگا: اس سے بھی بڑھ کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ میں آیا تو کیا ہے کہ ان کے حجروں سے رونے کی آواز آرہی ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک بالا خانے میں اوپر تشریف لے گئے ہیں اور اس بالا خانے کے دروازے پر ایک غلام ہے۔ میں اس کے پاس آیا۔ میں نے کہا: میرے لئے

أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مِنْ حَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اسْتَفَامَ لَهُ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِينَا فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّهُ قَدْ حَدَّثَ أَمْرٌ قُلْتُ لَهُ وَمَا هُوَ أَجَاءَ الْغَسَّانِي قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَاءُ فِي حُجْرِهِنَّ كُلِّهِنَّ وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَعَلَى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِي فَأَذِنَ لِي فِدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لَيْفٌ وَإِذَا أَهْبُ مُعَلَّقَةٌ وَقَرِظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِي قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِي رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

اجازت مانگو۔ اس نے میرے لیے اجازت مانگی تو میں اندر گیا۔ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر (لیٹے) ہیں اس نے آپ کے نشان ڈال دیئے ہیں اور آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ چند کچی کھالیں لٹک رہی ہیں اور کیکر کے کچھ پتے ہیں۔ میں نے جو حفصہؓ اور ام سلمہؓ سے کہا تھا اور جو ام سلمہؓ نے مجھے جواب دیا اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ہنس پڑے۔ آپ انیتس راتیں وہاں رہے پھر اس کے بعد اترے۔

أطرافه: ۸۹، ۲۴۶۸، ۴۹۱۳، ۴۹۱۴، ۴۹۱۵، ۵۱۹۱، ۵۲۱۸، ۷۲۵۶، ۷۲۶۳۔

۵۸۴۴: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف صنعانی) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے ہند بنت حارث نے خبر دی۔ ہند نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جاگے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آج رات کیا کچھ فتنے اتارے گئے ہیں اور کیا کیا خزانے اتارے گئے ہیں۔ ان حجروں والیوں کو کون جگائے؟ کتنی ہی پہننے والی ہیں دنیا میں، جو قیامت کے دن ننگی ہوں گی۔

۵۸۴۴: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرْتَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّيْلَةَ مِنْ الْفِتْنَةِ مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوَقِّظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قَالَ الرَّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَرْزَارٌ زهری نے کہا اور ہند کی آستینوں میں اس کی  
فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا۔ انگلیوں کے درمیان بٹن ہو کر تے تھے۔

أطرافه: ۱۱۵، ۱۱۲۶، ۳۵۹۹، ۶۲۱۸، ۷۰۶۹۔

### باب ۳۲: مَا يُدْعَى لِمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

جو شخص نیا کپڑا پہنے اس کے لئے کیا دعا کی جائے

۵۸۴۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ خَالِدِ بْنِتْ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ قَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوَهَا هَذِهِ الْخَمِيصَةَ فَأَسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ انْثُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأَتَيْتُ بِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْبَسَنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِلْمِ الْخَمِيصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُولُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ. قَالَ إِسْحَاقُ حَدَّثَنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِي

۵۸۴۵: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ ان کے باپ نے کہا: حضرت ام خالد بنت خالد (بن سعید بن عاص) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں ایک سیاہ اونٹنی دھاری دار چادر بھی تھی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم یہ چادر کس کو پہنائیں؟ لوگ خاموش ہو رہے۔ آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لے آؤ۔ (حضرت ام خالد کہتی ہیں:) مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے مجھے یہ (چادر) پہنائی اور دوبار فرمایا: ہمیشہ ہی پہنتی رہو۔ آپ اس چادر کے تیل بوٹوں کو دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے

أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلَى أُمِّ خَالِدٍ.

اور فرماتے: اُمّ خالد! ہَذَا سَنَا اور سَنَا حَبَشِي  
زبان میں اچھے کو کہتے ہیں۔ اسحاق (بن سعید)  
نے کہا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایک  
عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس  
چادر کو حضرت اُمّ خالدؓ کو پہنے ہوئے دیکھا۔

أطرافه: ۳۰۷۱، ۳۸۷۴، ۵۸۲۳، ۵۹۹۳۔

**تشریح:** مَا يَدْعَى لِمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا جَدِيدًا: جو شخص نیا کپڑا پہنے اس کے لئے کیا دعا کی جائے۔  
حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام  
لیتے، عمّامہ یا قمیص یا چادر، پھر یہ دعا کرتے: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ وَأَسْتَلِّكَ حَيْزُهُ وَخَيْرُهُ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ  
بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔ اے میرے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تُو نے مجھے یہ پہنایا، میں اس کپڑے کی خیر اور جس  
کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اسکی اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

### باب ۳۳: النَّهْيُ عَنِ التَّزَعُّفِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لئے زعفران استعمال کرنا

۵۸۴۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ  
قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعَّفَرَ الرَّجُلُ.  
۵۸۴۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث  
(بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد العزیز  
سے، عبد العزیز نے حضرت انسؓ سے روایت  
کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع  
فرمایا ہے کہ مرد زعفرانی رنگ استعمال کرے۔

**تشریح:** النَّهْيُ عَنِ التَّزَعُّفِ لِلرِّجَالِ: مردوں کے لئے زعفران استعمال کرنا۔ باب نمبر ۳۳ سے  
۳۶ تک مختلف رنگ کے کپڑے پہننے کا ذکر ہے۔ ہر معاشرے میں بالعموم مردوں اور عورتوں  
کے کپڑوں کے الگ الگ رنگ اور ڈیزائن ہوتے ہیں۔ بعض رنگ اور ڈیزائن مردوں کے لیے مخصوص ہو جاتے ہیں  
اور بعض عورتوں کے لئے۔ مردوں کے لئے رنگ دار یا شوخ اور بھڑکیلے رنگ عام طور پر پسند نہیں کیے جاتے جیسا کہ  
زیر باب حدیث میں بھی زعفران کے رنگ والے کپڑوں کی مردوں کے لیے منہائی کا ذکر ہے۔ تاہم خواتین شوخ

۱۔ (ترمذی، ابواب اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوباً جدیداً)

رنگ اور متنوع ڈیزائنز کے کپڑے پہنتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ کسی بھی کپڑے کے پہننے میں اگر دکھاوا، ریاکاری، عجب، خود پسندی اور تکبر ملحوظ ہو تو چاہے کسی بھی رنگ اور کسی بھی نوع کا کپڑا ہو، شریعت اسلامیہ میں اسے جائز قرار نہیں دیا گیا بلکہ ایسے تکبر و ریاسے پہننے والوں کا انجام احادیث میں برابٹایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیر زادوں اور فقیروں کے عجیب عجیب حالات لکھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ افسوس ہے بڑی ابتری پھیل گئی ہے کیونکہ یہ فقیر جو اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں وہ فقیر اللہ نہیں ہیں بلکہ فقیر الخلق ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون، لباس خورد و نوش اور کلام میں حکمت پر عمل کرتے ہیں مثلاً کپڑوں کے لیے وہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم عام غریبوں کی طرح گزی گاڑھے کے کپڑے پہنیں تو وہ عزت نہ ہوگی جو امراء سے توقع کی جاتی ہے وہ ہم کو کم حیثیت اور ادنیٰ درجہ کے لوگ سمجھیں گے۔ لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہیں تو پھر وہ ہم کو کامل دنیا دار سمجھ کر توجہ نہ کریں گے اور دنیا دار ہی قرار دیں گے اس لیے اس میں یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلیٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لیے۔ لیکن ان کو رنگ دے لیا جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۸)

### باب ۳۴: الثَّوْبُ الْمَزْعَفَرُ

زعفران سے رنگا کپڑا

۵۸۴۷: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ  
ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ  
يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوعًا بَوْسٍ  
أَوْ بَزْعَفَرَانٍ.

۵۸۴۷: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ محرم ایسا کپڑا پہنے جو ورس یا زعفران سے رنگا ہو۔

## باب ۳۵: الثُّوبُ الْأَحْمَرُ

سرخ رنگ کا کپڑا

۵۸۴۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةِ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۸۴۸: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے روایت کی۔ ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قامت تھے اور میں نے آپ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا میں نے آپ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

أطرافه: ۳۵۵۱، ۵۹۰۱۔

## باب ۳۶: الْمِثْرَةُ الْحَمْرَاءُ

سرخ زین پوش

۵۸۴۹: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّبْيَاجِ وَالْقَسِيِّ وَالِاسْتَبْرَقِ وَالْمِيَاثِرِ الْحُمْرِ.

۵۸۴۹: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث (بن ابی شعثاء) سے، اشعث نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، معاویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا۔ بیمار کی عیادت کرنا اور جنازوں کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو دعا سے جواب دینا، اور ہمیں ریشمی کپڑا اور دیباچ اور قسی اور استبرق اور سرخ زین پوشوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۳۸، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔



**تشریح:** الْبَيْتُزَّةُ الْحَمْرَاءُ: سرخ زین پوش۔ مِثْمَزَّةٌ اس نرم ریشم کے کپڑے کو کہتے ہیں جس کو زین کے اوپر بچھایا جاتا ہے۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا۔ اس روایت میں تین کا ذکر ہے جبکہ دیگر روایات میں درج ذیل چار امور کا ذکر ملتا ہے: دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا، سلام کو عام کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا۔ (روایت نمبر ۵۲۳۵) زیر باب حدیث میں دیباچہ کا ذکر ہے یہ فارسی لفظ ہے جسے معرب کیا گیا ہے اس سے مراد نرم ریشم ہے نیز استبرق کا ذکر ہے، استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۳)

### بَابُ ۳۷: النَّعَالُ السَّبْتِيَّةُ وَغَيْرَهَا

صاف چمڑے وغیرہ کے جوتے

۵۸۵۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ  
حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ أَبِي  
مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي  
نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.  
طرفہ: ۳۸۶۔

۵۸۵۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ  
عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ  
عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ  
أَرْبَعًا لَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ  
يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ  
قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا  
الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النَّعَالَ  
السَّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ

۵۸۵۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ  
حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید  
ابو مسلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے  
حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اپنی جوتیوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟  
انہوں نے کہا: ہاں۔

۵۸۵۱: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔  
انہوں نے مالک سے، مالک نے سعید مقبری سے،  
سعید نے عبید بن جریج سے روایت کی کہ انہوں  
نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا:  
میں نے آپؓ کو ایسی چار باتیں کرتے دیکھا ہے کہ  
آپؓ کے ساتھیوں میں سے میں نے کسی کو بھی  
ان باتوں کو کرتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا:  
ابن جریج وہ کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا: میں نے  
آپؓ کو دیکھا ہے کہ آپؓ رکنوں میں سے صرف

وَرَأَيْتَكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهْلَ النَّاسِ إِذَا رَأُوا الْهَالَالَ وَلَمْ تُهَلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ أَمَا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا التِّعَالُ السَّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ التِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالَ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلُّ حَتَّى تَنْبَعَثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

یمانی رکنوں کو ہی چھوتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صاف سبتی جوتی پہنتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ زرد خضاب لگاتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ میں ہوں لوگ جب چاند کو دیکھتے ہیں تو آپ لبیک پکارتے ہیں اور آپ لبیک نہیں پکارتے جب تک کہ آٹھویں تاریخ نہ ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا: یہ جو رکن ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے سوائے یمنی رکنوں کے کسی اور کو چھوا ہو اور جو صاف سبتی جوتے ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ وہی جوتی پہنا کرتے تھے جس میں بال نہ ہوتے اور ان کو پہنے ہوئے وضو کرتے اور میں بھی پسند کرتا ہوں کہ انہی کو پہنوں اور یہ جو زرد رنگ کا خضاب ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کا خضاب لگاتے تھے اس لئے میں بھی پسند کرتا ہوں کہ اس کا خضاب لگاؤں اور یہ جو لبیک پکارنا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ اس وقت تک لبیک پکارتے ہوں جب تک کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر اٹھ کھڑی نہ ہو۔

أطرافه: ۱۶۶، ۱۵۱۴، ۱۵۵۲، ۱۶۰۹، ۲۸۶۵۔

۵۸۵۲: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار

۵۸۵۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ

سے، عبد اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ محرم ایسا کپڑا پہنے جو زعفران یا درس سے رنگا ہو اور آپ نے فرمایا: جس کو جو تیاں میسر نہ ہوں وہ موزے ہی پہن لے اور وہ انہیں ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے۔

أطرافه: ۱۳۴، ۳۶۶، ۱۵۴۲، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۵۷۹۴، ۵۸۰۳، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۴۷۔

۵۸۵۳: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے جابر بن زید سے، جابر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس تہ بند نہ ہو وہ پا جامہ ہی پہن لے اور جس کے پاس جو تیاں نہ ہوں تو وہ موزے ہی پہن لے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَيَلْقُطْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

۵۸۵۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

أطرافه: ۱۷۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۳، ۵۸۰۴۔

**تشریح:** النَّعَالُ السَّبْتِيَّةُ وَغَيْرُهَا: صاف چڑے وغیرہ کے جو تہ نعال کی جمع ہے اس سے مراد جوتا ہے۔ النعل والنعله: وہ چیز جس سے پاؤں کی حفاظت کی جائے۔

(عمدة القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۴)

السَّبْتِيَّةُ: اس جو تہ کو کہتے ہیں جس کا چڑا بال اتار کر صاف کیا گیا ہو۔ یا اس چڑے کو کہتے ہیں جس کو کیکر کے پتوں سے رنگا جائے۔ عرب عام طور پر بالوں سمیت چڑے کے جو تہ پہنتے تھے۔ چڑے کو رنگتے نہیں تھے۔ علامہ ابو سعید کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں صرف صاحب حیثیت مالدار لوگ رنگے چڑے کی جو تہ پہنتے تھے۔ ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں جس کو کیکر کے پتوں سے رنگا جائے اسے سَبْتِيَّةُ کہتے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۴)

زیر باب روایت نمبر ۵۸۵۰ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تہ سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ سنن ابی داؤد وغیرہ میں بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: یہود کی مخالفت کرو۔ وہ موزے اور جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔<sup>۱</sup> ابو داؤد کی ہی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں کے ساتھ نماز پڑھا ہے تھے۔ دوران نماز آپ نے جوتے اتار دیئے۔ آپ کو دیکھ کر صحابہؓ نے بھی جوتے اتار دیئے۔ نماز کے بعد صحابہؓ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ آپ کے جوتوں کو کوئی لائش لگی ہے تو میں نے جوتے اتار دیئے۔<sup>۲</sup> ابو داؤد کی ہی ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہن کر اور جوتے اتار کر دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔<sup>۳</sup> حضرت انسؓ کی زیر باب روایت سے جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا جواز بیان کیا ہے۔ دونوں باتیں موقع، جگہ اور صورت حال کے مطابق ہیں۔ عام دستور آپ کا جوتے اتار کر نماز پڑھنے کا ہی تھا۔ تاہم مسجد کے علاوہ ایسی جگہ جہاں جوتے اتارنا تکلیف کا باعث ہو جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا جواز ہے۔ مثلاً دوران سفر سواری پر نماز پڑھنا، تاہم صفائی اور نظافت جو شرائط نماز میں سے ضروری ہے اس کا اطلاق جوتوں اور بدن سب کیلئے یکساں ہے۔

### باب ۳۸: يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيَمْنِي

دائیں جوتے کو پہلے پہننے

۵۸۵۴: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ ۵۸۵۴: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ  
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ نَعْلَيْهِ سَلِيمٌ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ  
سَلِيمِ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيْمَنَ فِي طَهْوَرِهِ  
وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ. ۵۸۵۴: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ  
شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے اشعث بن سلیم نے بتایا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ  
مسروق سے، مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتاتے تھے کہ آپ  
فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو غسل وغیرہ کرنے میں اور اپنی کنگھی کرنے میں اور  
اپنے جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔

أطرافه: ۱۶۸، ۴۲۶، ۵۳۸۰، ۵۹۲۶۔

۱ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب الصلوة فی النعل)

۲ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب الصلوة فی النعل)

۳ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب الصلوة فی النعل)

## باب ۳۹: ۱- لَا يَمْشِي فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ

ایک جوتے میں نہ چلے

۵۸۵۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ  
عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ  
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا  
يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ  
لِيُخْفِيَهُمَا أَوْ لِيُنْعِلَهُمَا جَمِيعًا.

۵۸۵۵: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے مالک سے، مالک نے ابو زناد سے، ابو زناد نے  
اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے  
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
تم میں سے کوئی ایک ہی جوتا پہن کر نہ چلے یا تو  
دونوں پاؤں کو تنگا رکھے یا ان دونوں میں جوتا

پہنے۔

## باب ۴۰: ۲- يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرَى

پہلے بائیں جوتا اتارے

۵۸۵۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ  
عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ  
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ  
بِالْيَمِينِ وَإِذَا انْتَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ  
لِتَكُنَّ الْيَمْنَى أَوْلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرُهُمَا  
تُنزَعُ.

۵۸۵۶: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے مالک سے، مالک نے ابو الزناد سے، ابو الزناد  
نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے  
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دائیں سے  
شروع کرے اور جب اتارے تو پہلے بائیں سے  
شروع کرے۔ دائیں پاؤں جوتا پہننے وقت پہلے ہو  
اور اتارتے وقت آخری ہو۔

۱- فتح الباری مطبوعہ دار السلام کے مطابق اس باب کا نمبر ۴۰ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۸۱)

۲- فتح الباری مطبوعہ دار السلام کے مطابق اس باب کا نمبر ۳۹ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۸۳)

## باب ۴۱: قِبَالَانِ فِي نَعْلِ وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا

ہر ایک چپل میں دو دو تسمے اور جس نے ایک ہی تسمے کو کافی سمجھا

۵۸۵۷: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُمَا قِبَالَانِ.

۵۸۵۷: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی میں دو دو تسمے تھے۔

أطرافه: ۳۱۰۷، ۵۸۵۸۔

۵۸۵۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ هَذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۸۵۸: محمد (بن مقاتل) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ نے ہمیں خبر دی کہ عیسیٰ بن طہمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ دو جوتے لے کر ہمارے پاس باہر آئے ان دونوں میں دو، دو تسمے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ہے۔

أطرافه: ۳۱۰۷، ۵۸۵۷۔

## باب ۴۲: الْقُبَّةُ الْحَمْرَاءُ مِنْ أَدَمَ

لال چمڑے کا خیمہ

۵۸۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمَ وَرَأَيْتُ

۵۸۵۹: محمد بن عزرہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن ابی زائدہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے اپنے باپ سے روایت کی۔ ان کے باپ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اس وقت چمڑے

بَلَّالًا أَخَذَ وَضُوءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُونَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَّلٍ يَدٍ صَاحِبِهِ.

کے ایک سرخ خیمے میں تھے اور میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو سے بچا ہوا پانی لیا اور لوگ اس پانی کے لئے لپک رہے تھے۔ جس نے اس میں سے کچھ پایا اسے اپنے بدن پر مل لیا اور جس نے اس میں سے کچھ نہ پایا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری کو ہی لے لیا۔

أطرافه: ۱۸۷، ۳۷۶، ۴۹۵، ۴۹۹، ۵۰۱، ۶۳۳، ۶۳۴، ۳۵۵۳، ۳۵۶۶، ۵۷۸۶۔

۵۸۶۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ آدَم.

۵۸۶۰: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے بتایا۔ اور لیث (بن سعد) نے کہا کہ مجھے یونس نے بتایا۔ یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا: مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو چڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا۔

أطرافه: ۳۱۴۷، ۳۵۲۸، ۳۷۷۸، ۳۷۹۳، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۷، ۶۷۶۲، ۷۴۴۱۔

### باب ۴۳: الْجُلُوسُ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ

بوری وغیرہ پر بیٹھنا

۵۸۶۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَرْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ آدَم.

۵۸۶۱: محمد بن ابی بکر (مقدمی) نے مجھ سے بیان کیا کہ معتمر (بن طرخان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

نے عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے سعید سے، سعید نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن (بن عوف) سے، ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک بوریا سے حجرہ سا بنالیتے تھے اور (اس میں) نماز پڑھتے تھے اور دن کو اسے بچھالیتے اور اس پر بیٹھتے تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادھر ادھر سے اکٹھے ہونے لگتے اور آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے۔ آپ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: لوگو! اتنے ہی عمل کرو جتنی کہ تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تو نہیں اکتاتا مگر تم ہی اکتا جاتے ہو اور اللہ کو وہی عمل زیادہ پیارا ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے گو تھوڑا ہی ہو۔

أطرافه: ۷۲۹، ۷۳۰، ۹۲۴، ۱۱۲۹، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲۔

### باب ۴۴: الْمُرَزُّ بِالذَّهَبِ

جس کپڑے کو سونے کے بٹن لگے ہوں

۵۸۶۲: اور لیث نے کہا: ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت کی کہ ان کے باپ مخرمہؓ نے ان سے کہا: اے میرے بیٹے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئی ہیں اور آپ ان کو تقسیم کر رہے ہیں چلو ہم بھی آپ کے پاس جائیں۔ چنانچہ ہم گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْتَجِرُ حَصِيرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَيَجْعَلُ النَّاسُ يَثُوبُونَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ حَتَّى كَثُرُوا فَأَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَيَّ اللَّهُ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ.

۵۸۶۲: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَادْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا



فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ اذْعُ لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُرَزَّرٍ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةٌ هَذَا خَبَانَا لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

اپنے گھر میں پایا تو مخرمہؓ نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے اس کو بہت ہی برا سمجھا۔ میں نے کہا: کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے پاس بلاؤں؟ انہوں نے کہا: بیٹا! وہ مغرور نہیں ہیں۔ تب میں نے آپ کو بلایا، آپ باہر آئے اور آپ پر ایک ریشمی قباحتی جسے سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: مخرمہؓ یہ ہم نے تمہارے لئے چھپا رکھی ہے اور آپ نے وہ ان کو

دے دی۔

أطراف: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۳۱۲۷، ۵۸۰۰، ۶۱۳۲۔

**تشریح:** الْمُرَزَّرُ بِالذَّهَبِ: جس کپڑے کو سونے کے بٹن لگے ہوں۔ عرض کی گئی کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”۳-۴ ماشہ تک کوئی حرج نہیں، لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔ اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لیے جائز رکھا ہے۔ ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں۔ جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طیب بتلاوے تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۴)

## بَاب ۴۵ : خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ

سونے کی انگوٹھیاں

۵۸۶۳: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ  
مِعَاوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ قَالَ سَمِعْتُ

۵۸۶۳: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ اشعث بن سلیم نے ہم سے بیان کیا، اشعث نے کہا: میں نے معاویہ بن

سويد بن مقرن سے سنا۔ معاویہ نے کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں سے منع فرمایا۔ سونے کی انگوٹھی سے یا کہا سونے کے چھلے سے منع فرمایا اور ریشمی کپڑے اور استبرق اور دیباچ اور سرخ ریشمی زین پوش اور قسی اور چاندی کے برتنوں سے بھی منع فرمایا اور ہمیں سات باتوں کا حکم دیا۔ بیمار پرسی کرنے، جنازوں کے ساتھ جانے اور چھینکنے والے کو دعا دینے اور سلام کا جواب دینے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۳۸، ۵۸۴۹، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

۵۸۶۴: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے نصر بن انس سے، نصر نے بشیر بن نہبیک سے، بشیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا اور عمرو (بن مرزوق ہاشمی) نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے ایسا ہی نصر سے سنا۔ نصر نے بشیر سے سنا۔

۵۸۶۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن

الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعِ نَهَانَا عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالذَّبْيَاجِ وَالْمِثْرَةَ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِيَّ وَأَيَّةِ الْفِضَّةِ وَأَمْرَنَا بِسَبْعِ بَعَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ.

۵۸۶۴: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ. وَقَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضَرَ سَمِعَ بَشِيرًا .. مِثْلَهُ.

۵۸۶۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا  
مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ  
فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ  
خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ أَوْ فِضَّةٍ.

سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ  
(عمری) سے، عبید اللہ نے کہا کہ مجھے نافع نے  
بتایا۔ نافع نے حضرت عبد اللہ (بن عمر) رضی اللہ  
عنه سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے  
کی ایک انگوٹھی بنوائی اور آپ نے اس کا ٹکینہ اس  
طرف رکھا جو ہتھیلی کے قریب تھا۔ پھر لوگوں  
نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے  
اس کو پھینک دیا اور آپ نے چاندی کی انگوٹھی  
بنوائی۔ راوی نے وَرَقٍ کا لفظ بیان کیا یا فِضَّةٍ کا۔

أطرافه: ۵۸۶۶، ۵۸۶۷، ۵۸۷۳، ۵۸۷۶، ۶۶۵۱، ۷۲۹۸۔

**تشریح:** خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ: سونے کی انگوٹھیاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نجاشیؓ کے مابین  
تحائف کا سلسلہ بھی قائم تھا چنانچہ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک  
دفعہ سیاہ رنگ کے موزوں کا جوڑا بھیجا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا اور وضو کرتے ہوئے اس پر  
مسح کیا۔ لے نجاشیؓ نے ایک دفعہ سونے کی انگوٹھی بھیجی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انگوٹھی اپنی نواسی اُمّہؓ کو  
جو حضرت زینبؓ کی بیٹی تھیں، پہننے کے لئے دی۔<sup>۱</sup>

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ تحریر عرض کی کہ ہمارے ہاں رسم ہے کہ جب  
بچے کو بسم اللہ کرائی جاوے تو بچے کو تعلیم دینے والے مولوی کو ایک عدد تختی چاندی یا سونے کی اور قلم و دوات چاندی  
یا سونے کی دی جاتی ہے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں مگر چاہتا ہوں کہ یہ اشیاء اپنے بچے کی بسم اللہ پر آپ کی  
خدمت میں ارسال کروں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا:

”تختی اور قلم و دوات سونے یا چاندی کی دینا یہ سب بدعتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا  
چاہیے اور باوجود غربت کے اور کم جائیداد ہونے کے اس قدر اسراف اختیار کرنا  
سخت گناہ ہے۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۶۵)

۱ (سنن أبی داود، کتاب الظہارۃ، باب المَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ)

۲ (سنن أبی داود، کتاب الخاتمہ، مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز نہیں؟ حضور نے فرمایا:

”ہاں، مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز نہیں۔ درحقیقت اسلام کا منشاء یہ ہے کہ وہ چیزیں جو کہ قیمت کے طور پر کام آتی ہیں ان کو روک کر اپنے پاس نہ رکھا جائے۔ اگر لوگ سونے چاندی کو بند کر کے رکھ دیں تو تجارت پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور خزانوں میں سسکے کی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے سونے چاندی کے برتنوں سے منع کیا ہے۔ اگر سونے چاندی کے برتن بنائے جائیں گے تو وہ گھر میں بند ہو جائیں گے اور اس کا سکوں پر برا اثر پڑے گا۔ اگر سونے چاندی کو لوگ گھروں میں بند کر دیں گے تو پھر صرف نوٹ ہی نوٹ سکے کے طور پر رہ جائیں گے۔ اس لئے اسلام نے مردوں کو تو بالکل منع فرمایا کہ وہ سونا نہ پہنیں اور عورتوں کے ان زیورات پر جو وہ نہیں پہنیں چالیسواں حصہ زکوٰۃ لگا دی۔ اس طرح چالیس و پچاس سال میں آہستہ آہستہ وہ سارا سونا خود بخود نکل آئے گا۔ اور اگر زکوٰۃ ادا نہیں کریں گی تو بے دین بنیں گی۔ جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں وہ خود محسوس کر لیتے ہیں کہ زکوٰۃ ہی ہمارا سارا سونا ختم کر دے گی۔ میں نے اپنے گھروں میں بھی دیکھا ہے کہ جب چند سال زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تو آخر کہہ دیتے ہیں کہ اس زیور کو فلاں جگہ پر لگا دیجئے۔ پس ہماری شریعت کا منشاء یہ ہے کہ روپیہ چکر کھاتا رہے۔ اس کے لیے پہلا قدم تو یہ اٹھایا کہ مرد سونا نہ پہنیں۔ پھر عورتوں سے کہا کہ اگر زیور بنا کر رکھو گی تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی اور اس طرح اسلام نے غریبوں کے لیے امیروں پر زکوٰۃ فرض کر دی تاکہ امراء کے پاس سے روپیہ نکل کر غریبوں کے پاس جاتا رہے۔“

(ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ، فرمودہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۶ء، الفضل ۵ نومبر ۱۹۶۰ صفحہ ۴)

## باب ۴۶ : خَاتَمُ الْفِضَّةِ

### چاندی کی انگوٹھی

۵۸۶۶: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى يُوْسُفُ بْنُ مُوسَى : ۵۸۶۶: یوسف بن موسیٰ نے ہمیں بتایا کہ

ابو اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ (عمری) نے ہم سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی یا (کہا) چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ اس طرف رکھا جو آپ کی ہتھیلی کے قریب تھا اور اس میں یہ کندہ کرایا: محمد رسول اللہ۔ تو لوگوں نے بھی ایسی ہی انگوٹھیاں بنوائیں۔ جب آپ نے دیکھا کہ وہ بھی انگوٹھیاں پہننے لگے ہیں تو آپ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ حضرت ابن عمر کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابو بکرؓ نے پہنی پھر حضرت عمرؓ نے پھر حضرت عثمانؓ نے اور آخر وہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ سے آریں کے کنوئیں میں گر گئی۔

أطرافه: ۵۸۶۵، ۵۸۶۷، ۵۸۷۳، ۵۸۷۶، ۶۶۵۱، ۷۲۹۸۔

**تشریح:** خَاتَمُ الْفِضَّةِ: چاندی کی انگوٹھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بادشاہوں کو خط لکھنے کے وقت آپ نے ایک مہر والی انگوٹھی اپنے لئے بنوائی تھی مگر آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سونے کی انگوٹھی نہ ہو بلکہ چاندی کی ہو کیونکہ سونا خدا تعالیٰ نے میری امت کے مردوں کے لئے پہننا منع فرمایا ہے۔ عورتوں کو بیشک ریشمی کپڑے اور زیور پہننے کی اجازت تھی اس بارہ میں آپ نصیحت

کرتے رہتے تھے کہ غلو نہ کیا جائے۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱)

## باب ۴۷

۵۸۶۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ  
عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ  
فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ  
خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۸۶۷: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے مالک سے، مالک نے عبد اللہ بن دینار سے،  
انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ پھر  
آپ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا: میں اس کو  
کبھی نہ پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں  
پھینک دیں۔

أطرافه: ۵۸۶۵، ۵۸۶۶، ۵۸۷۳، ۵۸۷۶، ۶۶۵۱، ۷۲۹۸-

۵۸۶۸: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ  
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ  
ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ  
النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ  
وَلَبَسُوهَا فَطَرَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ  
خَوَاتِيمَهُمْ. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ  
وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ  
ابْنُ مُسَافِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَرَى خَاتَمًا

۵۸۶۸: یحییٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث  
(بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے،  
یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا کہ  
مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا  
کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ  
میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ پھر لوگوں  
نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور انہیں  
پہنا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اپنی انگوٹھی پھینک دی اور لوگوں نے بھی اپنی  
انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (یونس کی طرح) اس  
حدیث کو ابراہیم بن سعد اور زیاد اور شعیب نے  
بھی زہری سے روایت کیا اور (عبدالرحمن بن خالد)

مِنْ وَرِقٍ. این مسافر نے زہری سے یوں نقل کیا: میں سمجھتا ہوں کہ چاندی کی انگوٹھی تھی۔

**تشریح:** باب ۴۷: چاندی کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لیے جائز ہے۔ زیر باب روایت میں انگوٹھی کے پھینکنے کا جو ذکر ہے۔ اس میں اس ریس یا عادت کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے جو بغیر کسی مقصد کے محض دیکھا دیکھی نقالی کے طور پر کی جائے۔ ہر چیز کا کوئی مقصد ہونا چاہیے آپ کی انگوٹھی تو مہر کیلئے بنوائی گئی تھی جو کہ ایک اہم قومی فریضہ تھا۔ اور اس کی انفرادیت قائم رکھنا ضروری تھا۔ آپ اس رجحان کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ محض نقل کے طور پر کسی عمل کو اختیار کیا جائے چنانچہ ایک دفعہ ازواج مطہرات میں سے بعض نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اعتکاف کیلئے مسجد میں خیمے لگا لیے تو آپ نے اعتکاف ختم کر دیا اور رمضان کی بجائے شوال میں اعتکاف کیا۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكَانَتْ لَهُ خِيَاءٌ فَيَصِلُ الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَصْرِبَ خِيَاءَهُ فَأَذِنَتْ لَهَا فَصَرَبَتْ خِيَاءَهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ صَرَبَتْ خِيَاءَهُ آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأُخْيَبِيَّةَ فَقَالَ مَا هَذَا فَأُخْبِرِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ لِرُؤُونِ يَهِنَّ فَتَرَكَ الْإِعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ (بخاری، کتاب الاعتکاف روایت نمبر ۲۰۳۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور میں آپ کیلئے ایک خیمہ لگا دیتی۔ آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کی اجازت لی تو انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے خیمہ لگا لیا۔ جب حضرت زینب بنت جحشؓ نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک اور خیمہ لگا لیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح اٹھے اور وہ خیمے دیکھے تو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ آپ کو بتایا گیا (کہ آپ کی ازواج نے یہ خیمے لگائے ہیں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ فعل انہوں نے نیکی کی غرض سے کیا ہے؟ آپ نے اس مہینے میں اعتکاف ہی چھوڑ دیا۔ پھر شوال کے دس دنوں میں آپ معتکف ہوئے۔

## باب ۴۸: فَصُّ الْخَاتِمِ

انگوٹھی کا نگینہ

۵۸۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ  
بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ أَنَسُ  
هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
۵۸۶۹: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن  
زرعیج نے ہمیں خبر دی کہ حمید (طویل) نے  
ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: حضرت انسؓ سے

پوچھا گیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی؟ تو انہوں نے کہا: ایک رات آپ نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کر دی۔ پھر آپ ہماری طرف رخ کئے ہوئے آئے تو گویا اب بھی میں آپ کی انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور سو گئے ہیں اور تم نماز میں رہے ہو جب تک تم اس کا انتظار کرتے رہے ہو۔

خَاتَمًا قَالَ أَحْرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَى وَبِصِ خَاتَمِهِ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرْتُمُوهَا.

أطرافه: ۵۷۲، ۶۰۰، ۶۶۱، ۸۴۷۔

۵۸۷۰: اسحاق (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حمید سے سنا۔ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا گلینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور یحییٰ بن ایوب نے اپنی سند میں یوں کہا: مجھ سے حمید نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۵۸۷۰: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمَهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَضُّهُ مِنْهُ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه: ۶۵، ۲۹۳۸، ۵۸۷۲، ۵۸۷۴، ۵۸۷۵، ۵۸۷۷، ۷۱۶۲۔

## باب ۴۹: خَاتَمُ الْحَدِيدِ

لوہے کی انگوٹھی

۵۸۷۱: عبد اللہ بن مسلمہ (تعبنی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔

۵۸۷۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ



انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہل (بن سعد انصاریؓ) سے سنا وہ کہتے تھے: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ کہنے لگی: میں اس لئے آئی کہ اپنے تئیں بہہ کر دوں۔ وہ دیر تک کھڑی رہی۔ آپ نے اس کو دیکھا اور نگاہ نیچے کر لی۔ جب وہ دیر تک کھڑی رہی ایک شخص نے کہا: مجھ سے ہی اس کا نکاح کر دیں اگر آپ کو ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر میں دو۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: دیکھو۔ وہ گیا اور پھر لوٹ آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! کچھ نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور ڈھونڈو گو لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا اور پھر لوٹ آیا۔ کہنے لگا: اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی اور اس نے ایک تہ بند پہنا ہوا تھا اس پر اوپر کی چادر بھی نہ تھی۔ اس نے کہا: میں اسے اپنا یہ تہ بند مہر میں دیئے دیتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تہ بند؟ اگر اس نے وہ پہنا تو اس میں سے تم پر کچھ نہ رہے گا اور اگر تم نے وہ پہنا تو اس پر اس میں سے کچھ نہ رہے گا۔ (یہ سن کر) وہ شخص الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیٹھ موڑ کر جاتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے حکم دیا اور وہ بلایا گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں قرآن سے کیا یاد ہے۔ اس نے چند سورتوں

أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ أَهْبُ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَانظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مُقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ زَوَّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصَدِّقُهَا قَالَ لَا قَالَ انظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ وَاللَّهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ أَذْهَبُ فَالْتَمَسَ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ أَصَدِّقُهَا إِزَارِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارُكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًّا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ سُورَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُورٍ عَدَدَهَا

قَالَ قَدْ مَلَكَتْهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

کو گن کر کہا: فلاں فلاں سورۃ۔ آپ نے فرمایا: جو تمہیں قرآن یاد ہے اس کے بدلے میں یہ عورت تمہارے قبضے میں کئے دیتا ہوں۔

أطرافه: ۲۳۱۰، ۵۰۲۹، ۵۰۳۰، ۵۰۸۷، ۵۱۲۱، ۵۱۲۶، ۵۱۳۲، ۵۱۳۵، ۵۱۴۱، ۵۱۴۹، ۷۴۱۷، ۵۱۵۰۔

## باب ۵۰: نَقْشُ الْخَاتَمِ

### انگوٹھی کا نقش

۵۸۷۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ أَوْ أَناسٍ مِنَ الْأَعَاجِمِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقَشَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَكَأَنِّي بِوَيْصٍ أَوْ بِبَيْصٍ الْخَاتَمِ فِي إِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ فِي كَفِّهِ.

۵۸۷۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

۵۸۷۲: عبد الاعلیٰ (بن حماد) نے ہمیں بتایا کہ یزید بن زریع نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو یا (کہا کہ) چند لوگوں کو جو عجم کے تھے خط لکھوانے چاہے تو آپ سے کہا گیا کہ وہ کوئی ایسا خط قبول نہیں کرتے جس پر مہرنہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس پر یہ نقش تھا: محمد رسول اللہ۔ (مجھے یہ ایسا یاد ہے) کہ گویا کہ میں اب بھی اس انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں تھی یا (کہا) آپ کے ہاتھ میں تھی۔

أطرافه: ۶۵، ۲۹۳۸، ۵۸۷۰، ۵۸۷۴، ۵۸۷۵، ۵۸۷۷، ۷۱۶۲۔

۵۸۷۳: محمد بن سلام (بکندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن نمیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

عبد اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور وہ آپ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں رہی۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر کے ہاتھ میں۔ پھر ان کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی۔ آخر وہ انگوٹھی اریس کے کنوئیں میں گر پڑی۔ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

أطرافه: ۵۸۶۵، ۵۸۶۶، ۵۸۶۷، ۵۸۷۶، ۶۶۵۱، ۷۲۹۸۔

### باب ۵۱: الخاتم في الخنصر

چھنگلی میں انگوٹھی پہننا

۵۸۷۴: ابو معمر نے ہمیں بتایا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز بن صہیب نے ہمیں بتایا۔ عبد العزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور ہم نے اس میں ایک نقش کندہ کر لیا ہے تو اس نقش کے مطابق وہ نقش کوئی کندہ نہ کر لے۔ حضرت انس کہتے تھے کہ میں آپ کی چھنگلی میں اس کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

۵۸۷۴: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشُ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ.

أطرافه: ۶۵، ۲۹۳۸، ۵۸۷۰، ۵۸۷۲، ۵۸۷۵، ۵۸۷۷، ۷۱۶۲۔

## باب ۵۲: اتَّخَذُ الْخَاتِمَ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ

انگوٹھی بنوانا تاکہ اُس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے

أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ يَا أَسَاسَ كِتَابٍ وَغَيْرِهِ كَوْخَطٍ لَكُفَّهِ جَائِسَ-  
وَوَغَيْرِهِمْ.

۵۸۷۵: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رومیوں کو خط لکھوانا چاہا تو آپ سے کہا گیا۔ وہ آپ کے خط کو کبھی نہیں پڑھیں گے جب تک اس پر مہر نہ لگی ہو۔ اس لئے آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ کندہ کر دیا۔ مجھے ایسا یاد ہے کہ اس کی سفیدی کو آپ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔

۵۸۷۵: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَنْ يَفْرَعُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتِمًا مِنْ فِصَّةٍ وَنَقَشَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ.

أطرافه: ۶۵، ۲۹۳۸، ۵۸۷۰، ۵۸۷۲، ۵۸۷۴، ۵۸۷۷، ۷۱۶۲۔

**تشریح:** اتَّخَذُ الْخَاتِمَ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ: انگوٹھی بنوانا اس لئے کہ اُس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام کے عالمگیر مشن کے پیش نظر مختلف حکومتوں کے فرمانرواؤں کی طرف تبلیغی خطوط بھجوانے کی تجویز کی تاکہ ان فرمانرواؤں اور ان کے ذریعہ ان کی رعایا کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے کہ یہی آپ کی بعثت کی اصل غرض و غایت تھی۔ چنانچہ آپ نے حدیبیہ سے واپس آتے ہی اس بارہ میں اپنے صحابہ سے مشورہ کیا اور جب اس مشورہ میں آپ سے یہ عرض کیا گیا کہ دنیوی حکمرانوں کا یہ عام دستور ہے کہ وہ مہر شدہ خط کے بغیر کسی اور خط کی طرف توجہ نہیں دیتے تو آپ نے

ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جس میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ کندہ کروائے گئے۔<sup>۱</sup> اور خدا تعالیٰ کے نام کو مقدم اور بالا رکھنے کے خیال سے آپ نے ان الفاظ کی ترتیب یہ مقرر فرمائی کہ سب سے اوپر اللہ کا لفظ لکھا گیا اور درمیان میں رسول کا لفظ کندہ کیا گیا اور سب سے نیچے کی سطر میں محمد کا لفظ رکھا گیا نیز چونکہ ان تبلیغی خطوط میں اس انگوٹھی کا نقش لینا مد نظر تھا، اس لئے یہ تدبیر بھی اختیار کی گئی کہ ان الفاظ کو سیدھے رخ پر لکھنے کی بجائے الٹا لکھا گیا تاکہ جب اس کا نقش لیا جائے تو یہ نقش پریس کی چھپائی کی طرح سیدھی صورت میں ظاہر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انگوٹھی اس کے بعد ہمیشہ آپ کے ہاتھ میں رہی اور آپ کی وفات کے بعد اسے حضرت ابو بکر خلیفہ اولؓ نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد وہ حضرت عمر خلیفہ ثانیؓ کے ہاتھ میں رہی اور ان کے بعد حضرت عثمان خلیفہ ثالثؓ نے اسے پہنا حتیٰ کہ ایک دن وہ ان کے ہاتھ سے اریس نامی کنوئیں میں گر کر کھوئی گئی۔ حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں نے تین دن تک اس انگوٹھی کی تلاش جاری رکھی اور کنوئیں کا سارا پانی نکال کر چھان مارا مگر وہ نہ ملی۔..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تدبیر سے جو آپ نے صحابہ کے مشورہ سے انگوٹھی تیار کرانے میں اختیار کی اس بات پر اصولی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کس طرح تبلیغ کے کام میں ان تمام رستوں کو اختیار فرماتے تھے جو مخاطب کو اپنی طرف مائل کرنے اور اس کے دل پر اچھا اثر پیدا کرنے کے لئے ضروری تھے۔ ظاہر ہے کہ جہاں تک خالص تبلیغ کا تعلق ہے کسی مہر کا ہونا یا نہ ہونا ایک بالکل زائد چیز ہے اور کلمہ سحر مہر کے بغیر بھی اتنا ہی وزن رکھتا ہے جتنا کہ مہر کے ساتھ، لیکن چونکہ آپ کو بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ کے بادشاہ مہر کے بغیر کسی خط کی طرف توجہ نہیں دیتے اور آپ کسی ایسے پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے مخاطب کے دل میں کسی جہت سے بے توجہگی کی صورت پیدا ہو اس لئے آپ نے اس معمولی سی زائد تجویز کو بھی بڑے اہتمام کے ساتھ اختیار

۱۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب مَا يُدْكَرُ فِي الْمَنَاقِبِ)

کیا تاکہ آپ کی تبلیغ میں کوئی ایسا رخنہ نہ رہ جائے جو تبلیغ کے اثر کو کسی جہت سے کمزور کرنے والا ہو۔“ (سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۸۹۳ تا ۸۹۶)

### باب ۵۳: مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِي بَطْنِ كَفِّهِ جس نے انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا

۵۸۷۶: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبَسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمُنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ وَإِنِّي لَا أَلْبَسُهُ فَبَدَّهُ فَبَدَّ النَّاسُ قَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى.

۵۸۷۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے ان کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور جب آپ اس کو پہنتے تو نگینہ کو اپنی ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں، آپ یہ دیکھ کر منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی اب اسے نہیں پہنوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اتار ڈالی اور لوگوں نے بھی اتار ڈالی۔ جویریہ کہتے تھے کہ میں سمجھتا ہوں کہ نافع نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ نے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنی تھی۔

أطرافه : ۵۸۶۵ ، ۵۸۶۶ ، ۵۸۶۷ ، ۵۸۷۳ ، ۶۶۵۱ ، ۷۲۹۸

### باب ۵۴: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يَنْقُشُ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ آپ کے نقش جیسا کوئی نقش کندہ نہ کرے

۵۸۷۷: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادٌ ۵۸۷۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَيَّ نَقْشَهُ.

زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد العزیز بن صہیب سے، عبد العزیز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا اور فرمایا: میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کروایا ہے اس لئے اس نقش کے مطابق کوئی نقش نہ کرے۔

أطرافه: ۶۵، ۲۹۳۸، ۵۸۷۰، ۵۸۷۲، ۵۸۷۴، ۵۸۷۵، ۷۱۶۲۔

### باب ۵۵: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ

کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر کرایا جائے

۵۸۷۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَيَّ نَقْشَهُ.

۵۸۷۸: محمد بن عبد اللہ انصاری نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ ان کے باپ نے ثمامہ (بن عبد اللہ بن انس) سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے انہوں نے ان کو ایک خط لکھا اور مہر کا نقش تین سطروں میں تھا۔ محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر۔

أطرافه: ۱۴۴۸، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۲۴۸۷، ۳۱۰۶، ۶۹۵۵۔

۵۸۷۹: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَيَّ نَقْشَهُ.

۵۸۷۹: ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا اور احمد (بن حنبل) نے اپنی سند میں اتنا اور بیان کیا کہ (محمد بن عبد اللہ) انصاری نے ہم سے بیان کیا

انہوں نے کہا: مجھے میرے باپ نے بتایا۔ انہوں نے ثمامہ سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں اور آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو وہ اریس کے کنوئیں پر بیٹھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ انہوں نے وہ انگوٹھی نکالی اور اس کو یونہی ادھر ادھر کرنے لگے وہ گر گئی۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ تین دن وہاں جاتے رہے اور کنوئیں کا پانی سارے کا سارا نکالا مگر وہ ہمیں نہ ملی۔

خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بئرِ أَرَيْسَ قَالَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ فَسَقَطَ قَالَ فَأَخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَتَنَزَّحُ الْبئرَ فَلَمْ نَجِدْهُ.

### باب ۵۶: الْخَاتَمُ لِلنِّسَاءِ وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ

عورتوں کا انگوٹھی پہننا اور حضرت عائشہؓ سونے کی انگوٹھیاں پہننا کرتی تھیں

۵۸۸۰: ابو عاصم (ثیبیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی کہ حسن بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں شریک ہوا تو آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔

۵۸۸۰: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اور ابن وہب نے ابن جریج سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ



بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَيْحَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.  
 بڑھایا پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور ان کو  
 صدقہ کا حکم دیا۔ اور وہ حضرت بلالؓ کے کپڑے  
 میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

أطرافه: ۹۸، ۸۶۳، ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۹، ۱۴۳۱، ۱۴۴۹، ۱۴۸۹،  
 ۵۲۴۹، ۵۸۸۱، ۵۸۸۳، ۷۳۲۵۔

### باب ۵۷: الْقَلَائِدُ وَالسِّخَابُ لِلنِّسَاءِ يَعْنِي قِلَادَةً مِنْ طِيبٍ وَسُكِّۡ۠

عورتوں کے لئے زیور اور قرنفل وغیرہ کے ہار یعنی خوشبودار یاسک کے ہار

۵۸۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرَةَ  
 حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ  
 سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى  
 رَكَعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ  
 أَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ  
 فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا  
 وَسِخَابِهَا.  
 ۵۸۸۱: محمد بن عزرہ نے ہم سے بیان کیا کہ  
 شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت  
 سے، عدی نے سعید بن جبیر سے، سعید نے  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی  
 انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن  
 باہر گئے اور دو رکعتیں نماز پڑھائی۔ اس سے پہلے  
 اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھائی۔ پھر آپ  
 عورتوں کے پاس آئے اور صدقہ کا حکم دیا اور  
 عورتیں اپنی بالیاں اور اپنے قرنفل مشک وغیرہ  
 کے ہار صدقہ میں دینے لگیں۔

أطرافه: ۹۸، ۸۶۳، ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۹، ۱۴۳۱، ۱۴۴۹، ۱۴۸۹،  
 ۵۲۴۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۳، ۷۳۲۵۔

### باب ۵۸: اسْتِعَارَةُ الْقَلَائِدِ

ہار مستعار لینا

۵۸۸۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
 ۵۸۸۲: اسحاق بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ عبدہ

۱۔ کسمپہنی کی روایت میں یہاں منک کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۴۰۷) جس کے معنی مشک کے ہیں۔

(بن سلیمان) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: اسماء کا ایک ہار گم ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند آدمیوں کو بھیجا اور نماز کا وقت ہو گیا جبکہ وہ با وضو نہ تھے اور نہ انہیں پانی مل سکا تو لوگوں نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور اللہ نے تیمم کی آیت نازل کی۔ ابن نمیر نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور بڑھایا کہ جو انہوں نے اسماء سے مستعار لیا تھا۔

أطرافه: ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۶۷۲، ۳۷۷۳، ۴۵۸۳، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۵۱۶۴، ۵۲۵۰، ۶۸۴۴، ۶۸۴۵۔

## باب ۵۹: الْقُرْطُ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کا بالیاں پہننا

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور اپنے گلے کی طرف ہاتھ بڑھائے جھک رہی تھیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَخُلُوقِهِنَّ.

۵۸۸۳: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے کہا: مجھے عدی (بن ثابت) نے خبر دی، عدی نے کہا: میں نے سعید

۵۸۸۳: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ رَكَعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا.

(بن جبیر) سے سنا۔ سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھیں۔ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد آپ نے کوئی نماز پڑھی۔ پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال تھے تو آپ نے ان کو صدقہ کا حکم دیا تو کوئی عورت اپنی بالی ڈالنے لگی۔

أطرافه: ۹۸، ۸۶۳، ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۹، ۱۴۳۱، ۱۴۴۹، ۱۴۸۵، ۵۲۴۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۱، ۷۳۲۵-

### باب ۶۰: السَّخَابُ لِلصَّبِيَانِ

بچوں کو قرنفل وغیرہ کے ہار پہنانا

۵۸۸۴: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ فَأَنْصَرَفَ فَأَنْصَرَفْتُ فَقَالَ أَيْنَ لُكْعُ ثَلَاثًا اذْعُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السَّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

۵۸۸۴: اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہمیں خبر دی کہ ورقاء بن عمر نے ہمیں بتایا۔ ورقاء نے عبید اللہ بن ابی یزید سے، عبید اللہ نے نافع بن جبیر سے، نافع نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ وہاں سے واپس لوٹے اور میں بھی لوٹا آپ نے تین بار پکارا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی اٹھ کر چلتے ہوئے آیا اور اس کے گلے میں لونگ وغیرہ کا ہار تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اس طرح پھیلایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدِهِ هَكَذَا فَقَالَ  
 الْحَسَنُ يَدِهِ هَكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ  
 يُحِبُّهُ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ  
 أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ  
 بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

طرفہ: ۲۱۲۲-

**تشریح:** السَّخَابُ لِلصَّبِيَّانِ: بچوں کو قرفل و غیرہ کے ہار پہنانا۔ علامہ ابن اثیر نے کہا ہے سخاب وہ دھاگا ہے جس میں سیپوں کو پرویا جاتا ہے۔ یہ بچے اور بچیاں پہنتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ ہار ہے جو لوگ سے بنایا جاتا ہے اور خوشبو اور مشک سے یعنی اس میں موتی اور جواہر نہیں ہوتے۔

(عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳۹)

## باب ۶۱: الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ

جو مرد عورتوں کی طرح بنیں اور جو عورتیں مردوں کی طرح بنیں

۵۸۸۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ  
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
 عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ  
 عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ  
 وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.  
 تَابَعَهُ عَمْرُو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

۵۸۸۵: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر  
 (غندر) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں  
 بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے عکرمہ سے،  
 عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
 روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے  
 ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی طرح بنیں  
 اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی طرح  
 بنیں۔ (غندر کی طرح) اس حدیث کو عمرو (بن  
 مرزوق) نے بھی روایت کیا کہ ہمیں شعبہ نے

بتایا۔

أطرافه: ۵۸۸۶، ۶۸۳۴-

**تشریح:** الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ: جو مرد عورتوں کی طرح بنیں اور جو عورتیں مردوں کی طرح بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بعض ایسے پیر بھی دیکھے گئے ہیں جو بالکل زنانہ لباس رکھتے ہیں یہاں تک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتھوں میں چوڑیاں بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے بھی بہت سے مرید پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تھی تو اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ وہ ایک نرالی شریعت بنانا چاہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۷)

### باب ۶۲: إِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوتِ

گھروں سے ان مردوں کو نکالنا جو عورتوں کی طرح بنتے ہوں

۵۸۸۶: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ۵۸۸۶: معاذ بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم الْمُخْتَبِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرَجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرَ فَلَانَةً.

۵۸۸۷: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ۵۸۸۷: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

أطرافه : ۵۸۸۵، ۶۸۳۴۔

زہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا کہ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا کہ عروہ نے ان کو بتایا۔ حضرت زینب بنت ام سلمہؓ نے ان کو بتایا۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے اور گھر میں ایک منخث بھی تھا تو وہ حضرت ام سلمہؓ کے بھائی عبد اللہؓ سے کہنے لگا: عبد اللہ! اگر اللہ نے تمہیں کل طائف کی فتح دی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کا پتہ دوں گا۔ کیونکہ وہ آتی ہے تو اس کے چار بل نظر آتے ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ بل نظر آتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: یہ (لوگ) تمہارے پاس ہرگز نہ آیا کریں۔

ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: تُقْبِلُ بِأَرْبَعِ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں۔ گویا وہ ان کو لے کر آتی ہے اور اس کا یہ کہنا کہ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ تو اس کی یہ مراد ہے کہ جب وہ پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو ان چار بلوں پر اور چار بل پڑتے ہیں کیونکہ وہ اس کے دونوں پہلوؤں پر ہوتے ہیں جو ان سے مل جاتے ہیں اور ثَمَانِيَّة نہیں کہا تو اس لئے کہ اس سے مراد اطراف کا مفرد یعنی طرف ہے جو کہ مذکر ہے کیونکہ وہ ثَمَانِيَّةٌ أَطْرَافٍ نہیں کہہ سکتا تھا۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُنْخَثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَحْيِ أُمَّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ غَدَا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلْنَ هَؤُلَاءِ عَلَيْكَ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعٍ عَكْنَ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ وَقَوْلُهُ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ يَعْنِي أَطْرَافَ هَذِهِ الْعَكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَّةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَّةٍ أَطْرَافٍ.

**تشریح:** لَعْنِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو مخنث بنیں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی طرح بنیں۔ مُخَنَّثٌ، اِنْخِنَاسٌ سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے موڑنا، نرم کرنا، ہنجر اِبنانا۔ علامہ عینی نے کہا ہے مخنث وہ شخص ہے جو اپنے اقوال و افعال میں عورتوں کے مشابہ ہو، یہ مشابہت خلقی بھی ہو سکتی ہے اور تکلف اور تصنع سے بھی اختیار کی ہوئی ہو سکتی ہے۔ تکلف اور بناوٹ سے اپنے آپ کو مخنث بنانے والے کی مذمت کی گئی ہے۔ طبرانی نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالا تھا وہ سیاہ فام غلام انجشہ تھا جو عورتوں کے اونٹوں کو چلاتا تھا۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۲) جبکہ بعض کے نزدیک اس سے مراد ہیت ہے جس کا ذکر روایت نمبر ۵۸۸۷ میں ہے۔<sup>۱</sup>

### باب ۶۳: قَصُّ الشَّارِبِ

مونچھوں کا چھوٹا کرنا

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُخْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور حضرت ابن عمرؓ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کرتے تھے کہ کھال کی سفیدی دکھائی دیتی تھی اور دونوں طرف کے اُن بالوں کو بھی تراشتے تھے یعنی وہ بال جو کہ مونچھ اور داڑھی کے درمیان ہیں۔

۵۸۸۸: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ. قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ.

۵۸۸۸: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا انہوں نے حنظلہ سے، حنظلہ نے نافع سے، (امام بخاری نے) کہا: ہمارے ساتھیوں نے مکی (بن ابراہیم) سے مکی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا: مونچھوں کا چھوٹا کرنا فطرت میں سے ہے۔

طرفہ : ۵۸۹۰۔

۱ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، الفصل السابع فی تبیین الأسماء، کتاب اللباس صفحہ ۴۸۶)

۵۸۸۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الرَّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً الْفِطْرَةَ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِثَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَتَنْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۸۸۹: علی (بن عبد اللہ مدینی) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے روایت کیا، کہا: زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ پانچ باتیں فطرتی ہیں یا (کہا: پانچ باتیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال صاف کرنا اور ناخن کاٹنا اور موچھیں چھوٹی کرانا۔

أطرافه: ۵۸۹۱، ۶۲۹۷۔

**تشریح:** قَصُّ الشَّارِبِ: موچھوں کا چھوٹا کرنا۔ یہ باب اور اس کے بعد کتاب اللباس کے آخر تک آتا ہے ابواب ہیں ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کا لباس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض شارحین نے کہا ہے لباس کا تعلق انسان کی زینت سے ہے اس لیے موچھوں کو چھوٹا کرنا بھی زینت کا حصہ ہے اس لیے اس کا تعلق کتاب اللباس سے ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۳)

## باب ۶۴: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ

ناخنوں کا اتارنا

۵۸۹۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۸۹۰: احمد بن ابی رجاہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حنظلہ سے سنا۔ حنظلہ نے نافع سے، نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن اتارنا اور موچھیں چھوٹی کرنا یہ فطرتی باتیں ہیں۔

طرفه: ۵۸۸۸۔



۵۸۹۱: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا) کہ ابن شہاب نے ہمیں بتایا، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں: فطرتی باتیں پانچ ہیں۔ ختنہ کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کتر وانا، ناخن اتارنا اور بغل کے بال صاف کرنا۔

أطرافه: ۵۸۸۹، ۶۲۹۷۔

۵۸۹۲: محمد بن منہال نے ہمیں بتایا کہ یزید بن زریج نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن محمد بن زید نے ہمیں بتایا، عمر نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر سے، حضرت ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: مشرکوں کے برخلاف کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو اچھی طرح کتراؤ اور حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب وہ حج یا عمرہ کو جاتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور جو زائد ہوتی اس کو کاٹ ڈالتے۔

۵۸۹۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْحِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْآبَاطِ.

۵۸۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَوَقُرُوا اللَّحْيَ وَأَخْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.

طرفه: ۵۸۹۳۔

## باب ۶۵: إِعْقَاءُ اللَّحْيِ

داڑھی کو بڑھنے دینا

وَعَقَّوْا (الأعراف: ۹۶) كَثُرُوا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ  
عَقَّوْا کے معنی ہیں زیادہ ہو گئے اور ان کے اموال بڑھ گئے۔

۵۸۹۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ.

۵۸۹۳: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں خبر دی۔ عبید اللہ بن عمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو بالکل صاف کرو اور داڑھی کو بڑھنے دو۔

طرفہ: ۵۸۹۲۔

**تشریح:** اِعْفَاءُ اللَّحْيِ: داڑھی کو بڑھنے دینا۔ امام بخاری نے زیر باب لفظ عَفَّوْا کا معنی کَثُرُوا کیا ہے یعنی وہ زیادہ ہو گئے۔ اسی طرح سورہ اعراف آیت ۹۶ حَتَّىٰ عَفَّوْا... یعنی وہ خوب پھلے پھولے، عَفَّوْا کے ان معنوں سے داڑھی کے بڑھنے یا بڑھانے کا بیان کیا ہے۔ علامہ ابن دقیق العید نے کہا ہے: حَقِيقَةُ اِلْعَفَاءِ اللِّحْيِ - اِلْعَفَاءُ كَالْحَقِيقِ مَعْنَى جَهْرًا نَابِئًا - وَتَرَكَ التَّعَرُّضَ لِلْحَيْةِ يَسْتَلْزِمُ تَكْثِيرَهَا - اور داڑھی سے تعرض نہ کرنے (یعنی اس کی کانٹ چھانٹ نہ کرنے) کا لازمی نتیجہ اس کا بڑھنا ہے اور ابن السید نے سب سے منفرد بات کی ہے۔ فَقَالَ حَمَلٌ بَعْضُهُمْ قَوْلُهُ اَعْفُوا اللَّحْيَ عَلَى الْأَخْذِ مِنْهَا بِاصْلَاحٍ مَا شَدَّ مِنْهَا طَوْلًا وَعَزَّضًا وَاسْتَشْهَدَ بِقَوْلِ زُهَيْرٍ عَلَى آثَارِ مَنْ ذَهَبَ الْعَفَاءُ - اور بعض علماء نے آپ کے قول وَأَعْفُوا اللَّحْيَ کے یہ معنی کیے ہیں کہ اس میں سے طول و عرض میں بڑھے ہوئے بالوں کو تراشنا۔ اور اس بات کی دلیل زہیر کے قول مٹ جانے والے آثار سے لی ہے۔ یعنی ذَهَبَ الْعَفَاءُ کا معنی ہے جو چیز تراش کر یا مٹا کر برابر کر دی جائے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۴۳۱)

امام طبری نے کہا ہے اگر اس حدیث کے ظاہری الفاظ کی تتبع کی جائے تو داڑھی طول و عرض میں بہت بڑی ہو جائے گی اور انسان قبیح اور بد شکل ہو جائے گا۔ حضرت عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے داڑھی کو چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر کھیچا اور اس آدمی سے کہا کہ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں کاٹ دو۔ پھر فرمایا اپنے بالوں کی اصلاح کرو تم میں سے کوئی اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے کہ وہ درندوں میں کوئی درندہ ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”داڑھی اسلام کے شعار میں سے ایک شعار ہے۔ اب ایک غیر جو دیکھے گا کہ ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے اور ڈاڑھی منڈواتا ہے تو وہ یہی کہے گا کہ یہ کہلاتا تو

مسلمان ہے لیکن اسلامی شعار کی اس کے دل میں کچھ حرمت اور وقعت نہیں۔ اس لئے وہ ڈاڑھی منڈوا کر اسلام کی ہتک کرتا ہے۔ جب ڈاڑھی کا کوئی بوجھ نہیں نہ یہ کہ اس کی وجہ سے سخت گرمی محسوس ہوتی ہے اور ادھر ڈاڑھی رکھنا اسلام کے شعار میں سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کا مطالبہ کیا ہے اور یہ حکم ہے بھی ایسا جس کی تعمیل کو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ سر کے اگلے حصہ پر رکھے ہوئے بڑے بال تو ٹوپی یا پگڑی کے نیچے انسان چھپا بھی سکتا ہے لیکن ٹھوڑی تو چھپائی نہیں جاسکتی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اسلامی شعار کی حرمت کے لئے اگر ڈاڑھی رکھ لی جائے تو کونسی بڑی بات ہے۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۲۵ء، جلد ۹ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

نیز آپ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی رکھو۔ پس ہمیں بھی اسی بات پر زور دینا چاہئے کہ ڈاڑھی ہو اور ایسی ہو کہ دیکھنے والے کہیں کہ یہ ڈاڑھی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ کتنی ہو اس کے متعلق کوئی پابندی نہیں۔ بعض لوگ تزئین کرتے ہیں بعض نہیں کرتے۔ مگر صحیح طریق یہی ہے کہ ڈاڑھی کی تزئین کی جائے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ثابت ہے کہ آپ تزئین کیا کرتے تھے۔ اگر ایک شخص کی ڈاڑھی ایسی ہے جو زیادہ لمبی ہونے کی صورت میں بد ذیب معلوم ہوتی ہے مثلاً صرف ٹھوڑی پر ہی بال ہیں تو ایسی صورت میں ترشوا کر چھوٹی کی جاسکتی ہے۔ لیکن بعض لوگ جو زیر و مشین استعمال کرتے ہیں ان کی ڈاڑھی واقعہ میں ڈاڑھی کہلانے کی مستحق نہیں۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ڈاڑھی رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے لوگ منحنث قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنی ڈاڑھی رکھنے والوں اور ڈاڑھی منڈانے والوں دونوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ باقی چھوٹی یا بڑی ڈاڑھی رکھنا انسان کی اپنی طبیعت اور حالات پر مبنی ہے۔ وہ جیسی چاہے رکھے۔“

(ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۴۶ء، روزنامہ الفضل ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۴)

نیز فرمایا:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ تو ثابت ہے کہ آپ نے داڑھی رکھی اور یہ بھی ثابت ہے کہ دوسروں سے کہا رکھو۔ مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا اتنی لمبی داڑھی رکھو۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ بعض صحابہ کی داڑھی چھوٹی تھی۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی چھوٹی داڑھی تھی اور مورخوں کی رائے ہے کہ عام طور پر صحابہ کی چھوٹی داڑھی تھی۔

مظہر جان جاناں کے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی داڑھی مختصر تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو یاد نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق معلوم ہے کہ آپ تزئین کراتے اور داڑھی کے بال بھی ترشواتے تھے۔ میں بھی ہمیشہ اسی طرح کرتا ہوں۔ اس وقت میری جتنی داڑھی ہے اگر میں اسے بڑھنے دوں تو اور زیادہ لمبی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہفتہ وار داڑھی کے بال کتراتے جو کئی آدمیوں نے بطور تبرک رکھے ہوئے ہیں۔ میرے پاس بھی ایک شیشی میں تھے جو کسی نے تبرک سمجھ کر اٹھالی۔۔۔

بات یہ ہے داڑھی ہونی چاہئے آگے خواہ وہ چاول کے دانہ کے برابر ہو چاہے لمبی ہو یا پھر چاہے کوئی فیشن ہو۔ جب صحابہ میں ایسے تھے جن کی چھوٹی داڑھی تھی تو کسی کی لمبی داڑھی دیکھ کر کہنا کہ اتنی ہونی چاہئے یہ شریعت سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لمبی داڑھی تھی۔ اگر کوئی لمبی داڑھی رکھتا ہے تو وہ اس بارے میں بھی آپ سے محبت کا ثبوت دیتا ہے۔ پس چاہئے داڑھی ایک جو کے برابر ہو یا دو جو کے، چاہے بالشت کے برابر ہو یہ اپنے اپنے ذوق پر منحصر ہے۔ کسی کو اس میں دخل دینے کا اختیار نہیں۔ اگر کوئی دخل دیتا ہے تو وہ شریعت میں دخل انداز ہوتا ہے۔“

(فرمودات مصلح موعود در بارہ فقہی مسائل، صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸)

فرمایا:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ڈاڑھی منڈانے کا رواج تھا مگر آپ نے مسلمانوں کو ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے آپ نے کوئی ایسے فوائد بیان



فِي لِحْيَتِهِ.

بہنچی تھی کہ خضاب لگواتے۔ اگر میں چاہتا تو آپ کے وہ چند سفید بال جو آپ کی داڑھی میں تھے گن لیتا۔

أُطْرَافُهُ: ۳۵۵۰، ۵۸۹۴۔

۵۸۹۶: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے میرے گھروالوں نے حضرت ام سلمہؓ کی طرف پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا اور اسرائیل راوی نے تین انگلیاں بند کر لیں۔ اس پیالی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے کچھ بال تھے اور جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ پانی کا برتن حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیج دیتا عثمان کہتے تھے کہ میں نے اس پیالی میں جھانک کر دیکھا تو میں نے اس میں کچھ سرخ بال دیکھے۔

۵۸۹۶: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أُرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدْحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبْضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعٍ مِنْ قُصَّةٍ فِيهَا شَعْرٌ مِنَ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلُجُلِ فَرَأَيْتُ شَعْرَاتٍ حُمْرًا.

أُطْرَافُهُ: ۵۸۹۷، ۵۸۹۸۔

۵۸۹۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلام (بن ابی مطیع) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت کی انہوں نے کہا: میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گیا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے کچھ بال ہمارے پاس نکال کر لائیں جو خضاب سے رنگے ہوئے تھے۔

۵۸۹۷: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَلَامٌ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِخْضُوبًا.

أُطْرَافُهُ: ۵۸۹۶، ۵۸۹۸۔

۵۸۹۸: وَ قَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْأَشْعَثِ عَنْ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرْتُهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ.

۵۸۹۸: اور ابو نعیم نے ہم سے کہا کہ نصیر بن (ابی) الاشعث نے (عثمان بن عبد اللہ) بن موهب سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت ام سلمہ نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دکھلائے جو سرخ رنگ کے تھے۔

أطرافه: ۵۸۹۶، ۵۸۹۷

**تشریح:** لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيلًا: یعنی آپ کے تھوڑے بال ہی سفید تھے۔ اس بارہ میں روایات میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول ہے کہ آپ کے انیس بال سفید تھے ایک میں بیس کا ذکر ہے۔ حضرت انس کی ایک روایت میں پندرہ بالوں کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں سترہ یا اٹھارہ اور اہل شیم بن دہر کی ایک روایت میں تیس سفید بالوں کا ذکر ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی میں چند بال سفید تھے ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو جحیفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ فرمایا میرے بال سفید کیوں نہ ہوں۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ آپ کے کچھ بال سفید تھے مگر اتنے سفید نہیں تھے کہ آپ خضاب لگاتے۔ اس لیے زیر باب حدیث میں حضرت انس کا قول ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۸)

سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغِ مَا يَخْضَبُ: حضرت انس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگوانے کے متعلق پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا: یہاں تک نوبت نہیں پہنچی تھی کہ خضاب لگواتے۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت ابن عمرؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آپ کے زرد بال دیکھے شارحین نے ان روایات میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ زرد رنگ کی خوشبو تھی جو آپ بالوں میں لگاتے تھے۔ یہ خوشبو آپ مانگ میں لگاتے تھے۔ (روایت نمبر ۵۹۱۸) اس لیے جس نے اس زرد رنگ کی خوشبو کو لگے دیکھا اس نے آپ کے بالوں کو زرد رنگ سے رنگے ہوئے سمجھا۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۸)

## باب ۶۷: الْخِضَابُ

خضاب (لگانا)

۵۸۹۹: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (عبد اللہ بن زبیر) حمیدی نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ہمیں بتایا، زہری نے ابو سلمہ اور سلیمان بن یسار

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى  
 لَا يَصْبُغُونَ فَخَالَفُوهُمْ.  
 سے ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 سے روایت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب  
 نہیں لگاتے تم ان کے خلاف کرو۔

طرفہ: ۳۴۶۲۔

**تشریح:** الخضاب: خضاب (لگانا) حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

”یہود و نصاریٰ اور اقوام غیر مسلمہ پر مسلمان اس وقت تک اثر انداز رہے  
 جب تک وہ اپنے آپ کو ذہنی لحاظ سے ان پر فائق و غالب سمجھتے تھے۔ خضاب سے  
 متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور آپؐ کا ارشاد فَخَالَفُوهُمْ اسی ذہنی  
 غلبہ و تفوق کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ہے ورنہ اچھی باتیں اخذ کرنے کی مطلق  
 ممانعت نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ حکمت صَلَاةُ الْمُؤْمِنِ لِعِنَى  
 مومن کی کھوئی ہوئی پونجی قرار دی ہے۔ جہاں وہ پائے اسے لے لینے کا حکم ہے۔  
 الْجُكْمَةُ صَلَاةُ الْمُؤْمِنِ يَا خُذْهَا حَيْثُ وَجَدَهَا ...

مسلمان جب تک اپنے ذہنی رجحان اور میلان طبع میں صالح و غالب تھے دوسروں  
 پر اثر انداز ہوتے رہے یہاں تک کہ جب ان کا یہ ذہنی غلبہ ختم ہوا ان کی مغلوبیت  
 اور تقلید عمی (اندھی) کی تاریخ شروع ہوتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جو یورپ کی  
 تاریخ میں عہد تجد و احیائے ثانی (Renaissance) کے نام سے مشہور ہے۔  
 سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی کے دوران اس نے مسلمانوں پر طرز معاشرت  
 میں اپنا اثر ڈالنا شروع کیا اور وہ اس سے اثر پذیر ہونے لگے۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث ابرض و اعمی و اقرع، جلد ۶ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

حضرت مسیح موعودؑ کا وسمہ اور مہندی استعمال کرنا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؒ روایت کرتے ہیں:

”ابتدائے ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے پھر... سر اور ریش مبارک  
 پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے۔ وسمہ ترک کر دیا تھا۔ البتہ کچھ روز انگریزی  
 وسمہ بھی استعمال فرمایا مگر پھر ترک کر دیا۔ آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب

ل (المدخل إلى السنن الكذبى للبيهقى، باب ما يخشى من زلة العالم في العلم أو العمل، جزء ۲ صفحہ ۲۱۶)



سیالکوٹی نے ایک وسمہ تیار کر کے پیش کیا تھا وہ لگاتے تھے۔ اس سے ریش مبارک میں سیاہی آگئی تھی مگر اس کے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوا یا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۴۱۳)

### باب ۶۸: الْجَعْدُ

گھنگھریا لے بال

۵۹۰۰: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے، ربیعہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ان سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے اور نہ ہی بہت زیادہ سفید تھے اور نہ ہی گندم گوں تھے اور نہ آپ کے بال بہت ہی کثرت دار گھنگھریا لے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ نے آپ کو چالیس برس ختم ہونے پر مبعوث فرمایا اور آپ مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں بھی دس سال رہے اور اللہ نے آپ کو ساٹھ برس کے ختم ہونے پر وفات دی اور اس وقت آپ کے سر اور آپ کی داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

۵۹۰۰: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأَدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

أطرافه: ۳۵۴۷، ۳۵۴۸

۵۹۰۱: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

۵۹۰۱: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے کہا میں نے حضرت براءؓ سے سنا وہ کہتے تھے۔ میں نے کسی کو سرخ جوڑے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہ دیکھا۔ (امام بخاریؒ نے کہا: میرے بعض ساتھیوں نے مالک (بن اسماعیل) سے یوں نقل کیا ہے کہ آپ کے بال کندھوں کے قریب تک پہنچتے تھے۔ ابواسحاق نے کہا: میں نے حضرت براءؓ کو یہ حدیث کئی بار بیان کرتے سنا جب بھی وہ اس حدیث کو بیان کرتے تو وہ ضرور ہنستے۔ (ابواسحاق کی طرح) شعبہ نے بھی یہی روایت کیا کہ آپ کے بال آپ کے کانوں کی لوتک پہنچتے تھے۔

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ مَالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ. تَابَعَهُ شُعْبَةُ شَعْرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

أطرافه : ۳۵۰۱، ۵۸۴۸۔

۵۹۰۲: عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے اپنے آپ کو (خواب میں) کعبہ کے پاس دیکھا تو میں نے (وہاں) ایک گندم گوں شخص دیکھا ایسا خوبصورت کہ جیسے تم گندم گوں مردوں میں سے نہایت خوبصورت انسان کو دیکھتے ہو۔ اس کے بال ایسے عمدہ تھے کہ جو تم عمدہ سے عمدہ بال دیکھتے ہو۔ اس نے ان کو

۵۹۰۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْ مِنْ أَدَمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْ مِنَ اللَّيْمِ قَدْ رَجَلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِنًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ

رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلَتْ مَنْ  
هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا  
بِرَجُلٍ جَعَدٍ قَطِطٍ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى  
كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا  
فَقِيلَ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ.

کنگھی کی ہوئی تھی اور ان سے پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ  
دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھا یا (کہا) دو  
آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لئے تھا بیت اللہ کا  
طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو  
کسی نے کہا: مسیح ابن مریم ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا  
ہوں کہ ایک اور شخص ہے جس کے بال سخت  
گھنگھریالے ہیں داہنی آنکھ سے کان ہے ایسے جیسے  
پھولا ہوا انگور۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو کسی  
نے کہا: مسیح دجال ہے۔

أُطْرَافُهُ : ۳۴۴۰ ، ۳۴۴۱ ، ۶۹۹۹ ، ۷۰۲۶ ، ۷۱۲۸ -

۵۹۰۳ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا  
حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ  
حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرَهُ مِنْكَبِيهِ.

۵۹۰۳: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا  
کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں بتایا کہ ہمام نے ہم  
سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انسؓ  
نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
بال آپ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

طَرَفُهُ : ۵۹۰۴ -

۵۹۰۴ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ  
كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَبِيهِ.

۵۹۰۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ  
ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ  
نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے سر کے بال آپ کے کندھوں تک  
پہنچتے تھے۔

طَرَفُهُ : ۵۹۰۳ -

۵۹۰۵ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ  
حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي

۵۹۰۵: مجھے عمرو بن علی (فلاس) نے بتایا کہ ہم  
سے وہب بن جریر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا:

میرے باپ نے مجھے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ قتادہ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کچھ خمدار تھے بالکل سیدھے نہ تھے اور نہ ہی گھنگھریالے۔ آپ کے بال کانوں اور کندھے کے درمیان درمیان رہتے۔

طرفہ : ۵۹۰۶۔

۵۹۰۶: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ ایسے ہاتھ میں نے آپ کے بعد نہیں دیکھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ذرا خمدار تھے نہ گھنگھریالے اور نہ بالکل سیدھے۔

طرفہ : ۵۹۰۵۔

۵۹۰۷: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھے۔ آپ کا چہرہ خوبصورت تھا ایسا خوبصورت چہرہ نہ میں نے آپ کے بعد دیکھا اور نہ آپ سے پہلے اور آپ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ.

۵۹۰۶: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا لَا جَعْدَ وَلَا سَبْطًا.

۵۹۰۷: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

أطرافه : ۱۰۵۵، ۳۳۵۵۔

۵۹۰۸، ۵۹۰۹: عمرو بن علی (فلاس) نے مجھ سے بیان کیا۔ معاذ بن ہانی نے ہمیں بتایا۔ ہمام (بن یحییٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے یا کسی اور شخص سے، اس شخص نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر گوشت تھے۔ چہرہ خوبصورت تھا۔ آپ کے بعد ویسا خوبصورت چہرہ میں نے نہیں دیکھا۔

۵۹۱۰: اور ہشام نے معمر سے نقل کیا۔ معمر نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں۔

۵۹۱۱، ۵۹۱۲: اور ابو ہلال (محمد بن سلیم) نے کہا کہ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انسؓ سے یا حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم (یعنی پاؤں) پر گوشت تھے۔ میں نے آپ کے بعد آپ کا ہم شکل نہیں دیکھا۔

۵۹۱۳: محمد بن ثنیٰ نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابن ابی عدی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن عون سے، ابن عون نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۵۹۰۸ - ۵۹۰۹: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيٍّ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخَمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

۵۹۱۰: وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَنَّ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.

۵۹۱۱ - ۵۹۱۲: وَقَالَ أَبُو هَلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخَمَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ شَيْبَهَا لَهُ.

أطرافه: ۱۵۴۰، ۱۵۴۹، ۵۹۱۵-

۵۹۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا

کے پاس تھے کہ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے کہا: اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہو گا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ آپ نے یہ فرمایا۔ لیکن آپ نے یہ فرمایا کہ جو ابراہیمؑ ہیں تو تم اپنے ساتھی (آنحضرت ﷺ) کو دیکھ لو اور جو موسیٰؑ ہیں تو وہ گندم گوں گھنگھریالے بالوں والے شخص ہیں جو سرخ اونٹ پر سوار ہو جسے ایک کھجور کی چھال کی تکیل پڑی ہو ان کی شکل میرے ذہن میں ایسی ہے جیسے میں ان کو ابھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وادی میں لہیک کہتے ہوئے اترے ہیں۔

الدَّجَالُ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعُهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَاَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمٌ جَعَدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخَلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذْ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي.

أطرافه : ۱۵۴۰، ۱۵۴۹، ۵۹۱۴۔

**تشریح:** الْجَعْدُ: گھنگھریالے بال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیے کا ذکر ہے کہ آپ کے بال کچھ خم دار تھے نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی گھنگھریالے تھے۔ (روایت نمبر ۵۹۰۵) بنی اسرائیلی عیسیٰ کے حلیہ میں گھنگھریالے بالوں کا ذکر ہے جبکہ آنے والے مسیح کے بال سیدھے بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ بخاری کی احادیث میں بنی اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح کے حلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ بیان فرمائے۔ جس سے یہ امر اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ وہ دو الگ الگ وجود ہیں۔ آنے والے مسیح کے حلیہ کیلئے دیکھئے کتابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَادُّ كُرِّي فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذْ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا۔ بنی اسرائیلی مسیح کے حلیہ کیلئے دیکھئے کتابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ، هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى۔

## باب ۶۹: التَّلْبِيْدُ

بالوں کا جمانا

۵۹۱۴: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ۵۹۱۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے زہری نے

کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جس نے سر کے بالوں کو گوندا ہو تو وہ منڈ والے اور جس طرح احرام میں بالوں کو جمالیتے ہیں ویسے نہ جمایا کرو اور حضرت ابن عمرؓ کہا کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کے بال جمائے ہوئے دیکھا۔

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْيُحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالتَّلِيدِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبَّدًا.

أطرافه: ۱۰۵۴۰، ۱۰۵۴۹، ۵۹۱۵۔

۵۹۱۵: حبان بن موسیٰ اور احمد بن محمد نے مجھ سے بیان کیا۔ ان دونوں نے کہا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہم سے بیان کیا، یونس نے ہمیں خبر دی، یونس نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ سر کے بال جما کر یوں لبیک کہہ رہے تھے۔ یعنی میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ہر خوبی اور ہر ایک نعمت تیری ہی ہے اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ ان کلمات سے زیادہ نہیں بڑھاتے تھے۔

۵۹۱۵: حَدَّثَنِي حَبَانُ بْنُ مُوسَى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلُ مُلَبَّدًا يَقُولُ لَبَيْكَ اللَّهُمَّ لَبَيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. لَا يَزِيدُ عَلَي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

أطرافه: ۱۰۵۴۰، ۱۰۵۴۹، ۵۹۱۴۔

۵۹۱۶: اسماعیل (بن ابی اویس) نے مجھ سے بیان کیا۔ کہا مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نافع

۵۹۱۶: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ

سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے، حضرت عبد اللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ کہتی تھیں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا ہے اور آپؐ نے اپنا عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو جمالیا تھا اور اپنی قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالے تھے تو میں اس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک کہ نحر نہ کر لوں۔

بْنِ عُمَرَ عَنِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

أطرافه: ۱۰۶۶، ۱۶۹۷، ۱۷۲۵، ۴۳۹۸۔

**تشریح:** التَّلْبِيدُ: بالوں کا جمانا۔ تلبید سے مراد ہے محرم اپنے سر میں تھوڑا سا گوند لگالے تاکہ اس کے بال چپک جائیں۔ جس کے دو فائدے ہوں گے۔ اول ان میں جو یکیں نہیں پڑیں گی۔ دوم بال منتشر ہو کر انسان کا حلیہ نہیں بگاڑیں گے۔ آج کے زمانہ میں اس مقصد کیلئے کئی قسم کی جیل (jells) مارکیٹ میں ملتی ہیں۔

## باب ۷۰: الْفَرْقُ

مانگ نکالنا

۵۹۱۷: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا کہ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا، ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں جن کے متعلق آپؐ

۵۹۱۷: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ



کو حکم نہ دیا جاتا اہل کتاب سے موافقت کرنے کو پسند کرتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکایا کرتے تھے اور مشرک اپنے سروں میں مانگ نکالا کرتے تھے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیشانی کے بالوں کو کھلا رہنے دیا پھر اس کے بعد آپ نے مانگ نکالی۔

يُؤْمَرُ فِيهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُءُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدُ.

أطرافه: ۳۵۵۸، ۳۹۴۴۔

۵۹۱۸: ابو الولید اور عبد اللہ بن رجا نے ہم سے بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے بتایا، شعبہ نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود سے، اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ فرماتی تھیں: گویا میں اب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگوں میں جب کہ آپ احرام کی حالت میں ہوتے خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں۔ عبد اللہ نے مفارق (جمع) کی بجائے مفروق (واحد) کہا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ۔

۵۹۱۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه: ۲۷۱، ۱۵۳۸، ۵۹۲۳۔

## باب ۷۱: الذَّوَائِبُ

### پیشانی کے بال

۵۹۱۹: علی بن عبد اللہ (مدنی) نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن عنبہ نے ہمیں بتایا کہ ہشیم (بن بشر) نے ہمیں خبر دی کہ ابو بشر نے ہمیں بتایا۔

۵۹۱۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنبَسَةَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ. وَحَدَّثَنَا

اور قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو بشر سے۔ ابو بشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارثؓ کے پاس رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی رات کی باری میں انہی کے پاس تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں (بھی جا کر) آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ کہتے تھے۔ آپ نے میرے پیشانی کے بال پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف کیا۔

عمرو بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا کہ ابو بشر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ہمیں یہی کہا کہ میری پیشانی کے بالوں کو یا میرے سر کو پکڑ کر۔

قَتِيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِي وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنْ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ فَأَخَذَ بِذَوَابْتِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشْرٍ بِهَذَا وَقَالَ بِذَوَابْتِي أَوْ بِرَأْسِي.

أطرافه: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۸۵۹، ۹۹۲، ۱۱۹۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۶۲۱۵، ۶۳۱۶، ۷۴۵۲

## باب ۷۲: الْقَرْعُ

در میان سے سر کے بالوں کو منڈوا کر ادھر ادھر سے بالوں کو چھوڑنا

۵۹۲۰: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مخلد (بن یزید) نے مجھے بتایا۔ مخلد نے کہا کہ ابن جریج نے مجھے بتایا۔ ابن جریج

۵۹۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ

نے کہا مجھے عبید اللہ بن حفص نے بتایا کہ عمر بن نافع نے انہیں بتایا۔ عمر نے نافع سے جو حضرت عبید اللہ (بن عمرؓ) کے غلام تھے روایت کی کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ قزح سے منع فرماتے تھے۔ عبید اللہ کہتے تھے۔ میں نے پوچھا: قزح کیا ہوتا ہے؟ تو عبید اللہ نے ہمیں اشارہ کر کے بتایا، کہا: جب بچے کا سر منڈوایا جائے اور کچھ ادھر بال چھوڑے جائیں کچھ ادھر اور کچھ ادھر۔ عبید اللہ نے ہمیں اپنی پیشانی کی طرف اور اپنے سر کے دونوں طرف اشارہ کر کے بتایا۔ عبید اللہ سے پوچھا گیا: لڑکی اور لڑکے کے متعلق؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ نافع نے اسی طرح بچے کا نام لیا۔ عبید اللہ کہتے تھے: عمر بن نافع سے میں نے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے کہا: لڑکے کی کنپٹیاں اور گردی کے بال رکھنے میں تو کوئی حرج نہیں مگر قزح یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر بال چھوڑے جائیں اور باقی سر پر بال نہ ہوں اور اسی طرح سر کی اس جانب اور اس جانب۔

عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الْقَزْحِ. قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزْحُ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ إِذَا حَلَقَ الصَّبِيَّ وَتَرَكَ هَا هُنَا شَعْرَةً وَهَاهُنَا وَهَاهُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبِي رَأْسِهِ. قِيلَ لِعُبَيْدِ اللَّهِ فَأَلْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا أَدْرِي هَكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ. قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ أَمَّا الْقِصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلَكِنَّ الْقَزْحَ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعْرٌ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ غَيْرُهُ، وَكَذَلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هَذَا وَهَذَا.

طرفہ: ۵۹۲۱۔

۵۹۲۱: مسلم بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ عبید اللہ بن شئی بن عبد اللہ بن انس بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ عبید اللہ

۵۹۲۱: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ



أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمَنِي قَبْلَ أَنْ يُقَيِّضَ.

کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ کہ یحییٰ بن سعید (انصاری) نے ہمیں خبر دی کہ عبد الرحمن بن قاسم نے ہمیں بتایا۔ عبد الرحمن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، فرماتی تھیں: احرام باندھنے کے لئے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور میں نے آپ کو منیٰ میں خوشبو لگائی پیشتر اس کے کہ آپ طواف زیارت کے لئے وہاں سے چلتے۔

أطرافه: ۱۵۳۹، ۱۷۵۴، ۵۹۲۸، ۵۹۳۰۔

## باب ۷۴: الطَّيِّبُ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا

۵۹۲۳: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَيَبِصَ الطَّيِّبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ.

۵۹۲۳: اسحاق بن نصر نے مجھے بتایا کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا، اسرائیل نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے عبد الرحمن بن اسود سے، عبد الرحمن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، فرماتی تھیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدہ سے عمدہ خوشبو جو آپ کو مل سکتی لگایا کرتی تھی ایسی عمدہ تھی کہ میں آپ کے سر اور داڑھی میں اس خوشبو کی چمک کو دیکھتی تھی۔

أطرافه: ۲۷۱، ۱۵۳۸، ۵۹۱۸۔

## باب ۷۵: الإمتشاطُ

کنگھی کرنا

۵۹۲۴: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے سہل بن سعد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو پشت خار سے کھجلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں ضرور تمہاری آنکھ میں وہی پشت خار چھو دیتا۔ دیکھنے کی وجہ سے ہی اجازت لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۵۹۲۴: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَطَّلَعَ مِنْ جُحْرِ فِي دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكُ رَأْسَهُ بِالْمَدْرَى - فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قَبْلِ الْأَبْصَارِ.

أطرافه: ۶۲۴۱، ۶۹۰۱-

## باب ۷۶: تَرْجِيلُ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

حائضہ عورت کا اپنے خاوند کو کنگھی کرنا

۵۹۲۵: عبد اللہ بن یوسف (تیمیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں اس وقت بھی کنگھی کیا کرتی تھی جب کہ میں حائضہ ہوتی۔ عبد اللہ بن

۵۹۲۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرْجِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ هِشَامٍ عَنِ أَبِيهِ عَنِ

عَائِشَةَ.. مِثْلَهُ.  
یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے ایسا ہی بتایا۔

أطرافه: ۲۹۵، ۲۹۶، ۳۰۱، ۲۰۲۸، ۲۰۳۱، ۲۰۴۶۔

### بَاب ۷۷: التَّرْجِيلُ وَالتَّيْمُنُ فِيهِ

بالوں میں کنگھی کرنا اور اس میں دائیں طرف سے شروع کرنا

۵۹۲۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيْمُنُ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرْجِيلِهِ وَوُضُوئِهِ.  
۵۹۲۶: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث بن سلیم سے، اشعث نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ اپنے بالوں میں کنگھی کرنے نیز وضو کرتے وقت جہاں تک ہو سکتا دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔

أطرافه: ۱۶۸، ۴۲۶، ۵۳۸، ۵۸۵۴۔

### بَاب ۷۸: مَا يُذَكَّرُ فِي الْمِسْكِ

مشک کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے

۵۹۲۷: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلٍ  
۵۹۲۷: عبد اللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف صنعانی) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی، معمر نے زہری سے، زہری نے (سعید) بن مسیب سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے

ابنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا  
أَجْزِي بِهِ. وَلَخُلُوفٌ فِيمِ الصَّائِمِ  
رُوحٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ.  
فرمایا (کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بنی آدم کے تمام  
کام اس کے لئے ہیں سوائے روزے کے کیونکہ  
وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا اور  
روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو  
سے بھی زیادہ پسند ہے۔

أطرافه: ۱۸۹۴، ۱۹۰۴، ۷۴۹۲، ۷۵۳۸۔

### باب ۷۹: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطَّيِّبِ

خوشبو لگانا جو پسندیدہ ہے

۵۹۲۸: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُمَانَ بْنِ عُرْوَةَ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ كُنْتُ أُطِيبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطِيبٍ مَا  
أَجِدُ.  
۵۹۲۸: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ  
وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن عروہ)  
نے ہمیں بتایا، ہشام نے عثمان بن عروہ سے، عثمان  
نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی  
تھیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام  
باندھتے وقت عمدہ سے عمدہ خوشبو جو مجھے ملتی لگایا  
کرتی تھی۔

أطرافه: ۱۵۳۹، ۱۷۵۴، ۵۹۲۲، ۵۹۳۰۔

### باب ۸۰: مَنْ لَمْ يَرُدِّ الطَّيِّبَ

جو خوشبو کو رد نہ کرے

۵۹۲۹: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا  
عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ  
حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ  
۵۹۲۹: ابو نعیم نے ہمیں بتایا کہ عزہ بن ثابت  
انصاری نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا:  
ثمامہ بن عبد اللہ نے مجھے بتایا۔ ثمامہ نے حضرت  
آنس



رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ  
الطَّيْبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيْبَ.  
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ خوشبو کو رد نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو رد نہیں کیا کرتے تھے۔

طرفہ : ۲۵۸۲۔

## باب ۸۱ : الذَّرِيرَةُ

ذَرِيرَةٌ

۵۹۳۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ  
مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي  
عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ  
عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ  
الْوُدَاعِ لِلْحَجِّ وَالْإِحْرَامِ.  
۵۹۳۰: عثمان بن ہیشم نے ہم سے بیان کیا، یا محمد (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریر سے روایت کی کہ عمر بن عبد اللہ بن عروہ نے مجھے بتایا۔ عمر نے عروہ اور قاسم (بن محمد) سے سنا ان دونوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے حجۃ الوداع میں جب کہ آپ نے احرام کھولا اور احرام باندھا زریرہ کی خوشبو لگائی۔

أطرافه : ۱۵۳۹، ۱۷۵۴، ۵۹۲۲، ۵۹۲۸۔

**تشریح:** الذَّرِيرَةُ: زریرہ خوشبو۔ علامہ کرمانی کہتے ہیں یہ خوشبو پاؤں کی شکل میں ہوتی ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں یہ ایک خاص لکڑی کا برادہ ہے جو ہندوستان سے لایا جاتا تھا۔ علامہ داودی نے کہا اس کے مفردات کو جمع کیا جاتا ہے پھر ان کو پیسا جاتا ہے پھر چھانا جاتا ہے اس سفوف کو بالوں میں چھڑکا جاتا ہے اسی لیے اس کا نام زریرہ یعنی چھڑکی گئی کے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۶۲)

## باب ۸۲ : الْمُتَفَلِّجَاتُ لِلْحُسْنِ

خوبصورتی کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کراتی ہیں

۵۹۳۱: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ  
۵۹۳۱: عثمان (بن ابی شیبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى مَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا أُنْكَمَ الرَّسُولُ فَخُذُوا إِلَيَّ فَإِنَّتَهُوا (الحشر: ۸).

نے منصور (بن محتر) سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی کہ اللہ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں کو اور چہرے کے رویں نکالنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانت کشادہ کرانے والیوں کو جو اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کرنے والیاں ہیں، پر لعنت کی ہے۔ مجھے کیا ہے کہ میں ان کو لعنتی نہ ٹھہراؤں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ حکم کتاب اللہ میں ہے یعنی جو رسول نے تمہیں دیا ہے اس کو لو۔ اور جس سے تمہیں رو کے اُس سے رُک جاؤ۔

أطرافه: ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۵۹۳۹، ۵۹۴۳، ۵۹۴۸۔

**تشریح:** الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ: خوبصورتی کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کراتی ہیں۔ ابواب ۸۲ تا ۸۷ ان روایات پر مشتمل ہیں جن میں ایسی عورتوں کا ذکر ہے جو فیشن کے طور پر اپنے دانتوں کو ریخدار بناتی تھیں، چہرے کے بالوں کو صاف کرتی تھیں، جسم پر گوندوا کر Tattoos بناتی تھیں تاکہ مختلف قسم کے نقش و نگار بنا کر اپنے حسن کو ظاہر کریں، اسی طرح بعض عورتیں بالوں کے جوڑے یا چٹلے لگاتی تھیں۔ ان تمام امور کو سختی سے منع کیا گیا ہے اور ان عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اسلام زیب و زینت کو تو ہرگز منع نہیں کرتا بلکہ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْجَمَالَ (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے) کے مطابق خوبصورتی کو خدا کی بندگی کی علامت قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ (الاعراف: ۳۳) تو کہہ دے کہ اللہ کی اس زینت کو جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے، کس نے حرام کیا ہے؟

پس ان روایات میں جس طبقہ نسواں کی مذمت کی گئی ہے اور جن امور کو سخت و عید کے ساتھ روکا گیا ہے وہ ہرگز زیب و زینت نہیں بلکہ کچھ اور ہی ہے۔ ان روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ معاشرے میں عریانی، فحاشی اور آوارگی کا

۱۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ)

رجحان ایک فیشن کی صورت اختیار کر رہا تھا جس کو سختی سے روکا گیا۔ برائی کو روکنے کیلئے بعض ایسے امور کو بھی منع کرنا پڑتا ہے جو فی ذاتہ غلط نہیں ہوتے مگر برائی کو جڑ سے اکھیڑنے کیلئے اور اس ماحول کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک کرنے کیلئے بعض جائز امور پر بھی وقتی پابندی یا قدغن لگانی پڑتی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت کے ساتھ ان برتنوں کو بھی توڑنے کا حکم دیا جن میں شراب بنتی تھی۔ مگر جب وہ ماحول ختم ہو گیا تو آپ نے کسی کے پوچھنے پر فرمایا اگر کوئی اور برتن میسر نہ ہوں تو شراب والے ان برتنوں کو دھو کر تم استعمال کر سکتے ہو۔ (صحیح بخاری، کتاب الاشربة، باب ترخیص النبی ﷺ فی الأوعية والظروف بعد العهی) اصل بات نیت کی ہے انما الاعمال بالنیات۔ پس اگر کسی مرد یا عورت کے بال قدرتی طور پر نہ ہوں یا کسی بیماری کے سبب جھڑ جائیں تو وہ مصنوعی بال یا وگ وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں مگر اس میں دھو کا دہی، فریب اور امر واقعہ کے چھپانے کی ایسی کوشش نہ ہو جو دوسروں کو نقصان یا اذیت پہنچانے کا باعث بنے۔ مثلاً کسی لڑکی یا لڑکے کا رشتہ ہونا ہو تو دھو کے سے ایسی مصنوعی چیزوں کو استعمال کر کے رشتے قائم کر لینا جو اصل حقیقت کھلنے پر ان رشتوں کے ٹوٹنے اور خاندانوں میں ناچاقی کا باعث بنیں، منع ہے۔ ایسی دھو کا دہی کے متعلق روایت میں آتا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَهُ الزُّورَ يَغِي الْوَأَصْلَةَ فِي الشَّعْرِ (روایت نمبر ۵۹۳۸) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فریبی رکھا ہے یعنی اس عورت کا نام جو بالوں میں جوڑا لگاتی ہے۔ پس دھو کا دہی یا فریب نہیں ہونا چاہیے۔ آج کے زمانہ میں بھی اس کی بہت سی شکلیں معاشرے کو زہر آلود کر رہی ہیں۔ ایسے امور کو آغاز میں ہی پکڑ لیا جائے اور اس کی بیخ کنی کر دی جائے تو خس کم جہاں پاک کی یہ ایک حکیمانہ صورت ہے۔

### باب ۸۳: وَصْلُ الشَّعْرِ

بالوں میں پیوند لگانا

۵۹۳۲: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ  
 حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ  
 حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ  
 سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ  
 حَجِّ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ  
 وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرِ كَأَنَّ بِيَدِ  
 حَرَسِي أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ

۵۹۳۲: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حمید بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے سنا۔ جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے اور کہہ رہے تھے اور انہوں نے بالوں کا ایک چٹلا لیا جو ان کے

محافظ کے ہاتھ میں تھا تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اس قسم کے کام سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے: بنی اسرائیل تو اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكْتَ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ.

أطرافه: ۳۴۶۸، ۳۴۸۸، ۵۹۳۸۔

۵۹۳۳: اور ابن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں فلیح (بن سلیمان) نے بتایا۔ فلیح نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی کو اور گودنے والی اور گدوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔

۵۹۳۳: وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۹۳۴: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حسن بن مسلم بن یناق سے سنا۔ وہ صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے تھے۔ صفیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور وہ بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے تو اس کے رشتہ داروں نے چاہا کہ اس

۵۹۳۴: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يِنَاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَطَتْ شَعْرَهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. کے بالوں میں پیوند لگائیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔

تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ صَفِيَّةَ عَنِ عَائِشَةَ. (شعبہ کی طرح) اس حدیث کو (محمد) بن اسحاق نے ابان بن صالح سے، ابان نے حسن (بن مسلم) سے، حسن نے صفیہ سے، صفیہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا۔

طرفہ: ۵۲۰۵۔

۵۹۳۵: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّامِ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أَنْكَحْتُ ابْنَتِي ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَى فَتَمَزَّقَ رَأْسُهَا وَرُؤُوسُهَا يَسْتَحِثُّنِي بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. احمد بن مقدم نے مجھ سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا کہ منصور بن عبد الرحمن نے ہم سے بیان کیا۔ منصور نے کہا: میری ماں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ پھر اس کو کوئی بیماری ہو گئی جس سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا خاوند اس کے متعلق مجھے زور دے رہا ہے تو کیا میں اس کے سر میں چٹلا لگاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی کی مذمت کی۔

أطرافه: ۵۹۳۶، ۵۹۴۱۔

۵۹۳۶: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنی بیوی فاطمہ (بنت منذر) سے، فاطمہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی کو لعنتی قرار دیا۔

۵۹۳۷: محمد بن مقاتل نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ عبید اللہ نے ہمیں بتایا۔ عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔ نافع نے کہا: مسوڑے کو بھی گودا جاتا ہے۔

۵۹۳۸: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن مرہ نے ہم سے بیان کیا۔ (عمرو نے کہا: میں نے سعید بن مسیب سے سنا۔ سعید نے کہا: حضرت معاویہؓ جب آخری بار مدینہ میں آئے انہوں نے ہمیں مخاطب کیا اور بالوں کا چٹلا نکالا اور کہنے لگے: میں سوائے یہود کے کسی کے متعلق نہیں سمجھتا تھا کہ وہ ایسا کرتا ہو گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فریبی رکھا ہے یعنی اس عورت کا نام جو بالوں میں جوڑ لگاتی ہے۔

فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ  
قَالَتْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

۵۹۳۷: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ  
نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ  
وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. وَقَالَ نَافِعٌ  
الْوَشْمُ فِي اللَّفَّةِ.

أطرافه: ۵۹۴۰، ۵۹۴۲، ۵۹۴۷۔

۵۹۳۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ سَمِعْتُ سَعِيدَ  
بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ  
الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدَمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا  
فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعْرٍ قَالَ مَا كُنْتُ  
أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ إِنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَاهُ  
الرُّوزَ. يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعْرِ.

أطرافه: ۳۴۶۸، ۳۴۸۸، ۵۹۳۲۔

## باب ۸۴: الْمُتَمَمَّصَاتِ

چہرے پر سے روئیں نکالنے والیاں

۵۹۳۹: اسحاق بن ابراہیم (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہؓ (بن مسعود) نے گودنے والیوں اور چہرے پر سے بال نکالنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کے کشادہ کرنے والیوں کو جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں لعنتی قرار دیا۔ اُم یعقوب یہ سن کر کہنے لگیں: یہ کیا ہے؟ حضرت عبد اللہؓ نے کہا: مجھے کیا ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور کتاب اللہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ کہنے لگیں: اللہ کی قسم میں نے ان دو جلدوں میں جو ہے اس کو پڑھا ہے میں نے تو یہ نہیں پایا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم اگر تم نے اس کو پڑھا ہو تا تو ضرور اس کو پالیتی یعنی جو رسول تم کو دے اس پر عمل کرو اور جس سے تم کو روکے اس سے رک جاؤ۔

۵۹۳۹: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللَّهِ الْوَأَشِمَاتِ وَالْمُتَمَمَّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُعَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ. فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوبَ مَا هَذَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي كِتَابِ اللَّهِ. قَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ. فَقَالَ وَاللَّهِ لَئِنْ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ۸)

أطرافه: ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۵۹۳۱، ۵۹۴۳، ۵۹۴۸۔

## باب ۸۵: الْمَوْصُولَةُ

جس عورت کے بالوں میں چٹلا لگایا جائے

۵۹۴۰: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ۵۹۴۰: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ

عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی کو لعنتی قرار دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَأْسِمَةَ وَالْمُسْتَوْصِمَةَ.

أطرافه: ۵۹۳۷، ۵۹۴۲، ۵۹۴۷۔

۵۹۴۱: (عبد اللہ بن زبیر) حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے سنا۔ فاطمہ کہتی تھیں: میں نے حضرت اسماءؓ سے سنا۔ کہتی تھیں: ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہنے، لگی: یا رسول اللہ! میری بیٹی کو چچک کی بیماری ہوئی جس سے اس کے بال جھڑ گئے اور میں نے اس کا نکاح کیا تھا تو کیا میں اس کے بالوں میں جوڑ لگاؤں؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی کو اور جوڑ لگوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔

۵۹۴۱: حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُولُ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَأَمَرَقَ شَعْرُهَا وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفْأَصِلُ فِيهِ فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ.

أطرافه: ۵۹۳۵، ۵۹۳۶۔

۵۹۴۲: یوسف بن موسیٰ نے مجھے بتایا کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ صخر بن جویریہ نے ہمیں بتایا۔ صخر نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں

۵۹۴۲: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَكَيْنٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا



نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنایا یوں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گودنے والی اور گدوانے والی اور جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی قرار دیا۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَعَنَ اللَّهُ الْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ  
وَالْوَأْصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. يَعْنِي لَعَنَ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه : ۵۹۳۷، ۵۹۴۰، ۵۹۴۷۔

۵۹۳۳: محمد بن مقاتل نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابراہیم (خثعمی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اللہ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور چہرے کے روئیں نکالنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں کو جو اللہ کی پیدائش کو بدلتی ہیں اپنی رحمت سے دور کیا۔ مجھے کیا ہے کہ میں ان کو لعنتی قرار نہ دوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی قرار دیا اور یہ حکم کتاب اللہ میں بھی ہے۔

۵۹۴۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ  
ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ  
اللَّهُ الْوَأْشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ  
وَالْمُتَمَصَّاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ  
الْمُعْيِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ، مَا لِي لَا أَلْعَنُ  
مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَهُوَ مَلْعُونٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ.

أطرافه : ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۵۹۳۱، ۵۹۳۹، ۵۹۴۸۔

## باب ۸۶: الْوَأْشِمَةُ

گودنے والی عورت

۵۹۴۴: حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا ۵۹۴۴: يحيى (بن موسى) نے مجھ سے بیان کیا کہ

عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہام سے، ہام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نظر کا لگنا سچ ہے اور آپ نے گدوانے سے منع فرمایا۔

(محمد) بن یسار نے مجھ سے بیان کیا کہ (عبدالرحمن) بن مہدی نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن عابس سے منصور کی اس حدیث کا ذکر کیا جو انہوں نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے اس کو ام یعقوب سے بھی منصور کی حدیث کی طرح ہی سنا ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) سے روایت کی۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.. مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

طرفہ : ۵۷۴۰۔

۵۹۴۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے کہا: میں نے اپنے باپ کو دیکھا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون (نکلنے) کی قیمت اور کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا اور آپ نے سود کھانے والے اور اس کے کھلانے والے اور گودنے والی اور گدوانے والی کو منع کیا۔

۵۹۴۵: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِّ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ وَالْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

اُطْرَافُهُ : ۲۰۸۶ ، ۲۲۳۸ ، ۵۳۴۷ ، ۵۹۶۲۔

## باب ۸۷: الْمُسْتَوْشِمَةُ

گدوانے والی

۵۹۴۶: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَرِيرُ (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ (بن قعقاع) سے، عمارہ نے ابو زرعہ سے، ابو زرعہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جو گودتی تھی۔ وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گودنے کے متعلق سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے: (یہ سن کر) میں اٹھا اور میں نے کہا: امیر المؤمنین! میں نے سنا ہے۔ انہوں نے پوچھا: تم نے کیا سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: عورتو! نہ گودو، نہ گدواؤ۔

۵۹۴۶: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَرِيرُ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبِي عُمَرُ بِأَمْرَةِ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا سَمِعْتُ. قَالَ مَا سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

۵۹۴۷: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۹۴۷: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَأْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۹۴۸: محمد بن ثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرحمن (بن مہدی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں کو اور چہرے کے روئیں نکلنے والیوں اور دانتوں کو خوبصورتی کے لئے کشادہ کرنے والیوں کو جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں اپنی رحمت سے دور کیا ہے۔ مجھے کیا ہے کہ میں ان کو لعنتی قرار نہ دوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی قرار دیا جب کہ یہ حکم کتاب اللہ میں بھی ہے۔

أطرافه: ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۵۹۳۱، ۵۹۳۹، ۵۹۴۳۔

### باب ۸۸: التَّصَاوِيرُ

مورتیاں (بنانا یا رکھنا)

۵۹۴۹: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابو طلحہ (زید بن سہل) رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ اس

۵۹۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سَفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَشِشَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَمَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ.

۵۹۴۹: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرٌ. وَقَالَ اللَّيْثُ

حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ  
أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ  
سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور جس  
میں تصویریں ہوں۔ اور لیث (بن سعد) نے کہا:  
مجھے یونس (بن یزید) نے ابن شہاب سے روایت  
کرتے ہوئے بتایا۔ (انہوں نے کہا: مجھے عبید اللہ  
نے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے  
سنا۔ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت ابو طلحہؓ سے  
سنا۔ (حضرت ابو طلحہؓ نے کہا:) میں نے نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

أطرافه: ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۳۲۲، ۴۰۰۲، ۵۹۵۸۔

**تشریح:** التَّصَاوِيرُ: صورتیں (بنانا یا رکھنا)۔ باب ۸۸ سے باب ۹۷ تک تصاویر بنانے اور گھروں میں  
رکھنے اور تصاویر والے پردے وغیرہ کی منافی کے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں، بلاشبہ وہ تمام  
تصاویر جو شرک کا ذریعہ اور محرک بن رہی ہوں منع ہیں۔ شرک کے مٹانے اور اس کی بیخ کنی کرنے کے لیے اس پر  
جتنا بھی انذار کیا جاتا وہ وقت کی ضرورت اور بہت بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ آج بھی عربیانی اور فحاشی کو پھیلانے والی ہر  
قسم کی تصاویر یا ویڈیوز وغیرہ سے اپنے ماحول کو پاک کرنے کیلئے متذکرہ بالا احادیث ایک بہت بڑا انذار ہیں۔ تاہم  
موجودہ زمانے میں تصاویر بہت مفید بھی ثابت ہو رہی ہیں علوم و فنون کی ترقی اور اخلاقی و روحانی اقدار کو بڑھانے اور  
ایمان و معرفت میں ترقی کا باعث بننے والی تصاویر ہیں جو نہ صرف جائز بلکہ بہت ضروری ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایسا کپڑا جس پر تصویریں ہوں آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ نہ انسانی لباس میں  
اور نہ پردوں وغیرہ کی صورت میں۔ خصوصاً بڑی تصویریں جو کہ شرک کے آثار  
میں سے ہیں اُن کی آپ کبھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے گھر میں  
ایسا کپڑا لٹکا ہوا تھا آپ نے دیکھا تو اُسے اُتروا دیا۔ ہاں چھوٹی چھوٹی تصویر جس  
کپڑے پر بنی ہوئی ہوں اُس کپڑے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان سے  
شرک کے خیالات کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ آپ ریشمی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے نہ  
دوسرے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیتے تھے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہو گا لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ باعث ہزار ہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہذا اُس ملک کے اہل فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علم فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک میں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ وائما الاعمال بالتّیات۔ اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جنّ حضرت سلیمان کے لئے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل کے پاس مدت تک انبیاء کی تصویریں رہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السلام نے دکھائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور پر چھپ جاتی ہیں۔ اور یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا کلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے اور وَجِعَ الْمَقَاصِلِ وَ نَقَرَسَ وَغَیْرَہِ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور

مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔ جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہل فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۷)

## باب ۸۹: عَذَابُ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مورتیاں بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا

۵۹۵۰: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأَى فِي صَفْتِهِ تَمَائِيلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ.

۵۹۵۰: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے مسلم (بن صبیح ابوالضحیٰ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم یسار بن نمیر کے گھر میں مسروق (بن اجدع) کے ساتھ تھے تو انہوں نے اس کے برآمدے میں مورتیاں دیکھیں تو کہا: میں نے حضرت عبداللہؓ (بن مسعود) سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ کے نزدیک جن لوگوں کو قیامت کے دن سخت ترین سزا دی جائے گی وہ مورتیاں بنانے والے ہیں۔

۵۹۵۱: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ. ۵۹۵۱: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ  
الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّورَ يُعَذَّبُونَ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا  
خَلَقْتُمْ

طرفہ : ۷۵۵۸۔

### باب ۹۰ : نَقْضُ الصُّورِ

مورٹیوں کو توڑ ڈالنا

۵۹۵۲ : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ  
بْنِ حِطَّانٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا  
فِيهِ تَصَالِبٌ إِلَّا نَقَضَهُ.

۵۹۵۲ : معاذ بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ  
ہشام (دستواری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ  
(بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے عمران بن حطان سے  
روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں  
کوئی چیز ایسی نہ چھوڑتے تھے جس میں صلیب کی  
تصویر ہو مگر اس کو توڑ ڈالتے۔

۵۹۵۳ : حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ  
قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا  
بِالْمَدِينَةِ فَرَأَى فِي أَعْلَاهَا مُصَوَّرًا  
يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

۵۹۵۳ : موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان  
کیا کہ عبد الواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ عمارہ  
(بن قعقاع) نے ہمیں بتایا کہ ابو ہریرہ (بن عمرو  
بن جریر) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں  
حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ ایک گھر میں داخل ہوا



ہوا جو مدینہ میں تھا تو انہوں نے مکان کی چھت پر ایک مصور کو دیکھا کہ تصویریں بنا رہا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا۔ پس وہ ایک دانہ ہی پیدا کریں اور وہ ایک چبوتی تو بنائیں۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک لگن منگوا یا اور اپنے ہاتھ دھونے لگے اور دھوتے دھوتے اپنے بغلوں تک پہنچایا۔ میں نے کہا: ابو ہریرہؓ! کیا یہ ایسی بات ہے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ انہوں نے کہا: جہاں تک زیور پہنا جاسکتا ہے وہاں تک دھوتتا ہوں۔

طرفہ: ۷۵۵۹۔

### باب ۹۱: مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ

مورتوں کا رونداجانا

۵۹۵۴: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے عبد الرحمن بن قاسم سے سنا اور مدینہ میں ان دنوں ان سے بڑھ کر اور کوئی نہ تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے آئے اور

۵۹۵۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَيَّ

میں نے اپنے ایک برآمدے پر اپنا ایک سرخ پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا: قیامت کے دن جن لوگوں کو سخت سے سخت سزا ہوگی وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی مخلوق کی طرح بناتے ہیں۔ فرماتی تھیں: پھر ہم نے اس سے ایک یا (فرمایا) دو توشک بنالیں۔

سَهْوَةٌ لِي فِيهَا تَمَائِيلٌ فَلَمَّا رَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَقَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ بِخَلْقِ اللَّهِ. قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وَسَادَةً أَوْ وَسَادَتَيْنِ.

أطرافه: ۲۴۷۹، ۵۹۵۵، ۶۱۰۹۔

۵۹۵۵: مسدود نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن داؤد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے آئے اور میں نے پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں مور تیں تھیں۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو اتار ڈالوں۔ میں نے اس کو اتار ڈالا۔

۵۹۵۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوكًا فِيهِ تَمَائِيلٌ فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ.

أطرافه: ۲۴۷۹، ۵۹۵۴، ۶۱۰۹۔

۵۹۵۶: اور میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے نہایا کرتے تھے۔

۵۹۵۶: وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

أطرافه: ۲۵۰، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۷۳، ۲۹۹، ۷۳۳۹۔

## باب ۹۲: مَنْ كَرِهَ الْقُعُودَ عَلَى الصُّورِ

جس نے مورت پر بیٹھنا ناپسند کیا

۵۹۵۷: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ۵۹۵۷: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ

جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے قاسم (بن محمد) سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے ایک گدا خریداجس میں تصویریں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہوئے، اندر نہیں آئے۔ میں نے کہا: میں اللہ کے حضور توبہ کرتی ہوں اس سے جو قصور میں نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ گدا کیا ہے؟ میں نے کہا: اس لئے تا آپ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ لگائیں۔ آپ نے فرمایا: جن لوگوں نے یہ مورتیاں بنائی ہیں انہیں قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔ انہیں کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے ان میں جان ڈالو اور ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو۔

أطرافه: ۲۱۰۵، ۳۲۲۴، ۵۱۸۱، ۵۹۶۱، ۷۵۵۷-

۵۹۵۸: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بکیر (بن عبد اللہ بن اشج) سے، بکیر نے بُسر بن سعید سے، بُسر نے زید بن خالد سے، زید نے حضرت ابو طلحہؓ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو۔ بُسر نے کہا: اس کے بعد زید بیمار ہوئے اور ہم ان کی عیادت کو گئے تو کیا دیکھا کہ

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا هَذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّورَةُ.

۵۹۵۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بَكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّورَةُ. قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعَدَنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ فَقُلْتُ لِعَبِيدِ اللَّهِ

ان کے دروازے پر ایک پردہ ہے جس میں مورت ہے۔ میں نے عبید اللہ (بن اسود) خولانی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ کے ربیب تھے، سے کہا: کیا زید نے ہمیں پہلے ان مورتوں کے متعلق نہیں بتایا تھا؟ عبید اللہ نے کہا: کیا تم نے ان سے نہیں سنا جب انہوں نے کہا: مگر ایسا نقش جو کپڑے میں ہو؟

اور (عبد اللہ) بن وہب نے کہا کہ ہمیں عمرو نے جو کہ حارث کے بیٹے ہیں بتایا کہ بکیر نے ان سے بیان کیا کہ بُسر نے ان سے بیان کیا کہ زید نے ان کو بتایا کہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

أطرافه: ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۳۲۲، ۴۰۰۲، ۵۹۴۹۔

### باب ۹۳: كَرَاهِيَةُ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيرِ

جہاں مورتیں ہوں وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۵۹۵۹: عمران بن میسرہ نے ہمیں بتایا کہ عبد الوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز بن صہیب نے ہم سے بیان کیا۔ عبد العزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ کا ایک پردہ تھا جس سے انہوں نے اپنے گھر کی ایک جانب کو ڈھانپ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت عائشہؓ) سے

الْخَوْلَانِي رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّورِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَلَمْ تَسْمَعَهُ حِينَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ.

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُوهُو ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۹۵۹: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا تَرَأَى تَصَاوِيرَهُ تَعْرِضُ

لی فی صلاتی۔  
فرمایا: مجھ سے یہ پردہ ہٹا دو کیونکہ اس کی تصویریں  
میری نماز میں میرے سامنے آتی رہی ہیں۔

طرفہ : ۳۷۴۔

### باب ۹۴ : لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو

۵۹۶۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ جَبْرِيلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَاَ إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ.

۵۹۶۰: یحییٰ بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ (عبداللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عمر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا۔ عمر نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا وعدہ کیا مگر آپ کے پاس آنے میں دیر لگائی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے۔ پھر جبریل آپ سے ملے۔ آپ نے ان سے اس تکلیف کی شکایت کی جو آپ نے محسوس کی۔ انہوں نے آپ سے کہا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو اور نہ (اس میں) جس میں کتا ہو۔

طرفہ : ۳۲۲۷۔

### باب ۹۵ : مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

جو ایسے گھر میں داخل نہ ہو جس میں مورت ہو

۵۹۶۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ قَاسِمِ بْنِ عَنِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

۵۹۶۱: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے قاسم

بن محمد سے، قاسم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے قاسم سے ذکر کیا کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کو پہچان گئیں، کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں اللہ کے حضور اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا قصور کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ گدا کیسا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے اس کو اس لئے خریدا ہے کہ آپ اس پہ بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصویروں والوں کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا اس میں جان ڈالو اور فرمایا: جس گھر میں مورتیں ہوں فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرٌ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتُّوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعَدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ. وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

أطرافه: ۲۱۰۵، ۳۲۲۴، ۵۱۸۱، ۵۹۵۷، ۷۵۵۷-

### باب ۹۶: مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

جس نے مورت بنانے والے کو لعنتی قرار دیا

۵۹۶۲: محمد بن ثنیٰ نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر غندر نے مجھ سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے اپنے

۵۹۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيْفَةَ

عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اشْتَرَى غَلَامًا حَبَامًا فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِّ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ وَالْمُصَوَّرَ.

باپ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک غلام خریدنا جو حجام تھا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون نکالنے کی قیمت اور کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی لینے سے منع کیا ہے اور سود کھانے والے اور کھلانے والے کو اور گودنے والی اور گدوانے والی کو اور مورت بنانے والے کو لعنتی قرار دیا۔

أطرافه : ۲۰۸۶ ، ۲۲۳۸ ، ۵۳۴۷ ، ۵۹۴۵۔

### باب ۹۷

مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كَلَّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

جس نے کوئی مورت بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ پھونک نہ سکے گا

۵۹۶۳ : حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كَلَّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۵۹۶۳: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الاعلیٰ نے ہمیں بتایا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے کہا: میں نے نضر بن انس بن مالک سے سنا۔ وہ قتادہ سے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا اور لوگ ان سے پوچھ رہے تھے اور حضرت ابن عباسؓ جو اب دیتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرتے تھے یہاں تک کہ کسی نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: جس نے دنیا میں کوئی مورت

أَنَّ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ. بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ پھونک نہ سکے گا۔

أطرافه: ۲۲۲۵، ۷۰۴۲۔

### باب ۹۸: الإِزْدَافُ عَلَى الدَّابَّةِ

جانور پر (کسی کو اپنے) پیچھے بٹھانا

۵۹۶۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَذَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ.

۵۹۶۴: قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نے کہا کہ ابو صفوان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس بن یزید سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا۔ پالان پر فدک کی بنی ہوئی چادر تھی اور آپ نے اپنے پیچھے اسامہؓ کو

بیٹھالیا۔

أطرافه: ۲۹۸۷، ۴۵۶۶، ۵۶۶۳، ۶۲۰۷، ۶۲۵۴۔

### باب ۹۹: الثَّلَاثَةُ عَلَى الدَّابَّةِ

ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

۵۹۶۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ

۵۹۶۵: مسدد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: یزید بن زریع نے ہم سے بیان کیا۔ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا، خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں



بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا آءَ تُو بنو عبدالمطلب کے بچوں نے آپؐ کا  
بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ. استقبال کیا۔ آپؐ نے ایک کو اپنے آگے بیٹھالیا

اور دوسرے کو اپنے پیچھے۔

أطرافه: ۱۷۹۸، ۵۹۶۶۔

### باب ۱۰۰: حَمَلُ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

جانور کے مالک کا کسی دوسرے کو اپنے آگے سوار کر لینا

وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبِ الدَّابَّةِ أَحَقُّ اور ان میں سے بعضوں نے کہا: جانور کا مالک  
بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ. زیادہ حق دار ہے کہ جانور کے اگلے حصے پر بیٹھے  
سوائے اس کے کہ وہ دوسرے کو اجازت دے۔

۵۹۶۶: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ  
ذُكِرَ شَرُّ الثَّلَاثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ  
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمٌ بَيْنَ  
يَدَيْهِ وَالْفَضْلُ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمٌ خَلْفَهُ  
وَالْفَضْلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرُّ أَوْ  
أَيُّهُمْ خَيْرٌ.  
۵۹۶۶: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ  
عبدالوہاب نے ہمیں بتایا کہ ایوب نے ہم سے  
بیان کیا کہ عکرمہ کے پاس یہ ذکر کیا گیا کہ تین  
میں سے برا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: حضرت  
ابن عباسؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
(مکہ میں) آئے تو آپؐ نے قثمؓ کو اپنے آگے سوار  
کیا اور فضلؓ کو اپنے پیچھے یا کہا: قثمؓ کو اپنے پیچھے  
اور فضلؓ کو آگے، تو ان میں سے کون برا اور  
کون بھلا؟

أطرافه: ۱۷۹۸، ۵۹۶۵۔

### باب ۱۰۱: إِزْدَافُ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ

ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے پیچھے سواری پر بیٹھنا

۵۹۶۷: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ  
۵۹۶۷: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام

(بن سحی) نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپ کے درمیان پالان کی لکڑی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: معاذ! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ اور آپ کی خدمت میں ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر تک چلے پھر فرمایا: معاذ! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور آپ کی خدمت میں ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: معاذ! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور آپ کی خدمت میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم جانتے ہو اللہ کا حق اپنے بندوں پہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے پھر فرمایا: معاذ بن جبل! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ اور آپ کی خدمت میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو بندوں کا کیا حق اللہ پر ہے جب وہ اس کا حق ادا کریں؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو سزا نہ دے۔

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَرَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا أَخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوهُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَدِّبَهُمْ.

## باب ۱۰۲: إِرْدَافُ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ ذَا مَحْرَمٍ

عورت کا محرم کے پیچھے سواری پر بیٹھنا

۵۹۶۸: حسن بن محمد بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عباد نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی اسحاق نے مجھے خبر دی۔ یحییٰ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر سے آئے اور میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ چلے جا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھیں کہ اتنے میں اونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ میں نے کہا: عورت (گرپڑی)۔ میں اترا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی تمہاری ماں ہے۔ میں نے پالان کو مضبوط باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے یا کہا مدینہ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ہم لوٹ کر آرہے ہیں اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے، اس کی عبادت کرنے والے، اسی کی حمد کرنے والے ہیں۔

۵۹۶۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّي لَرَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيرُ وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أُمُّكُمْ فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِينَةَ - قَالَ آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ.

أطرافه: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۰۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳

## باب ۱۰۳ : الإِسْتِلْقَاءُ وَوَضْعُ الرَّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى

چت لیٹنا اور ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا

۵۹۶۹ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

۵۹۶۹ : احمد بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے عباد بن تمیم سے، عباد نے اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زیدؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

أُطْرَافُهُ : ۴۷۵ ، ۶۲۸۷-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ۷۸ - كِتَابُ الْأَدَبِ

\*\*\*\*\*

## باب ۱: البرُّ وَالصِّلَةُ

نیکی کرنا اور بھلائی کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور ہم نے انسان کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرتا رہے۔

۵۹۷۰: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ کہا: ولید بن عیزار نے مجھے خبر دی۔ کہا: میں نے ابو عمرو شیبانی سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہمیں اس گھر والے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ عزوجل کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ انہوں نے پوچھا: اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا: پھر والدین سے نیکی کرنا۔ پوچھا: پھر اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (حضرت عبد اللہ) کہتے تھے: انہوں نے یہ باتیں مجھ سے بیان کیں (اور کہا): اگر میں آپ سے اور پوچھتا تو آپ مجھے اور بتاتے۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (العنكبوت: ۹)

۵۹۷۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عِزَارٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى وَفَّيْهَا قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوْ اسْتَزِدَّتْهُ لَزَادَنِي.

أطرافه: ۵۲۷، ۲۷۸۲، ۷۵۳۴-

تشریح: البرُّ وَالصِّلَةُ: نیکی کرنا اور بھلائی کرنا۔ زیر باب حدیث میں تین باتیں پوچھی گئیں جن کا آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اول نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ دوم والدین سے

حسن سلوک کرنا اور سوم جہاد فی سبیل اللہ۔ نماز حقوق اللہ میں سے اول درجہ پر ہے اور والدین سے حسن سلوک حقوق العباد میں اول درجہ پر ہے۔ عنوان باب میں اسی ادب کو نمایاں کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مومن کو جب اس کے ماں باپ سے اچھا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ مومن خدا تعالیٰ سے جو ماں باپ سے بھی زیادہ محسن ہے اچھا معاملہ نہ کرے اور جب ماں باپ خدا تعالیٰ کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کی بات کو رد نہ کرے۔ بہر حال اس استثناء کے سوا ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔۔۔۔۔ اپنے والدین کی خدمت، بجالاؤ، ورنہ تم اس جنت سے محروم ہو جاؤ گے جو تمہارے ماں باپ کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت، زیر آیت وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا... جلد ۷، صفحہ ۵۹۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

### باب: ۲ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

لوگوں میں سب سے بڑھ کر کس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا جائے

۵۹۷۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ  
بْنِ شُبْرَمَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ  
رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحَقُّ

۵۹۷۱: قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
(بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ  
بن قعقاع بن شبرمہ سے، عمارہ نے ابو زرعہ سے،  
ابو زرعہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا:

بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمَّكَ قَالَ ثُمَّ  
 مَنْ قَالَ أُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمَّكَ  
 قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ. وَقَالَ  
 ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا  
 أَبُو زُرْعَةَ.. مِثْلَهُ.

یا رسول اللہ! کون زیادہ حق دار ہے جس سے میں  
 حسن معاشرت کے ساتھ پیش آؤں۔ آپ نے  
 فرمایا: تمہاری ماں ہے۔ اُس نے کہا: پھر کون؟  
 آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟  
 آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟  
 آپ نے فرمایا: پھر تمہارا باپ۔ اور ابن شبرمہ  
 اور یحییٰ بن ایوب نے کہا کہ ہم سے ابو زرعہ نے  
 اسی طرح سے بیان کیا۔

**تشریح:** مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ: یعنی لوگوں میں سب سے بڑھ کر کس کا حق ہے کہ  
 اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا جائے۔

والدین کے حقوق میں والدہ کو مقدم رکھا گیا ہے اور تین دفعہ پوچھنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ کا  
 حق مقدم فرمایا۔ قرآن کریم نے بچہ کی پیدائش کے تین مراحل کو تین اندھیروں سے تعبیر کیا ہے جو دراصل اس کی  
 زندگی کے تین خطرات ہیں جن کا سامنا رحم مادر میں بچے کو ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس ماں کو ہی اس بچہ کا محافظ بناتا اور  
 اُن خطرات سے اُسے باحفاظت نکالتا ہے۔ پھر زچگی اور پیدائش کی انتہائی تکالیف کا وقت، پھر بچے کی زندگی کے ابتدائی  
 تین چار سال، پھر بچپن اور جوانی۔ غرض والدہ کا سہارا ہر آن اور ہر لمحہ بچے کی دستگیری کرتا ہے اس لئے اس کا حق  
 بھی اتنا ہی بڑا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے  
 کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز  
 ضرورت کو پورا کیا... سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے  
 کے لئے خدمت ہی ہے۔..... بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔..... نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی ماں کو  
 یمن سے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر حج کرایا ہے، اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا

دورہ کے درمیان سعی کی، اسے لئے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اُسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکریاں ماریں۔ وہ نہایت بوڑھی ہے، ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ میں نے یہ سارے کام اُسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے سرانجام دئے ہیں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، اس کا حق ادا نہیں ہوا“ اس آدمی نے پوچھا: ”کیوں“ آپ نے فرمایا: ”اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں اس تمنا کے ساتھ جھیلی ہیں کہ تم زندہ رہو مگر تم نے جو کچھ اُس کے ساتھ کیا وہ اس حال میں کیا کہ تم اُس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔ تمہیں پتہ ہے کہ وہ چند دن کی مہمان ہے۔ (الوعی، العدد ۵۸، السنة الخامسة) اب عام آدمی خیال کرتا ہے کہ اتنی تکلیف اٹھا کر میں نے جو سب کچھ کیا تو میں نے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۳۷ تا ۳۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”والدہ کا حق بہت بڑا ہے اور اس کی اطاعت فرض۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۷۷)

نیز فرمایا:

”والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اُس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اُس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اُس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، مال اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔“

(ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۲۸۹)



## باب ۳: لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کونہ جائے

۵۹۷۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا  
يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا  
حَبِيبٌ قَالَ ح. وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ  
أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو  
قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَجَاهِدُ. قَالَ لَكَ أَبَوَانِ قَالَ  
نَعَمْ قَالَ فَبِهِمَا فَجَاهِدُ.

۵۹۷۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید تظان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) اور شعبہ سے روایت کی۔ ان دونوں نے کہا: حبیب (بن ابی ثابت) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ اور محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حبیب سے، حبیب نے ابو العباس (سائب) سے، ابو العباس نے حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں جہاد کو جاتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اُس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پھر انہی کے متعلق جہاد کرو۔

طرفہ: ۳۰۰۴۔

تشریح: لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ: ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کونہ جائے۔

اسلام مذہب کے نام پر انسانی حقوق کے تلف کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا۔ بسا اوقات انسان حقوق العباد سے پہلو تہی کرنے کے لئے مذہب یا حقوق اللہ کی آڑ میں اُن انسانی رشتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے جن کا اُس کے سوا کوئی پُر سان حال نہیں ہوتا۔ والدین کا رشتہ وہ ہے جس کا حق حقوق العباد میں سب سے مقدم ہے۔ والدین کو بے یار و مددگار چھوڑ کر جہاد پر جانے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی اجازت نہیں دی بلکہ والدین کی خدمت کرنے کو ہی جہاد قرار دیا ہے۔ اس حدیث کے مطابق والدین کی خدمت جہاد پر مقدم ہے تو وہ لوگ جو دنیا اور اس کی آسائشوں کے مقابل والدین کی خدمت سے پہلو تہی کرتے ہیں یا ان کو اولد ہو سز میں چھوڑ جاتے ہیں اور وہ بوڑھے والدین اپنے بچوں کو ترستے ترستے راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں، انہیں اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے۔ قرآن کریم نہ صرف زندگی میں والدین کی خدمت کی تاکید کرتا ہے بلکہ والدین کی وفات کے بعد بھی اولاد کو زمانہ طفولیت یا دولا کر والدین کے لئے دعائیں کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکیں یا شرک کی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ ہر بات میں اُن کی اطاعت کا حکم ہے اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جو خدمت انہوں نے بچپن میں ہماری کی ہے اُس کا بدلہ تو ہم نہیں اُتار سکتے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ اُن کے لئے دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں بھی اُن کو ہماری طرف سے کسی قسم کا کبھی کوئی دکھ نہ پہنچے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدمت اور دعا کے باوجود یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے اُن کی بہت خدمت کر لی اور اُن کا حق ادا ہو گیا۔ اس کے باوجود بچے جو ہیں اس قابل نہیں کہ والدین کا وہ احسان اُتار سکیں جو انہوں نے بچپن میں اُن پر کیا۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۳۶)

## باب ۴: لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے

۵۹۷۳: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف) سے، اُن کے باپ نے حمید بن عبد الرحمن سے، حمید نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے سے بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! آدمی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک

۵۹۷۳: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ

وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ. آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ پھر اُس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور وہ اُس کی ماں کو گالی دیتا ہے پھر وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

**تشریح:** لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ: کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے۔

اسلام گالی دینے اور ہر قسم کی بدزبانی اور فحش گوئی سے منع کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: أُمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ کہ اپنی زبان پر قابو رکھو۔ نیز فرمایا: سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ کہ ایک مسلمان کا کسی کو گالی دینا فسق و فجور میں سے ہے۔ انسان کو کسی بُرائی سے روکنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اُسے یہ بتایا جائے کہ جو تیر تم دوسروں پر چلاؤ گے وہ مڑ کر واپس تمہیں آگے گا اور جب وہ تیر دوسرے پر چلانے والے کو آکر لگے تو اس کی تکلیف اور تنگی کا اُسے صحیح ادراک ہوتا ہے اور اس کی کاٹ کو وہ تب سمجھتا ہے جب کوئی دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے اور ردِّ عمل کے طور پر وہ اس کے والدین کو گالی دیتا ہے تب اسے اس کی حدت اور شدت اور اذیت کا اندازہ ہوتا ہے اس لئے فرمایا: زبان کے جو تیر تم دوسروں پر چلاؤ گے وہ واپس تمہیں ہی آکر لگیں گے اس لئے اس فعل شنیع سے باز آؤ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اس سے ایک سبق تو یہ ملا کہ گالی نہیں دینی اور دوسرے یہ کہ اپنے ماں باپ کو دعائیں دلوانی ہیں تو اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھلاؤ۔ تمہارے سے واسطہ رکھنے والے یہ کہیں کہ اللہ اس کے والدین کو جزاء دے جس نے اپنے بچوں کی ایسی اعلیٰ تربیت کی ہے۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء، جلد ۲ صفحہ ۵۳)

### باب ۵: إِجَابَةُ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُس کی دعا کی قبولیت

۵۹۷۴: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ  
قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ بْنِ  
عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ  
۵۹۷۴: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا، کہا:  
اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے کہا: نافع نے مجھے خبر دی۔ نافع نے حضرت ابن  
عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا:

ایک بار تین شخص اکٹھے چلے جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آیا۔ وہ راستہ چھوڑ کر پہاڑ کی ایک غار میں چلے گئے تو ان کی غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر آگرا۔ اس (پتھر) نے ان پر (غار) بند کر دی تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ایسے نیک عملوں میں غور کرو جو تم نے اللہ کے لئے کئے ہوں اور ان کے وسیلے سے اللہ سے دعا کرو، شاید وہ اس پتھر کو ہٹا دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے یوں دعا کی: اے میرے اللہ! میرے بہت ہی بوڑھے ماں باپ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب شام کو ان کے پاس آتا تو میں دودھ دوہ کر پہلے اپنے والدین سے شروع کرتا، ان کو اپنے بچوں سے پہلے دودھ پلاتا، اور ایک دن ایسا ہوا کہ مجھے درخت چرانے کے لئے ڈور جانا پڑا۔ میں اس وقت آیا کہ شام ہو چکی تھی۔ میں نے ان کو سوتے ہوئے پایا۔ میں نے دودھ دوہا جیسا کہ دوہا کرتا تھا اور دوہا ہوا دودھ لا کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں ناپسند کرتا تھا کہ ان کو ان کی نیند سے جگاؤں اور یہ بھی ناپسند کرتا تھا کہ ان سے پہلے بچوں کو دوں حالانکہ بچے میرے پاؤں کے پاس بلبلا رہے تھے۔ میری اور ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے اس پتھر

نَفَرٍ يَتَمَاشُونَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجَهَا. فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلي صَبِيَّةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ نَاءَ بِي الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِنْتُ بِالْحَلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصَّبِيَّةِ قَبْلَهُمَا وَالصَّبِيَّةُ يَتَضَاعَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَائِبِي وَدَائِبُهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا

کو کچھ ہٹا کہ ہم اس سے آسمان تو دیکھیں۔ چنانچہ اللہ نے ان کے لئے تھوڑا سا پتھر ہٹا دیا اور وہ اس سے آسمان دیکھنے لگے۔ اور دوسرے نے یوں دعا کی: اے اللہ! میری ایک چچا کی بیٹی تھی جس سے میں محبت رکھتا تھا، ایسی سخت محبت جو مرد و عورتوں سے رکھتے ہیں۔ میں نے اس کو اور غلاما چاہا اور اُس نے نہ مانا جب تک کہ میں اس کو ایک سو اشرفی نہ لادوں۔ میں نے محنت مزدوری کر کے ایک سو اشرفیاں اکٹھی کیں اور ان کو لے کر اُس سے ملا۔ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو وہ کہنے لگی: اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور یہ مُہر جائز طریق کے بغیر نہ کھولو۔ یہ سنتے ہی میں اس سے الگ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کی خاطر کیا تھا تو اس پتھر کو ہمارے لئے ہٹا دے۔ چنانچہ اللہ نے وہ پتھر کچھ اور ہٹا دیا۔ اور دوسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرقہ چاول کے معاوضے میں مزدوری پر لگایا تھا۔ جب وہ اپنا کام کر چکا کہنے لگا: میرا حق مجھے دو تو میں نے اُس کا حق اُس کے سامنے پیش کیا۔ وہ اس کو چھوڑ گیا اور اس نے اسے منظور نہ کیا تو میں ان چاولوں کو بوتارہا یہاں تک کہ میں نے اس سے گائے، بیل اور ان کا چرواہا اکٹھے کر لئے۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور

السَّمَاءِ. وَقَالَ الثَّانِي اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ عَمَّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتَيْتَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقَيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا فَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا. اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً. وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أُجِيرًا بِفَرَقِ أَرْزٍ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَرْزُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقْرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي وَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي. فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلَيَّ بِتِلْكَ البَقْرِ وَرَاعِيَهَا. فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ البَقْرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَاَنْطَلَقَ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ

۱۔ فرق: ایک پیمانہ جو تین صاع یا سولہ رطل کا تھا۔ (النبہایہ فی غریب الحدیث) اس کا اندازہ تقریباً ۹ سیر ہے۔

ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ  
فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے دو۔ میں نے کہا:  
ان گائے، بیلوں اور اُن کے چرواہے کے پاس  
جا کر انہیں لے لو۔ وہ کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور مجھ  
سے ہنسی مت کرو۔ میں نے کہا: میں تم سے ہنسی  
نہیں کرتا۔ وہ گائے، بیل اور اُن کا چرواہا لے لو۔  
اس نے ان کو لیا اور لے کر چلا گیا۔ اگر تو جانتا  
ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے  
کیا تھا تو جو باقی رہتا ہے اس کو بھی کھول دے۔ تو  
اللہ تعالیٰ نے اُن سے وہ پتھر ہٹا دیا۔

أطرافه: ۲۲۱۵، ۲۲۷۲، ۲۳۳۳، ۳۴۶۵۔

### بَابُ ۶: عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑے گناہوں میں سے ہے

قَالَ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابن عمروؓ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کیا۔

۵۹۷۵: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ  
حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنَّصُورٍ عَنِ  
الْمُسَيَّبِ عَنْ وُرَادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ  
شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ  
الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأَدَ الْبَنَاتِ ،  
وَكِرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ  
وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

۵۹۷۵: سعد بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ  
شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے،  
منصور نے مسیب سے، مسیب نے وُرَاد سے، وُرَاد  
نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے، حضرت مغیرہؓ نے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے  
فرمایا: اللہ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے اور  
یہ بھی حرام کیا ہے کہ خود نہ دے اور کہے کہ لاؤ۔  
اور بیٹیوں کو زندہ گاڑنا بھی حرام کیا ہے۔ اور  
تمہارے لئے قیل وقال اور بہت سوالات کرنا اور  
مال کو ضائع کرنا ناپسند کیا ہے۔

أطرافه: ۸۴۴، ۱۴۷۷، ۲۴۰۸، ۶۳۳۰، ۶۴۷۳، ۶۶۱۵، ۷۲۹۲۔

۵۹۷۶: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد (بن عبد اللہ) واسطی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سعید بن ایاس) جریری سے، جریری نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے، عبد الرحمن نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بڑے سے بڑے گناہ کیا ہیں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور۔ آپ نے تین بار فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ اس وقت تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ اٹھ بیٹھے اور فرمایا: سنو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ سنو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ آپ ان کلمات کو اتنی بار دہراتے رہے کہ میں نے سمجھا آپ خاموش نہیں ہوں گے۔

۵۹۷۷: محمد بن ولید نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا، (کہا: عبید اللہ بن ابی بکر نے مجھے بتایا۔) عبید اللہ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا کہا کہ کبیرہ گناہوں کے متعلق آپ سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور ناحق خون کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا: جھوٹی بات کہنا یا فرمایا:

۵۹۷۶: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ ثَلَاثًا الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. وَكَانَ مُتَكِنًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَالزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ. أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ. فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.

أطرافه: ۲۶۵۴، ۶۲۷۳، ۶۲۷۴، ۶۹۱۹۔

۵۹۷۷: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِبَائِرَ - أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكِبَائِرِ - فَقَالَ الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. فَقَالَ أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ

أَوْ شَهَادَةُ الزُّورِ. قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ جھوٹی شہادت دینا۔ شعبہ نے کہا: اور میرا غالب ظنیٰ اَنَّهُ قَالَ شَهَادَةَ الزُّورِ۔ گمان یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: جھوٹی شہادت دینا۔

أطرافہ: ۲۶۵۳، ۶۸۷۱۔

## باب ۷: صَلَّةُ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

مشرک باپ سے نیک سلوک کرنا

۵۹۷۸: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ (کہا: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی تھیں: میری ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شوق سے میرے پاس آئیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں ان سے نیک سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (سفیان) ابن عیینہ کہتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل کی ہے: یعنی اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کی وجہ سے نہیں لڑتے۔

۵۹۷۸: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرْتَنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَتَنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصِلْهَا قَالَ نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا: لَا يَنْهَيْكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ (الممتحنة: ۹)۔

أطرافہ: ۲۶۲۰، ۳۱۸۳، ۵۹۷۹۔

## تشریح: صَلَّةُ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ: یعنی مشرک باپ سے نیک سلوک کرنا۔

اسلام نے انسانی رشتوں اور بطور خاص رحمی رشتوں سے قطع تعلق کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے اور رحمی رشتوں کو جوڑنے اور استوار کرنے میں مذہب و ملت کے فرق سے بالاتر ہو کر ان رشتوں کو نبھانے کی تعلیم دی گئی ہے اور نہ صرف رحمی رشتوں کو بلکہ قرآن کریم ان تمام افراد سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے جن کے شر سے انسانی اور اسلامی معاشرہ محفوظ ہوتا ہے۔ فرماتا ہے: لَا يَنْهَيْكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ لَمْ يُخَوِّدُوكُمْ قَبْلَ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَ تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ○ (الممتحنة: ۹) یعنی اللہ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے نہیں لڑے اور جنہوں نے تم کو



تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)  
حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ماں باپ کی فرماں برداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکید کی الفاظ میں یہ حکم دیا ہے۔ اُن کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمن اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں ان کی فرماں برداری کا تاکید حکم دیا ہے۔ مگر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرما دیا کہ اِنْ جَاهَدَكَ عَلَيَّ اَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان: ۱۶) اگر خدا کے مقابلہ میں آجائیں تو خدا کو مقدم کرو۔ اُن کی ہرگز نہ مانو۔“ (حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۳۳۱، ۳۳۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر... اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُن کی خورد سالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴)

## باب ۸: صَلَۃُ الْمَرْأَةِ اُمِّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

عورت کا اپنی ماں سے سلوک کرنا جبکہ اس کا خاوند ہو

۵۹۷۹: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَ قَدِمْتُ اُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ - فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمَدَّتْهُمْ اِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَعَ اَبِيهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ

۵۹۷۹: اور لیث نے کہا: ہشام نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عروہ سے، عروہ نے حضرت اسماء سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں کہ میری ماں جو کہ مشرکہ تھیں، اپنے باپ کے ساتھ ان دنوں میں آئیں کہ جب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور مہلت دی تھی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میں نے کہا کہ میری ماں

أُمِّي قَدِمْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ نَعَمْ  
صَلِّي أُمَّكَ.  
اپنی خواہش سے آئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔  
اپنی ماں سے نیک سلوک کرو۔

أطرافه: ۲۶۲۰، ۳۱۸۳، ۵۹۷۸۔

۵۹۸۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا  
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ  
بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ  
أَنَّ هِرْقَلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ فَمَا يَأْمُرُ  
يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ  
وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ.  
یحییٰ (بن یکیر) نے ہم سے بیان کیا کہ  
لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل  
نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن  
عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ  
نے اُن کو بتایا۔ حضرت ابوسفیانؓ نے ان سے بیان  
کیا کہ ہرقل نے ان کو بلا بھیجا تو اُس نے کہا: وہ  
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟  
ابوسفیانؓ نے کہا: وہ ہمیں نماز، صدقہ، بدکاری  
سے بچنے اور لوگوں سے نیک سلوک کرنے کا حکم  
دیتے ہیں۔

أطرافه: ۷، ۵۱، ۲۶۸۱، ۲۸۰۴، ۲۹۴۱، ۲۹۷۸، ۳۱۷۴، ۴۵۵۳، ۶۲۶۰، ۷۱۹۶، ۷۵۴۱۔

تشریح: صَلَّةُ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ: یعنی عورت کا اپنی ماں سے سلوک کرنا جبکہ اس کا خاوند ہو۔  
اسلام کی عدل کی تعلیم جو انسان کو ترقی دیتے دیتے احسان اور ایثار ذی القربیٰ کے مقام تک پہنچاتی  
ہے۔ انسان اس آخری منزل کو نہیں پاسکتا جب تک ابتدائی سیزھیاں عبور نہ کر لے۔ رحمی رشتوں کے ساتھ شادی  
کے بعد جب نئے رشتے بنتے ہیں تو یہ وقت عدل و انصاف کے پیمانے کو حد اعتدال میں رکھنے اور تمام رشتوں کا حق  
کماحقہ ادا کرنا اسلام کے تاکیدی احکام اور حسن معاشرت کا ایک رکن اعظم ہے۔ اس لئے نکاح کے موقع پر اس کی  
خاص یاد دہانی اور تاکید کی جاتی ہے تاکہ انسان جاہد مستقیم پر قائم رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”صلہ رحمی میں جہاں تک اپنے ماں باپ کا تعلق ہے..... الا ماشاء اللہ عموماً لوگ یہ  
حقوق ادا کرتے ہی ہیں۔ نسلاً بعد نسل ہمیں ماں باپ اور بہن بھائی کی محبت ورثے  
میں مل چکی ہے اور اس لحاظ سے ہمارا معاشرہ خدا کے فضل سے مضبوط ہے۔ ابتلاء  
آتا ہے شادی کے موقع پر۔ تجھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے موقع پر

تلاوت کے لئے جو آیات اکٹھی کیں اُن میں یہ آیت داخل فرمائی: **وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ (النساء: ۲)** کہ دیکھو اپنے تمہارے رحمی رشتے جو ہیں اُن کے سلسلہ میں تو تم ہو ہی واقف لیکن اب تم ایک ایسے تعلق میں باندھے جا رہے ہو جہاں دوسرے کے رحم کا بھی خیال کرنا پڑے گا، دوسرے کے رحمی رشتوں کو بھی اپنا سمجھنا پڑے گا۔ اسکا فقدان ہے جس کے نتیجے میں ہمارا معاشرہ بہت سے دکھوں میں مبتلا ہے۔۔۔ ان تمام امور میں ہمیں لازماً قرآن کی پناہ میں واپس جانا پڑے گا۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، فروری ۱۹۸۶، جلد ۵ صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

یز فرمایا:

”قرآن کریم نے جہاں نکاح کا مضمون بیان کیا ہے وہاں فرماتا ہے: **وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ (النساء: ۲)** کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم مانگتے ہو اور اپنے لئے خیر طلب کرتے ہو **وَالْأَرْحَامَ** اور ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ رحموں کا حق ادا کرنا۔ اس میں انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اپنے ماں باپ کا حق تو تم ادا کرتے ہی ہو، تشبیہ کا خاص پہلو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب دوسروں کے رشتے آپس میں ہو رہے ہوتے ہیں، جب ایک کے ماں باپ کا تعلق اپنی بیٹی یا بیٹے کے ذریعہ دوسرے کے ماں باپ سے ہو رہا ہوتا ہے اور بیچ میں ایک سنگم پیدا ہو جاتا ہے، ایک ایسا مقام آجاتا ہے جہاں میاں بیوی کے ماں باپ دونوں کے ماں باپ بن جاتے ہیں تو فرمایا کہ اس بات کا خیال رہے کہ اب تمہارے ارحام کے تعلقات وسیع ہو رہے ہیں۔ اگر تمہیں ہم سے تعلق اور پیار ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تم سے رحمت کا سلوک کریں تو ان رحمی رشتوں کا خیال رکھنا اور کوشش کرنا کہ جس طرح اپنے ماں باپ سے پیار کرتے ہو اور خدمت کرتے ہو دوسرے کے ساتھ بھی کرو۔ یہ ایک ایسا مثبت نظریہ ہے کہ اگر دونوں میاں بیوی یہ کوشش کریں کہ اپنے ماں باپ سے بڑھ کر نہیں تو کم از کم اپنے ماں باپ کی طرح ہی ایک دوسرے کے ماں باپ کا خیال رکھیں تو اس طرح دونوں میں ایثار پیدا ہو جائے گا، دونوں میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت پیدا ہو جائے گی اور بعض اوقات جو زیادتیاں ہو جاتی ہیں وہ بالکل پلٹ جائیں گی، جہنم کی بجائے جنت بن جائے گی۔۔۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایثار

کریں گے اور اس کی خاطر دوسرے کے ماں باپ کا خیال رکھیں گے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دوسرا فریق آپ کے والدین کا پہلے سے بڑھ کر خیال نہ کرے۔“

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵، اگست ۱۹۸۳، جلد ۲ صفحہ ۴۱۴، ۴۱۵)

## باب ۹: صَلَاةُ الْأَخِ الْمُشْرِكِ

مشرک بھائی سے سلوک کرنا

۵۹۸۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ عبداللہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عمرؓ نے ایک ریشمی دھاری دار جوڑا بکتے ہوئے دیکھا اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! اسے خرید لیں اور آپ اس کو جمعہ کے دن پہنا کریں اور نیز اس وقت کہ جب آپ کے پاس نمائندے آئیں۔ آپ نے فرمایا: یہ تو وہی پہنتا ہے جس کے لئے کوئی بھائی نہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی قسم کے کئی جوڑے آئے اور آپ نے حضرت عمرؓ کو بھی ایک جوڑا بھیجا۔ انہوں نے کہا: میں اسے کیسے پہنوں جبکہ آپ اس کے متعلق فرما چکے ہیں جو فرما چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں یہ اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو پہنو بلکہ تم اس کو بیچو یا کسی کو پہننے کیلئے دو۔ تب حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ میں رہتا تھا بیشتر اس کے کہ وہ مسلمان ہوا ہو۔

۵۹۸۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ رَأَى عُمَرَ حُلَّةَ سَيْرَاءٍ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْتَعْ هَذِهِ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ. قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ. فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ أَلْبَسَهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ قَالَ إِنِّي لَمْ أُعْطِهَا لِتَلْبَسَهَا وَلَكِنْ تَبِعْتَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا. فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرَ إِلَى أَخِي لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ.

## باب ۱۰: فَضْلُ صِلَةِ الرَّحِمِ

## صلہ رحمی کی فضیلت

۵۹۸۲: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے (عمرو) ابن عثمان نے بتایا، کہا: میں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا۔ موسیٰ نے حضرت ابو ایوب (انصاریؓ) سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: کسی نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جو مجھے جنت میں داخل کرے۔

۵۹۸۳: نیز مجھ سے عبد الرحمن بن بشر نے بیان کیا کہ ہز (بن اسد لصری) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ (عمرو) ابن عثمان بن عبد اللہ بن مویب اور ان کے باپ عثمان بن عبد اللہ نے ہمیں بتایا کہ ان دونوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا۔ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہو گیا، اسے کیا ہو گیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ضرورت ہے، اس کو کیا ہو گیا؟ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ (آپ نے فرمایا:) اس (میری اونٹنی) کو چھوڑ دو۔ راوی کہتے ہیں: گویا آپ اپنی سواری پر تھے۔

۵۹۸۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ... ح.

اطرافہ: ۱۳۹۶، ۵۹۸۳۔

۵۹۸۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشَرَ حَدَّثَنَا بِهِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُمَانَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبَ مَا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ. ذَرَاهَا. قَالَ كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

اطرافہ: ۱۳۹۶، ۵۹۸۲۔

## باب ۱۱ : اِثْمُ الْقَاطِعِ

قطع رحمی کرنے والے پر گناہ

۵۹۸۴: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، محمد نے کہا: جبیر بن مطعم نے ان کو بتایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۵۹۸۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مَطْعَمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مَطْعَمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

## باب ۱۲ : مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصَلَةِ الرَّحِمِ

جس کو صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں کشائش دی گئی

۵۹۸۵: ابراہیم بن منذر نے مجھے بتایا کہ محمد بن معن نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشائش کی جائے، اُس کی عمر کو اُس کے لئے بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔

۵۹۸۵: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

۵۹۸۶: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث

۵۹۸۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں کشائش ہو اور اس کی عمر کو اس کے لئے بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحْمَةً.

طرفہ: ۲۰۶۷۔

### باب ۱۳: مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللَّهُ

جس نے صلہ رحمی کی اللہ اس سے ناطہ جوڑے گا

۵۹۸۷: بشر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ نے ہمیں خبر دی کہ معاویہ بن ابی مزرد نے ہمیں بتایا۔ معاویہ نے کہا: میں نے اپنے چچا سعید بن یسار کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جب اس کو پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رحم کہنے لگا: یہ میں کھڑا ہوں جو قطع تعلق سے تیری پناہ میں آیا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: ہاں کیا تم خوش نہیں ہو اس سے کہ میں اس سے تعلق رکھوں جس نے تجھ سے تعلق رکھا اور اس سے تعلق قطع کروں جس نے تجھ سے تعلق قطع کیا؟ رحم بولا: ہاں کیوں نہیں ضرور اے میرے رب۔ اللہ نے فرمایا: یہ بات تمہارے لئے

۵۹۸۷: حَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحْمُ هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ. قَالَ فَهُوَ لَكَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرَعُوا إِنْ شِئْتُمْ: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا

أَرْحَامَكُمْ ○ (محمد: ۲۳)

ہو چکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہو سکتا ہے اگر تم حکمران بنو تو زمین میں بگاڑ پیدا کرو اور اپنے رشتہ داروں سے تعلقات توڑو۔

أطرافہ: ۷۵۰۲، ۴۸۳۲، ۴۸۳۱، ۴۸۳۰۔

۵۹۸۸: خالد بن مخلد نے ہمیں بتایا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہم سے بیان کیا۔ عبد اللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ عبد اللہ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ (فرمایا: رحم بھی رحمن کا ایک بیوند ہے۔ اللہ نے فرمایا: جس نے تجھ سے جوڑا میں بھی اس سے جوڑوں گا اور جس نے تجھ سے تعلق توڑا میں بھی اس سے تعلق توڑوں گا۔

۵۹۸۸: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اللَّهُ مَنْ وَصَلَكَ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتُهُ.

۵۹۸۹: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے معاویہ بن ابی مزرود نے بتایا۔ انہوں نے یزید بن رومان سے، یزید نے عروہ سے، عروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: رحم بھی ایک بیوند ہے۔ جس نے اس سے تعلق رکھا میں اس سے تعلق رکھوں گا اور جس نے اس سے تعلق توڑا میں اس سے تعلق توڑوں گا۔

۵۹۸۹: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُرَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شَجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ.



**تشریح:** مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللَّهُ: یعنی جس نے صلہ رحمی کی اللہ اس سے ناطہ جوڑے گا۔ ابواب نمبر ۷ سے ۱۶ تک رحمی رشتوں کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم اور اس کے فوائد اور عدم ادائیگی حقوق سے ان نقصانات سے باخبر کیا گیا ہے جو بطور سزا انسان کو پہنچ سکتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی یہ وہ روح اور فلسفہ ہے جس پر ایک صحت مند اور مہذب معاشرہ پروان چڑھتا ہے اور اسلامی معاشرہ کے یہ وہ خدو خال ہیں جو اسے دیگر سوشل نظام سے بالاتر اور اوج ثریا تک پہنچاتے ہیں اور یہی وہ جنت نظیر معاشرہ ہے جس کی بناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی اور یہی وہ جنت ارضی ہے جو جنت سماوی کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اَلَّذِي كَسَاءَ لُونٍ بِهٖ جس کے واسطے دے دے کر تم ایک دوسرے سے خیر چاہتے ہو، جس کے نام پر استدعا کرتے ہو۔ وَالْاَزْحَاہُ اور رحمی رشتوں کو نہ بھولنا، خصوصیت کے ساتھ رحمی تعلقات کو فروغ دو۔..... ہر سوشل نظام کی ایک روح اور ایک فلسفہ ہوتا ہے۔ اسلامی سوشل نظام کی روح اور فلسفہ خاندان کے نظام کو تقویت دینا ہے جس کی بنیاد ارحام پر ہے۔... اور رحمی رشتوں کو تقویت دینے کا رحمان سے تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی کھول کر بیان فرما دیا کہ رحم اور رحمان دونوں ایک ہی مادے سے نکلے ہوئے لفظ ہیں۔ اس لئے وہ شخص جو رحمی رشتوں کو کاٹتا ہے اُس کا رحمن خدا سے بھی تعلق کٹ جاتا ہے۔ پس یہ مضمون آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، فروری ۱۹۸۶، جلد ۵ صفحہ ۱۴۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لوگ غیروں سے احسان کرتے ہیں پر اپنوں سے نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم نے جناب الہی میں عرض کیا: تیرے نام رحمان، رحیم میں بھی یہی مادہ موجود ہے۔ میرا لحاظ رکھو۔ اللہ نے فرمایا: میں تیرا ایسا خیال رکھوں گا جو تجھے قطع کرے گا، میں اُس سے قطع کروں گا۔“ (حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۲۲)

## باب ۱۴: تَبَلُّ الرِّحْمِ بِبَلَالِهَا

صلہ رحمی کرے جو صلہ رحمی کا حق ہے

۵۹۹۰: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - جَهَارًا غَيْرَ سِرٍّ - يَقُولُ إِنَّ آلَ أَبِي - قَالَ عَمْرُو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ - لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّي اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ. زَادَ عَنبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانَ عَنْ قَيْسِ عَنْ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبْلُهَا بِبَلَاهَا يَعْنِي أَصْلَهَا بِصَلَاتِهَا.

۵۹۹۰: عمرو بن عباس نے مجھے بتایا کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانیہ طور پر سنا، پوشیدگی میں نہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ ابی (فلاں) کا خاندان۔ عمرو (بن عباس) کہتے تھے: محمد بن جعفر کی کتاب میں ابی کے بعد جگہ خالی تھی۔ وہ میرے عزیز نہیں میرے عزیز تو اللہ اور نیک مومن ہیں۔ عنبہ بن عبد الواحد نے بیان (بن بشر) سے، بیان نے قیس سے، قیس نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ مگر ان کا ایک رشتہ ہے جسے میں جوڑے رکھتا ہوں اسی سلوک سے جو اس کے ساتھ کرنے کا حق ہے۔

**تشریح:** تَبَلُّ الرِّحْمِ بِبَلَالِهَا: یعنی صلہ رحمی کرے جو صلہ رحمی کا حق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں سے جن اخلاق کا آپ کے دعویٰ نبوت سے قبل بھی شہرہ تھا ان میں صلہ رحمی کا خلق نمایاں تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پہلی وحی کے بعد تسلی دیتے ہوئے آپ کی جن خوبیوں کو آپ کی ترقیات کا زینہ قرار دیا ان میں صلہ رحمی کا بطور خاص ذکر کیا۔ دعویٰ نبوت کے بعد آپ کے معاندین اور دشمن بھی آپ کے اس خلق کے اقراری اور معترف تھے۔ ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں آپ کی صلہ رحمی کی تعلیم کا ذکر کیا اور جب قحط سالی ہوئی تو یہی ابوسفیان آپ سے صلہ رحمی کا واسطہ دے کر مدد

اور دعا کا خواستگار ہوا۔ آپ کے رشتہ داروں اور قوم نے آپ سے ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ بھی کیا، ہر رشتہ کو توڑا مگر آپ کی صلہ رحمی اور رشتوں کے حقوق کی ادائیگی میں فرق نہیں پڑا بلکہ عَزَيْدٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّهُ کے مطابق ان کی تکالیف پر آپ بے چین ہوتے اور ان کی خیر خواہی کے لئے خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”رسول کریمؐ کے اکثر رحمی رشتہ داروں نے دعویٰ نبوت پر آپ کی مخالفت کی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بے شک قریش کی فلاں شاخ والے لوگ میرے دوست نہیں رہے، دشمن ہو گئے ہیں مگر آخر میرا ان سے ایک خونئی رشتہ ہے، میں اس رحمی تعلق کے حقوق بہر حال ادا کرتا رہوں گا۔“ تو دیکھیں یہ وہ تعلیم ہے جس پر آپ نے عمل کر کے دکھایا۔

پھر اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا نمونہ تھا۔ یہ واقعہ سیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ اطلاع ملی کہ یہی مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف تھے بیمار ہیں، اس پر حضورؑ ان کی عیادت کے لئے بلا توقف ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس وقت ان پر بیماری کا اتنا شدید حملہ تھا کہ ان کا دماغ بھی اس سے متاثر ہو گیا تھا۔ آپ نے ان کے مکان پر جا کر ان کے لئے مناسب علاج تجویز فرمایا جس سے وہ خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گئے۔ ہماری اماں جان حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ باوجود اس کے کہ مرزا نظام الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے، آپ ان کی تکلیف کی اطلاع پا کر فوراً ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا علاج کیا اور ان سے ہمدردی فرمائی۔“

یہ وہی مرزا نظام الدین صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بعض جھوٹے مقدمات کھڑے کئے اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے دوستوں اور ہمسایوں کو دکھ دینے کے لئے حضورؑ کی مسجد

یعنی خدا کے گھر کا راستہ بند کر دیا اور بعض غریب احمدیوں کو ایسی ذلت آمیز اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے ذکر تک سے شریف انسان کی طبیعت حجاب محسوس کرتی ہے۔ مگر حضور کی رحمت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ مرزا نظام الدین صاحب جیسے معاند کی بیماری کا علم پا کر بھی حضور کی طبیعت بے چین ہو گئی۔ “ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

تو یہ ہے اس مسیح اور مہدی کا اُسوہ۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو جو آپ کی جماعت کی طرف منسوب ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم کس حد تک اس پر عمل کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض ایسے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں، ہمسائے بھی ہوتے ہیں، جن پر جتنا چاہے حسن سلوک کرو جب بھی موقع ملے نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ ان کی سرشت میں ہی نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ ان کا وہی حساب ہوتا ہے کہ بچھوؤں کی ایک قطار جا رہی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اس میں سردار کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس کے ڈنگ پر ہاتھ رکھ دو وہی سردار ہے، وہ ڈنگ مارے گا۔ لیکن حکم کیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں حسن ظن کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں، میں احسان کرتا ہوں وہ بد سلوک کرتے ہیں۔ میرے نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو (یعنی ان پر احسان کر کے ان کو ایسا اثر مساز کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔) اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اُس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم اپنے حسن سلوک کے اس نمونہ پر قائم رہو گے۔“<sup>۱</sup>

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۷۳، ۷۴)

## باب ۱۵: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي

صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرے

۵۹۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفَطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعَهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفَطْرٌ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي وَلَكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَتُهُ وَصَلَّهَا.

۵۹۹۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر (بن خلیفہ) سے، انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی۔ سفیان کہتے تھے کہ اعمش نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچایا اور حسن اور فطر نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرتا ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے کہ جب اُس سے تعلق توڑ دیا جائے تو وہ اس کو جوڑے۔

**تشریح:** لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي: یعنی صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرے۔ تعلق رکھنے والوں سے تعلق رکھنا تو عام انسانی رشتوں میں نظر آتا ہے اور یہ کوئی کمال نہیں بلکہ ایک طبعی تقاضا ہے مگر ان لوگوں سے تعلق رکھنا اور ان رشتوں کو نبھانا جو تعلق کاٹنے ہوں اور بدسلوکی کرتے ہوں، شر پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے ہوں اور ان سے خیر کی کبھی اُمید نہ ہو، ان کے شر کے مقابل خیر اور ان کی بدخواہی کے مقابل خیر خواہی کرنا اور وہ بھی بے لوث اور بے غرض، یہ وہ اعلیٰ خلق ہے جس کی معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اُس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلافت

میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگزاری یا مدعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔“ (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۱، ۵۵۲)

باب ۱۶: مَنْ وَصَلَ رَحْمَةً فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا

۵۹۹۲: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ حضرت حکیم بن حزام نے ان کو بتایا کہ حکیمؓ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ کام تھے جنہیں میں زمانہ جاہلیت میں نیکی سمجھ کر کیا کرتا تھا۔ یعنی صلہ رحمی اور بردہ آزاد کرنا اور خیرات کرنا۔ کیا مجھے ان کا بھی کچھ اجر ملے گا؟ حضرت حکیمؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہی نیکیوں کی وجہ سے مسلمان ہو گئے ہو جو تم سے پہلے ہو چکیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اَتَّحَنَّتْ (کالفظ) ابو الیمان سے منقول ہے، اور معمر اور صالح اور ابن مسافر نے کہا: اَتَّحَنَّتْ، ابن اسحاق نے کہا: تحنث کے معنی ہیں نیکی کرنا اور ہشام نے بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے انہی کی طرح روایت بیان کی۔

۵۹۹۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَّحَنْتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَلَاةٍ وَعَقَاقِفٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيمٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ. وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَّحَنْتُ. وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمَسَافِرِ أَتَّحَنْتُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ التَّحَنُّ التَّبَرُّؤُ. وَتَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.

أطرافه: ۱، ۴۳۶، ۲۲۲۰، ۲۰۳۸-

تشریح: مَنْ وَصَلَ رَحْمَةً فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ: جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے: فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (الزلزال: ۸) کہ جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کا صلہ اور اجر پائے گا۔ اس میں کسی مذہب کے ماننے والے یا منکر یا کافر بلکہ مشرک کی

بھی کوئی تخصیص اور فرق نہیں کیا بلکہ ہر انسان کے لئے نیکی کا نتیجہ اس کے حق میں ظاہر ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو ہر قسم کے تعصب سے پاک ہے اور اس کی جڑیں انسان کے ضمیر اور فطرت میں بیوست ہیں اور بلا استثناء ہر ایک کے لئے بھلائی اور ترقی کی یہ راہ کھلی ہے۔ نیکی اور بھلائی کے اس فطرتی جوہر کو جو بھی بروئے کار لائے گا اور انسانی خدمت اور ہمدردی کی راہ پر چلے گا، اگر وہ اس میں مخلص اور باوقا ہو گا تو اس کے یہ نیک اعمال اسے دولت ایمان سے سرفراز کریں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اگر خلوص سے یہ لوگ اُن اعمال کو بجالاتے تو انہیں تقویٰ نصیب ہوتا اور اس کے نتیجہ میں اُن کو ایمان نصیب ہو جاتا... یعنی ان اعمال کا نتیجہ یقیناً یہ نکلتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بھی ان کو مل جاتا کیونکہ نیک نیتی کے ساتھ کیا ہوا عمل ایمان کی طرف لے جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکیم بن حزام نے جو نبوت کے دعویٰ سے پہلے آپ کے دوست تھے آپ سے پوچھا کہ کفر میں جو صدقہ و خیرات میں نے کیا تھا، کیا وہ ضائع گیا؟ تو آپ نے فرمایا: **أَسَلَّمْتُ عَلَىٰ مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ**۔ اضماع کیوں گیا، اسی عمل کے نتیجہ میں تو تم کو دولت اسلام حاصل ہوئی۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البلد، زیر آیت **لَقَدْ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا**، جلد ۸ صفحہ ۶۲۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سواخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے اگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تب بھی اُس کی جزا میں اسلام میں اُس کو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا، کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کی طرف کھینچ لائے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

نیز فرمایا:

”میں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک

نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دے دیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسنا۔ مینہ تھم جانے کے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کے لئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڑھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے سب پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ چند روز سے باعث بارش پر ندے بھوکے ہیں، مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے بڑھے تیرا یہ خیال غلط ہے، تو مشرک ہے اور مشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے۔ یہ کہہ کر میں نیچے اتر آیا۔ کچھ مدت کے بعد مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنے والے نے مجھے میرا نام لے کر آواز دی۔ جب میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڑھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو میں نے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالنا آخر کھینچ کر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہے گا۔ ہرگز نہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸)

باب ۱۷: مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

جس نے دوسروں کے بچوں کو اپنے سے کھیلنے دیا یا ان کو بوسہ دیا یا ان سے دل لگی کی

۵۹۹۳: حبان (بن موسیٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ

عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

خالد بن سعید سے، خالد نے اپنے باپ سے، ان

کے باپ نے حضرت اُم خالد بنت خالد بن سعیدؓ

سے روایت کی۔ کہتی تھیں: میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس اپنے باپ کے ساتھ آئی اور میں

۵۹۹۳: حَدَّثَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا

عَبْدُ اللَّهِ عَنِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ أَبِيهِ

عَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ

قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ

أَصْفَرٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



ایک زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واہ واہ کیا اچھی ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ سنۃ حبشی زبان میں اچھی کو کہتے ہیں۔ کہتی تھیں: میں نبوت کی مہر کے ساتھ کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھے جھڑکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رہنے دو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: دیر تک پہنتی رہو پھر دیر تک پہنتی رہو۔ تین دفعہ فرمایا۔ عبد اللہ کہتے تھے: وہ زندہ رہی۔ یہاں تک کہ ان کی (لمبی) عمر کا انہوں نے ذکر کیا۔

وَسَلَّمَ سَنَهُ سَنَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ. قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتِمِ الثُّبُورَةِ فَرَبَّرَنِي أَبِي. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ.. يَعْنِي مِنْ بَقَائِهَا.

أطرافه: ۳۰۷۱، ۳۸۷۴، ۵۸۲۳، ۵۸۴۵

**تشریح:** مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةً غَيْرَهُ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ: جس نے دوسروں کے بچوں کو اپنے سے کھیلنے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدا اور رب، عظمت و جلالت شان اور وجاہت کے ساتھ ایسی دلنواز شخصیت کے مالک تھے کہ آپ کی شخصیت کا جذب ہر چھوٹے بڑے کو اپنا بنا لیتا تھا۔ آپ کی طبیعت ہر قسم کی بناوٹ اور خود نمائی سے کلیتاً پاک تھی اور آپ ایسا بے نفس وجود تھے کہ بچے بھی آپ سے بے تکلف ہو جاتے تھے اور آپ کو ماں باپ سے بڑھ کر اپنا سمجھتے اور آپ بھی بچے کو اپنا بچہ سمجھتے۔ آپ کی شفقت اپنے بچوں اور دوسروں کے بچوں کے لئے یکساں فیضان رسالت تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”عام طور پر اپنے بچوں کو تو آدمی پیار کر ہی لیتا ہے لیکن دوسروں کے بچوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن آپ تو قوم کے ہر بچے کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ ہو لیا۔ پس آپ کا استقبال بچوں نے کیا۔ چنانچہ آپ ان بچوں میں سے ہر ایک کے گلوں پر باری باری پیار کرنے لگے۔ جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گلوں پر بھی شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ کے

ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو اس طرح محسوس کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو عطار کے عطر دان سے نکالا ہو۔<sup>۱</sup> اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اُسامہ بن زیدؓ دروازے سے ٹکرا گئے جس کی وجہ سے اُن کی پیشانی پہ زخم آگیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اس کا زخم صاف کر کے اس کی تکلیف دور کرو۔ چنانچہ میں نے اس کا زخم صاف کیا۔ اور حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہلاتے ہوئے شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے رہے اور فرمایا کہ اگر اُسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے عمدہ عمدہ کپڑے پہناتا اور اسے زیور پہناتا یہاں تک کہ میں اس پر مال کثیر خرچ کرتا۔<sup>۲</sup> تو اس کو بہلاتے رہے اور اس کی دلجوئی فرماتے رہے۔ آپؐ نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ غلام زادہ ہے، غلام کا بیٹا ہے یا کسی امیر آدمی کا بچہ ہے بلکہ غریبوں سے زیادہ بڑھ کر حسن سلوک اور پیار کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، دسمبر ۲۰۰۳ء، جلد ۲ صفحہ ۹۱۲، ۹۱۳)

### باب ۱۸ : رَحْمَةُ الْوَالِدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ

بچے پر شفقت کرنا، اس کو بوسہ دینا اور اس کو گلے لگانا

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ.

ثابت نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے بیٹے) ابراہیم کو لیا اور اس کو بوسہ دیا اور اس کو سونگھا۔

۵۹۹۴ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ

۵۹۹۴ : موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد بن عبد اللہ) ابن ابی یعقوب نے ہم سے بیان کیا۔ ابن ابی یعقوب نے (عبدالرحمن) ابن ابی نعم سے روایت کی۔ انہوں

۱ (مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب ریحہ صلی اللہ علیہ وسلم)

۲ (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند الانصار، حدیث سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، صفحہ ۵۳)

نے کہا: میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس موجود تھا جبکہ ایک شخص نے مجھ کا خون کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: تم کن لوگوں سے ہو؟ اس نے کہا: اہل عراق سے۔ حضرت عبد اللہؓ نے کہا: اس شخص کو دیکھو کہ مجھ سے مجھ کے خون کے متعلق پوچھتا ہے حالانکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو مار ڈالا اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: وہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۵۹۹۵: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے عبد اللہ بن ابوبکر نے بتایا کہ عروہ بن زبیر نے ان کو خبر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے ان کو بتایا۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ سے مانگنے لگی مگر میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا۔ میں نے اس کو وہی دے دی تو اس نے اس کھجور کو اپنی دو بیٹیوں کے درمیان تقسیم کیا پھر اٹھ کر باہر چلی گئی۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میں نے آپؐ سے یہ حال بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص بھی ان بیٹیوں میں سے کسی کا سر پرست ہو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ اس کے لئے آگ سے بچاؤ ہوں گی۔

دَمِ الْبُعُوضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ انظُرُوا إِلَيَّ هَذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبُعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

طرفہ: ۳۷۵۳-

۵۹۹۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَفَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ فَقَالَ مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.

طرفہ: ۱۴۱۸-

۵۹۹۶: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ سعید مقبری نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن سلیم نے ہمیں بتایا کہ ابو قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر آئے اور امامہ بنت ابی العاص آپ کے کندھے پر تھی۔ آپ نے نماز پڑھی۔ جب آپ رکوع کرتے تو اس کو نیچے رکھ دیتے اور جب سر اٹھاتے تو اس کو اٹھا لیتے۔

طرفہ: ۵۱۶۔

۵۹۹۷: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع نے یہ دیکھ کر کہا: میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۵۹۹۸: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ کہتی تھیں: ایک

۵۹۹۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيِّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا.

۵۹۹۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسِ التَّمِيمِيِّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنْ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

۵۹۹۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ بچوں کو پیار دیتے ہیں۔ ہم تو کبھی پیار نہیں دیتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہوں؟ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت کو نکال لیا ہو۔

۵۹۹۹: (سعید) ابن ابی مریم نے ہمیں بتایا کہ ابو عسان (محمد بن مطرف) نے ہم سے بیان کیا۔ ابو عسان نے کہا: زید بن اسلم نے مجھ سے بیان کیا۔ زید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ کیا دیکھا کہ ان قیدیوں میں ایک عورت ہے جس کے پستان سے دودھ اس وجہ سے پھوٹ پڑا کہ وہ کسی بچے کو دودھ پلایا کرتی تھی۔ جب بھی وہ ان قیدیوں میں کسی بچے کو پاتی تو اُسے لے لیتی اور اپنے پیٹ سے اسے لگا لیتی اور اس کو دودھ پلاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر ہم سے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے کہا: جب تک وہ اس کو آگ میں نہ ڈالنے کی طاقت رکھے گی، ہرگز نہیں (ڈالے گی) تو آپ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ تَقْبَلُونَ الصَّبِيَانَ فَمَا نَقَبْلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ تُزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

۵۹۹۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيًّا فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذْتُهُ فَأَلْصَقْتُهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعْتُهُ. فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرُونَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ. فَقَالَ لِلَّهِ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بَوْلَدِهَا.

**تشریح:** رَحْمَةُ الْوَالِدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ: یعنی بچہ پر شفقت کرنا، اس کو بوسہ دینا اور اس کو گلے لگانا۔ بچوں سے پیار اور محبت اللہ تعالیٰ نے انسان تو انسان جانوروں کی بھی فطرت میں رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ گھوڑی اپنے چھوٹے نومولود پر غلطی سے بھی پاؤں آنے لگے تو اپنا پاؤں اُپر اٹھا لیتی ہے۔ یہ اسی فطرتی محبت کا نتیجہ ہے۔ انسانی معاشرے جب بگڑتے ہیں اور اخلاقی قدروں کے ساتھ ساتھ فطری اور جبلی اخلاق بھی معدوم ہونے لگتے ہیں تو وہ معاشرہ انسانی معاشرہ نہیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر معاشرہ بن جاتا ہے۔ یہی حال عرب کے اس معاشرے کا تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ ان عربوں کی اخلاقی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے: **إِنَّهُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا** (الفرقان: ۴۵) کہ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قعر مذلت اور پستی سے اٹھایا اور اس اوج ثریا تک پہنچا دیا کہ **أَصْحَابُ كَالْبُحُورِ** کا مقام پانے والے وہ خدا نما وجود بن گئے۔ زیر باب روایات میں عربوں کی اسی حالت کو بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آجکل شاید اس بات کو کوئی اتنا محسوس نہ کرے لیکن عرب معاشرے کا جن کو پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کی طبیعتوں میں کتنا اکھڑپن تھا، کتنی کڑھکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شاذ ہی کوئی انسان اپنے بچوں سے پیار کا سلوک کرتا تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کو پیار کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا۔ بڑی حیرانگی سے پوچھنے لگا کہ آپ بچے کو پیار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کہتا ہے کہ میرے تو دس بچے ہیں میں نے تو آج تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کے اندر سختی بھری ہوئی ہے تو میں اس پر کیا کر سکتا ہوں۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑکوں کی طرف راستہ میں دیکھا کرتے تھے تو اتنی شفقت کیا کرتے تھے کہ وہ لڑکے سمجھا کرتے کہ یہ ہمارا باپ ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۷۱)

## باب ۱۹: جَعَلَ اللَّهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ

اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں

۶۰۰۰: حکم بن نافع بہرانی نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ سعید بن مسیب نے ہمیں خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔ اُس نے اپنے پاس ننانوے حصے رکھے ہیں اور زمین میں ایک ہی حصہ نازل کیا ہے۔ اس ایک حصہ کی وجہ سے ہے جو مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ ایک گھوڑی بھی اپنے سُم کو اپنے بچے سے اس ڈر سے اٹھالیتی ہے کہ کہیں اس کو صدمہ نہ پہنچے۔

۶۰۰۰: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جَعَلَ اللَّهُ الرَّحْمَةَ فِي مِائَةِ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاخَمُ الْخَلْقُ حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وِلْدِهَا خَشِيَةً أَنْ تُصِيبَهُ.

طرفہ: ۶۴۶۹-

## باب ۲۰: قَتَلُ الْوَالِدِ خَشِيَةً أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ

بچے کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ اس کے ساتھ نہ کھائے

۶۰۰۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابو داؤد سے، ابو داؤد نے عمرو بن شرحبیل سے، عمرو نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: میں نے کہا: یا رسول اللہ! کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا مد مقابل ٹھہراؤ حالانکہ اُس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پھر پوچھا: اس

۶۰۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنَّصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شَرْحَبِيلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدُّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ. قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيَةً أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ. قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ

جَارِكٌ. وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ (الفرقان: ۶۹) الْآيَةَ.

کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ پوچھا: اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ اور اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔

أطرافه: ۴۴۷۷، ۴۷۶۱، ۶۸۱۱، ۶۸۶۱، ۷۵۲۰، ۷۵۳۲۔

**تشریح:** قَتْلُ الْوَلَدِ خَشِيَّةٌ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ: یعنی بچے کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ اس کے ساتھ نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَّةً إِمْلَاقٍ لَنْحُنَّ نُرْسُفَهُمْ وَإِلَيْكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً (بنی اسرائیل: ۳۲) یعنی اور تم مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو، انھیں (بھی) ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی (ہم ہی دیتے ہیں) انہیں قتل کرنا یقیناً (بہت) بڑی خطا ہے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس خوف سے کہ اولاد پر روپیہ خرچ ہو گا ان کو ہلاک نہ کرو۔ یہ حکم لڑکیوں کے قتل کرنے کے متعلق نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں لڑکیوں کے قتل کی کسی جگہ بھی یہ وجہ بیان نہیں فرمائی کہ لوگ خرچ کے ڈر سے ان کو قتل کر دیتے ہیں بلکہ یہ وجہ بتائی ہے کہ ان کی پیدائش کو اپنے لئے ذلت کا موجب سمجھتے ہیں اس لئے ان کو مار ڈالتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت کے یہ معنی بھی نہیں ہو سکتے ہیں کہ بوجہ غربت اور تنگی کے اولاد کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ اطلاق کے معنی غربت اور تنگی کے نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی مال کے خرچ ہونے کے ہیں۔ اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ اس ڈر سے نہ مارو کہ روپیہ خرچ ہو گا۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ڈر سے کہ روپیہ خرچ نہ ہو کوئی اولاد کو قتل کرتا بھی ہے؟ سو جہاں تک دنیا کا تجربہ ہے اس قسم کے واقعات صحیح الدماغ لوگوں میں تو ملتے نہیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے پاس روپیہ نہیں ہوتا



وہ بھی اولاد کو نہیں مارتے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قتل کا کوئی اور مفہوم ہے اور ہمیں انسانوں میں اس جرم کی تلاش کرنی چاہیے۔ سو جب ہم مختلف انسانوں کی حالتوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ بخل کی وجہ سے اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے، پوری غذا نہیں دیتے یا ایسی غذا نہیں دیتے جو نشوونما کے لئے ضروری ہو۔ ایسے بخیل تو بے شک فاجر العقولوں میں ہی ملتے ہیں جو زہر سے یا گلا گھونٹ کر اپنی اولاد کو اس خوف سے مارتے ہوں کہ ان پر ہماری دولت خرچ ہوگی۔ مگر ایسے بخیل عام صحیح الدماغ لوگوں میں کثرت سے ملتے ہیں کہ پاس روپیہ ہے لیکن بچوں کو بخل کی وجہ سے اچھی غذا نہیں دیتے۔ لباس مناسب نہیں دیتے، حتیٰ کہ بعض دفعہ وہ خوراک کی کمی کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں، بعض دفعہ لباس کی کمی کی وجہ سے نمونیہ وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ دنیا میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ملتے ہیں اور ہر ملک میں ملتے ہیں۔ اسی طرح قتل سے مراد اخلاقی اور روحانی قتل بھی ہو سکتا ہے کہ روپیہ کے خرچ کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلاتے اور گویا بچہ کی اخلاقی یا روحانی موت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اس فعل سے اجتناب کریں اور وہ اخراجات جو بچوں کی صحت اور اخلاق کی درستگی کے لئے ضروری ہیں ان سے کبھی دریغ نہ کیا کریں۔ اور قتل کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ اولاد کو قتل کرنے سے انسان فطرتاً تشر کرتا ہے۔ پس اس لفظ کے استعمال سے اس کی توجہ اس طرف پھیرائی ہے کہ تم کسی صورت میں بھی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر تیار نہیں ہوتے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایک اور قسم کے قتل کے تم مرتکب ہو رہے ہو، یعنی اولاد کی خوراک اور لباس کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی صحتوں کو برباد کر دیتے ہو، یا ان کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے اور ان کے اخلاق کو برباد کر دیتے ہو۔ قتل کا لفظ استعمال کرنے کی میرے نزدیک یہ بھی وجہ ہے کہ اگر صرف یوں کہا جاتا کہ اولاد پر ضرور خرچ کیا کرو۔ تو ان الفاظ میں ان بالواسطہ اثرات کی طرف اشارہ نہ ہوتا جو اولاد کی زندگی پر پڑتے ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے استعمال نے تمام بالواسطہ تاثیرات کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا ہے۔

مثلاً بیوی کی خوراک اور مناسب لباس کا خیال نہ رکھنا یا دودھ پلانے یا ایام حمل میں اس پر کام کا بہت بوجھ ڈال دینا۔ یہ سب امور ہیں جن سے اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور یا تو بچے ضائع ہو جاتے ہیں یا ان کی صحتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

لَا تَقْتُلُوا كَالْفَاظِ فِي سَبِّ الْأُمُورِ كَمَا مَنَاهِيَ آجَاتِي هِيَ أَوْ يَهْ غَرَضٌ دُوسَرِے  
الْفَاظِ سَے پُورِي نَہ ہُ سَکُتِي تَھِي۔

اس آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جو بعض صوفیاء کرتے ہیں کہ اولاد کی پیدائش کو صرف اس خطرہ سے روکنا منع ہے کہ اگر اولاد زیادہ ہو جائے گی تو پھر کھائے گی کہاں سے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اولاد کی پیدائش بند کرنا قتل اولاد کے حکم میں ہے اور قتل اولاد ہر حال میں منع ہے اور بُرا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اطلاق کی وجہ سے قتل اولاد (یعنی اس کی پیدائش کو روکنا) منع ہے۔ البتہ بعض اور صورتوں میں جائز بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً عورت بیمار ہو، اُس وقت جائز ہو گا کہ اولاد پیدا کرنا بند کر دے کیونکہ جس چیز کی وجہ سے قتل اولاد کو روکا گیا ہے وہ غیر محسوس ہے۔ ایسی وجہ کی بناء پر اولاد کی پیدائش کو روکنا ناجائز ہے لیکن کسی محسوس اور مشاہد نقصان کی وجہ سے اولاد کی پیدائش کو روکنا منع نہیں۔

علاوہ پیدائش میں روک ڈالنے کے جو بچہ بن چکا ہو بعض حالات میں اُس کا مارنا بھی جائز ہوتا ہے۔ مثلاً کسی حاملہ عورت کے متعلق زچگی کے وقت یہ شبہ ہو کہ اگر بچہ کو طبعی طور پر پیدا ہونے دیا گیا تو والدہ فوت ہو جائے گی۔ اس صورت میں بچہ کو ضائع کر دینا جائز ہے کیونکہ بچہ کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ وہ مردہ پیدا ہو گا یا زندہ، یا زندہ رہے گا یا نہیں، مگر ماں سوسائٹی کا ایک مفید وجود ہے۔ اس لئے وہی نقصان سے حقیقی نقصان کو زیادہ اہمیت دی جائے گی اور بچہ کو تلف کر دیا جائے گا۔

غرض لَا تَقْتُلُوا كَالْفَاظِ استعمال کرنے کے بعد خَشْيَةَ إِضْلَاقِ كَالْفَاظِ کی شرط لگا کر قرآن کریم نے اولاد کی تربیت، اس کی پرورش، ماں کی پرورش اور اُس کی زندگی کی قیمت کے متعلق ایک وسیع مضمون بیان کیا ہے اور ایسے مختصر الفاظ میں کہ اس کی مثال دوسری کتاب میں نہیں مل سکتی۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ مضمون ایسا اچھوتا ہے کہ دوسری کسی مذہبی کتاب نے اسے چھوٹا تک نہیں۔

اس آیت میں جو خَطَا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ گو اس کا مادہ اور خَطَا کا مادہ ایک ہی ہے لیکن خَطَا جو خ کی زیر کے ساتھ ہے اس کے معنوں اور خَطَا جس میں خ پر زبر ہے اس کے معنوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ خطا کے معنی الاثم ماتعدد منہ کے ہیں اور خطا کے معنی مالم یتعدد منہ او تعدد کے ہیں۔ یعنی اگر خ پر فتح یعنی زبر ہو تو دیدہ دانستہ گناہ اور نادانستہ قصور، دونوں معنوں میں مستعمل ہو گا اور اگر خ کے نیچے کسرہ یعنی زیر ہو تو اس سے مراد صرف وہ گناہ ہو گا جس میں ارادہ پایا جائے۔ اس لفظ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اولاد کا قتل ایک ایسا جرم ہے کہ جس کو فطرت بھی رد کرتی ہے۔ یعنی جس کے احساسات طبعی مرچکے ہوں وہی ایسا فعل کر سکتا ہے، دوسرا نہیں کر سکتا۔ اِنَّهُ كَانَ خَطَاً كَيْدًا کے الفاظ بھی بتاتے ہیں کہ یہاں وہ قتل مراد نہیں جو زہریا آلہ سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ قتل کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مگر اپنے ہاتھوں بچوں کا قتل ہرگز کسی ملک میں بھی ایسے رنگ میں نہیں پایا جاتا کہ اسے قومی جرم قرار دیا جائے۔۔۔

اس آیت میں نَحْنُ نُزِدُّهُمْ وَاِيَّاكُمْ فرما کر اس امر پر زور دیا ہے کہ انسان کے رزق میں اس کی اولاد کا رزق شامل ہے۔ پس اُس سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیر آیت وَلَا تَقْتُلُواْ اَوْلَادَكُمْ خَشِيَةًۢ اِمْلَاقٍ، جلد ۴ صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں بڑا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گزارہ میرے مال پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے: وَلَا تَقْتُلُواْ اَوْلَادَكُمْ خَشِيَةًۢ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نُزِدُّهُمْ وَاِيَّاكُمْ۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکر ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۵۳۳)

## باب ۲۱: وَضَعُ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

بچے کو گود میں رکھنا

۶۰۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ۶۰۰۲: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن

سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے روایت کی۔ (ہشام نے) کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو اپنی گود میں رکھا۔ آپ اس کو گھٹی دینے لگے تھے۔ اس نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس کو بہا دیا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِي حَجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ.

أطرافه: ۲۲۲، ۵۴۶۸، ۶۳۵۵۔

### باب ۲۲: وَضَعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخْدِ

بچے کو ران پر بٹھانا

۶۰۰۳: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے مجھے بتایا کہ عارم (محمد بن فضل) نے ہم سے بیان کیا۔ معتمر بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے ابو تمیمہ سے سنا۔ ابو تمیمہ اپنے باپ ابو عثمان نہدی سے بیان کرتے تھے کہ ابو عثمان نے انہیں بتایا۔ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر اپنی ران پر بٹھا لیتے تھے اور حسن کو دوسری ران پر بٹھاتے۔ پھر ان دونوں کو اپنے گلے لگا لیتے اور دعا کرتے: اے اللہ! ان پر رحم کر کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔ اور علی (بن عبد اللہ مدینی) سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: بیٹی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (تیبی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو عثمان سے روایت کی۔ تیبی نے کہا (کہ جب

۶۰۰۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخْدِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخْدِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحُمُهُمَا. وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ التَّيْمِيُّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهِ

كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي  
عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي  
مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ.

ابو عثمان نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تو میرے  
دل میں اس کے متعلق کچھ شک پیدا ہوا۔ میں نے  
کہا: میں نے تو اس حدیث کو یوں یوں بیان کیا ہے  
مگر میں نے ابو عثمان سے یہ نہیں سنا۔ تو میں نے  
غور سے دیکھا اور اس حدیث کو اپنے پاس لکھا ہوا  
ویسے ہی پایا جیسے میں نے سنا۔

أطرافه: ۳۷۳۵، ۳۷۴۷

**تشریح:** وَضَعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخْدِ: یعنی بچے کو ران پر بٹھانا۔ عرب کے معاشرہ میں غلاموں کی حالت  
جانوروں سے بدتر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی بند  
ہیں۔ اور اپنے اُسوہ سے ان کو کھانے پینے اور پہننے وغیرہ تمام معاشرتی امور میں برابری اور عزت کا مقام دیا اور اس قدر  
اپنائیت اور محبت دی کہ ان کے بچوں سے اپنے بچوں جیسا سلوک فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اپنے لاڈ لے نواسے اور اُسامہ میں کوئی تخصیص نہیں کی۔ یہ نہیں دیکھا کہ یہ غلام  
کا بیٹا ہے۔ ایک غریب آدمی کے بچے کو بھی وہی مقام دیا جو اپنے نواسے کو۔ پھر  
دونوں کے لئے دعا بھی ایک طرح کے جذبات کے ساتھ کی۔ ظاہری طور پر ایک  
طرح کا سلوک بعض لوگ کر لیتے ہیں لیکن اگر دعا میں فرق بھی ہو جائے تو کوئی  
اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن آپ تو اُسوہ کامل تھے اور جو اُسوہ کامل ہو، وہی  
اتنی گہرائی میں جا کر دوسروں کا خیال رکھ سکتا ہے کہ دعائے میں فرق نہیں کرتا۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، دسمبر ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۹۱۳، ۹۱۴)

### باب ۲۳: حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

دوستی کے زمانے کو اچھی طرح یاد رکھنا بھی ایمان سے ہی ہوتا ہے

۶۰۰۴: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
عَبِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَعَى عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا  
غَرَّتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مَا غَرَّتْ عَلَيَّ خَدِيجَةَ

۶۰۰۴: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ  
ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے،  
ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں:

میں نے کسی عورت پر بھی اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ میں حضرت خدیجہؓ پر رشک کرتی تھی۔ حالانکہ مجھ سے شادی کرنے سے تین سال قبل وہ فوت ہو چکی تھیں۔ کیونکہ میں آپ سے سنا کرتی تھی کہ آپ ان کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ اور آپ کے رب نے آپ سے فرمایا تھا کہ خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوش خبری دیں جو خولد ارموتیوں کا ہو۔ اور جب بھی آپ بکری ذبح کرتے تو ضرور ہی اس کے گوشت میں سے ان کی سہیلیوں کو بھی ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

— وَلَقَدْ هَلَكْتُ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ — لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا. وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لِيَذْبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خَلَّتِهَا مِنْهَا.

أطرافه: ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۵۲۲۹، ۷۴۸۴۔

**تشریح:** حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ: یعنی دوستی کے زمانے کو اچھی طرح یاد رکھنا بھی ایمان سے ہی ہوتا ہے۔ لفظ الْعَهْدِ کے معانی ہیں زمانہ، مکان، قسم، ذمہ داری، صحبت، میثاق (عہد و پیمانہ)، امان، نصیحت، وصیت اور بارش۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۰۳) امام راغب نے اس کے معانی کسی چیز کی حفاظت کرنا اور ہر حال میں اس کا خیال رکھنا بیان کیے ہیں۔ (المفردات فی غریب القرآن - عہد) مراد یہ ہے کہ کسی بھی تعلق اور ذمہ داری کو عمدگی اور وفاداری کے ساتھ نبھانا ایمان میں سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں خاص طور پر ایک مرد میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جس سے پاک معاشرہ وجود میں آسکتا ہے وہ یہی ہے جن کا ذکر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے خلق کے ضمن میں فرمایا کہ صلہ رحمی اور حسن سلوک، رشتہ داروں کا خیال، ان کی ضروریات کا خیال، ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش۔ اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے۔ اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتہ داروں کے ہیں۔ ان سے بھی صلہ رحمی اتنی ہی ضروری ہے جتنی اپنوں سے۔ اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف

سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں ٹوٹکار ہو سکتی ہے؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات سے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے کوئی رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی، اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بُری لگی تو فوراً ناراض ہو گیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کروں گا۔ پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ ہیں۔ تو یہ زود رنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، جولائی ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۴۵۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”رشتہ دار تو الگ رہے آپ اپنے رشتہ داروں کے رشتہ داروں اور اُن کے دوستوں تک کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ جب کبھی آپ قربانی کرتے تو آپ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کی طرف ضرور گوشت بھجواتے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ خدیجہؓ کی سہیلیوں کو نہ بھولنا اُن کی طرف گوشت ضرور بھجوانا...<sup>۱</sup> ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے کئی سال بعد آپ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہؓ آپ سے ملنے آئیں اور دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا ”کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟“ ہالہؓ کی آواز میں اُس وقت اپنی مرحومہ بہن حضرت خدیجہؓ سے بے انتہاء مشابہت پیدا ہو گئی۔ اس آواز کے کان میں پڑتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر کپکپی آگئی۔ پھر آپ سنبھل گئے اور فرمایا: آہ میرے خدا! یہ تو خدیجہؓ کی بہن ہالہؓ ہیں۔<sup>۲</sup>... درحقیقت سچی محبت کا اصول ہی یہی ہے کہ جس سے پیار ہو اور جس کا ادب ہو اُس کے قریبوں اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے بھی محبت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سفر پر تھا۔ جریر بن عبد اللہؓ ایک دوسرے

۱ (مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خدیجة أم المؤمنین رضی اللہ عنہا)

۲ (بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلہا رضی اللہ عنہا، روایت نمبر ۳۸۲۱)

صحابی بھی اس سفر میں ساتھ تھے۔ وہ سفر میں نوکروں کی طرح میرے کام کیا کرتے تھے۔ جریر بڑے تھے اور اُن کا ادب حضرت انسؓ اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ میں انہیں منع کرتا تھا کہ ایسا نہ کریں۔ میرے ایسا کہنے پر جریرؓ جواب میں کہتے تھے میں نے انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہاء خدمت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے اُن کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ محبت دیکھ کر اپنے دل سے عہد کیا تھا کہ جب کبھی مجھے کسی انصاری کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملے گا یا اُس کے ساتھ رہنے کا موقع ملے گا تو میں اُس کی خدمت کروں گا اس لئے آپ مجھے نہ روکیں، میں اپنی قسم پوری کر رہا ہوں۔<sup>۱</sup> اس واقعہ سے بالوضاحت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کی خدمت کرنے والا بھی انسان کا محبوب ہو جاتا ہے۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں اپنے ماں باپ کا سچا ادب اور احترام ہوتا ہے وہ اپنے ماں باپ کے علاوہ اُن کے رشتہ داروں اور دوستوں کا بھی ادب کرتے ہیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اقارب کی خدمت کا ذکر تھا تو آپؐ نے فرمایا: بہترین نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کی دوستیوں کا بھی خیال رکھے۔ یہ بات آپؐ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے کہی تھی اور اس پر انہوں نے ایسا عمل کیا کہ ایک دفعہ وہ حج کے لئے جا رہے تھے کہ رستہ میں ایک شخص اُن کو نظر آیا۔ آپؐ نے اپنی سواری کا گدھا اُس کو دے دیا اور اپنے سر کا خوبصورت عمامہ بھی اُس کو عطا کر دیا۔ اُن کے ساتھیوں نے انہیں کہا کہ آپؐ نے یہ کیا کام کیا ہے؟ یہ تو اعرابی لوگ ہیں بہت تھوڑی سی چیز ان کو دے دی جائے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: اس شخص کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے: نیکی کا اعلیٰ درجے کا مظاہرہ یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے دوستوں کا بھی خیال رکھے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲)



## باب ۲۴: فَضْلُ مَنْ يَعْمَلُ يَتِيمًا

اس شخص کی فضیلت جو ایک یتیم کی پرورش کرے

۶۰۰۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا. وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى.

۶۰۰۵: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا، کہا: عبد العزیز بن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے سنا۔ حضرت سہلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ (اور حضرت سہلؓ نے کہا: آپؐ نے اپنی دو انگلیوں یعنی گلے کی انگلی اور

درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

طرفہ: ۵۳۰۴۔

**تشریح:** فَضْلُ مَنْ يَعْمَلُ يَتِيمًا: اس شخص کی فضیلت جو ایک یتیم کی پرورش کرے۔

کفالت کے معنی ہیں: ذمہ داری، ضمانت، ضامنی، بار اٹھانا۔ (فیروز اللغات) کَفَالَةٌ: کسی کا ضامن ہونا، کفیل و ذمہ دار ہونا۔ اَلْكَفَالَةُ: ضمانت، گارنٹی، ذمہ داری، پرورش۔ (قاموس الوحید)

عنوان باب میں یتیم کی کفالت کرنے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لغت کی رُو سے کفالت میں یتیم کی جملہ ضروریات پوری کرنے اور اس کے ضامن بننے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ان معنوں سے کفالت کے مضمون کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں یتیم کی جسمانی، اخلاقی، روحانی، علمی اور عملی، سب ضرورتوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ علمی کفالت میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ جس طرح ایک انسان اپنی توفیق اور وسائل کے مطابق اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج اور یونیورسٹی کا انتخاب کرتا ہے، یتیم بچوں کو بھی اس معیار کی تعلیم دلوائے نہ کہ معمولی حیثیت کے ان مذہبی مدارس میں یتیم بچوں کو داخل کرائے جن کی نہ ڈگری کی دنیا میں کوئی ویلیو ہے اور نہ معاشرے میں ان اداروں کے فارغ التحصیل طلباء کا کوئی مقام اور حیثیت ہے۔ جبکہ اسلام نے اس ذمہ داری کو کما حقہ پورے کرنے والے کا انعام اور درجہ یہ بتایا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب پانے والا ہوگا اور آپ خدا تعالیٰ کے سب سے مقرب اور پیارے ہیں۔ اس لئے لا محالہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا بن جائے گا۔ زیر باب حدیث میں بتایا گیا ہے کہ

۱. یتیم کی کفالت وہ عمل ہے جو ایک مؤمن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرب بناتا ہے۔
  ۲. آپ کی معیت اور قرب اُسے ہی نصیب ہو گا جو آپ کا ہم رنگ اور آپ کی صفات کا مظہر ہو گا۔
  ۳. اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اصل کافل الیتیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
  ۴. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کی کفالت کا درد پیدا کیا اور اُس کے ساتھ عملی زندگی میں آپ یتیمی کے حالات سے گزرے۔ اس لئے آپ یتیمی کے درد کو خوب سمجھتے تھے۔
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”یتیم کی پرورش کرنے والے کا یہ مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جنت کی خوشخبری دی ہے اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے کو، اُس کا خیال رکھنے والے کی نیکیوں کو اُس بچے کے سر کے بالوں کے برابر شمار کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو اس بات پر لڑتے تھے اور حریص رہتے تھے کہ یتیم کی پرورش کریں۔ اور اگر کوئی یتیم ہوتا تو ایک کہتا کہ میں اس کی پرورش کروں گا اور دوسرا کہتا کہ میں اس کی پرورش کروں گا، تیسرا کہتا کہ میں اس کی پرورش کروں گا اور اس بات پر وہ لوگ حریص تھے کہ جنت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ ملے۔ وہ جب یتیموں کو پالتے تھے تو بڑے احسن رنگ میں ان کی تربیت کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی طرح ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتے تھے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، فروری ۲۰۱۰، جلد ۸ صفحہ ۱۰۶)

نیز فرمایا:

”ایک روایت حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین یتیموں کی کفالت کی وہ اُس شخص کی طرح ہو گا جو قائم باللیل اور صائم النہار ہو اور اُس نے صبح شام اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سونٹے ہوئے گزاری ہو، میں اور وہ دونوں جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ہیں اور آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کو باہم ملا یا۔ اُسے پس جو یتیم کی کفالت کرنے والے ہیں اُن کا مقام ایسا ہی ہے جیسے وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھنے والے ہیں اور روزے رکھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں

جہاد کرنے والے ہیں۔ پھر مالک بن حارثؓ اپنے خاندان کے ایک شخص کی روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمان والدین کے یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ امداد کا محتاج نہ رہے تو اس کے لئے جنت یقینی ہے۔<sup>۱</sup>

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، فروری ۲۰۱۰ء، جلد ۸ صفحہ ۱۰۸)

## باب ۲۵: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ

بیواؤں کے لئے کمانے والا

۶۰۰۶: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمَسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ.

۶۰۰۶: اسماعیل بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے صفوان بن سلیم سے روایت کی۔ وہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔ آپ نے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کمانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو یا اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو کھڑا عبادت کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّبَلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید دبلی سے، ثور نے ابو الغیث سے جو ابن مطیع کے غلام تھے، ابو الغیث نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح بتایا۔

اطرافہ: ۵۳۵۳، ۶۰۰۷۔

۱ (مسند احمد بن حنبل، مسند مالک بن الحارث، جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ حدیث: ۱۹۳۳۳)

**تشریح:** السَّاعِي عَلَى الْأَرْزَمَلَةِ: بیواؤں کے لئے کمانے والا۔ سَعَى کے معنی ہیں کسی کام کی کوشش کرنا۔ سَعَى لِعِيَالِهِ یعنی بال بچوں کے لئے روزی کمانا۔ (قاموس الوحید۔ سعی) أَرْزَمَلَةُ: عورت

کے خاوند کا مر جانا، بیوہ ہو جانا۔ (قاموس الوحید)

آداب معاشرہ میں سے یہ بہت اہم ادب ہے کہ معاشرہ میں بیوہ کو تحفظ دیا جائے، اس کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور اس پر کسی کے احسان کا کوئی بوجھ نہ ہو بلکہ جس طرح ایک مجاہد اور ایک عابد اور صائم خالصہ اللہ یہ نیکیاں بجالاتا ہے اسی طرح بیوہ کی کفالت خالصہ اللہ ہو اور بے لوث ہو۔ اور اگر بیوہ اپنی بیٹی، بہن یا قریبی عزیزہ ہو تو اس کی جملہ ضروریات پوری کرنا نہ صرف اس کی بیوگی کا تقاضا ہے بلکہ صلہ رحمی کا بھی تقاضا ہے۔ حضرت سراقہ بن مالک بیان کرتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَاتِ؟ ابْنَتُكَ مَرْذُودَةٌ إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَالِإِسْبِغِيكَ<sup>۱</sup>۔ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین صدقہ کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ تمہاری مطلقہ یا بیوہ بیٹی جس کا تمہارے سوا اور کوئی کمانے والا نہ ہو اس کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اب یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی نصیحت ہے۔ کئی لوگ اپنی مطلقہ یا بیوہ بیٹیوں کا خیال نہیں کرتے۔ مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ تمہارے صدقہ یعنی تمہاری طرف سے حسن و احسان کی محتاج ہیں اور حقدار ہیں۔ اُن کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔ ایک طرف تو یہ نصیحت ہے ماں باپ کو کہ وہ اپنی مطلقہ اور بیوہ بیٹیوں کا بھی خیال رکھیں، اُن پر ہر طرح سے خرچ کریں۔ اور دوسری طرف... بعض بچیاں شکایت کرتی ہیں جو بالکل برعکس معاملہ ہے۔ ایک بچی نے بڑا ہی دردناک خط لکھا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ میں تو بیٹی بونڈھی ہو رہی ہوں اور ماں باپ میری کمائی کھا رہے ہیں اور میری کمائی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہ دیکھیں کتنا بڑا ظلم ہے۔ بالکل برعکس معاملہ ہے، بجائے اس کے کہ اپنی بچیوں کو پالیں جو ضرورت مند ہوں، وہ اُلٹا ان کی کمائی پر بیٹھے براجمان ہیں اور اُن کی کمائیاں کھا رہے ہیں اور یہ دیکھتے نہیں کہ ان کی زندگی خراب ہو رہی ہے، مستقبل خراب ہو رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل دے۔ ایسے لوگ واقعہ ملتے ہیں

۱۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الادب، باب بؤ الوالد والاحسان الی البنات)

آج کل بھی۔ کسی بچی نے مجھے لکھ دیا لیکن ہر بچی مجھے لکھا تو نہیں کرتی۔ مگر ایسے ماں باپ بہت ہیں دنیا میں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، فروری ۲۰۰۰، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳ تا ۳۰ مارچ ۲۰۰۰، صفحہ ۷)

## باب ۲۶: السَّاعِي عَلَى الْمَسْكِينِ

مسکین کے لئے کمانے والا

۶۰۰۷: عبد اللہ بن مسلمہ (تعبنی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید سے، ثور نے ابو الغیث سے، ابو الغیث نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کے لئے کمانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔ تعبنی (اس میں) شک کرتے (ہوئے کہتے) ہیں: اور میں سمجھتا ہوں کہ (مالک نے) کہا کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا): وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھڑا عبادت کرتا رہتا ہے اور تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔

۶۰۰۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمَسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَأَخْسِبُهُ قَالَ يَشْكُ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لَا يَفْطُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يَفْطُرُ.

اطرافہ: ۵۳۵۳، ۶۰۰۶۔

**تشریح:** السَّاعِي عَلَى الْمَسْكِينِ: مسکین کے لئے کمانے والا۔ بندے کا اپنے خالق و مالک کی عبادت کرنا ایک بہت قابل قدر عمل ہے مگر اس کے یہ مجاہدات اگر اپنی ذات تک ہی محدود رہیں اور خالق کی طرف اس کا یہ سفر اسے مخلوق سے دور کرتا جائے تو وہ انسان اپنی معراج کو کبھی نہیں پاسکتا کیونکہ معراج حقیقی وہی ہے جو دَنَا قَتَدَلُ (النجم: ۹)۔<sup>۱</sup> کا مظہر ہے۔ انسانی معاشرہ کے بعض طبقات کو اگر سنبھالنا نہ جائے اور ان کے حقوق ادا نہ کئے جائیں تو وہ محرومیوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے بسا اوقات اپنی محرومیوں کے رد عمل میں معاشرہ کے لئے ناسور بن جاتے ہیں۔ اس لئے ان طبقات کو ساتھ لے کر چلانا، اُن کو تعزیرت سے نکالنا بہت بڑا جہاد ہے اور

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔“

یہی حقیقی اسلامی انقلاب ہے جس کی داغ بیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی اور آپ کی قوت قدسیہ سے قیامت تک آنے والے آپ کے خلفاء کے ذریعہ یہ عالمگیر غلبہ برپا ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیموں سے بھی احسان کا سلوک کرو کیونکہ یہ معاشرے کا کمزور طبقہ ہے۔ پھر فرمایا: مسکینوں سے بھی حسن سلوک کرو۔ یہ دونوں طبقے یعنی یتیم اور مسکین معاشرے کے کمزور ترین طبقے ہیں، اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ اگر اُن پر ظلم ہو رہا ہے تو اُن کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ہوتا۔ اور پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ کمزور طبقے ردِ عمل کے طور پر پھر فساد کی وجہ بنتے ہیں اور فساد کی وجہ اس طرح ہے کہ پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں اور برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں، اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ پھر مفاد اٹھانے والے گروہ ان لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ معاشرے کے خلاف ان کے ذہنوں میں زہر بھرتے ہیں۔ ایسا مایوس طبقہ جس کے حقوق رد کئے گئے ہوں پھر یہ جائز سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ اپنا حق لینے کے لئے کر رہا ہے، وہ جو مرضی چاہے حرکتیں کر رہا ہو وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کے یہ ہمدرد ہی اُس کے خیر خواہ ہیں جو حقیقت میں اُس کو معاشرے میں فساد پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ غریب ملکوں میں اگر جائزہ لیں تو ایسے یتیم جن کے خاندانوں نے، ان کے عزیزوں نے اُن کا خیال نہیں رکھا یا اس حیثیت میں نہیں کہ خیال رکھ سکیں، خود بھی غربت نے انہیں پیسا ہوا ہے، ایسے محروم بچے پھر تربیت کے فقدان کی وجہ سے بلکہ مکمل طور پر جہالت میں پڑ جانے کی وجہ سے تعمیری کام نہیں کر سکتے اور پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں چڑھ جاتے ہیں جو اُن سے ناجائز کام کرواتے ہیں... پس اس فساد سے بچنے کے لئے یہ معاشرے کا کام ہے اور وقت کی حکومت کا کام ہے کہ ایسے طبقے کو سنبھالیں، انہیں دھتکارنے کی بجائے انہیں سینہ سے لگائیں، اُن کو جذباتی چوٹیں پہنچانے کی بجائے زیادہ بڑھ کر اُن کے جذبات کا خیال رکھیں کیونکہ یہ کمزور طبقہ جذباتی طور پر بہت حساس ہوتا ہے۔ معاشرے کو

اُس کے جذبات کو تعمیری رُخ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ان سے انتہائی احسان کا سلوک نہ کیا جائے۔ اور یہ بات جہاں معاشرے میں محروم طبقے کو عزت دلوانے والی ہوگی وہاں معاشرے کے امن اور سلامتی کی بھی ضامن ہو جائے گی اور پھر یتیموں کی خبر گیری کرنے والے، مسکینوں کا خیال رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے پیار کے بھی مورد بنتے ہیں۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون، ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مساکین سے وہ لوگ مراد ہیں جو کمائی نہیں کر سکتے اور جو دوسروں پر بوجھ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب کسی قوم میں ایسے لوگ ہوں تو اُن کو دیکھ کر دوسروں کو بھی سوال کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور اُن کی غیرت مٹ جاتی ہے۔ اگر ایک فنڈ ہو جس سے اُن کی مدد کی جائے تو قوم میں سوال کرنے کی عادت پیدا نہیں ہوتی۔ اسلامی طریق یہی ہے کہ لوگوں کی ضروریات کو جہاں تک ہو سکے خود پورا کیا جائے اور جماعتی نظام اُن کا خیال رکھے اور ان کے مانگنے کے بغیر ہی ان کی ضرورت کو پورا کر دیا جائے اور جو لوگ بغیر ضرورت کے مانگیں اُن کی سفارش نہ کی جائے۔ اس کے بغیر قوم کا تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ پھر مسکین خالی وہ شخص نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ مسکین وہ بھی ہے جو کوئی پیشہ تو جانتا ہو مگر اُس کے پاس اتنا روپیہ نہ ہو کہ وہ ضروری آلات خرید سکے۔ ایسے شخص کے متعلق بھی ضروری ہے کہ اُس کی مدد کی جائے اور اُسے اپنے فن سے تعلق رکھنے والی ضروری اشیاء اور آلات مہیا کئے جائیں۔ اسی طرح جو بیوگان اور یتیمی ہیں ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا جائے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

## باب ۲۷: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

لوگوں اور جانوروں پر رحم کرنا

۶۰۰۸: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا ۶۰۰۸: مسد نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل نے ہم

إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ سے بیان کیا۔ ایوب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے

ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت ابو سلیمان مالک بن حویرث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم تقریباً ایک ہی عمر کے نوجوان تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس راتیں رہے۔ آپ نے خیال کیا کہ ہمیں اپنے گھر والوں سے ملنے کا شوق ہوا ہے اور آپ نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جو ہم عزیزوں میں چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے آپ کو بتایا اور آپ بہت ہی نرم دل اور بہت ہی رحم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ اور ان کو سکھاؤ اور ان سے بھی کہو (اچھے کام کریں) اور تم اس طرح نماز پڑھو جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی تمہارے لئے اذان دے۔ پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کروائے۔

أطرافه: ۶۲۸، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۵۸، ۶۸۵، ۸۱۹، ۲۸۴۸، ۷۲۴۶۔

۶۰۰۹: اسما عیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سُمی سے جو ابو بکر (بن عبد الرحمن) کے غلام تھے، سُمی نے ابو صالح سمان سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص راستے میں چلا جا رہا تھا، اس کو سخت پیاس لگی اور اس نے ایک کنواں پالیا۔ اُس میں اتر کر اُس نے پانی پیا اور پھر باہر آگیا تو کیسا دیکھتا

عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلْنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرَنَا وَكَانَ رَقِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِكُمْ فَعَلِمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَدِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَوْمِكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

۶۰۰۹: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ



ہے کہ ایک کتا ہے جو بانپ رہا ہے، پیاس کے مارے مٹی چاٹ رہا ہے۔ تو وہ شخص سمجھا: اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہوا ہے جو میرا ہوا تھا۔ اس پر وہ کنوئیں میں اتر اور اُس نے اپنے موزے کو بھرا۔ پھر اُس کو اپنے منہ میں پکڑا اور اس طرح اُس نے کتے کو پلایا۔ اللہ نے اس کی قدر کی اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ان جانوروں (سے حسن سلوک) میں بھی ہمیں ثواب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ہر تازہ کلیجے والے کی وجہ سے ثواب ہوگا۔

۶۰۱۰: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی، کہا: ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں ایک گنوار جبکہ وہ نماز میں ہی تھا دعا کرنے لگا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمدؐ پر بھی اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کیجیو۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ نے اس گنوار سے فرمایا: تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کیا ہے۔ آپ کی مراد (اس سے) اللہ کی رحمت تھی۔

۶۰۱۱: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر سے روایت کی۔ زکریا نے

لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ  
مِثْلَ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبَيْتَ  
فَمَلَأَ حُقْفَهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِيَدِهِ فَسَقَى  
الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَعَفَرَ لَهُ.  
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّ لَنَا فِي  
الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ  
ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

أطرافه: ۱۷۳، ۲۳۶۳، ۲۴۶۶۔

۶۰۱۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا  
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي  
أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ  
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ وَقَمْنَا مَعَهُ  
فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ  
ارْحَمْنِي وَمَحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا  
أَحَدًا. فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ  
حَجَرْتِ وَسِيعًا يُرِيدُ رَحْمَةَ اللَّهِ.

۶۰۱۱: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا  
زَكَرِيَاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ

کہا: میں نے عامر سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے اور آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے سے مہربانی سے پیش آنے میں ایک جسم کی طرح دیکھتا ہے کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اُس کا باقی جسم بے خوابی اور بخار کی وجہ سے نڈھال ہو جاتا ہے۔

۶۰۱۲: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس مسلمان نے بھی کوئی پودا لگایا ہو اور پھر اس سے انسان یا کوئی جانور کھائے تو وہ ضرور ہی اُس کے لئے صدقہ ہوگا۔

۶۰۱۳: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: زید بن وہب نے مجھے بتایا، کہا: میں نے حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے سنا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَتَوَادِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمَى.

۶۰۱۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ.

طرفہ: ۲۳۲۰-

۶۰۱۳: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

طرفہ: ۷۳۷۶-

تشریح: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِيَّةِ: لوگوں اور جانوروں پر رحم کرنا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام کی تعلیم میں نیکی کا دائرہ عمل کتنا وسیع ہے کہ ہر ذی روح کو شامل رکھتا ہے

اور اس میں ہر عمل نتیجہ خیز بتایا گیا ہے۔ ہر ذی روح کے ساتھ رحم اور شفقت کی تعلیم اس دور میں بھی پائی جاتی تھی جسے ہندو پراچین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس تعلیم کا نیک اثر قدیم ترین اقوام میں اب تک پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک پرند اور چرند کے لئے خوراک اور پانی مہیا کرنا بڑا کارِ ثواب ہے۔... فرماتا ہے: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ (الذاریات: ۲۰) یعنی مومنوں کے مالوں میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب المظالم والغصب، باب الأجر علی الطَّزِقي، جلد ۴ صفحہ ۴۸۲، ۴۸۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک کو اُس کا حق ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ (الذاریات: ۱ع) کہ مومن کے اموال میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے۔ اُن کا بھی جو مانگ سکتے ہیں اور اُن کا بھی جو مانگ نہیں سکتے۔ جیسے کم گو اور گری ہوئی اقوام یا جانور وغیرہ ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بھی اس امر کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ایک عورت کو محض اس لئے جنت میں داخل کیا گیا کہ اُس نے پیاسے گتے کو پانی پلایا تھا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا ہے: جانوروں پر رحم کیا کرو کیونکہ خدا نے ان کو تمہارے سپرد کیا ہے۔ تو روحانی تعلیم صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جانوروں کے لئے بھی امین پیدا کرتی ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ النازعات، زیر آیت مَتَاعًا لَّكُمْ وَلَا تَعْمَلُكُمْ، جلد ۸ صفحہ ۱۳۵)

الْمَحْرُومِ کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے زبان جانور بھی مراد لئے ہیں جو قوت گویائی سے محروم ہیں اور یہ لفظ سائل کے مقابل میں واقع ہوا ہے جو زبان سے اپنی حاجت ظاہر کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں:

”بے زبانوں سے مراد کتے، بلیاں، چڑیاں، بیل، گدھے، بکریاں اور دوسری چیزیں

ہیں۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۷)

## باب ۲۸: الوصاة بالجار

ہمسایہ (سے سلوک کرنے) کے متعلق تاکید

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور (اسی طرح) رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی) (اور) جو متکبر اور اترانے والے ہوں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۶۰۱۴: اسماعیل بن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابو بکر بن محمد نے مجھے خبر دی۔ ابو بکر نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جبریلؑ مجھے ہمسایہ سے سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ عنقریب اس کو بھی وارث قرار دیں گے۔

۶۰۱۵: محمد بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے ہمیں بتایا۔ عمر بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِلَى قَوْلِهِ مُحْتَالًا فَخُورًا (النساء: ۳۷)

۶۰۱۴: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورَثُهُ.

۶۰۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنَهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جَبْرِيلُ يُوصِيَنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورَثُهُ.

نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل مجھے ہمسایہ کے متعلق اتنی تاکید کرتے رہے ہیں کہ میں نے خیال کیا وہ اُس کو بھی وارث بنائیں گے۔

### باب ۲۹: اِثْمٌ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَائِقَهُ

اس شخص کا گناہ جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ رہے

يُؤْبِقُهُنَّ (الشورى: ۳۵) يُهْلِكُهُنَّ مَوْبِقًا (الكهف: ۵۳) مَهْلِكًا.

يُؤْبِقُهُنَّ کے معنی ہیں: وہ اُن کو ہلاک کر دے۔ مَوْبِقًا یعنی ہلاکت۔

۶۰۱۶: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَائِقَهُ.

۶۰۱۶: عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید سے، سعید نے حضرت ابو شریحؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوتا، اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوتا، اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوتا۔ آپ سے پوچھا گیا: کون یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص جس کے شر سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى. وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(عاصم کی طرح) اس حدیث کو شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا۔ اور حمید بن اسود اور عثمان بن عمر اور ابو بکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے بھی اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے روایت کیا۔ انہوں نے مقبری سے، مقبری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا۔

## باب ۳۰: لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِّجَارَتِهَا

کوئی پڑوس اپنی پڑوس کو حقیر نہ سمجھے

۶۰۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ الْمُقْبِرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِّجَارَتِهَا وَلَوْ فَرِسَنَ شَاةً.

۶۰۱۷: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ سعید نے، وہی جو مقبری ہیں، ہم سے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوس اپنی پڑوس کی حقارت نہ کرے اگرچہ وہ ایک بکری کا گھر ہی کیوں نہ بھیجے۔

طرفہ: ۲۰۶۶۔

## باب ۳۱: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو مت ستائے

۶۰۱۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۶۰۱۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابو الاحوص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حصین سے، ابو حصین نے ابو صالح سے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو ڈکھ نہ دے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا چپ رہے۔

أطرافه: ۵۱۸۵، ۶۱۳۶، ۶۱۳۸، ۶۴۷۵۔

۶۰۱۹: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: سعید مقبری نے مجھ سے بیان کیا۔ سعید نے حضرت ابو شریح عدویٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بات کر رہے تھے آپ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کو نوازے جیسا کہ مہمان نوازی کا دستور ہے۔ (حضرت ابو شریح نے) پوچھا: یا رسول اللہ! مہمان نوازی کا کیا دستور ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک دن رات۔ اور مہمان نوازی تین دن تک بھی ہوتی ہے۔ جو اس کے بعد ہو، وہ اُس کے لئے صدقہ ہی ہوگا اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

۶۰۱۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمُقْبَرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَذْنَائِي وَأَبْصَرْتُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضَّيْفَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُقِلِّ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُمْ.

اطرافہ: ۶۱۳۵، ۶۴۷۶۔

### باب ۳۲: حَقُّ الْجَوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ

پڑوسی کا حق دروازوں کے قریب ہونے کے مطابق

۶۰۲۰: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابو عمران نے مجھے خبر دی، کہا: میں نے طلحہ (بن عبد اللہ بن عثمان) سے سنا۔ طلحہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ!

۶۰۲۰: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي جَارِينَ فِإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَيَّ

أَقْرَبَهُمَا مِنْكَ أَبَا. میرے دو ہمسائے ہیں۔ اُن میں سے کس کو ہدیہ

بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: اُن میں سے جس کا

دروازہ تم سے زیادہ نزدیک ہو۔

اطرافہ: ۲۲۵۹، ۲۵۹۵۔

**تشریح:** حَقُّ الْحَوَارِ فِي قَرَبِ الْأَبْوَابِ: پڑوسی کا حق دروازوں کے قریب ہونے کے مطابق۔ باب ۲۸ سے ۳۲ تک پانچ ابواب میں ہمسائے کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام جس تہذیب اور

تمدن کا علمبردار ہے اس کا آغاز انسان کی ذاتی اور انفرادی زندگی سے ہوتا ہے اور اس کا دائرہ پہلو میں بیٹھنے والے ہم جلیس، ہم جولی اور ہم نشین سے چلتے چلتے گلی محلہ اور پھیلتے پھیلتے کل عالم کو ایک گھر کی طرح دن یونٹ بناتا ہے۔ آج کہنے کو تو دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے مگر دنیا کے اکثر معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور انسانی زندگیاں انتشار اور افتراق کا نمونہ پیش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ دور حاضر کے انسان کو ایسی تعلیم کی انتہائی ضرورت ہے جو اسے ایک وجود بنا دے۔ مذکورہ ابواب میں انسانی رشتوں کو ایک لڑی میں پرو کر یک جان بنانے کے اسلامی اصول و اخلاق بیان کئے گئے ہیں۔

سورہ نساء کی آیت نمبر ۷۷ کی ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ○  
الجزو نمبر ۵ سورۃ النساء۔ (ترجمہ) تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قریبی ہیں (اس فقرہ میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آگئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علم دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا

ہو جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔“ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)



نیز فرمایا:

”میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لیے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اُس کی خبر گیری کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لیے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شور باز زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں، لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

نیز فرمایا:

”جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

### باب ۳۳: کُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

ہر بھلی بات صدقہ ہے

۶۰۲۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ  
 حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي  
 مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ  
 عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ  
 مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ.

۶۰۲۱: علی بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ  
 ابو غسان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: محمد بن  
 منکدر نے مجھ سے بیان کیا۔ محمد نے حضرت جابر  
 بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے، حضرت جابرؓ نے نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:  
 ہر بھلی بات صدقہ ہوتی ہے۔

۶۰۲۲: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
 حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي

۶۰۲۲: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ  
 شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ

اشعری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک مسلمان کے ذمہ ایک صدقہ ہے۔ لوگوں نے کہا: اگر نہ پاسکے؟ آپ نے فرمایا: تو اپنے ہاتھ سے محنت کرے اور اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے کہا: اگر محنت نہ کر سکے یا نہ کرے۔ آپ نے فرمایا: تو اس حاجت مند کی مدد کرے جو تھک کر رہ گیا ہو۔ لوگوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپ نے فرمایا: تو بھلی بات کا حکم کرے یا فرمایا: تو معروف بات ہی کہے۔ آپ نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ کرے۔ فرمایا: تو شر سے زکا رہے کیونکہ یہ بھی اُس کے لئے صدقہ ہوگا۔

مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ. قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ. قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ. قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ. قَالَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ.

طرفہ: ۱۴۴۵-

### باب ۳۴: طِيبُ الْكَلَامِ

#### خوش کلامی

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ. اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ اچھی بات بھی صدقہ ہوتی ہے۔

۶۰۲۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ ہمیں بتایا، کہا: عمرو نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے خیشمہ سے، خیشمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیر لیا۔

فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ. قَالَ شُعْبَةُ أَمَا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشْكُ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّ لَمْ يَكُنْ فِي كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

پھر آپ نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیر لیا۔ شعبہ نے کہا: دو دفعہ آپ نے ایسا کیا، اس کے متعلق مجھے کوئی شک نہیں پھر آپ نے فرمایا: دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر۔ اگر (یہ بھی) نہ ہو تو اچھی بات ہی سے۔

أطرافه: ۱۴۱۳، ۱۴۱۷، ۳۵۹۵، ۶۵۳۹، ۶۵۴۰، ۶۵۶۳، ۷۴۴۳، ۷۵۱۲۔

### بَاب ۳۵: الرِّفْقُ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنا

۶۰۲۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (اویسی) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور انہوں نے کہا: السَّامُ عَلَيْكُمْ۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں: میں ان کی یہ بات سمجھ گئی۔ میں نے کہا: وَعَلَيْكُمْ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ۔ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! ٹھہرو۔ اللہ ہر معاملے میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جواب دے چکا ہوں وَعَلَيْكُمْ۔

۶۰۲۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهَمْتُهَا فَقُلْتُ وَعَلَيْكُمْ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهَلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

أطرافه: ۲۹۳۵، ۶۰۳۰، ۶۲۵۶، ۶۳۹۵، ۶۴۰۱، ۶۹۲۷۔

۶۰۲۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ نَعَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

۶۰۲۵: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اٹھ کر اُس کی طرف لپکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پیشاب مت روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور وہاں ڈال دیا گیا۔

أطرافه: ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۱۔

**تشریح:** الرَّفْقُ فِي الْأَمْرِ كَلْبَةٌ: ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنا۔ باب نمبر ۳۳ سے ۳۵ میں اُن اخلاقی قدروں کا ذکر ہے جن کو لوگ معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ یہی وہ سرمایہ حیات ہے جس پر انسانی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے اور معاشرہ تلخیوں کی بجائے محبتوں کی فضا میں پروان چڑھتا ہے۔ ہر بھلی بات اور نیک کام کو صدقہ قرار دے کر جہاں صدقہ کی تعریف میں وسعت پیدا کی ہے وہاں نیکیوں اور اچھی باتوں کو معاشرہ میں رائج کرنے کی تعلیم دی جس سے معاشرہ خوشگوار اور محبت و اخوت کے ماحول میں ترقی کرتا ہے۔ ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کی ایک چمک اُن یہود کے مقابل دکھائی گئی ہے جو اس قدر اخلاقی گراوٹ کا شکار تھے کہ ملنے آتے اور گھر آ کر بھی ہلاکت کی بدعادیتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف علیکم کہہ کر اس حقیقت کا بیان فرماتے کہ یہ ہلاکت تو تمہارا مقدر ہے اور اپنی زوجہ کو نرمی کا حکم دے کر یہود کی اس بد خلقی پر بھی تحمل اور برداشت کا حکم دیتے۔ جس کا نتیجہ قرآن کریم نے دُونِي حَيْبُهُمُ بتایا ہے کہ سخت کلامی اور بد خلقی پر نرمی دکھانا جانی دشمن کو یار جانی بنا دیتا ہے اور یہ بھی آپ کی سیرت کا وہ سنہرا باب ہے جو آپ کی ساری زندگی پر محیط ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

### باب ۳۶: تَعَاوُنُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ

مؤمنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا

۶۰۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

۶۰۲۶: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو بردہ برید (بن عبد اللہ) بن ابی بردہ سے روایت کی۔ انہوں نے

کہا: میرے دادا ابو بردہ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے اپنے باپ حضرت ابو موسیٰ سے، حضرت ابو موسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ فرماتے تھے: مؤمن مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کیے رکھتا ہے۔ اور آپ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

اطرافہ: ۴۸۱، ۲۴۴۶۔

۶۰۲۷: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا جو سوال کر رہا تھا کسی ضرورت کو ہمارے سامنے پیش کر رہا تھا تو آپ نے (لوگوں سے) فرمایا: تم بھی سفارش کرو، تمہیں ثواب ملے گا۔ اور اللہ اپنے نبی کی زبان سے جتنی چاہے گا حاجت پوری کر دے گا۔

عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا. ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۶۰۲۷: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبٌ حَاجَةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَجْهِهِ فَقَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤَجَّرُوا وَلَيَقْضِيَ اللَّهُ عَلَيَّ لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ.

اطرافہ: ۱۴۳۲، ۶۰۲۸، ۷۴۷۶۔

**تشریح:** تَعَاوُنُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا: مؤمنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا۔

انبیاء کے معجزات اور پاک انقلاب کا ایک بہت بڑا نشان وہ جماعت ہوتی ہے جو انبیاء کے ذریعہ معرض وجود میں آتی ہے۔ نبی کی بعثت سے قبل وہ معاشرہ انتشار اور افتراق کا ایسا شکار ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو انسان کہلاتے ہیں ان میں ”انسان“ یعنی انس اور باہمی محبت نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، ایک دوسرے کی عزت و مال لوٹنے کے خوگر، خود غرضی، لالچ اور حسد کی ایک ایسی آگ ان کے سینوں میں جل رہی ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں شَقًّا حَقَقًا وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے کسی بھی لمحے اس آگ میں جل کر خاکستر ہو سکتے ہیں کہ خدا کا دست قدرت ان کے لئے انہی میں سے ایک ایسا وجود کھڑا کرتا ہے جو عَزِيذٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ<sup>۱</sup> کا مظہر ان کے ہر دکھ ہر تکلیف کے لئے تڑپتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ ان منتشر نڈیوں کو ایک ایسے انسانی معاشرے میں تبدیل کر دیتا ہے کہ وہ دو قالب یک جان بن جاتے ہیں۔ وہ ایسا وجود

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو۔“ (التوبة: ۱۲۸)

بن جاتے ہیں جس کے ایک حصہ کی تکلیف سارے بدن کو بے چین کر دیتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے لئے اس طرح تعاون کرنے والے بن جاتے ہیں کہ طاقت ور کمزور کو مضبوط کرنے لگتا ہے اور اس عمارت کی طرح بن جاتے ہیں جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے: **يَشُدُّ بِعَضْوَةِ بَعْضًا كَمَا اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور مستحکم بناتا ہے۔ آپ نے اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے اپنی انگلیوں کی کنگھی بنائی اور اس طرح اس عمارت کی گرفت کے مضبوط ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔... پس تمام کامیابیوں کی جڑیہ اتحاد ہے جس کی طرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے بھی نصیحت فرمائی اور ہاتھ کے اشارے سے بھی مضمون کو خوب کھول دیا۔“

ہر وہ مؤمن جو ایک دوسرے سے تعلقات میں ایسی مضبوطی رکھتا ہے جیسے ایک ہی انسان کے دو ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کی پیروی کرنے والا ہے۔ جو ایسی طرز اختیار کرتا ہے کہ انگلیاں باہم پیوست ہونے کی بجائے ایک دوسرے کو کاٹنے لگیں اور ایک دوسرے کے مخالف ہو جائیں اُس کا حقیقت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کا نا جاتا ہے۔ پس ہر وہ حرکت جو جماعت کی اجتماعیت کو طاقت بخشنے، اجتماعیت کو مضبوط تر کرے، وہی حرکت ہے جو سنت نبوی کے تابع ہے۔ ہر وہ حرکت خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو اس مضمون کے مخالف ہو، وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف بات ہے۔ پس اب سے اس بات کو سننے کے بعد اپنی زبانوں پر بھی نگاہ رکھیں، اپنے اعمال اور افعال پر بھی نگاہ رکھیں، اپنے تعلقات کو اس حدیث کے تابع کر دیں تاکہ جماعت احمدیہ متحد ہو کر پھر تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ یعنی محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر اکٹھا کرنے کی سعی کر سکے۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، اپریل ۱۹۹۴ء، جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

## باب ۳۷: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً

يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ

وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْبِتًا ۝ (النساء: ۸۶)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس نے ایسی شفاعت کی جو اچھی شفاعت ہو، اُس کو اُس شفاعت کا ایک حصہ ملے گا اور جس نے ایسی شفاعت کی جو بُری شفاعت ہے اس کو بھی ویسے ہی حصہ ملے گا اور اللہ نے ہر ایک چیز کو اُس کا ضروری سامان دیا ہے

كِفْلٌ نَصِيبٌ. قَالَ أَبُو مُوسَى كِفْلَيْنِ أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ. كِفْلٌ كَعْنَى هُنَّ: حَصْرٌ. حَضْرَتُ ابُو مُوسَىؓ نِي: كِبَا: كِفْلَيْنِ كَعْنَى حَشِي زِبَانٍ مِثْلُ دُهْرٍ آجِرٍ هِي۔

۶۰۲۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ - أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ - قَالَ اشْفَعُوا فَلْتَوْجَرُوا وَلِيَفِضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ.

۶۰۲۸: مُحَمَّدُ بْنُ عَلَاءٍ نِي: هَمِثُ بِنَايَا۔ انہوں نے بُرید سے، بُرید نے ابُو بردہ سے، ابُو بردہ نے حضرت ابُو موسیٰ (اشعریؓ) سے، حضرت ابُو موسیٰ (اشعریؓ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو آپ (لوگوں سے) فرماتے: تم بھی سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی اجر دیا جائے۔ اور پھر اللہ جو چاہے اپنے رسول کی زبان سے اس کی حاجت کو پورا کر دے۔

أطرافه: ۱۴۳۲، ۶۰۲۷، ۷۴۷۶۔

تشریح: مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا: جس نے ایسی شفاعت کی جو اچھی شفاعت ہو، اُس کو اُس شفاعت کا ایک حصہ ملے گا۔

اسلام انسان کے اُن جذبات و احساسات کو تحریش دیتا ہے جو دوسرے انسانوں کی مدد، محبت اور ترقی کے لئے مدد ہوں اور ان بد تحریکوں کو دبانے کی تعلیم دیتا ہے جو نقص امن، ظلم اور تعدی کا باعث ہوں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے لَمْرٌ خَيْرٌ اور لَمْرٌ شَرٌّ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وہ لَمْرٌ خَيْرٌ ہے جو لَمْرٌ شَرٌّ کے مقابل انسانی نفس کے بے لگام گھوڑے کو اعتدال پر رکھتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جس سفارش کا اثر کسی دوسرے کے جائز حقوق پر نہ پڑتا ہو اور وہ اچھے نتائج پیدا کرنے والی ہو تو ایسی سفارش ایک نیکی کا کام ہے جس کے ثواب کا حصہ سفارش کرنے والے کو بھی پہنچے گا۔ لیکن اگر سفارش کا اثر دوسروں کے جائز حقوق پر پڑتا ہو اور اُس کے نتائج ملک و قوم کے لئے خراب نکلنے والے ہوں تو ایسی سفارش کرنے والا یہ خیال نہ کرے کہ اُس نے ایک سفارش کر دی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ بلکہ ایسا شخص یاد رکھے کہ اُس کی سفارش کے جو جو بھی بُرے نتیجے نکلیں گے اور جہاں جہاں تک بھی اُن خراب نتائج کا اثر وسیع ہوا، سفارش کرنے والا اُن سب نتائج کے گناہ کا حصہ دار بنے گا۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل پچانوے فیصد سفارشیں نیک نتائج پیدا کرنے کی بجائے کمزور اور نیکیوں کو گلوں کے خلاف ظلم اور حق تلفی کا آلہ بنی ہوئی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی سفارش کو قبول کرنے والا بھی عدل و انصاف کے رستے سے ہٹ کر بھاری گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔“ (مضامین بشیر، جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جہاں تمدن و معاشرت ہو، حکام و رعایا بھی ہوتی ہے۔ وہاں سفارشیں بھی لوگ بہم پہنچاتے ہیں۔ اُن کے متعلق ہدایت فرمائی کہ وہ سفارش کرو جو نیکی و بھلائی کے متعلق ہو، جس کا نتیجہ نیک ہو، جو کسی مظلوم کی مدد ہو۔“ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸)

### باب ۳۸: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بد خلق تھے اور نہ ہی بد زبان

۶۰۲۹: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ  
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ  
أَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ قَالَ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو ح. وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ  
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ  
بْنِ سَلْمَةَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى

۶۰۲۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے روایت  
کی۔ (کہا: ) میں نے ابو وائل سے سنا۔ (ابو وائل  
نے کہا: ) میں نے مسروق سے سنا۔ وہ کہتے تھے:  
حضرت عبد اللہ بن عمرو (بن عاص) نے کہا۔ نیز  
قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔



انہوں نے اعمش سے، اعمش نے شقیق بن سلمہ، شقیق نے مسروق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کے پاس آئے جب وہ معاویہ کے ساتھ کوفہ کی طرف گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ کہنے لگے کہ آپؐ نہ بدخلق تھے اور نہ بدزبان۔ اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہی ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا.

أطرافه: ۳۵۵۹، ۳۷۵۹، ۶۰۳۵۔

۶۰۳۰: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے، عبد اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: السَّامُ عَلَيْكُمْ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمْ اللَّهُ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! ٹھہرو، نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدزبانی سے بچتی رہو۔ انہوں نے کہا: کیا آپؐ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا؟ میں نے ان کو وہی جواب دیا۔ میری دعا ان کے متعلق قبول کی جائے گی اور ان کی دعا میرے متعلق نہیں قبول کی جائے گی۔

۶۰۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودَ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمْ اللَّهُ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ. قَالَ مَهَلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكَ بِالرَّفِقِ وَإِيَّاكَ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ. قَالَتْ أَوْلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ أَوْلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

أطرافه: ۲۹۳۵، ۶۰۲۴، ۶۲۵۶، ۶۳۹۵، ۶۴۰۱، ۶۹۲۷۔

۶۰۳۱: اصبح (بن فرج) نے ہم سے بیان کیا، کہا: (عبداللہ) ابن وہب نے مجھے بتایا۔ ابو یحییٰ نے جو کہ فلح بن سلیمان ہیں ہمیں خبر دی۔ ابو یحییٰ نے ہلال بن اسامہ سے، ہلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیا کرتے تھے اور نہ بد خلق تھے اور نہ ہی لعنت کیا کرتے تھے۔ ناراضگی کے اظہار کے وقت ہم میں سے کسی کو یہ فرماتے: اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

طرفہ: ۶۰۴۶۔

۶۰۳۲: عمرو بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سواہ نے ہمیں بتایا۔ روح بن قاسم نے ہم سے بیان کیا۔ روح نے محمد بن منکدر سے، ابن منکدر نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب آپ نے اس کو آتے دیکھا، آپ نے فرمایا: کیا ہی بُرا ہے خاندان کا بھائی اور کیا ہی بُرا ہے خاندان کا بیٹا۔ جب وہ آکر بیٹھ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے کھل کر بلا تکلف باتیں کیں۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ! جب آپ نے اس شخص کو دیکھا تھا تو آپ نے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ پھر آپ اس سے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے کھل کر بے تکلفی

۶۰۳۱: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابًا وَلَا فَحَاشًا وَلَا لَعَانًا كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ.

۶۰۳۲: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَاهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ. فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتَى  
عَهَدْتَنِي فَحَاشَا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ  
اللَّهِ مَنْزِلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ  
النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ.

سے باتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا: عائشہ! تم نے مجھے کب بد اخلاق دیکھا تھا؟  
قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین لوگ وہ  
ہوں گے جن کو لوگ ان کے شر سے بچنے کے لئے  
چھوڑ دیں گے۔

أطرافه: ۶۰۵۴، ۶۱۳۱-

**تشریح:** لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نہ تو بد خلق تھے اور نہ ہی بد زبان۔

فحش، فحشاء اور فاحشہ اُس قول یا فعل کو کہتے ہیں جو بُرائی میں بہت بڑا ہو۔ (المفردات فی غریب القرآن  
للراغب - فحش) فَاحِشٌ کے معنی فحیح، بد خلق اور شدید بخیل بھی بیان کیے گئے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر وہ  
چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، فحش میں داخل ہے۔ (أقرب الموارد - فحش)

علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک ہر وہ قول، فعل یا صفت جو اپنی حد سے تجاوز کر جائے اور اُسے فحیح سمجھا جائے، فحش  
ہے اور مُتَفَحِّشٌ وہ ہے جو فحش کا ارتکاب ارادۃً، تکلف اور کوشش کر کے کثرت سے کرتا ہو۔ داودی نے اس کے  
معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ فَاحِشٌ وہ ہے جو فحش گوئی (یعنی بُری اور بے حیائی کی باتیں) کرتا ہو اور مُتَفَحِّشٌ  
اُسے کہتے ہیں جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بے حیائی کی باتیں کرے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۵۵۶) علامہ عینی لکھتے  
ہیں: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا سے مراد یہ ہے کہ فحش آپؐ کی ذات میں نہ تو جبلی  
طور پر تھا اور نہ ہی بالارادہ ظاہر ہوتا تھا۔ (عمدة القاری، شرح کتاب المناقب، باب ۲۳، جزء ۱۶ صفحہ ۱۱۲)

زیر باب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا  
فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیا کرتے تھے اور نہ بد خلق تھے اور نہ ہی لعنت کیا کرتے تھے۔ الفاظ  
سَبَّابًا، فَحَّاشًا اور لَعَّانًا فَعَّالٌ کے وزن پر ہیں جس کے معنی میں مبالغہ اور شدت پائی جاتی ہے۔ بادئ النظر میں یہ  
الفاظ ان بُرائیوں کی محض بہتات، زیادتی اور کثرت کی نئی کر رہے ہیں نہ کہ کلیۃً بُرائی کی۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا وجود تو ان بُرائیوں سے بگلی پاک و مطہر تھا۔ کثرت تو کیا ان کی قلت بھی آپؐ کی ذات مبارکہ میں متصور  
نہیں ہو سکتی۔ دراصل یہ زبان عربی کا طرزِ بیان ہے کہ مبالغہ کے صیغہ سے نئی کمال کے معنی لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ  
علامہ عینیؒ نے انہی معانی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آیت کریمہ وَمَا زَيْنَابُكَ إِلَّا وَرَثَةٌ لِّلْعَالَمِينَ (فصلت: ۴) کو  
بطور نظیر پیش کیا ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۱۷)

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ: ”اور تیرا رب بے چارے بندوں پر ذرہ بھر بھی ظلم کرنے والا نہیں۔“

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِه کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”لَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِه... اس کی مثال مفسرین اس شعر سے دیتے ہیں:

مِنْ أَكْأَسِ لَيْسَ فِي أَخْلَاقِهِمْ عَاجِلُ الْفُحْشِ وَلَا سُوءُ جَزَعٍ

وہ شخص ایسے لوگوں میں شامل ہے جن کے اخلاق میں نہ تو فحش میں جلدی کرنا شامل ہے اور نہ سخت گھبرانا۔ وہ کہتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ فوراً فحش کو اختیار نہیں کرتا بلکہ دیر سے کرتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ فحش کو نہ جلدی اختیار کرتا ہے نہ دیر سے۔ (بحر محیط) ... یہ محاورہ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا آتَا بِظُلْمٍ لِّلْعَبِيدِ (ق: ۲۷) میں اپنے بندوں پر بہت بڑا ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ میں تھوڑا ظلم کر لیتا ہوں بلکہ یہ معنی ہیں کہ پہلا مضمون جو گذرا ہے اگر اسے تسلیم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ بڑا ظالم ثابت ہوتا ہے مگر وہ ایسا نہیں ہے۔ اُردو میں بھی یہ محاورہ مستعمل ہے۔ کہتے ہیں: اتنا قہر کیوں توڑتے ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ چھوٹا قہر بیشک توڑو بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی پر ظلم کرنا تو ناجائز ہے پھر تم اس قدر بڑا ظلم کیوں کرتے ہو یا یہ کہ جھوٹ بولنا تو ناپسندیدہ ہے پھر تم اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولتے ہو۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِه، جلد اول صفحہ ۳۸۹)

## باب ۳۹: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاةِ

خوش خلقی اور سخاوت

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ. اور بخل جو ناپسندیدہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ. وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ ازْكَبْ إِلَيَّ هَذَا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے سخی تھے اور زیادہ جو سخاوت کرتے تو رمضان میں کرتے۔ اور حضرت ابو ذرؓ نے کہا: جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: سوار ہو کر اس وادی

کو جاؤ اور اس شخص کی بات سنو۔ وہ (وہاں سے) لوٹے تو کہنے لگے: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اعلیٰ اخلاق کا حکم فرماتے ہیں۔

۶۰۳۳: عمرو بن عمون نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے جو زید کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ کے باشندے گھبرا گئے اور لوگ آواز کی طرف چل پڑے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ آپ اس آواز کی طرف تمام لوگوں سے پہلے گئے تھے۔ اور آپ یہ فرما رہے تھے: قطعاً گھبراؤ نہیں، قطعاً گھبراؤ نہیں۔ اور آپ حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جو نگلی پیٹھ تھا، اُس پر زین نہ تھی۔ آپ کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اس کو تو میں نے ایک دریا پایا ہے۔ یا (فرمایا): یہ تو دریا ہے۔

أطرافه: ۲۶۲۷، ۲۸۲۰، ۲۸۵۷، ۲۸۶۲، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۹۰۸، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۳۰۴۰، ۶۲۱۲۔

۶۰۳۴: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (محمد) ابن منکدر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم

الْوَادِي فَاسْمَعِ مِنْ قَوْلِهِ فَرَجَعَ فَقَالَ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

۶۰۳۳: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا حَمَادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَنْطَلَقَ النَّاسُ قَبْلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَنْ تُرَاعُوا لَنْ تُرَاعُوا وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرِيٍّ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَخْرًا. أَوْ إِنَّهُ لَبَخْرٌ.

۶۰۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا .

جب کبھی بھی کچھ مانگا گیا تو آپ نے نہ نہیں کی۔

۶۰۳۵: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا .

۶۰۳۵: عمر بن حفص (بن غیاث) نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: شقیق نے مجھے بتایا۔ شقیق نے مسروق سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کے پاس بیٹھے تھے اور وہ ہم سے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدخلق نہ تھے اور نہ ہی بدزبان۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے: تم میں سے بہتر وہ ہیں جو تم میں سے اخلاق کے اچھے ہیں۔

أطرافه: ۳۵۵۹، ۳۷۵۹، ۶۰۲۹۔

۶۰۳۶: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ - فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ فِيهَا حَاشِيَتُهَا - فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْسُوكَ هَذِهِ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبَسَهَا فَرَأَاهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَحْسَنَ

۶۰۳۶: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو غسان (محمد بن مطرف) نے ہمیں بتایا، کہا: ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابو حازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بُردہ لائی۔ حضرت سہلؓ نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ بُردہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اوپر اوڑھنے کی بُردار چادر۔ حضرت سہلؓ نے کہا: بُردہ اوپر اوڑھنے کی وہ بُردار چادر ہوتی ہے جس میں اس کا حاشیہ بنا ہوا ہو۔ وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں یہ آپ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا۔ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ نے اس کو پہنا۔ پھر صحابہ میں سے ایک

شخص نے آپ کو پہنے ہوئے دیکھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ کیا ہی عمدہ چادر ہے۔ آپ مجھے یہ پہننے کے لئے دے دیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے تو اس کے ساتھیوں نے اس کو ملامت کی۔ کہنے لگے: تم نے اچھا نہیں کیا۔ جب تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس کو ایسے وقت میں لیا ہے کہ آپ کو اس کی ضرورت تھی، پھر تم نے آپ سے یہ مانگ لی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ آپ ایسے نہیں کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جائے اور اسے نہ دیں۔ اس نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا تو میں نے اس کی برکت کی امید رکھتے ہوئے اس کو مانگا تا کہ میں اس میں کفنا یا جاؤں۔

۶۰۳۷: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ (زہری نے) کہا: حمید بن عبد الرحمن نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ جلدی جلدی گزرنے لگے گا اور عمل کم ہو جائے گا اور بخل (دلوں میں) ڈال دیا جائے گا اور ہرج بہت ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا: ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: خونریزی، خونریزی۔

هَذِهِ فَأَكْسَيْهَا. فَقَالَ نَعَمْ. فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فِيمَنْعَهُ. فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّي أَكْفَنُ فِيهَا.

أطرافه: ۱۲۷۷، ۲۰۹۳، ۵۸۱۰۔

۶۰۳۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ. قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

أطرافه: ۸۵، ۱۰۳۶، ۱۴۱۲، ۳۶۰۸، ۳۶۰۹، ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۶۵۰۶، ۶۹۳۵،

۷۰۶۱، ۷۱۱۵، ۷۱۲۱۔

۶۰۳۸: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ سَمِعَ سَلَامَ بْنَ مِسْكِينٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُولُ حَدَّثَنَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أَفٍ وَلَا لِمَ صَنَعْتُ وَلَا أَلَا صَنَعْتُ.

۶۰۳۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے سلام بن مسکین سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ثابت سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کرتا رہا۔ آپ نے مجھے اف تک نہ کہا اور نہ ہی یہ کہ کیوں تم نے یہ کیا اور نہ ہی کہ کیوں تم نے یہ کام نہ کیا۔

أطرافه: ۲۷۶۸، ۶۹۱۱۔

**تشریح:** حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ: خوش خلقی اور سخاوت۔ یہ باب حسن خُلق، سخاوت اور بخل تین امور سے مثنون ہے۔ امام راغبؒ کے نزدیک ”حُسن“ ہر پسندیدہ اور مرغوب چیز کو کہتے ہیں خواہ وہ عقلاً پسندیدہ ہو یا دل کو اچھی لگے یا محسوس کرنے میں بھلی معلوم ہو۔ (المفردات فی غریب القرآن - حسن)

امام ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ”خُلُق“ خ کی پیش کے ساتھ اُن قوی اور خصائل سے مخصوص ہے جن کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔ سخاوت کے معنی ہیں محنت سے حاصل کی ہوئی چیز کو بغیر عوض کے خرچ کر دینا اور یہ حُسن اخلاق میں سے ایک عظیم خُلق ہے اور بخل اس کی ضد ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۶۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔ خُلق اور خُلق دو لفظ ہیں جو بالقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خُلق ظاہری پیدا انش کا نام ہے۔ جیسے کان، ناک، یہاں تک کہ بال وغیرہ بھی سب خُلق میں شامل ہیں اور خُلق باطنی پیدا انش کا نام ہے۔ ایسا ہی باطنی قوی جو انسان اور غیر انسان میں ماہہ الاتیاز ہیں، وہ سب خُلق میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔

خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے... اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتا ہے) کا حصول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔



اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔۔۔ بعض سخاوت تو کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی غصہ ڈر اور زود رنج ہیں، بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں، بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں، مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں، بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو ان میں پر لے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے یہاں تک کہ طاعون اور ہیضہ کا نام بھی سن لیں تو دست لگ جاتے ہیں۔ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ جو ایسے طور پر شجاعت نہیں کرتا اُس کا ایمان نہیں۔ صحابہ کرامؓ میں بھی بعض ایسے تھے کہ اُن کو لڑائی کی قوت اور جانچ نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو معذور رکھتے تھے۔۔۔ ہر انسان جامع صفات بھی نہیں اور بالکل محروم بھی نہیں ہے۔ سب سے اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو جمع اخلاق میں کامل تھے۔ اسی لئے آپؐ کی شان میں فرمایا: **إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ** ○ (القلم: ۵) ایک وقت ہے کہ آپؐ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بختے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے اُس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سایہ میں بیٹھ کر انسان اُس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اس کا پھل اس کا پھول اور اس کی چھال، اس کے پتے، غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں جس کا سایہ ایسا ہے کہ کروڑہا مخلوق اس میں مرغی کے پروں کی طرح آرام اور پناہ لیتی ہے۔ لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپؐ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔۔۔ ایک وقت آتا ہے کہ آپؐ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں، آپؐ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔ اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بختے۔ اگر

حکومت کا رنگ نہ ہوتا، تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفار مکہ کو باوجود  
مقدرتِ انتقام کے بخش سکتے ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں، جب وہ سامنے  
آئے تو آپ نے فرمایا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ (یوسف: ۹۳) میں نے آج تم کو  
بخش دیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاقِ فاضلہ حضورؐ کے کیونکر ظاہر ہوتے۔ یہ  
شانِ آپ کی اور صرف آپ کی ہی تھی۔ کوئی ایسا خلق بتلاؤ جو آپ میں نہ ہو اور پھر  
بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۸۳ تا ۸۵)

نیز فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ  
عَظِيْمٍ ۝ الحجر و نمبر ۲۹ یعنی تو اے نبی ایک خلقِ عظیم پر مخلوق و مفسور ہے یعنی اپنی  
ذات میں تمام مکارمِ اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ  
لفظِ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال  
پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درختِ عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہوں  
گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔  
اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ  
حیطہٴ ادراک سے باہر ہو۔“

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول حاشیہ صفحہ ۱۹۴)

## باب ۴۰: كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِيْ اَهْلِهِ

آدمی اپنے گھر والوں میں کیسا ہو

۶۰۳۹: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ  
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ اِبْرَاهِيْمَ  
عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ  
فِيْ اَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهِ

۶۰۳۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم سے، حکم نے ابراہیم  
(نخعی) سے، ابراہیم نے اسود سے روایت کی۔  
انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے

فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. تھے؟ انہوں نے کہا: اپنے گھر والوں کے کام کاج میں رہتے۔ جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے اُٹھتے۔

اطرافہ: ۶۷۶، ۵۳۶۳۔

**تشریح:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: كَانَ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ عِنْدِي صَاحِبٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ يُدْعَى سَلْمًا، وَكَانَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ: آدی اپنے گھر والوں میں کیا ہو۔ والوں کے کام کاج میں رہتے۔ مَهْنَةُ لَفْظ کے معنی ہیں خدمت گذاری، کام میں مہارت اور مستعدی سے لگ جانا۔ خدمت گار کو اَلْمَاهِنُ کہتے ہیں اور اَلْمَهْنَةُ اس کی جمع ہے۔ (عمدة القاری، جزء ۵ صفحہ ۲۰۰) علامہ ابن بطلان نے لکھا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ تواضع اور تذلل ان کے تمام افعال میں پایا جاتا ہے، آسودگی اور تعظیم پسندی سے وہ دُور ہوتے ہیں اور وہ اپنی پیش آمدہ ضروریات کو خود پورا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول كَانَ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی آپ کا یہ معمول تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کسی چیز کو ٹھیک اور مرمت کرنے کی ضرورت پیش آتی تو آپ اس کی اصلاح خود فرمالتے تھے۔ (شرح صحيح البخارى لابن بطلان، جزء ۹ صفحہ ۲۳۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کام کرتے تھے؟ اس امر کی وضاحت میں امام ابن حجر نے متعدد روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ اپنا کپڑا خود صاف کر لیتے تھے، اپنی بکری کا دودھ دُودھ لیتے تھے اور اپنے کام خود کر لیتے تھے۔ ۱۔ صحیح ابن حبان کی روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ آپ اپنا ڈول خود مرمت کر لیتے تھے۔ ۲۔ مسند احمد کی روایت ہے کہ آپ اپنے کپڑے کو ٹانکا خود لگا لیتے تھے، اپنا جو تاگانٹھ لیتے تھے اور جو (کام) لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں، آپ بھی وہ کرتے تھے۔ ۳۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آپ سے زیادہ مصروف اور آپ سے زیادہ عبادت گزار کون ہو سکتا ہے۔ لیکن دیکھیں آپ کا اسوہ کیا ہے؟ کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں

۱۔ (الشمائل المحمدية للترمذی، باب ما جاء في تواضع رسول الله ﷺ، صفحہ ۱۹۲، روایت نمبر ۳۲۵)

۲۔ (الصحيح لابن حبان، كتاب الحظر والإباحة، باب التواضع والكبر والعجب، جزء ۱۲ صفحہ ۴۹۰، روایت نمبر ۵۶۷۶)

۳۔ (مسند أحمد بن حنبل، مسند النساء، حديث السيدة عائشة رضي الله عنها، جزء ۶ صفحہ ۱۲۱)

بہتر ہے۔“ اور فرمایا کہ ”میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔“<sup>۱</sup>

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اُسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فرنیج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو حالانکہ قریب ہی فرنیج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہوگئی تو پھر اُس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے؟ ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، جولائی ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۷۷، ۷۸، ۷۹)

### باب ۴۱ : الْمِقَّةُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى

دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے

۶۰۴۰: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ابو عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے موسیٰ بن عقبہ نے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو وہ جبریلؑ کو پکارتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ جبریلؑ اُس سے محبت رکھتا ہے۔ پھر جبریلؑ آسمان والوں میں پکارتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو تو آسمان والے بھی

۶۰۴۰: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَأَحْبَهُ فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَأَحْبُوهُ فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي

۱ (ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ)

أَهْلِ الْأَرْضِ. اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر زمین کے باشندوں میں اس کی قبولیت ڈال دی جاتی ہے۔

اطرافہ: ۳۲۰۹، ۷۴۸۵۔

**تشریح:** الْحَقُّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى: دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہ الفاظ ایک حدیث نبوی کے ہیں جسے امام احمد بن حنبل اور طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ الْحَقُّ مِنَ اللَّهِ وَالصَّبِيحُ مِنَ السَّمَاءِ۔<sup>۱</sup> یعنی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور مقبولیت آسمان سے اترتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۶۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ سجدہ کا حکم تو ملائکہ کو دیا گیا تھا۔ اگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تو اس کا قصور کیا ہوا؟ اس سوال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بالکل حل کر دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل کو کہتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اُس سے محبت کر، چنانچہ وہ اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر جبریل آسمان والوں میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اُس سے محبت کرو۔ اس پر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ اُس بندے کے لئے زمین میں بھی قبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔<sup>۲</sup> اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین سے محبت کرنے کا حکم فرشتوں کو دیتا ہے اور پھر وہ اس حکم کو دنیا میں جاری کر دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرشتوں سے مخصوص نہیں ہوتا بلکہ اہل زمین بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ طہ، زیر آیت وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا، جلد ۵ صفحہ ۴۷۲)

۱ (مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث اُبی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ، جزء ۵ صفحہ ۲۶۳)

(المعجم الکبیر للطبرانی، اُبو ظبئیۃ، عن اُبی امامۃ، جزء ۸ صفحہ ۱۲۰، روایت نمبر ۷۵۵۱)

۲ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ)

## باب ۴۲: الْحُبُّ فِي اللَّهِ

اللہ کے لئے محبت کرنا

۶۰۴۱: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ  
الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ  
إِلَّا لِلَّهِ وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ  
أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الْكُفْرِ  
بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

۶۰۴۱: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے  
ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت  
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں  
نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کوئی  
بھی ایمان کی حلاوت نہیں پاتا جب تک کہ وہ کسی  
آدمی سے محبت صرف اللہ ہی کے لئے رکھے۔ اور  
جب تک کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو کفر کی طرف  
لوٹنے سے زیادہ پیارا ہو، بعد اس کے کہ اللہ نے  
اس کو کفر سے نجات دی۔ اور جب تک کہ اللہ اور  
اُس کا رسول اس کو اُن تمام چیزوں سے پیارے نہ  
ہوں جو اس کے ماسوا ہوں۔

أطراف: ۱۶، ۲۱، ۶۹۴۱-

**تشریح:** الْحُبُّ فِي اللَّهِ: اللہ کے لئے محبت کرنا۔ الْحُبُّ سے مراد محبت، دوستی، تعلق، میلان ہے۔

(قاموس الوحيد)

ایک اور لغت میں محبت کے معنی اُلفت، پیار، چاہ اور دوستی بیان کئے گئے ہیں۔ (فیروز اللغات - م ح) مذہب کا خلاصہ اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ خدا کا اپنے بندوں سے جو طبعی اور فطری تعلق ہے اس کو مٹنے نہ دیا جائے بلکہ اس تعلق کو ہمیشہ تروتازہ اور مضبوط کیا جائے اور اس تعلق محبت کے استحکام کی ایک صورت یہ ہے کہ خالق کی مخلوق میں سے جس سے محبت کی جائے وہ خالق کی وجہ سے اور جس سے نفرت کی جائے وہ بھی خالق کی وجہ سے۔ اس کی بڑی مثال انبیاء اور ان کے دشمنوں کی دی جاسکتی ہے کہ انبیاء سے محبت اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ زمین پر خدا کے نمائندے اور محبوب ہیں۔ اور ان کے دشمنوں سے نفرت اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ خدا کے پیاروں کے دشمن ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے جذبات، خواہشات اور مرضیات کو خدا کی مرضی اور منشاء کے تابع کر دے۔ اس کا دوسرا نام خلق بھی ہے کہ نفرت اپنے محل پر اور محبت اپنے محل پر اور غضب اپنے محل پر اور سختی اپنے محل پر اور نرمی اپنے محل پر۔ یعنی الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ۔<sup>۱</sup> کہ محبت بھی اللہ کی خاطر اور نفرت بھی اللہ کی خاطر ہو۔

۱ (سنن ابی داؤد، کتاب السنّة، باب مُحَابَبَةِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَبُغْضِهِمْ، جزء ۴ صفحہ ۱۹۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ ہیں جو دشمن کو معاف نہیں کر سکتے حالانکہ اگر وہ سوچیں کہ یہ ہمارے رب کا بندہ ہے تو وہ ضرور اُس کو معاف کر دیں۔ ایسے لوگ اپنی دشمنی کو خدا کے تعلق پر مقدم کر لیتے ہیں حالانکہ دانائی یہ ہے کہ خدا کے تعلق کو مقدم کیا جائے کیونکہ اگر کوئی شخص تم سے بدسلوکی کرتا ہے مگر تمہارے باپ سے اُس کا اچھا تعلق ہے اور وہ تمہارے باپ پر احسان کرتا ہے تو تم اپنی ذات کے خیال کو چھوڑ کر باپ کے تعلق کو مقدم کرو گے اور کہو گے کہ گو اُس نے مجھے نقصان پہنچایا ہے لیکن چونکہ اُس نے میرے باپ سے اچھا سلوک کیا ہے اس لیے میں اس کی عزت کروں گا۔ پس اس طرح اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ گو ایک شخص تمہارا دشمن ہے، تم سے بدسلوکی کرتا ہے مگر اس کا خدا سے تعلق ہے۔ اس لیے ہماری شخصی اور ذاتی دشمنی کی خدا کے تعلق کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں۔ یہی نیک لوگوں کا قاعدہ ہے، وہ دیکھتے ہیں گو فلاں ہمارا دشمن ہی ہے لیکن ہمارے خدا کا بندہ تو ہے یا اُس کا اُس سے تعلق ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ خدا ہی کا تعلق قابل لحاظ ہے اسی کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔“

دیکھو! بنی نوع انسان سے نیک سلوک کو حدیث میں کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جبکہ سخت تپش ہوگی، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسی تپش ہوگی مگر ہم ایمان رکھتے ہیں ضرور تپش ہوگی اور بہت سخت ہوگی، کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ اُن میں وہ شخص بھی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہو گا۔ بہت سے نادان ہیں جو اس حدیث کے غلط معنی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ زید سے محبت کرتے ہیں اور بکر سے نہیں کرتے تو وہ زید کی محبت کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لیے اس سے محبت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر خدا کے لیے محبت ہوتی تو زید بکر دونوں سے ہوتی۔ یہ ممکن ہے کہ ذاتی وجوہات کی بناء پر تم زید سے محبت کرو اور بکر یا خالد سے نہ کرو۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں سے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے۔ اُن کے ذاتی دوست بھی ہوں گے۔ ایک شخص کو حضرت امام حسنؓ کا مزاج پسند ہو گا

اور دوسرے کو امام حسینؑ کا اور اپنے مذاق کی مطابقت سے وہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونوں میں سے ایک کے ساتھ محبت کرتے ہوں گے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ جو امام حسنؑ یا امام حسینؑ سے محبت کرتے ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہونے کے باعث کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہونے کے باعث محبت کرتے تو امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں میں سے ایک سے محبت نہ کرتے بلکہ دونوں سے کرتے کیونکہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے گا وہ اُس کے سب بندوں سے محبت کرے گا۔ پس اگر خدا کے لیے محبت کرنی ہے تو تمام بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ خدا کے لاکھوں کروڑوں بندے ہیں۔ خدا کے لیے محبت کرنے والوں کا فرض ہے کہ سب سے محبت کریں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے خدا کے بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو خدا تعالیٰ چُن لیتا ہے اور ایک عام بندے ہوتے ہیں۔ اپنے رسولوں کو اُس نے آپ چن لیا، اولیاء و مجددین کو چُن لیا۔ اس لیے جن لوگوں کو اپنے بندوں میں سے خدا تعالیٰ نے چُن لیا ہے اُن سے محبت کے ساتھ اُن کی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جو اُس کے عام بندے ہیں گو اُن کی اطاعت کرنی ضروری نہیں لیکن اُن سے محبت اور نیک سلوک اور ہمدردی لازمی ہے۔

پس جو خدا کے لیے محبت ہوگی وہ سب کے ساتھ ہوگی اور جن کو اُس نے چنا ہے اُن کی اطاعت بھی کی جائے گی۔ اس حال میں کسی ایک شخص کی خصوصیت نہیں رہتی۔ پس اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ بنی نوع انسان سے محبت کرو، کسی ایک کی خصوصیت نہیں، سب سے محبت کرو۔ خدا کے لیے محبت کرنے کے یہی معنی ہیں۔ رسولوں اور ماموروں کی جو خصوصیت ہوتی ہے وہ اُن کے منتخب ہونے کے باعث سے ہوتی ہے اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اُس کی رضا کے ماتحت ہوتی ہے اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ پس مدارج کے فرق کو چھوڑ کر تمام بنی نوع انسان سے محبت ضروری اور لازمی ہے۔“ (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر، ۱۹۲۲ء، جلد ۷ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴)



باب ۴۳: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرَكُمُ مِّنْ قَوْمٍ

عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ (الحجرات: ۱۲)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی

فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہو گا

۶۰۴۲: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عبد اللہ بن زمعہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی اُن ہواؤں سے ہنسے جو نکلا کرتی ہیں اور فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو ایسے کیوں مارتا ہے جیسے کسی سائڈ کو مارا جاتا ہے۔ پھر شاید اُس کو گلے بھی لگاتا ہے۔ اور ثوری اور وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے (یوں) روایت کیا، جیسے غلام کو کوڑے لگاتا ہے۔

۶۰۴۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفِ وَقَالَ بِمِ يَضْرِبُ أَحَدَكُمْ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ ثُمَّ لَعَلَهُ يُعَانِقُهَا. وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوَهَيْبٌ وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلَدَ الْعَبْدَ.

أطرافه: ۳۳۷۷، ۴۹۴۲، ۵۲۰۴۔

۶۰۴۳: محمد بن ثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا۔ عاصم بن محمد بن زید نے ہمیں خبر دی۔ عاصم نے اپنے باپ سے، ان کے

۶۰۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ

باپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا: تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ معزز دن ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: معزز شہر۔ کیا تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: معزز مہینہ۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اللہ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لئے ایسی ہی معزز کی ہیں جیسے تمہارا یہ دن تمہارے لئے مہینہ میں تمہارے اس شہر میں معزز ہے۔

أطرافہ: ۱۷۴۲، ۴۴۰۳، ۶۱۶۶، ۶۷۸۵، ۶۸۶۸، ۷۰۷۷۔

**تشریح:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ: یعنی اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

سَخَّرَ کے بنیادی معنی حقیر جاننے اور ذلت چاہنے کے ہیں۔ (مقاییس اللغة - سخن) علامہ عینی نے لکھا ہے کہ آیت لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ سے مفسرین نے یہ مراد لی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیں یعنی ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۲۲) امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا یہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔<sup>۱</sup> حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب بعض آدمیوں کو آرام ملتا ہے، فکرِ معاش سے گونہ بے فکری حاصل ہوتی ہے، وہ کتے بیٹھنے لگتے ہیں۔ اب اور کوئی مشغلہ تو ہے نہیں، تمسخر کی خود ڈال لیتے ہیں۔ یہ

۱۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلمو خذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله)

تمسخر کبھی زبان سے ہوتا ہے، کبھی اعضاء سے، کبھی تحریر سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس تمسخر کا نتیجہ بہت بُرا ہے۔ وحدت باطل ہو جاتی ہے۔ پھر وحدت جس قوم میں نہ ہو وہ بجائے ترقی کے ہلاک ہو جاتی ہے۔..... تم ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نام نہ رکھو۔ تم کسی کا بُرا نام رکھو گے تو تمہارا نام اس سے پہلے فاسق ہو چکا۔ پھر بعض جڑیں ایک ایک میل تک چلی گئی ہیں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو اور بدی کو اُس کے ابتداء میں چھوڑ دو۔“ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۴۳، ۴۴)

نیز فرمایا:

”کسی دوسرے کو حقارت سے نہ دیکھو، بلکہ مناسب یہ ہے کہ اگر کسی کو اللہ نے علم، طاقت اور آبرودی ہے تو اس کے شکر یہ میں اس کی، جو نعمت سے متمتع نہیں، مدد کرے، نہ یہ کہ تمسخر اڑائے۔ یہ منع ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا: لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَمِيَ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ۔“ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۴۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اُس کی دلجوئی کرے، اُس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑکی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّغَابِ بِغَدَسٍ ۖ اَلْاِسْمُ الْاَلْفُسُوقُ بَعْدَ الْاَلْبَسَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَكْتُبْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (الحجرات: ۱۲) تم ایک دوسرے کا چڑکے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات: ۱۴)۔ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لیے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ

ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمات اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۳)

## باب ۴۴: مَا يُنْهَىٰ عَنِ السَّبَابِ وَاللَّعْنِ

گالی دینے اور لعنت کرنے سے جو روکا جائے

۶۰۴۴: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے روایت کی۔ (منصور نے) کہا: میں نے ابو داؤد سے سنا۔ ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا گالی دینا فسق ہے اور اس کا لڑنا کفر ہے۔ (سلیمان کی طرح) محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے اس حدیث کو روایت کیا۔

۶۰۴۴: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ.

اطرافہ: ۷۰۷۶، ۷۰۷۷۔

۶۰۴۵: ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسین (بن ذکوان معلم) سے، حسین نے عبد اللہ بن بريدہ سے روایت کی کہ مجھ سے یحییٰ بن یعر نے بیان کیا کہ ابو الاسود دلی نے انہیں حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: جو شخص کسی شخص کو فسق سے متہم کرے گا یا اس کو کفر سے متہم کرے گا، اگر

۶۰۴۵: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَزْمِيهِ بِالْكَفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ

صَاحِبُهُ كَذَلِكَ. جسے متہم کیا گیا ہے ایسا نہیں تو ضرور ہی یہ اُس (متہم کرنے والے) پر لوٹے گا۔  
طرفہ: ۳۵۰۸۔

۶۰۴۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ أَنَسِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَانًا وَلَا سَبَابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمُعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ.  
۶۰۳۶: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ ہلال بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ہلال نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بد اخلاق تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے اور نہ گالیاں دینے والے تھے۔ ناراضگی کے وقت آپ اتنا فرمایا کرتے تھے: اسے کیا ہو گیا؟ اس کی پیشانی کو خاک لگے۔  
طرفہ: ۶۰۳۱۔

۶۰۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ - حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عَذَبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ  
۶۰۴۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا۔ علی بن مبارک نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے یحییٰ بن ابی قلابہ سے روایت کی کہ حضرت ثابت بن ضحاکؓ نے اُن سے بیان کیا اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب (میں داخل ہو جانے) کی جھوٹی قسم کھائی تو پھر وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ اور ابن آدم کے ذمہ ان امور میں نذر لازم نہیں ہوتی جن پر وہ اختیار نہیں رکھتا۔ اور جس شخص نے اپنے تئیں اس دنیا میں کسی چیز سے مار ڈالا اسے قیامت کے دن اس چیز سے سزا دی جائے گی اور جس نے کسی مؤمن پر لعنت کی تو یہ ایسا ہی ہے

فَهُوَ كَقَتْلِهِ. کہ جیسے اس نے اس کو مار ڈالا اور جس نے کسی مؤمن پر کفر کا الزام لگایا تو یہ ایسا ہی ہے جیسا اُس نے اس کو مار ڈالا۔

أطرافه: ۱۳۶۳، ۴۱۷۱، ۴۸۴۳، ۶۱۰۵، ۶۶۵۲۔

۶۰۴۸: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ قَائِبٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرْدٍ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ. فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتَرَى بِي بَأْسٌ أَمْجُنُونَ أَنَا أَذْهَبُ.

۶۰۴۸: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعش نے ہم سے بیان کیا، کہا: عدی بن ثابت نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلیمان بن صرد سے سنا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص تھے۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو اشخاص نے آپس میں گالی گلوچ کی۔ ان میں سے ایک کو غصہ آیا اور اُس کو اتنا سخت غصہ آیا کہ اس کا چہرہ پھول گیا اور رنگ متغیر ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں۔ اگر وہ اُسے کہے تو وہ غصہ اس سے دور ہو جائے جسے وہ محسوس کر رہا ہے۔ تو ایک شخص اس کے پاس چلا گیا اور اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتائی اور کہا: شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو تو وہ کہنے لگا: بھلا بتاؤ مجھ میں کوئی روگ ہے؟ کیا میں مجنون ہوں؟ چلے جاؤ۔

أطرافه: ۳۲۸۲، ۶۱۱۵۔

۶۰۴۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِي عَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ

۶۰۴۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید سے روایت کی، کہا: حضرت انس نے کہا: حضرت عبادہ بن صامت نے

مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے کہ لوگوں کو لیلۃ القدر کے متعلق بتائیں۔ اتنے میں مسلمانوں سے دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکلا تھا کہ تمہیں بتاؤں کہ اتنے میں فلاں اور فلاں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور وہ ذہن سے اتر گئی۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہو۔ اس لئے اب اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں ڈھونڈو۔

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بَلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاخَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرْكُمْ فَتَلَاخَى فَلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

اطرافہ: ۴۹، ۲۰۲۳۔

۶۰۵۰: عمر بن حفص (بن غیاث) نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا کہ اعش نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے معرور سے جو سوید کے بیٹے ہیں، معرور نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک بُر دار چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی ویسی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ میں نے کہا: اگر تم یہ لے لیتے اور اس کو پہنتے تو یہ ایک جوڑا ہوتا اور اُسے کوئی اور کپڑا دیتے تو انہوں نے کہا: میرے اور کسی اور آدمی کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور اس کی ماں عجبی تھی۔ میں نے اس کی ماں کو گالی دی تو اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے متعلق شکایت کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے فلاں کو گالی دی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔

۶۰۵۰: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غَلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَيْسَتْهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَسَابْتِ فَلَانًا قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ أَفَنِلْتُ مِنْ أُمِّهِ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ إِنَّكَ أَمْرٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ. قُلْتُ عَلَى حِينِ سَاعَتِي هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ

آپ نے فرمایا: کیا تم نے اُس کی ماں کو بُرا کہا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم تو ایسے آدمی ہو کہ تم میں ابھی تک جاہلیت ہے۔ میں نے کہا: بہت بڑھاپے کی وجہ سے میں اب تک ایسا ہی ہوں آپ نے فرمایا: ہاں وہ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کو اللہ نے تمہارے ماتحت کیا ہے۔ اس لئے جس کے بھائی کو اللہ نے اس کے ماتحت کیا ہو تو چاہیے کہ وہ اس کو اس کھانے سے کھلائے جو وہ کھاتا ہے اور اس کو اس کپڑے سے پہنائے جو وہ پہنتا ہے اور اس کو اس کام کے کرنے کی تکلیف نہ دے جو اُس کو بے بس کر دے۔ اگر اس نے اس کو ایسے کام کی تکلیف دی ہے جو اس کو بے بس کر دے تو چاہیے کہ وہ اس کام میں اس کی مدد کرے۔

اطرافہ: ۳۰، ۲۵۴۵۔

**تشریح:** مَا يُنْفِي عَنِ السَّبَابِ وَاللَّعْنِ: گالی دینے اور لعنت کرنے سے جو روک جائے۔

عنوان باب کے الفاظ سے امام بخاری نے ان مواقع کی نشان دہی کی ہے جن میں انسان جذبات کی رو میں بہہ کر حد اعتدال سے باہر نکل جاتا ہے اور بدحواسی میں اس کی زبان بھی بے قابو ہو جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے: بعض اوقات ایک کلمہ انسان کو داخل جہنم کر دیتا ہے۔<sup>۱</sup> ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَمَلِكُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ**۔<sup>۲</sup> اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ کہا جاتا ہے زبان انسان کے جسم کی ڈیوڑھی ہے۔ اسی سے کسی کے پاک یا ناپاک ہونے کا پتہ لگتا ہے۔ غرض قرآن کریم اور احادیث میں زبان کے بر محل استعمال کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ** لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ (آل عمران: ۲۰۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اے ایمان والو! دشمنوں کی ایذا پر صبر کرو اور بائیں ہمہ مقابلہ میں مضبوط رہو اور کام میں لگے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو تا تم نجات پا جاؤ۔ سو اس آیت کریمہ میں

۱۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، روایت نمبر ۶۳۷۷)

۲۔ (صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض، باب الشفاعة فی وضع الدابین، روایت نمبر ۲۴۰۶)



بھی اللہ تعالیٰ کی ہمیں یہی ہدایت ہے کہ ہم جاہلوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانوں اور گالیوں سے اعراض کریں اور ان تدبیروں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں کہ کیونکر ہم بھی ان کو سزا دلاویں۔ بدی کے مقابل پر بدی کا ارادہ کرنا ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگزر کی خواہش اختیار کریں۔“ (البلاغ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۱، ۳۹۲)

### باب ۴۵ : مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ

جو لوگوں کے متعلق ذکر کرنا جائز ہے جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ لمبا ہے یا پست قد

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ، وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ذوالیدین کیا کہتا ہے؟ نیز وہ باتیں جن سے آدمی کے عیب بیان کرنا مقصود نہ ہو۔

۶۰۵۱: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدِّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرْعَانَ النَّاسِ فَقَالُوا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ أَنْسَيْتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ

۶۰۵۱: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر آپؐ نے سلام پھیر دیا۔ پھر آپؐ اٹھ کر ایک لکڑی کے پاس گئے جو مسجد کے سامنے تھی اور آپؐ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اس وقت لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے تو وہ آپؐ کو کہنے سے جھپینے اور لوگوں میں سے جلد باز باہر چلے گئے اور کہنے لگے: کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ اور لوگوں میں ایک شخص تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذوالیدین کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ کہنے لگا: یا نبی اللہ! کیا آپؐ بھول گئے ہیں

تَقْصُرْ قَالُوا بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 قَالَ صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلَّى  
 رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ  
 مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ  
 وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ  
 أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ.

یا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں بھولا نہیں  
 اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں،  
 یا رسول اللہ! بلکہ آپ بھول گئے ہیں۔ آپ نے  
 فرمایا: ذوالیدین نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ کھڑے  
 ہو گئے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام  
 پھیرا۔ پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہا اور آپ نے  
 سجدہ کیا ویسے ہی جیسے آپ سجدہ کیا کرتے تھے یا  
 اس سے لمبا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور اللہ اکبر  
 کہا۔ پھر آپ نے ویسے ہی سجدہ کیا جیسا کہ آپ کیا  
 کرتے تھے یا اس سے لمبا۔ اس کے بعد آپ نے  
 سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔

أطرافه: ۴۸۲، ۷۱۴، ۷۱۵، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۷۲۵۰۔

**تشریح:** مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ: جو لوگوں کے متعلق ذکر  
 کرنا جائز ہے جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ لمبا ہے یا پست قد۔

باب ۴۳ میں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تحقیر اور  
 تمسخر کارویہ مت رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے پکارو۔  
 کیونکہ ایمان کے بعد ایسا کرنا یقیناً فسق اور نافرمانی میں داخل ہے۔ باب ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ بسا اوقات محبت اور  
 پیار سے بھی کوئی نام رکھا جاتا ہے جس سے غرض چڑانا، تکلیف دینا یا تحقیر کرنا نہیں ہوتی بلکہ پیار اور اپنائیت کا اظہار  
 مقصود ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو ابو تراب کہا۔ حضرت علیؓ اس نام کو  
 پسند فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محبت اور اپنائیت کا حظ اٹھاتے۔ زیر باب حدیث میں اس کی ایک  
 مثال بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ذوالیدین یعنی دو لمبے بازوؤں والا کہا۔ اس صورت  
 میں یہ نام وَلَا تَنَابُذُوا بِالْأَلْقَابِ کی ذیل میں نہیں آتے۔ امام بخاریؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے اس  
 کے جواز کا ثبوت دیا ہے۔

## باب ۶۴ : الْغِيْبَةُ

غیبت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یعنی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے جبکہ وہ مردہ ہو؟ تم اس سے کراہت ہی کرتے ہو اور اللہ کی ناراضگی سے بچو۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور سچی کوشش کا بدلہ رحمت سے دینے والا ہے۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۝ (المحجرات: ۱۳)

۶۰۵۲: بیہی (بن موسیٰ بلخی) نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے مجاہد سے سنا۔ وہ طاؤس سے بیان کرتے ہیں۔ طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: انہیں تو سزا دی جا رہی ہے اور کسی بڑی بات پہ انہیں سزا نہیں دی جا رہی۔ یہ جو ہے تو پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور یہ جو ہے تو یہ چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک بڑی ٹہنی منگوائی اور اس کو درمیان سے چیر کر دو ٹکڑے کیا۔ ایک کو اس قبر پر گاڑ دیا اور ایک کو اُس قبر پر۔ پھر فرمایا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہو ان سے سزا ہلکی کی جائے۔

۶۰۵۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِأَنْثَيْنِ فَعَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْيَسَا.

**تشریح:** الْغَيْبَةُ: یعنی غیبت کرنا۔ بعض بڑیاں بظاہر چھوٹی دکھائی دیتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ بہت سی بڑائیوں کا پیش خیمہ بن کر اپنے بد اثرات میں کسی بڑے گناہ سے کمتر نہیں ہوتیں۔ غیبت بھی ان میں سے ایک ہے۔ عنوان باب میں جس آیت کریمہ کا ذکر ہے وہ یہ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات: ۱۳) یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک حدیث ہے، قیس روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ آپ کا ایک مردہ خنجر کے پاس سے گزر رہا جس کا پیٹ پھول چکا تھا (مرے ہونے کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے، کافی دیر سے پڑا تھا)۔ آپ نے کہا: بخدا تم میں سے اگر کوئی یہ مردار پیٹ بھر کر کھالے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے۔ (یعنی غیبت کرے یا چغلی کرے) تو بعض نازک طبائع ہوتی ہیں۔ اس طرح مرے ہوئے جانور کو جس کا پیٹ پھول چکا ہو، اس میں سے سخت بدبو آ رہی ہو، بعض پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔ لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانور کو تو نہیں دیکھ سکتیں، اس کی بدبو بھی برداشت نہیں کر سکتیں، قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں، لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے، ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء، جلد اول صفحہ ۵۶۶، ۵۶۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس

رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے لیکن درحقیقت اس کی رائے صحیح نہیں ہوتی۔ ہم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے کے متعلق ایک قطعی رائے قائم کر لیتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میری رائے درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ ایسی صورت میں اگر دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہو گا اور اس کے متعلق کسی رائے کا اظہار کیا جائے گا تو لازماً وہ اپنی برأت کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ پس خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اسکے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اسکے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کار نکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ الصمۃ، زیر آیت **وَيَلِّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ**، جلد ۹ صفحہ ۵۷۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”بعض گناہ موٹے موٹے ہوتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنا، زنا کرنا، خیانت، جھوٹی گواہی دینا اور اتلافِ حقوق، شرک کرنا وغیرہ۔ لیکن بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جو ان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بڑا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: **أَيُّ حُبِّ أَحَدِكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا**۔ (المحجرات: ۱۳) خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یاد دشمنی پیدا ہو یہ سب بُرے کام ہیں۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۵۳، ۶۵۴)

آپ فرماتے ہیں:

”چاہیے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے، اگر نہ مانے تو اس کے لیے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہیے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جو ش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سر زد ہو جاتا ہے، بلکہ لکھا ہے القطب قدیزی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔ بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔ جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لیے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھر و بلکہ وہ فرماتا ہے: **كُواصُوا بِالصَّبْرِ وَكُواصُوا بِالْمُحَصِّنَةِ (البلد: ۱۸)** کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لیے دعا بھی کی جاوے۔ دعائیں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیے۔ جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لیے رورو کر دعا کی ہو۔.....

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو، کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔ شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کیا کرتا تھا دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۰، ۶۱)

لَعَلَّهُ يُخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَهُ تَيَبَسًا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہو ان سے سزا ہلکی کی جائے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آپ نے سبز ٹہنی جو دو ٹکڑے کر کے قبروں پر گاڑی ہے اور اس امید کا اظہار فرمایا ہے کہ ممکن ہے جب تک یہ خشک نہ ہوں سزا ان سے ہلکی کر دی جائے۔ یہ آپ نے گناہ اور سزا کی اہمیت آشکار کرنے کے لئے کیا۔ اُن کی سزا کی کیفیت دیکھ کر آپ کا دل رقت سے بھرا ہوا تھا اور رحمت جو آپ کی فطرت کا خمیر تھا، جوش میں تھی۔ آپ نے اُن کے لئے دعا کی اور گو ظاہری الفاظ میں دعائے بھی کی ہو۔ مگر اہل اللہ کی یہ قلبی رقت بذات خود ایک دعا ہے اور ان شاخوں کا گاڑنا بھی بتلاتا ہے کہ آپ نے ان دونوں سے عذاب ہلکا ہو جانے کی عملاً خواہش ظاہر فرمائی ہے اور اُمید کا اظہار کیا کہ ممکن ہے ان سے سزا ہلکی کی جائے اور یہ اس لئے کہ وہ نظارہ آپ کے دل میں کامل تواضع و خشیت کے جذبات پیدا کرنے والا تھا جس کا طبعی نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے جلال و استغناء کی صفات کا نقشہ واضح طور پر آپ کی آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا۔ اور ان معنوی کیفیات کی وجہ سے آپ نے فرمایا:

لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَهُ تَيَبَسًا۔ انبیاء باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق عاشق کا سا ہوتا ہے اور وہ اس سے کبھی اپنی بھی منواتے ہیں مگر وہ اس کے جلال و استغناء سے غافل نہیں ہوتے خصوصاً جب وہ روحانی آنکھ سے ایسا ہیبت ناک نظارہ دیکھ رہے ہوں۔ ایک طرف تو آپ نے یہ راز کھولا اور دوسری طرف عالم آخرت کا یہ راز افشاء کیا کہ نباتات جس طرح ایک کثیف بے حرکت جسم کو اپنے اندر جذب کر کے ایک لطیف متحرک زندگی میں اسے تبدیل کرتے ہیں اور غیر عضوی زندگی کو عضوی زندگی میں نمایاں کرتے ہیں، اسی طرح انسان جو اپنی بد عملی سے ایک کثیف جسم اپنے ساتھ لے جاتا ہے اس کا استحالہ کثافت سے لطافت میں اسی قسم کے قانون ربانی کے ماتحت ہے جو قانون اس دنیا کے عالم جمادات و نباتات میں کام کر رہا ہے۔ اور آپ کا سبز شاخوں کو گاڑنا اس راز کے بتانے کے لئے ایک ظاہری علامت تھی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے خود اس کے ایک فعل

کو بطور سفارش کے کھڑا کر دیا۔ عالم روحانی کے یہ راز ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لئے آپ نے لوگوں کو مختصر جواب دیا اور ایک دوسرے موقع پر آپ نے اس قانون ربانی کی تشریح بھی کر دی۔ فرمایا: كَمَا تَفْبُثُ الْحَبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ۔ یعنی عالم آخرت میں اسی طرح نشوونما پائے گا جس طرح سیلاب کے کچرے میں دانہ نشوونما پاتا ہے۔ وہاں بھی روح کی کثافتیں اسی طرح لطفون میں تبدیل ہوں گی جیسے یہاں ترابی مواد لطیف زندگی میں تبدیل ہوتے ہیں۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الوضوء، باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله، جزء اول صفحہ ۳۰۱)

### باب ۴۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انصار کے بہتر گھرانے

۶۰۵۳: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ.

۶۰۵۳: قَبِيصَةُ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو الزناد سے، ابو الزناد نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابو أُسَيْدٍ سَاعِدِيِّ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے بہتر گھرانے بنو نجار ہیں۔

أطرافه: ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۸۰۷۔

**تشریح:** قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انصار کے بہتر گھرانے۔ امام ابن حجر نے اس باب کے یہاں آنے پر اشکال کا اظہار کیا ہے کہ بظاہر تو اس باب کا تعلق غیبت کے مضمون سے دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے نزدیک غیبت کے ضمن میں اس کے آنے کی وجہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ غیبت کی تعریف ”ذِكْرُكَ أَحَاكِيكَ بِمَا يَكْرَهُ“<sup>۱</sup> ہے۔ یعنی تیرا اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔ مراد یہ ہے کہ جن پر فضیلت دی جا رہی ہے ممکن ہے کہ وہ ناپسند کریں اور بُرا مانگیں۔ حدیث زیر باب سے ظاہر ہے کہ فضیلت کا اس طرح اظہار جائز ہے اور یہ بات غیبت میں داخل نہیں۔ ابن التین نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۷۸)

۱ (مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة)



حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہر ایک بات پیٹھ پیچھے کرنا غیبت نہیں۔ مثلاً اگر کوئی کہے فلاں آدمی بڑا نیک ہے تو یہ غیبت نہیں ہوگی اور نہ ہی غیبت یہ ہے کہ کسی کے متعلق پیٹھ پیچھے جھوٹی بات کہے، یہ تو افتراء ہے۔... غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی کے پیچھے وہ بات بیان کرنا کہ جسے اگر وہ سنے تو اُسے بُری لگے اور تم سمجھتے ہو کہ اس میں پائی جاتی ہے خواہ فی الواقع اس میں ہو یا نہ ہو۔“ (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۰ء، جلد ۶ صفحہ ۵۲۹)

### باب ۴۸: مَا يَجُوزُ مِنْ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيْبِ

فسادیوں اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کرنا جو جائز ہے

۶۰۵۴: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ میں نے ابن منکدر سے سنا۔ (ابن منکدر نے کہا:) میں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی۔ وہ کہتی تھیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: اسے اجازت دو۔ بُرے خاندان کا بھائی ہے یا فرمایا: بُرے خاندان کا بیٹا ہے۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس سے نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا فرمایا تھا۔ پھر آپ نے اُس سے نرمی سے گفتگو کی؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں جن کو لوگ ان کی بدخلقی سے بچنے کی وجہ سے ترک کر دیں یا (فرمایا:) چھوڑ دیں۔

۶۰۵۴: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذِنُوا لَهُ بِمَنْ أَحْوُ الْعَشِيرَةَ أَوْ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ أَيُّ عَائِشَةَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

اطرافہ: ۶۰۳۲، ۶۱۳۱۔

تشریح: مَا يَجُوزُ مِنْ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيْبِ: فسادیوں اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کرنا جو جائز ہے۔ امام بخاری نے تصریف روایات سے غیبت اور عدم غیبت کا فرق نمایاں کیا ہے اور یہ

بتایا ہے: غیبت کسی شخص کے ذکر شرکا نام ہے جس سے افراد اور معاشرے میں فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ مگر جو افراد فتنہ گر ہوں اور اہل فساد ہوں ان کا ذکر شرفیبت نہیں بلکہ نہی عن المنکر کا ایک لطیف اظہار ہے۔ دشمن کی شرانگیزیوں سے باخبر رہنا اور اپنے قریبی اور قابل اعتماد افراد کو حزم اور احتیاط کے طور پر شریر کے شر، تحریب کار اور فساد سے متنبہ کرنا غیبت نہیں بلکہ قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ خفیہ ادارے اور ان ٹیلی جنس ایجنسیاں اسی دائرے میں رہ کر اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دے سکتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک موقع پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے سامنے کسی شخص کی بات بیان کی اور ان کو یہ شک گزرا کہ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ غیبت تو نہیں ہو رہی۔ وہ شخص موجود نہیں تھا۔ مگر وہ جن کو منصب عطا ہوتا ہے، بعض ذمہ داریاں عطا ہوتی ہیں، بعض دفعہ وہ اپنے تبصرے کو بعض دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور مقصد یہ نہیں ہوتا کہ نعوذ باللہ ان سننے والوں کے درمیان کوئی نفرت کی خلیج پیدا کریں یا دوریاں پیدا کریں بلکہ ایک قسم کی نصیحت ہوتی ہے۔ ایک مثال کو پیش کرتے ہوئے کہ دیکھو یہ ناپسندیدہ فعل تھا تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے اور اس سے زیادہ چونکہ نیت میں کوئی رخنہ نہیں ہوتا اس لئے اللہ کے حضور اسے ہرگز غیبت شمار نہیں کیا جائے گا۔ نہ کبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے غیبت فرمائی۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، نومبر ۱۹۹۳ء، جلد ۱۳ صفحہ ۸۶۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”یاد رکھنا چاہیے کہ ہر موقع پر کسی کا عیب بیان کرنا بُرا نہیں ہوتا بلکہ بعض جگہ ضروری ہوتا ہے اس وقت اس کو غیبت نہیں کہا جائے گا۔ غیبت ایک اصطلاح ہے اور یہ اسی وقت استعمال کی جائے گی جبکہ خواہ مخواہ کسی کے عیب بیان کئے جائیں لیکن اگر کوئی شخص کسی کا عیب بیان کرنے پر مجبور ہے یا اوروں کو اس کے بیان کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے تو اس کا بیان کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہو گا۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۰ء، جلد ۶ صفحہ ۵۳۰)

## باب ۴۹: النَّمِيمَةُ مِنَ الْكَبَائِرِ

چغل خوری کبیرہ گناہوں سے ہے

۶۰۵۵: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا  
عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ  
عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِطَّانِ الْمَدِينَةِ  
فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَدَّبَانِ فِي  
قُبُورِهِمَا فَقَالَ يُعَدَّبَانِ وَمَا يُعَدَّبَانِ  
فِي كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا  
يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي  
بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا  
بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثِينَ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي  
قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا فَقَالَ  
لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسُ.

۶۰۵۵: (محمد) ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبیدہ بن حمید ابو عبد الرحمن نے ہمیں خبر دی۔  
انہوں نے منصور سے، منصور نے مجاہد سے، مجاہد  
نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں  
نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغوں میں  
سے کسی باغ سے باہر نکلے تو آپ نے دو آدمیوں  
کی آواز سنی جنہیں اپنی قبروں میں سزا دی جا رہی  
تھی۔ آپ نے فرمایا: انہیں سزا دی جا رہی ہے اور  
انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے سزا نہیں دی جا  
رہی اور یہ بڑا بھی ہے۔ ان میں سے ایک پیشاب  
سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا  
پھر تا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک ٹہنی منگوائی  
اور اس کو دو ٹکڑے کیایا (کہا) دو پھاٹکیں کیں اور  
ایک ٹکڑا اس قبر میں لگا دیا اور ایک ٹکڑا اس قبر  
میں اور فرمایا: شاید جب تک یہ سوکھے نہیں ان  
سے سزا ہلکی کی جائے۔

أطرافه: ۲۱۶، ۲۱۸، ۱۳۶۱، ۱۳۷۸، ۶۰۵۲۔

**تشریح:** النَّمِيمَةُ مِنَ الْكَبَائِرِ: چغل خوری کبیرہ گناہوں سے ہے۔ باب ۴۶ غیبت کے متعلق گزر چکا ہے۔ غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ایسا ذکر کرنا جس سے اس کا نقص اور تحقیر ثابت ہوتی ہو۔ چغل خوردہ ہے جو غیبت کی ان باتوں کو اس شخص تک پہنچاتا ہے جس کے متعلق وہ ناپسندیدہ باتیں کی گئی ہوں۔ اس طرح چغل خوری غیبت سے بھی بڑا گناہ اور اگلا قدم ہے۔ چغل خور معاشرہ میں فتنہ و فساد اور دشمنی کی آگ بھڑکاتا ہے اس لئے اسے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

امام ابن حجرؒ ذیبتہ اور توجیبتہ کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ توجیبتہ (یعنی چغل خوری) کسی شخص کی حالت

کو علم یا عدم علم کی بناء پر اس کی مرضی کے بغیر، فساد پھیلانے کی غرض سے دوسرے سے بیان کرنا ہے۔ اور غیبت کسی کی ایسی بات جسے وہ ناپسند کرے، اس کی عدم موجودگی میں ذکر کرنا ہے۔ گویا تَمِیْمَةُ (یعنی چغخل خوری) فساد پھیلانے کے مقصد کی وجہ سے امتیاز رکھتی ہے اور غیبت میں یہ شرط نہیں ہے۔ غیبت کا امتیاز یہی ہے کہ جس کے بارے میں بات ہو وہ موجود نہ ہو۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”غیبت کے نتیجے میں ایک اور بُرائی پیدا ہوتی ہے وہ دُکھ پہنچانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے یعنی چغخل خوری، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت تو منع ہے ہی لیکن اگر کوئی کسی کو غیبت کرتے ہوئے سنے اور وہ اس بات کو اس شخص تک پہنچا دے جس سے متعلق کہی گئی تھی تو اس چغخل خور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کسی کی طرف تیر پھینکے اور تیر نشانے پر نہ لگے اور وہ اس کے قدموں میں جا گرے اور کوئی شخص اس کے قدموں سے تیر اٹھا کر اس کے سینے میں گھونپ دے کہ میں نے اس کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ تو چونکہ دل آزاری منع ہے، بنیادی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ دل آزاری منع ہے، کسی کو دُکھ دینا منع ہے، کسی کے گناہوں پر نظر رکھنا منع ہے، گناہوں سے حیا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے وہ تعلیم سب جگہ جاری و ساری نظر آتی ہے، ہر جگہ وہ اثر پذیر نظر آتی ہے اور جہاں جہاں اس کا فقدان ہوتا ہے اس کے نتیجے میں بدیاں پھوٹی ہیں اور بدیوں میں بھی اسی طرح شاخیں در شاخیں برائیاں آگے پھوٹی چلی جاتی ہیں۔

یہ اتنی اہم چیز ہے کہ اکثر دنیا کے فساد خصوصاً خاندانی فساد اسی کے نتیجے میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اتنا دُکھ پہنچایا ہے ہمارے معاشرے کو اس گندی عادت نے اور یہ گندی عادت ایسی گہری انسانی مزاج میں داخل ہو چکی ہے کہ صرف ہندوستان اور پاکستان کا سوال نہیں تمام دنیا میں یہ گندی عادت موجود ہے اور ہر جگہ معاشرہ کو اس نے تباہ کر رکھا ہے۔... عالمی طور پر اللہ کی صفت عفو کو دھتکار دیا گیا ہے، اس سے غفلت کی گئی ہے، اس سے اجنبیت برتی جا رہی ہے اور جب صفت عفو سے نفرت کی جائے گی اس کو دھتکارا جائے گا... تو اللہ تعالیٰ کا عفو اسی حد تک بندوں سے کم ہو جائے گا کیونکہ جو لوگ عفو نہیں کرتے وہ عفو کے سلوک کے حقدار نہیں رہتے، جو

لوگ ستاری نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کی صفت ستاری کے حقدار نہیں رہتے، اس کی رحمت اور اس کی تجلی کے حقدار نہیں رہتے۔

تو ساری دنیا میں دو طرح سے ان دو گندی صفات نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے، آفت ڈھائی ہوئی ہے دنیا کے ساتھ۔ ایک براہ راست یہ بیماریاں معاشرہ کو قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا کر رہی ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ معاشرہ خالی ہو جاتا ہے اس کے عفو اور اس کی ستاری سے یہ معاشرہ خالی ہو جاتا ہے اور انسان کی غلطیوں کے نتیجے میں جو خدا رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور اس کی تقدیر خاص اس کو مصائب سے بچاتی ہے، وہ تقدیر خاص عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے... غیبت سچی بات کو کہتے ہیں لیکن وہ سچی بات جو دکھ دینے والی ہو۔ اس ضمن میں بسا اوقات آپس کی بحث کے دوران آپ یہ فقرہ بھی سنیں گے دولڑنے والوں کے درمیان کہ میں جھوٹ بولوں! میں نے جو سچی بات ہے وہ منہ پر کہہ دی ہے، میری عادت ہے میں بڑا صاف گو ہوں اور سچی بات منہ پہ مارتا ہوں۔ ایسے ”صاف گو“ پر خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ڈالی ہوئی ہے اور فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اس کو پکڑ لے گا اور بڑی سخت تحذیر فرمائی ہے، بڑی سخت اس کے متعلق انذار کی پیشگوئی کی ہے اور نقشہ کھینچا ہے کہ ایسے ”صاف گو“ لوگوں سے قیامت کے دن کیا سلوک ہو گا۔ تو سچ کا یہ مطلب یہ تصور بالکل جھوٹا اور باطل اور جاہلانہ تصور ہے کہ جو بات دکھ پہنچانے والی ہو وہ کسی کے منہ پر ماری جائے۔ ایسے صاف گو لوگ خدا کو بالکل پسند نہیں ہیں۔“ (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، جنوری ۱۹۸۲ء، جلد ۳ صفحہ ۵۲ تا ۵۳)

## باب ۵۰: مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

چغتل خوری جو مکروہ ہے

- وَقَوْلُهُ: هَبَّأِذْ مَسَاءٍ بِنِيْمِهِ
- (القلم: ۱۲) وَيَلِّ لِكُلِّ هَمْزَةٍ لَمْزَةً
- (الهمزة: ۲) يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيبُ وَاحِدًا.
- اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: طعن تشنیع کرنے والا، چغتل خور۔ ہلاکت ہو ہر ایک طعن و تشنیع کرنے والے، عیب جو کے لئے۔ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيبُ کے معنی ہیں عیب بیان کرتا ہے۔

۶۰۵۶: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنَّصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُدَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ حُدَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ.

۶۰۵۶: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (شعی) سے، ابراہیم نے ہمام (بن حارث) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت حدیفہ (بن یمان) کے ساتھ تھے تو ان سے کسی نے پوچھا۔ ایک شخص حضرت عثمانؓ کو باتیں پہنچاتا ہے۔ حضرت حدیفہؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

**تشریح:** مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّبِيَّةِ: چغل خوری جو مکروہ ہے۔ امام بخاری نے زیر باب دو آیات اور ایک حدیث سے چغل خوری کی بُرائی اور اس کی کراہت کو بیان کیا ہے۔

اس باب میں چغل خور کے لیے هَمَّازٌ، هَمْزَةٌ، لَمْزَةٌ، تَمِيمَةٌ اور قَتَاتٌ کے الفاظ آئے ہیں۔ امام ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ هَمَّازٌ وہ مفرد ہے جو قوعہ پر خود موجود ہو اور بعد ازاں (دوسروں تک) پہنچائے، جبکہ قَتَاتٌ وہ ہے جو چھپ کر باتیں سنتا ہے پھر جو سنا ہوتا ہے اُسے (دوسروں تک) پہنچاتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۰، ۵۸۱) هَمْزَةٌ اور لَمْزَةٌ کافر فرق بیان کرتے ہوئے لیث نے کہا ہے کہ هَمْزٌ وہ ہے جو تمہاری عدم موجودگی میں تمہارا عیب بیان کرتا ہے اور لَمْزٌ وہ ہے جو تمہاری موجودگی میں تمہارا عیب بیان کرے۔ مجاہد نے ان دونوں کے معانی کو الٹا کر بیان کیا ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۲۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”هَمَّازٌ: طعنہ دینے والا، لوگوں کی برائیاں بیان کرنے والا۔ مَشَّاءٌ بِنَمِيمَةٍ: چغل خور۔ سخن چینی کے واسطے لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرنے والا۔ حدیث شریف میں آیا ہے: سب سے بہتر وہ بند گانِ خدا ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور سب سے بدتر وہ ہیں جو لگائی۔ بھجائی کر کے دوستوں میں جدائی ڈلو اتے اور پاک لوگوں کے عیب تلاش کرتے پھرتے ہیں۔“ (حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ الصمۃ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”ہلاکت ہے ہر اُس شخص کے لئے یا ہر اُس قوم کے لئے جو هَمْزَةٌ بھی ہے اور لَمْزَةٌ

بھی ہے... ان دونوں میں سب سے پہلے غیبت کا معنی پایا جاتا ہے۔ ھَمْزَة بھی غیبت کرنے والے کو کہتے ہیں اور لَمْزَة بھی بہت غیبت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ان دونوں میں عیب چینی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ ھَمْزَة بھی عیب چینی کو کہتے ہیں جو بکثرت لوگوں میں عیب نکالے اور پھر ان عیبوں کی تشہیر کرے اور لَمْزَة بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ ھَمْزَة میں ایک معنی ہیں فحشاء کو پھیلانا یعنی کسی کے متعلق بُری باتیں سننا اور پھر اس کو آگے خوب تشہیر دینا اور لَمْزَة میں بھی یہ معنی پائے جاتے ہیں ایک باریک فرق یہ ہے کہ بعض اہل لغت کے نزدیک ھَمْزَة پیٹھ پیچھے بُرائی کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے اور لَمْزَة منہ کے سامنے بُرائی کے لئے لیکن بعض اہل لغت اس میں بھی دونوں کو مشترک ہی قرار دیتے ہیں بلکہ ان معنوں کو الٹا کر معاملے کو مشکوک کر دیتے ہیں وہ کہتے ہیں: لَمْزَة پیٹھ پیچھے بُرائی کے لئے ہے اور ھَمْزَة سامنے بُرائی کے لئے ہے۔ بہر حال اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں معانی ان دونوں لفظوں میں موجود ہیں۔

جو باریک فرق ہے وہ یہ ہے کہ لَمْزَة میں ایک زائد معنی اشارے اور مخفی پروپیگنڈہ کا ہے یعنی آنکھ کے اشارے سے کسی دوسرے کی تضحیک کرنا یا اس کی کسی بُرائی کی طرف اشارہ کرنا یا تذلیل کرنا وہ لَمْزَة میں خاص طور پر یہ معنی پایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ مخفی پروپیگنڈہ بھی لَمْزَة میں آتا ہے یعنی کھلم کھلا عیب چینی کے علاوہ اگر مخفی پروپیگنڈہ کیا جائے تو وہ بھی لَمْزَة کے تابع ہے پھر ھَمْزَة میں ایک معنی بشدت توڑنے کا پایا جاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، کسی کو دھکا دے کر زمین پر پھینک دینا اور مضبوط تعلقات کے لئے بھی ان معنوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی توڑ دے اور قوموں کو متفرق کر دے یا گروہوں کو متفرق کر دے اس کے لئے بھی لفظ ھَمْزَة معنوی طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ ذلیل اور رسوا کر دینا، بے طاقت کر دینا، بے حیثیت کر دینا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، مخالفت کرنا، مخفی پروپیگنڈہ کرنا، ظاہری پروپیگنڈہ کرنا، فحشاء کو اور بُری باتوں کو پھیلانا، سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے الزام اور دونوں قسم کی فحشاء ھَمْزَة اور لَمْزَة میں داخل ہیں۔

یہ وہ برائیاں ہیں جب یہ اکٹھی ہو جاتی ہیں تو اس وقت ایک بہت ہی خوفناک

عذاب کے لئے انسان کو اب تیاری کرنی چاہیے۔ یہ وہ برائیاں ہیں کہ جب یہ قومی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں تو قرآن کریم یہ خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد ایسی قوموں کے لئے ایک بہت ہی دردناک عذاب مقدر ہے اور اس عذاب کا نقشہ اگلی آیات میں کھینچا گیا ہے۔“ (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، فروری ۱۹۸۳، جلد ۳ صفحہ ۶۶، ۶۷)

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کابیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزہ لینے کے لئے اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶، دسمبر ۲۰۰۳، جلد اول صفحہ ۵۶۹، ۵۷۰)

### باب ۵۱: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج: ۳۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی جھوٹی بات سے بچتے رہو

۶۰۵۷: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ۶۰۵۷: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد)  
 حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ ۶۰۵۸: ابن ابی ذیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سعید)  
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ۶۰۵۹: مقبری سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ ۶۰۶۰: حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے  
 يَدْعَ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلُ بِهِ وَالْجَهْلُ ۶۰۶۱: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا:





مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔“ (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۷۸)

أَفْهَمَنِي رَجُلٌ إِسْنَادًا: یہ جملہ راویان حدیث کی اس حزم و احتیاط کا آئینہ دار ہے جو روایات کے بیان میں انہوں نے اختیار کی۔ علامہ ابن حجرؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ احمد بن یونس نے جب یہ حدیث اپنے استاد ابن ابی ذئب سے سنی تو ان کے الفاظ سے اس روایت کی سند ان پر واضح نہیں ہوئی تھی۔ اس پر ایک شخص جو مجلس میں ان کے ساتھ ہی تھا، اس نے انہیں یہ سند سمجھادی۔ بعد ازاں جب احمد بن یونس اس حدیث کو بیان کرنے لگے تو انہوں نے اصل واقعہ سے آگاہ کیا اور یہ جائز نہیں سمجھا کہ وہ اس بیان کے بغیر اس کی سند کو ابن ابی ذئب کی طرف منسوب کریں۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲)

## باب ۵۲: مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

دورُنے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے

۶۰۵۸: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرَارِ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَوًّا بِوَجْهِهِ وَهَوًّا بِوَجْهِهِ.

۶۰۵۸: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعش نے ہم سے بیان کیا۔ ابو صالح نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے بدترین اُس کو پاؤ گے جو دو رخا ہے۔ جو ان کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور اُن کے پاس ایک منہ۔

اطرافہ: ۳۴۹، ۷۱۷۹۔

**تشریح:** مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ: دورُنے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں کہ ذوالوجہین شخص کا حال منافق کا حال ہی ہے کیونکہ وہ باطل اور جھوٹ کے ساتھ خوشامدی بننے ہوئے لوگوں میں فساد ڈالنے والا ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ وہ ہر فریق کے پاس اس طرح آتا ہے کہ انہیں راضی کر لے اور اُن پر ایسا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُن میں سے ہے اور اُن کے مخالفوں کے خلاف ہے۔ اُس کا یہ عمل نفاق اور خالصہ جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین آدمی تم اُس کو پاؤ گے جو ذوالوجہین ہو،

جس کے دو چہرے ہوں۔ سوسائٹی میں یہاں بیٹھتا ہے تو اور چہرہ بنا لیتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے تو اور چہرہ بنا لیتا ہے۔ اے کسی ایک جگہ جاتا ہے تو اُس کے دشمنوں کے خلاف باتیں شروع کر دیتا ہے۔ دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اُس سے پہلے کے خلاف باتیں شروع کر دیتا ہے، تو ایسے شخص ہیں جو سوسائٹی میں نفرتیں بُو تے اور بہت سی برائیوں کو پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ تو وہ شخص بڑا جھوٹا، منافق اور چغتل خور ہے۔ پس یہ تین بیماریاں اس عادت سے نکلتی ہیں۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، اگست ۱۹۹۲، جلد ۱۱ صفحہ ۵۶۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”صرف زبان سے اسلام اسلام کہنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ سچے دل سے انسان اس پر کار بند نہ ہو جاوے۔ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کی نسبت قرآن شریف میں لکھا ہے: وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمِنًا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَٰئِطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ (البقرة: ۱۵) یعنی جب وہ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب وہ دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے جن کو قرآن شریف میں منافق کہا گیا ہے۔ اس لئے جب تک کوئی شخص پورے طور پر قرآن مجید پر عمل نہیں کرتا تب تک وہ پورا پورا اسلام میں بھی داخل نہیں ہوتا۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۷۸، ۷۹، ۸۰)

نیز فرمایا:

”یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے گُفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرام کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہا کہ اس لیے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اُس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی

ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب اُن سے جدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے۔ پھر دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے۔ جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ تو اب دیکھو کہ صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے، دین کی ہتک ہوتی ہے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے، اگر مومن کی سی غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے۔ جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب نفاق سے خالی نہ ہوگا اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا حاصل ہوگی۔ ہمیشہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے بچاوے۔ جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلہ سے دور رہتا ہے، اس لیے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ اسفل سافلین رکھی ہے کیونکہ ان میں دورنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یک رنگی ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

### باب ۵۳: مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

جس نے اپنے ساتھی کو ایسی بات بتائی جو اس کے متعلق کہی جاتی ہو

۶۰۵۹: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابو وائل سے، ابو وائل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو انصار میں سے ایک شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی۔ (یہ سن کر) میں رسول اللہ

۶۰۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللَّهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهَذَا وَجَهَ اللَّهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَفْعَلُ الْبُخَارِيُّ إِذَا سَمِعَ بِمَنْ يَكْفُرُ بِأَيِّ شَيْءٍ مِنْ دِينِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهَهُ وَقَالَ رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى لَقَدْ أُودِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

بتایا۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم کرے۔ ان کو اس سے زیادہ ستایا گیا۔ انہوں نے صبر کیا۔

أطرافه: ۳۱۵۰، ۳۴۰۵، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۶۱۰۰، ۶۲۹۱، ۶۳۳۶۔

**تشریح:** مَنْ أَحْبَبَ صَاحِبَهُ يَمَّا يُقَالُ فِيهِ: جس نے اپنے ساتھی کو ایسی بات بتائی جو اس کے متعلق کہی جاتی ہو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک ایسا شخص ہے جو جماعت یا قوم کے خلاف کوئی سازش کرتا ہے یا بُری باتیں پھیلاتا ہے تو اس کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی شرارتوں سے ذمہ وار لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی کو پتہ لگے کہ زید بکر کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر وہ بکر کو نہیں بتاتا یا گورنمنٹ کو اس کی اطلاع نہیں دیتا تو گناہ کرتا ہے۔ یہ غیبت نہیں ہوگی اور اس کا بیان کرنا ضروری ہوگا۔ تو کسی بات کے بیان کرنے اور بتانے میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کے بیان کرنے میں نفع ہے یا نقصان۔ اگر اس سے کوئی اچھا نتیجہ نکلتا ہو، کسی بُرائی کا سدباب ہوتا ہو، کسی کو فائدہ پہنچتا ہو تو اس کا نہ بیان کرنا گناہ ہو گا جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے۔

مثلاً اگر کسی کو معلوم ہو کہ فلاں شخص مفید اور فائدہ رساں چیز کو بگاڑنے کی کوشش کر رہا ہے یا گورنمنٹ کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا ہے یا جماعت کے خلاف کسی شرارت سے کام لے رہا ہے یا کسی خاندان کو تباہ کرنے میں لگا ہوا ہے یا کسی فرد واحد کو نقصان پہنچانے لگا ہے تو اس کا چھپانا گناہ ہو گا اور اس کا ظاہر کرنا غیبت نہیں کہلائے گا بلکہ یہ جائز اور ضروری ہو گا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو جماعت کے خلاف سازش کرتے، بدگوئیاں کر کے جماعت کے انتظام کو بگاڑتے، خرابیاں بیان کر کے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں۔ ان کی باتیں سننے والا اگر خاموش رہے اور یہ سمجھے کہ میں نے ثواب کا

کام کیا ہے تو یہ صحیح نہیں۔ ایسی باتوں کے متعلق خاموش رہنا ثواب نہیں بلکہ گناہ ہو گا۔۔۔

پس اگر کوئی ایسی بات کو چھپاتا ہے جو جماعت کے خلاف ہے جماعت کے قائم مقام کے خلاف ہے تو وہ گناہ کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی کا عیب بلا وجہ بیان کرنا گناہ ہے اسی طرح اگر کوئی جرم کا ارتکاب کر رہا ہو تو اس کا چھپانا منع ہے۔ ایسے فعل چار قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) اگر کوئی حکومت یا امام کے خلاف شرارت کر رہا ہو تو اس کا چھپانا منع ہے۔

(۲) اگر کوئی ایسا فعل کر رہا ہو کہ اس کی ذات کو اس سے نقصان پہنچنے والا ہو مثلاً کوئی شخص زہر کھانے لگا ہو، اُس کو اگر کوئی شخص ایسا ہے جو روک سکتا ہے تو اُسے نہ بتانا گناہ ہے۔

(۳) یہ کہ ایک ایسا عیب ہے جس کے بیان نہ کرنے سے اس کی ذات کو نقصان پہنچتا ہو مثلاً کسی نے اس کا مال دبا لیا ہو اور وہ قاضی کے پاس عدالت میں جا کر اس بات کو بیان نہ کرے تو اُسے مال کس طرح مل سکے گا۔ تو ایسی باتوں کا بیان کرنا بھی جائز ہے۔ ہاں اگر بیان نہ کرے تو گناہ نہیں ہے یا مثلاً کسی نے اس کو مارا، اس کے لئے جائز ہے کہ عدالت میں جائے اور اس واقعہ کو بیان کرے لیکن اگر نہ جائے اور نہ بیان کرے تو یہ اس کے لئے ناجائز نہیں ہو گا۔

پہلی دو باتیں جو میں نے بیان کی ہیں اُن کا نہ بیان کرنا گناہ کرنا ہے اور بیان کرنا ثواب کا کام ہے لیکن یہ ایسی ہے کہ نہ بیان کرنا گناہ نہیں اور بیان کرنا جائز ہے۔ اس میں میں نے ایک شرط لگائی ہے اُس کو مد نظر رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس عیب کو بیان کرنا چاہیے جو اس کی ذات کے لئے فائدہ مند ہو یعنی جو عیب بیان کرے اسی میں اس کا فائدہ ہو۔ مثلاً کسی نے مارا ہے اور اس بات کو بیان کر کے بدلہ لینے میں اس کا فائدہ ہے لیکن اگر کسی نے تھپڑ مارا ہو اور اس کا جھوٹ بیان کرتا پھرے تو یہ ناجائز ہو گا۔ اس کا مجسٹریٹ کے پاس جا کر کہنا کہ فلاں نے مجھے تھپڑ مارا ہے، یہ تو جائز ہے لیکن اگر وہ جا کر یہ کہے کہ فلاں جھوٹ بولتا ہے یا اس کا کوئی

اور عیب بیان کرے تو یہ ناجائز ہے۔

(۴) یہ کہ ایسا عیب جس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو اس کا بیان کرنا بھی ضروری ہو گا لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب اس کی اپنی ذات کے متعلق ہو تو جائز ہو گا اور اُسے حق ہو گا کہ بیان کرے یا نہ کرے کیونکہ اپنی ذات کے متعلق عفو اور درگزر کرنے کا وہ حق رکھتا ہے لیکن دوسروں کے متعلق یہ حق نہیں رکھتا۔ اس لئے دوسروں کو اگر نقصان پہنچتا ہو تو اس کا بیان کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔

ان چار اصول کے ماتحت عیب بیان کرنا جائز ہو گا۔ انہی کے ماتحت یہ بھی جائز ہو گا کہ مثلاً کسی نے مشورہ کرنا ہے، ایک جگہ شادی کرنا چاہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں لڑکی میں کوئی عیب ہو تو بتاؤ۔ اس کے جواب میں اگر کوئی عیب بیان کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہو گا۔

اسی طرح سب باتیں ان چار قسموں میں داخل ہیں۔

مذہب، سیاست، حکومت کے خلاف کوئی بات ہو یا ایسی بات ہو کہ اس کی ذات کو اس سے نقصان پہنچتا ہو جیسا کہ زہر کی مثال سے میں نے سمجھایا ہے۔ ایسا ہی اعتقادات میں خرابی ہو۔ اگر اس کے متعلق نہ بتایا جائے گا تو اسے نقصان پہنچے گا۔ غرض جتنے عیوب بیان کرنے جائز ہیں وہ سب ان چاروں قسموں کے اندر آجائیں گے۔ لوگوں نے ان کی بہت سی قسمیں مقرر کی ہیں مگر اصل میں یہ چار ہی ہیں۔ ان کے اندر سارے آجاتے ہیں۔ ان سب کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ عیب بیان کرنے جائز ہیں جن سے کسی نہ کسی کو نقصان پہنچتا ہو۔ یہ بڑی قسم ہے، اس کے نیچے چاروں قسمیں آجائیں گی۔

پھر یاد رکھو وہی عیب بیان کرنا چاہیے جو حقیقی طور پر ہو اور جس کا تدارک کیا جا سکتا ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اس کا بیان کرنا ناجائز ہے یا بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بیان کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور نہ بیان کرنے سے نقصان یا بعض ایسے کہ جن کے بیان کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور نہ بیان کرنے سے نقصان نہیں ہوتا۔ حاکموں اور ذمہ دار لوگوں کے پاس عیب بیان کرنے پر قرآن نے اور رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور دیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی رکھا ہے کہ ایسے عیب کہ جن کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو یا جن کی وجہ سے کوئی نقصان نہ ہوتا ہو بلکہ ذاتی عیوب ہوں ان کو بیان نہیں کرنا چاہیئے۔ ان کے بیان کرنے سے خاص طور پر روکا گیا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے عیب میرے سامنے اس رنگ میں بیان نہ کرو کہ میرے دل میں ان سے نفرت پیدا ہو۔ یہی اچھا ہے کہ میں جب گھر سے نکلوں تو سب کی محبت میرے دل میں ہو۔ تو حاکم یا قاضی یا خلیفہ یا امام کے پاس کسی کے ذاتی عیب اس لئے بیان کرنے کہ اس کے دل میں نفرت پیدا ہو منع ہیں۔ صرف ایسے عیب بیان کرنے جائز ہوں گے کہ جن کی اصلاح کی طرف توجہ دی جاسکے یا ایسے کہ اگر نہ بیان کئے جائیں تو دوسروں کو نقصان پہنچے لیکن اگر یہ نہ ہو تو امام یا خلیفہ کے پاس ان کا بیان کرنا ناجائز ہوگا۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۰ء، جلد ۶ صفحہ ۵۳۰ تا ۵۳۳)

### باب ۵۴: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادِحِ

تعریف میں مبالغہ کرنا جو مکروہ ہے

۶۰۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَاءَ حَدَّثَنَا  
بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ  
أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعَ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا  
يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِبُهُ فِي الْمَدْحَةِ  
فَقَالَ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

۶۰۶۰: محمد بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ  
اسماعیل بن زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید  
بن عبد اللہ بن ابی بردہ سے، برید نے ابوردہ سے،  
ابوردہ نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی۔  
انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو  
سنا کہ وہ ایک دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے  
اور تعریف میں اس کے متعلق مبالغہ کر رہا ہے۔  
آپ نے فرمایا: تم نے ہلاک کر دیا یا (فرمایا): آدمی  
کی پیٹھ تم نے توڑ ڈالی۔

طرفہ: ۲۶۶۳۔

۶۰۶۱: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
۶۰۶۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ



شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد سے، خالد نے عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے، عبدالرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر افسوس! تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی۔ آپ بار بار یہی فرماتے رہے۔ اگر تم میں سے کسی نے ضرور ہی تعریف کرنی ہے تو یوں کہے: میں سمجھتا ہوں کہ ایسا ایسا ہے، اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ ایسا ہے۔ اللہ اس کا حساب جانے والا ہے اور اللہ کے نزدیک کسی کو پاک و صاف نہ ٹھہرائے۔

وہیب نے خالد سے روایت کرتے ہوئے (وَجِئِكَ كِي بَجَائِ) وَيَلِّكَ نَقْلَ كِيَاہے۔

عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَحَكَ فَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ يَقُولُهُ مِرَارًا إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَاللَّهُ حَسْبِيهِ وَلَا يُزَكِّي عَلَيَّ اللَّهُ أَحَدًا.

قَالَ وَهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَيَلِّكَ.

اطرافہ: ۶۶۶۲، ۶۶۶۲۔

**تشریح:** مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ: تعریف میں مبالغہ کرنا جو مکروہ ہے۔ لفظ التَّمَادُحِ مدح سے باب تفاعل کا صیغہ ہے یعنی مدح میں مبالغہ کرنا۔ اور التَّمَتُّحِ کے معنی ہیں تکلف سے یعنی جھوٹی اور بناوٹی تعریف کرنا۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۴) علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب لوگوں کی مبالغہ آمیز اور حد سے متجاوز مدح سرائی کے بارے میں ہے جو ناپسندیدہ ہے۔ یعنی کسی شخص کی تعریف میں مبالغہ سے کام لینا جبکہ وہ بات اُس میں موجود ہی نہ ہو اور اس کی وجہ سے وہ خود پسندی میں مبتلا ہو کر ایسا گمان کرنے لگ جائے کہ حقیقت میں وہ اس مقام پر ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم نے کسی کی ایسی خوبی بیان کی جو اُس میں ہے ہی نہیں تو تم نے اس آدمی کی پیٹھ توڑ دی، کیونکہ ایسی بات بسا اوقات خود پسندی، تکبر اور فضول کاموں کی طرف لے جاتی اور زیادت خیر و فضل (کی جستجو) چھڑوا دیتی ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۲)

سنن ابن ماجہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی اور مبالغہ آمیز تعریف سے بچو کیونکہ یہ تو ذبح کر دینا ہے۔<sup>۱</sup>

۱۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب المدح)

بلاشبہ تعریف کرنا ہمیشہ غلط نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات تو ضروری اور فائدہ مند بھی ثابت ہوتی ہے، اس لیے سچی اور جائز تعریف کرنا منع نہیں ہے۔ اگلا باب اسی امر کی وضاحت میں ہے۔ ہاں اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اَحْسِبْ كَذَا وَ كَذَا - وَحَسْبُكَ اللَّهُ (روایت نمبر ۶۰۶۱) کو ملحوظ رکھتے ہوئے محتاط الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا ایسا ہے اور اس کی حقیقت جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

### باب ۵۵: مَنْ أَتَنَى عَلَيَّ أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ

جس نے اپنے بھائی کی وہ تعریف کی جو وہ جانتا ہے

وَقَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ.

اور حضرت سعدؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ کسی کے لئے بھی جو زمین پر چلتا ہو یوں فرماتے ہوں کہ وہ جنتیوں میں سے ہے مگر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کے لئے۔

۶۰۶۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدٍ شَقِيهِ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ.

۶۰۶۲: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تہ بند کے متعلق ذکر کیا جو آپ نے کیا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا تہ بند ایک طرف سے گر پڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم ان میں سے نہیں ہو۔

أطرافه: ۳۶۶۵، ۵۷۸۳، ۵۷۸۴، ۵۷۹۱

**تشریح:** مَنْ أَتَنَى عَلَيَّ أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ: جس نے اپنے بھائی کی وہ تعریف کی جو وہ جانتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”جھوٹی تعریف نہیں کرنی چاہیے۔ اس کا تو کسی مومن کے لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر ہر شخص کی سچی تعریف کرنے کے امکانات ہیں..... اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے، کوئی ایک بھی اس میں سے ایسی نہیں جو خوبیوں سے عاری ہو اور ہر جنس

کے ہر فرد میں خواہ وہ اپنے کردار کی گراوٹ میں کہیں تک پہنچ چکا ہو پھر بھی کچھ خوبیاں رہتی ہیں۔ بعض چوروں اور بدکاروں میں بھی بعض ایسی بنیادی خوبیاں قائم رہتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں اُن کے لئے ہر وقت واپسی اور توبہ کا امکان روشن رہتا ہے۔ تو ہر شخص کی خوبیوں کے ذریعہ آپ کا اُس سے رابطہ ہونا چاہیے۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء، جلد ۱۰ صفحہ ۹۳۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ثناء کے اصل معنی دُہرانے کے ہوتے ہیں اور تعریف کو ثناء اس لئے کہتے ہیں کہ ذکر خیر لوگوں میں پھیل جاتا ہے اور لوگ وقتاً فوقتاً اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ (مفردات) یہ ظاہر ہے کہ ثناء میں ذاتی تجربہ سے زیادہ لوگوں میں ذکر خیر کے پھیلنے کی طرف اشارہ ہے..... مدح کا لفظ جھوٹی اور سچی دونو قسم کی تعریف کے لئے استعمال ہوتا ہے..... چنانچہ حدیث میں آتا ہے: اُحْسُوا فِي وُجُوهِ الْمَدَائِحِ مِنَ الثُّرَابِ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶) جھوٹی تعریف کرنے والوں کے مونہوں پر مٹی ڈالو۔ اسی طرح مدح اُن اعمال کے متعلق بھی ہو سکتی ہے جو بغیر اختیار کے ہوں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ الفاتحہ، زیر آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، جلد اول صفحہ ۱۸، ۱۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”سچی تعریف ہمیشہ دو طرح سے ہی ہو سکتی ہے، ایک علم کے ماتحت ہو اور دوسرے دل سے نکلتی ہو۔ سچی تعریف کیلئے یہ دو شرطیں ایک وقت میں ضروری ہیں۔ ممکن ہے ایک تعریف علم کے ماتحت ہو مگر دل سے نہ نکلے اور یہ بھی ممکن ہے ایک تعریف دل سے نکلے مگر علم کے ماتحت نہ ہو۔ ایک گاؤں میں چلے جاؤ کئی پارئیاں نظر آئیں گی، ایک دوسری کو قتل کرنے والی اور مال و اسباب لوٹنے والی۔ اُن میں سے ہر ایک مجلس میں بیٹھو وہ اپنے لیڈر کی تعریف کرتی ہوگی کہ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں، بڑے شریف ہیں اور بڑے نیک ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں جس نے دوست سے نیکی کی وہ نیک ہے۔ دشمن سے ظلم کو بھی وہ نیکی سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دشمن سے جتنا ظلم بھی کیا جائے وہ نیکی ہی ہے۔ ڈاکو، فاسق، فاجر اور بد معاش کی تعریف میں ان کی زبانیں خشک ہوتی ہیں۔ وہ تعریف دل سے تو کرتے ہیں مگر علم کے ماتحت نہیں کیونکہ وہ

جانتے ہی نہیں شرافت اور نیکی کیا ہے۔ دوسرا پہلو علم کا یہ ہے کہ بعض دفعہ انسان کو اس چیز کا پتہ ہی نہیں ہوتا وہ ایک چیز کو دیکھتا ہے کہ روشن اور خوبصورت ہے مگر اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ اپنی ذات میں زہر ہے۔ مثلاً ایک سانپ ہوتا ہے بچہ اُس پر ہاتھ پھیرتا اور سمجھتا ہے کہ کیسا نرم ہے مگر وہ اُسے ڈس لیتا ہے اُس کی ذات کے اندر جو برائیاں ہوتی ہیں ان کا اسے علم نہیں ہوتا۔ یہ علم کی کمی کی دوسری مثال ہے کہ انسان اس چیز کی حقیقت سے ہی ناواقف ہوتا ہے۔ سانپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں اور نرم جسم دیکھ کر بچہ خیال کرتا ہے کہ کیسا خوبصورت ہے مگر اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ ابھی اُسے مار دے گا۔ تو علم کی کمی کی وجہ سے یا علم کی غلطی کی وجہ سے لوگ تعریف کر دیتے ہیں۔ پھر کبھی تعریف علم کے ماتحت تو ہوتی ہے مگر دل سے نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص بھوکا ہے اُسے کئی روز کا فاقہ وہ دیکھتا ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے بھوکے کو کھانا کھلا رہا ہے، اب اس کی زبان تو کہتی ہے کہ کیسا نیک دل آدمی ہے مگر اس کا دل یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ کاش! مجھے بھی کھلاتا۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، اکتوبر ۱۹۳۶ء، جلد ۷ صفحہ ۶۹۰، ۶۹۱)

### باب ۵۶: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ  
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۗ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (النحل: ۹۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اللہ حکم دیتا ہے کہ تم عدل اور احسان کرو اور قریبوں کا سلسلوک کرو اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور ظلم سے روکتا ہے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو

اور اس کا یہ فرمانا: یعنی تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری  
اپنی ہی جانوں پر ہے اور فرمایا: یعنی پھر جس پر  
زیادتی کی گئی تو اللہ اس کی ضرور ہی مدد کرے گا۔  
اور فساد نہ بھڑکانا، مسلمان کے برخلاف یا کافر کے  
الشِّرِّ عَلَىٰ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ.

برخلاف۔

۶۰۶۳: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس آتے ہیں حالانکہ آتے نہ تھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی تھیں: تو ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کے متعلق بتا دیا ہے جس کے متعلق میں نے اس سے دریافت کیا تھا۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے سر ہانے۔ اور جو میرے پاؤں کے پاس تھا اس نے اس شخص سے جو میرے سر ہانے تھا پوچھا: اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ تو اس نے کہا: اسے جادو کیا گیا ہے۔ تو اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا؟ اس نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس میں؟ اس نے کہا: زکھجور کے خوشے کے غلاف میں، اس میں کنگھی اور کتان کے ریشے ہیں اور ذروان کنوئیں کے ایک پتھر کے تیلے رکھا ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے اور فرمایا: یہ وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے۔ جیسے اس کے کھجوروں کے درختوں کی چوٹیاں سانپوں کے پھن کی طرح ہیں اور جیسے اس کا پانی

۶۰۶۳: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُحْيِلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلِي لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالَ الرَّجُلُ قَالَ مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمٍ قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَّةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بئرِ ذُرْوَانَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ الْبئرُ الَّتِي أُرِيْتُهَا كَأَنَّ رُءُوسَ نَحْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَاءِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلَّا، تَعْنِي تَنْشَرَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِّيهُودَ.

مہندی کے پانی کی طرح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا اور وہ نکالا گیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں نہ کیا؟ یعنی آپ نے جادو کو کھلوایا کیوں نہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تو مجھے شفا دے دی ہے اور میں بھی اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں کے برخلاف شر کو بھڑکاؤں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں کہ لبید بن اعصم بنو زریق میں سے ایک شخص تھا جو یہودیوں کا حلیف تھا۔

أطرافه: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۵، ۷۵۶۶، ۶۳۹۱۔

**تشریح:** إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ: یعنی اللہ حکم دیتا ہے کہ تم عدل اور احسان کرو اور قریبیوں کا سا سلوک کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو آج کل کے نو تعلیم یافتہ پیش کرتے ہیں کہ ملاقات وغیرہ میں زبان سے چاپلوسی اور مداہنہ سے پیش آتے ہیں اور دلوں میں نفاق اور کینہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ اخلاق قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ دوسری قسم اخلاق کی یہ ہے کہ سچی ہمدردی کرے۔ دل میں نفاق نہ ہو اور چاپلوسی اور مداہنہ وغیرہ سے کام نہ لے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ (الحل: ۹۱) تو یہ کامل طریق ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۷۳)

نیز فرمایا:

”اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ ہے کہ باوجود رعایت عدل کے احسان کرو اور احسان سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم ایسے طور سے لوگوں سے مروت کرو کہ جیسے کہ گویا وہ تمہارے پیارے اور ذوالقرنیٰ ہیں۔ اب سوچنا چاہیے کہ

مراتب تین ہی ہیں۔ اول انسان عدل کرتا ہے یعنی حق کے مقابل حق کی درخواست کرتا ہے۔ پھر اگر اس سے بڑھے تو مرتبہ احسان ہے اور اگر اس سے بڑھے تو احسان کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے اور ایسی محبت سے لوگوں کی ہمدردی کرتا ہے جیسے ماں اپنے بچے کی ہمدردی کرتی ہے یعنی ایک طبعی جوش سے نہ کہ احسان کے ارادہ سے۔“

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۲۷)

تَرَكَ إِثَارَةَ الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ: معنوں تینوں آیات میں لفظ بَغِيٌّ مشترک ہے۔ اس کے معنی ظلم، جرم اور نافرمانی ہیں۔ ہر زیادتی اور حد سے بڑھ جانا بھی بَغِيٌّ یعنی بغاوت کہلاتا ہے۔ (أقرب الموارد - بغی)

علامہ ابن بطال نے معنوں آیات و حدیث کا باہمی تعلق بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بَغِيٌّ سے روکا ہے تو جان لو کہ اس کا نقصان باغی کو ہی ہوتا ہے اور جس پر زیادتی اور ظلم کیا جاتا ہے اُس کی تو مدد کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہوئی ہے۔ اور اُس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں پر اُس کا شکر اس طرح بھی ادا کرے کہ زیادتی کرنے والے سے عفو و درگزر کا سلوک رکھے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کرنے والے کو سزا دے کر اس کی مثال قائم فرمائی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۹) علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ ان آیات کو لا کر امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ شر کو پھیلانے سے رُکنا واجب ہے خواہ مقابل پر کوئی مسلمان ہو یا کافر۔ اور احسان کا لفظ بُر اسلوک کرنے والے سے احسان کرنے اور اُس کی بُرائی پر اُس سے بدلہ نہ لینے پر دلالت کرتا ہے۔ نیز تَرَكَ إِثَارَةَ الشَّرِّ کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان ہونا یہ تقاضا کرتا ہے کہ تمام لوگوں سے شر کو بچھا دیا جائے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۴)

### باب ۵۷: مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات ترک کرنے سے جو روکا جائے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ○ (الفلق: ۶)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہر حاسد کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پر ٹل جاتا ہے۔

۶۰۶۴: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ

۶۰۶۳: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ

وَالظَّنُّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا.

چھوڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ۔

أطرافه: ۵۱۴۳، ۶۰۶۶، ۶۷۲۴۔

۶۰۶۵: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کی ملاقات کو چھوڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ اور کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے۔

۶۰۶۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

طرفه: ۶۰۷۶۔

**تشریح:** مَا يُهْمِي عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ: آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات ترک کرنے سے جو روکا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا نے کسی بُری قوت کو ہمیں نہیں دیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی قوت بُری نہیں صرف اس کی بد استعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بُری چیز ہے۔ لیکن اگر ہم اس قوت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اس رشک کے رنگ میں آجاتی ہے جس کو عربی میں غِبْطَه کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھ کر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ خصلت اخلاقِ فاضلہ میں



سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاق ذمیمہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بد استعمالی یا افراط اور تفریط سے بد نما ہو جاتی ہیں اور موقعہ پر استعمال کرنے اور حد اعتدال پر لانے سے وہی اخلاق ذمیمہ اخلاق فاضلہ کہلاتے ہیں۔“ (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۶۷)

نیز فرمایا:

”اصل میں صفات کل نیک ہوتے ہیں۔ جب اُن کو بے موقعہ اور ناجائز طور پر استعمال کیا جاوے تو وہ بُرے ہو جاتے ہیں اور اُن کو گندہ کر دیا جاتا ہے لیکن جب اُن ہی صفات کو افراط تفریط سے بچا کر محل اور موقعہ پر استعمال کیا جاوے تو ثواب کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے: مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (الفلق: ۶) اور دوسری جگہ الشَّيْقُونِ الْأَوْثُونِ۔ اب سبقت لے جانا بھی تو ایک قسم کا حسد ہی ہے۔ سبقت لے جانے والا کب چاہتا ہے کہ اس سے اور کوئی آگے بڑھ جاوے۔ یہ صفت بچپن ہی سے انسان میں پائی جاتی ہے۔ اگر بچوں کو آگے بڑھنے کی خواہش نہ ہو تو وہ محنت نہیں کرتے اور کوشش کرنے والے کی استعداد بڑھ جاتی ہے۔ سابقون گویا حاسد ہی ہوتے ہیں لیکن اس جگہ حسد کا مادہ مصفیٰ ہو کر سابق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حاسد ہی بہشت میں سبقت لے جاویں گے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

وَلَا تَدَّابِرُوا: یعنی ایک دوسرے کی ملاقات کو نہ چھوڑو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”لڑائی جھگڑوں میں کئی کئی مہینے بلکہ سالوں ناراضگیاں چلتی ہیں۔ لیکن ایک مومن کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو صلح کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے، یعنی بول چال بند رکھے۔ بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے یہ باتیں سن کر کہ قریبی رشتہ دار آپس میں بعض دفعہ مہینوں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے اور جس بات پر لڑائی یا رنجش ہو وہ بالکل معمولی سی بات ہوتی ہے تو ایسے لوگوں کو ہمیشہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سامنے رکھنا چاہیے کہ اول تو لڑنا ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑائی ہو بھی گئی ہے، کوئی وجہ بن بھی گئی ہے تو تین دن

سے زیادہ حکم نہیں ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن سے بات نہ کرے۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ جھگڑالو ہو یعنی اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ پس ہر احمدی کو چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کا پسندیدہ بننے کی کوشش کرے، آپس کے جھگڑوں اور لڑائیوں اور فسادوں کو ختم کریں۔ مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ ایک طرف تو ایمان لانے کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف اپنے بھائی کے گناہ نہ بخشتا ہو۔ اس کی غلطیاں نہ معاف کر سکتا ہو۔ کیونکہ ایسے لوگ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ ترین شخص ہوں گے۔“<sup>۱</sup>

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، ستمبر ۲۰۰۳ء، جلد ۲ صفحہ ۶۷۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)

بَاب ۵۸ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ

إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا (الحجرات: ۱۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو

کیونکہ کوئی گمان گناہ بھی ہوتا ہے اور عیب نہ ٹٹولو

۶۰۶۶ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ : ۶۰۶۶ : عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ ابْنِ الزِّنَادِ سَ، کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو الزناد سے،  
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہ

۱۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وهو الد الخصام)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا.

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھنا اپنے آپ کو بدگمانی سے بچانا کیونکہ بدگمانی بہت ہی بڑا جھوٹ ہے۔ اور ٹوہ میں نہ لگے رہو اور نہ ہی عیبوں کو ڈھونڈو اور دکھ دینے کے لئے قیمتیں نہ بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی ملاقات چھوڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ۔

أطرافه: ۵۱۴۳، ۶۰۶۴، ۶۷۲۴۔

تشریح: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ: یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو۔ اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے: وَلَا تَجَسَّسُوا۔ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوء ظن کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت میں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا۔ اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے: وَلَا يَغْتَبَّ بَعْضُكُم بَعْضًا۔ غرض خوب یاد رکھو سوء ظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل ایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے اس میں داخل

نہیں ہو سکتا۔ پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہیے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے، اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لیے اول ضروری ہے کہ حتیٰ الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اُنس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بغض، حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

### بَاب ۵۹ : مَا يَجُوزُ مِنَ الظَّنِّ

گمان کیا ہوتا ہے

۶۰۶۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ حَدَّثَنَا  
الْلَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ  
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا  
وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا. قَالَ  
الْلَيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ.

۶۰۶۷: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ فلاں فلاں شخص ہمارے دین میں سے کچھ سمجھتے ہیں۔ لیث نے کہا: وہ منافقوں سے دو شخص تھے۔

طرفہ: ۶۰۶۸۔

۶۰۶۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ  
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهَذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ

۶۰۶۸: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے یہی حدیث ہمیں بتائی (اور اس میں ہے) کہ

۱۔ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں ”مَا يَكُونُ“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ حاشیہ صفحہ ۵۹۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور فرمایا: عائشہ! میں نہیں خیال کرتا کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے اس دین کو سمجھتے ہوں جس پر ہم ہیں۔

طرفہ: ۶۰۶۷۔

**تشریح:** مَا يَجُوزُ مِنَ الظَّنِّ: یعنی گمان کیا ہوتا ہے۔ الظَّنُّ کے معنی ہیں ایسا غالب خیال جس کے ساتھ اس کے خلاف کا احتمال موجود ہو۔ نیز یہ لفظ یقین اور شک کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ (اقرب الموارد - ظن) علامہ عینی نے لکھا ہے کہ نسفی اور کشمیری کی روایت کے مطابق اس باب کا عنوان مَا يَجُوزُ مِنَ الظَّنِّ ہے۔ یعنی گمان میں سے جو جائز ہے اس کے بیان میں یہ باب ہے۔ ان کے نزدیک یہ عنوان حدیث زیر باب سے زیادہ مناسب رکھتا ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر ظن گناہ نہیں ہے یہ درست ہے۔ بعض ظن جو درست ہوں، حقیقت پر مبنی ہوں وہ خدا کے نزدیک گناہ نہیں لیکن ظن کرنے کی عادت خطرناک ہے اور اس کے نتیجے میں ہرگز بعید نہیں کہ تم سے بڑے گناہ سرزد ہوں۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، نومبر ۱۹۹۴ء، جلد ۱۳ صفحہ ۸۶۸)

نیز فرمایا:

”یہ نہیں فرمایا کہ ظن بالکل نہ کرو کیونکہ استنباط ایک ظن کا حصہ ہے۔ بعض مواقع پر بعض علامتیں ظاہر ہوں تو ظن کے بغیر چارہ نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظنوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ اپنی زندگی کو ظنوں کے سپرد نہ کر دو گویا کہ تم ظنوں کے ہو کر رہ گئے ہو۔ توہمات، بے بنیاد باتیں سوچنا اور یہ نہیں فرمایا کہ ہر ظن گناہ ہے فرمایا: إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ بہت زیادہ ظن کی عادت ڈالو گے تو بعض ظن ایسے ہوں گے، بعض گمان ایسے ہوں گے جو گناہ بھی ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمارے محاورے میں حسن ظن اور سوائے ظن دو محاورے پائے جاتے ہیں۔ توجب فرمایا: اجْتَنِبُوا كَيْدَ مَنْ مِنَ الظَّنِّ تو مراد یہ ہے کہ سوائے ظن سے بچو اور یہ کہنے کی بجائے کہ سوائے ظن سے بچو جب یہ فرمایا کہ اکثر ظن نہ کیا کرو، تو مراد یہ ہے کہ عموماً ظن

کی عادت اچھی نہیں ہے۔ ایک بہت لطیف رنگ ہے یہ بات کو بیان کرنے کا۔ اور اگر آپ جدید رجحانات سائنس کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بہت ہی گہری سچائی ہے اس طرز بیان میں۔

جو لوگ ظن پر مائل ہوتے ہیں وہ شواہد کی تلاش چھوڑ دیتے ہیں اور جو لوگ شواہد کو فوقیت دیتے ہیں وہ ظن سے اکثر بچتے ہیں۔ مجبور ہو جائیں تو ظن کرتے ہیں ورنہ وہ شواہد کے پیچھے چلتے ہیں، شواہد کی جستجو میں رہتے ہیں۔ تو یہ بنیادی اصول ہے جو قوموں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے اگر وہ اس کی کنہ کو پا جائیں۔

سائنس نے تمام ترقی اس بات پر کی ہے کہ شواہد کی تلاش کی ہے اور اگر کوئی ظن پیدا بھی ہوا ہے تو اس کا نام وہ Hypothesis رکھتے ہیں اور ظن پیدا ہونے کے بعد اس پر انحصار نہیں کرتے بلکہ شواہد کی جستجو شروع کر دیتے ہیں اور جب شواہد، کسی حد تک گواہ مل جائیں کہ ہاں اس ظن کے صحیح ہونے کا امکان موجود ہے تو پھر اسے کہتے ہیں اس کا نام Theory یا نظریہ ہے۔ اور پھر بھی شواہد کی تلاش نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ اور بڑھتے ہیں اور وسیع نظر کرتے ہیں۔ ماضی کے شواہد بھی دیکھتے ہیں، حال کے شواہد بھی دیکھتے ہیں، مستقبل میں جو رخ اختیار کر سکتے ہیں تجارب، ان پر بھی نظر ڈالتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ ہر لحاظ سے ہر پہلو سے وہ نظریہ درست تھا اور اس کے بدلنے کا کوئی امکان نہیں تو اس کا نام Law رکھ دیا جاتا ہے، یہ سائنس کا قانون ہے۔ اگر اس کے برعکس ظن پر راضی رہنے والی قومیں ہوتیں جیسا کہ مشرق میں بد قسمتی سے یہ بیماری پائی جاتی ہے تو اپنے ظن کے مطابق وہ شواہد کو موڑنے کی کوشش کرتے اور جس طرح روحانی دنیا میں گناہ ہوتے ہیں مادی دنیا میں بھی گناہ ہوتے ہیں۔ مادی دنیا میں بھی بعض ظن، سوء بن جاتے ہیں۔

چنانچہ جتنا کیمیا گروں نے مشرق کی دولتوں کو لٹایا ہے اور خاک کے سوا ان کے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔ یہ سارا اسی گناہ کی پاداش ہے کہ وہ ظن میں مبتلا ہوئے، کئیوں مِّنَ الظَّنِّ کے عادی ہو گئے اور بعض ظن جو غلط تھے ان کو درست کرنے کی بجائے ان کی پاداش انہوں نے دیکھی اور قوموں کو بلندی سے منزل کی راہ پر اتار دیا۔ تو



سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: میری امت میں سے ہر ایک کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان کو نہیں جو کھلم کھلا گناہ کریں اور یہ بھی بے حیائی ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرے اور پھر صبح کو ایسی حالت میں اٹھے کہ اللہ نے اس پر پردہ پوشی کی ہوئی ہے۔ تو پھر وہ یہ کہے کہ میں نے گزشتہ رات یہ یہ کیا۔ حالانکہ رات اس نے ایسی حالت میں گزاری کہ اس کا رب اس کی پردہ پوشی کئے رہا اور وہ صبح کو اٹھتا ہے اپنے سے اللہ کے پردے کو کھول دیتا ہے۔

۶۰۷۰: مسدود نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے صفوان بن محرز سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کیا فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا: تم میں سے ایک اپنے رب کے اتنا قریب ہو جائے گا کہ وہ اپنا پہلو اس پر جھکا دے گا اور فرمائے گا تم نے ایسا اور ایسا کیا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ وہ فرمائے گا: تم نے ایسا ایسا کیا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ پھر اسی طرح اس سے اقرار کرائے گا اور اس کے بعد فرمائے گا: میں نے دنیا میں تم پر پردہ پوشی کی اور میں آج بھی تمہارے گناہوں پر پردہ پوشی کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیتا ہوں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ أُمَّتِي مُعَافَى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهِرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَيَقُولُ يَا فَلَانَ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ.

۶۰۷۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرَزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى قَالَ يَدْنُو أَحَدَكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنْفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقْرِضُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ.



تشریح: سَتَرُ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ: مومن کا اپنی پردہ پوشی کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سچ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر جگہ اپنی برائیوں کو آپ خود اُچھالتے تھے۔ یہ بھی گناہ ہے۔ مگر قول سدید کے تعلق سے جہاں سودے ہو رہے ہوں، جہاں رشتے طے ہو رہے ہوں، وہاں ضرور آپ پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ اس کمزوری کو ضرور ظاہر کریں جس کمزوری کے علم کے بعد فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس نے آپ سے سودا کرنا ہے کہ نہیں کرنا۔ اسی لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر وہ لعنت ڈالی جو گندم کی ڈھیری کے اوپر خشک گندم رکھ دیتا ہو اندر سے گیلی ہو۔<sup>۱</sup>..... جہاں سودے ہوں وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ خود اپنے اندر کے دانے نکال کر دکھاؤ اور یہ بات معیوب نہیں بلکہ آپ کو پسند ہے لیکن عام حالات میں اگر انسان ان باتوں کو ظاہر کرے جن پر خدا تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی ہو اور ایسے لوگوں پر ظاہر کرے جن پر ظاہر کرنا اس کے لئے فرض نہیں ہے، یہ نیکی نہیں بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔ اتنا حسین امتزاج ہے مختلف توازن کا، مختلف پہلوؤں کا کہ اسلام کی تعلیم میں بہت ہی حسین توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایک طرف یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب بیاہ شادی کے موقع ہوں یا تجارت کے مواقع ہوں، وہاں خود متعلقہ کمزوری کو نکال کر باہر پیش کیا کرو اور یہ سچائی ہے، وہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے ”کہ میں نے خود آنحضورؐ کو فرماتے سنا کہ میری یہ ساری اُمت قابل بخشش ہے سوائے اُن کے جو مجاہد ہے اور ہر بات کو اپنی ہر بدی سے ظاہر کرنے والے اور ستاری نہ کرنے والے ہیں۔ یہ بات ستاری نہ کرنے کے مترادف ہے کہ انسان رات کو کوئی کام کرے اور پھر صبح ہونے پر پھر دوسروں کو بتاتا پھرے۔“<sup>۲</sup> پس وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں اور خود اپنے گناہوں

۱ (ابن ماجہ، کتاب التجارات، حدیث نمبر: ۲۲۱۵)

۲ (صحيح البخارى، کتاب الادب، حدیث نمبر: ۵۶۰۸)

سے پردے اٹھاتے ہیں اُن کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ڈالی ہے، اُن کو خطرناک مجرم قرار دیا ہے۔ پس ان دو باتوں کو ملا کر غلط نتیجہ نہ نکالیں۔ جب میاں بیوی کی شادیاں ہو جائیں اس کے بعد میاں کا یا بیوی کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ پرانی باتیں جن پر خدا تعالیٰ نے پردے ڈالے ہوئے ہیں اُن کو ایک دوسرے پر کھولیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے جس کے متعلق یہ خطرہ ہے کہ وہ بعد میں ظاہر ہوگی اور پھر تعلقات تلخ ہونگے، اس لئے عقل کا تقاضا یہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی یہی کہتی ہے کہ پہلے ہی بات کھول دو لیکن بعض ایسے جہلاء ہیں جو اپنی اچھی بھلی شادی کو بالکل اپنے ہاتھوں سے برباد کر دیتے ہیں۔..... اپنی بعض ایسی کمزوریوں کو پیش کرنا جن کے متعلق یہ خیال ہو کہ اگر براہ راست علم ہو تو سخت نقصان پہنچے گا، یہ تقویٰ کے خلاف نہیں بلکہ تقویٰ کے عین مطابق ہے۔ لیکن اگر خدا نے پردے ڈھانپے ہوں تو کئی بدیاں ہیں جو چھپی ہوئی غیروں کے سامنے نہیں ہیں تو اُن کی تشہیر کرنا تو بہت ہی پرلے درجے کی حماقت ہے بلکہ خودکشی ہے..... میاں بیوی کے تعلقات میں ایسی باتیں بے وجہ کھولنا جو ماضی کا حصہ بن چکیں دفن ہوگئی، یہ نیکی نہیں بلکہ بے وقوفی ہے لیکن بعض دفعہ یہی چیزیں جو ہیں جو معاشرے میں عام گند بن کر پھیل جاتی ہیں اور غالباً یہی بڑی حکمت ہے جس کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہر کو نہایت ہی ظالم اور گناہ گار قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے بدیوں سے شرم نہیں کرتا وہی ہے جو باہر بیٹھ کر یہ باتیں کرتا ہے اور بظاہر سچ بول رہا ہے لیکن ایسا سچ ہے جو خدا کے نزدیک جھوٹ سے بھی بدتر ہے۔ اس میں دو گناہ ہیں، ایک یہ گناہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے کو خود اپنے ہاتھوں سے چاک کر رہا ہے اور دوسرا گناہ یہ ہے کہ ایسی باتوں سے معاشرہ گندہ ہوتا ہے۔ وہ نوجوان جن کی مجالس میں یہ باتیں ہوں کہ رات ہم نے یہ گناہ کیا، رات یہ بد معاشیاں کیں، فلاں جگہ ہم نے یوں کیا، وہ ایک تو بے حیائی کے اور خدا کی ستاری کے پردہ چاک کرنے کے مرتکب تو ہیں ہی لیکن وہ نسبتاً کم گناہ گار جن کی مجلس میں بیٹھے ہوتے ہیں اُن کے دلوں میں گناہ کے

ولولے بھر دیتے ہیں، بڑے اُن کے دلوں میں جوش پیدا ہوتے ہیں، بڑی اُممگلیں پیدا ہوتی ہیں کہ اچھا ہم بھی یہی کر کے دیکھیں گے۔  
پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین عطا ہوا ہے نہایت ہی متوازن ہے اور اس کی ایک بات میں بڑی گہری حکمت ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا احسان فرمایا۔ جب ایک طرف قول سدید کا حکم ہے، دوسری طرف مجاہد کے مضمون کو خوب کھول کر سامنے پیش کر دیا، دیکھو مجاہد نہ بنا۔ اس سے تم بھی گناہ گار ہو گے، خدا کے ناشکرے بنو گے اور سوسائٹی میں فحشاء پھیلا دو گے۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، اگست ۱۹۹۲ء، جلد ۱۱ صفحہ ۷۵۳ تا ۵۳۹)

## باب ۶۱: الْكِبْرُ

تکبر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ثَانِي عِظْفِهِ (الحج: ۱۰) اور مجاہد نے کہا: ثَانِي عِظْفِهِ سے مراد ہے اپنے  
مُسْتَكْبِرٌ فِي نَفْسِهِ. عِظْفُهُ رَقَبَتُهُ. آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے۔ عِظْفُهُ کے معنی ہیں اپنی  
گردن۔

۶۰۷۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَعْبُدُ بْنُ خَالِدِ الْقَيْسِيِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبِ الْخَزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَّعِيفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلِّ عَتَلٍ جَوَاطِ مُسْتَكْبِرٍ.

۶۰۷۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ معبد بن خالد قیسی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت حارثہ بن وہب خزاعی سے، حضرت حارثہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جو عاجزی سے زندگی بسر کرتا ہے، وہ جو اگر اللہ کو بھی قسم دے تو اس کی قسم کو ضرور ہی پورا کرے۔ کیا میں تمہیں دوزخی نہ بتاؤں؟ ہر ایک اگھڑ، بد خلق، مغرور۔

اطرافہ: ۴۹۱۸، ۶۶۵۷۔

۶۰۷۲: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى اور محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ ہشیم نے ہم سے

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ  
 حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ  
 الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ.  
 بیان کیا کہ حمید طویل نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس  
 بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا، کہا: اہل مدینہ کی  
 لونڈیوں میں سے ایک لونڈی بھی (اپنی حاجات  
 کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ  
 کر آپؐ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔

**تشریح:** التَّكْبِيرُ: تکبر۔ التَّكْبِيرُ کے معنی بڑائی اور عظمت کے ہیں۔ لسان العرب میں ہے کہ لفظ التَّكْبِيرُ تَاءً  
 ذَاتِ اَوْرُوْدِ وَجُوْدِ كَمَالِ كَا مَفْهُومٌ دِيْنًا هُوَ اَوْرُ اللّٰه تَعَالٰی كَ سَوَ اَكْسٰی كُوْ هِی اَس لَفْظٌ سَ مَتَصِفٌ نَهِيْ  
 كَمَا جَاسَلَكَا۔ (لسان العرب - کبر) امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ کبر، تکبر اور استکبار قریب المعنی الفاظ ہیں۔ کِبْرٌ اُس  
 حَالَتٍ كُوْ كَقِيْتِ هِيْ كَه اِنْسَانٍ خُوْدٍ پِنْدِيْ مِيْنِ مِتْلَا هُو كَر كَسِي صِفَتٍ كُو اِنْفِ سَا تَه مَخْصُوْصٌ سَجَّه لَ اَوْرِيْ هَ كَه وَه اِنْفِ اِنْفِ  
 كُو دُو سُرُوْ سَ مَمْتَا زِ اَوْرِ بَرَا خِيَالِ كَرْنِ لَ كَ جَا ئَ۔ اور سب سے بڑا تکبر اللہ تعالیٰ سے متعلق یعنی قبولِ حق سے انکار  
 اور عبادت سے انحراف کرنا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن - کبر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا  
 ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا  
 سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ  
 اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے  
 کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو  
 آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔“

صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاقِ رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ  
 نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں  
 رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔  
 بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر  
 ہوتا ہے۔ اس لیے تکبر کی باریک درباریکہ قسموں سے بچنا چاہیے۔ بعض وقت یہ  
 تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولت مند تکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا

ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے، سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیدانی تھی، اسے پیاس لگی۔ وہ دوسرے کے گھر میں جا کر کہنے لگی کہ اُمّتی تو پانی تو پلا مگر پیالہ کو دھولینا کیونکہ تم اُمّتی ہو اور میں سیدانی اور آل رسول ہوں۔

بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۶۱۳، ۶۱۴)

## باب ۶۲: الہجرۃ

ملاقات ترک کرنا

وَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللَّهِ لَتَنْتَهَيْنَّ عَائِشَةَ أَوْ لَأُخْجِرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ

۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عوف بن مالک بن طفیل جو کہ حارث کے بیٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ کے ان کی ماں کی طرف سے بھتیجے ہیں، نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ کو بتایا گیا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے کسی خرید و فروخت یا عطیہ کے متعلق جو حضرت عائشہؓ نے عطا کیا تھا، کہا: اللہ کی قسم! حضرت عائشہؓ کو رکنا ہو گا ورنہ میں

جائیداد وغیرہ میں ان کے ہر ایک تصرف کو روک دوں گا۔ (یہ سن کر) حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا اُس نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اللہ کے لئے میرے واسطے اب یہ نذر ہے کہ میں ابن زبیرؓ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ جب یہ قطع تعلق لمبی ہوگئی تو ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس سفارش کروائی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے متعلق کوئی سفارش ہرگز قبول نہیں کروں گی اور نہ ہی میں اپنی نذر توڑوں گی، جب اس بات نے اتنا طول کھینچا کہ ابن زبیرؓ کو دو بھر معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہؓ اور حضرت عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوثؓ سے بات کی، اور وہ دونوں بنو زہرہ میں سے تھے اور ان سے کہا: میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ضرور مجھے حضرت عائشہؓ کے پاس لے جاؤ کیونکہ اُن کے لئے جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع تعلق کی نذر مانیں۔ چنانچہ حضرت مسورؓ اور حضرت عبد الرحمنؓ اپنی چادریں لپیٹے ہوئے ابن زبیرؓ کو ساتھ لئے آئے اور حضرت عائشہؓ کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ان دونوں نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ کیا ہم اندر آئیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آجاؤ۔ انہوں نے کہا: ہم سب ہی؟ انہوں نے کہا: ہاں تم سب ہی آجاؤ۔ اور وہ نہیں جانتی تھیں کہ ان دونوں کے

أَهُوَ قَالَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ قَالَتْ هُوَ لِلَّهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أَكَلِمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَلَّتِ الْهَجْرَةَ فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ لَا أَشْفَعُ فِيهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنُّتُ إِلَيَّ نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشِدُكُمَا بِاللَّهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَّتَيْهِمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَّا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنْدَخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوا قَالُوا كُنَّا قَالَتْ نَعَمْ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَأَعْتَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمْتَهُ وَقَبِلْتُ مِنْهُ

وَيَقُولَانِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهَجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكَرَةِ وَالتَّخْرِيجِ طَفِقَتْ تَذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي وَتَقُولُ إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذَكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا حِمَارَهَا.

اطرافہ: ۳۵۰۳، ۳۵۰۵۔

۶۰۷۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ

ساتھ ابن زبیرؓ ہیں۔ جب وہ اندر آئے تو ابن زبیرؓ بھی پردہ کے اندر آگئے اور جا کر حضرت عائشہؓ سے لپٹ گئے اور لگے ان کو قسمیں دینے اور رونے۔ اور حضرت مسوڑ اور حضرت عبد الرحمنؓ بھی ان کو قسمیں دیتے تھے کہ آپؓ ضرور اس سے بات کریں اور اس کی معذرت قبول کریں اور وہ دونوں کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے جو قطع تعلق سے منع فرمایا وہ آپؓ جانتی ہی ہیں۔ کیونکہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کو بہت کچھ حدیثیں یاد دلائیں اور مجبور کیا تو انہوں نے بھی ان کو نصیحت کرنی شروع کی اور رونے لگیں اور کہنے لگیں: میں نے نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ مشکل ہوتا ہے۔ وہ دونوں ان سے کہتے سنتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیرؓ سے بات کی اور اپنی اس نذر میں چالیس غلام آزاد کئے۔ اس کے بعد اپنی اس نذر کو یاد کرتیں اور اتنا روتیں کہ ان کے آنسو ان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔

۶۰۷۶: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ

اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ  
أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

ایک دوسرے کی ملاقات ترک کرو اور بھائی بھائی  
ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ اور کسی مسلمان کے  
لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے  
زیادہ چھوڑے رکھے۔

طرفہ: ۶۰۶۵۔

۶۰۷۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ  
عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ  
الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ  
يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ  
فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا  
الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

۶۰۷۷: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا  
کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب  
سے، ابن شہاب نے عطاء بن یزید لئی سے، عطاء  
نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کی کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو  
جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ  
چھوڑے رکھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ملیں  
تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور  
دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

طرفہ: ۶۲۳۷۔

تشریح: الْهَجْرَةُ: یعنی ملاقات ترک کرنا۔ علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب قطع تعلقی کی مذمت کے  
بارے میں ہے۔ الْهَجْرَةُ کے معنی ہیں اپنے مؤمن بھائی سے آمانسا مانا ہونے کے وقت کلام نہ  
کرنا اور اکٹھے ہونے پر ایک دوسرے سے اعراض کرنا۔ یہاں وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جانا مراد نہیں ہے۔  
(عمدة القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۱۴۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”کہہ دیتے ہیں کہ فلاں سے ہماری بول چال اس لئے بند ہے یا قطع تعلقی اس لئے  
کی ہوئی ہے کہ فلاں وقت اس نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی اور باوجود کوشش کے  
ہماری صلح نہیں ہوئی اور یہ نہیں ہوا اور وہ نہیں ہوا، شکوے اور شکایتیں ہوتی ہیں تو  
اب میں نے بھی یہ عہد کر لیا ہے کہ میں اس سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ تو یہ غلط  
قسمیں ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حکم تو یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی  
سے قطع تعلقی نہ کرو۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، فروری ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)



حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہر بات جو ناپسند ہے اُس پر لڑائی شروع کر دینا معاملہ کو بلاوجہ طول دینا اور تفرقہ و شقاق کی صورت پیدا کر کے مقاطعہ تک نوبت پہنچانا اور بول چال بند کر دینا ہرگز ایک مومن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اگر ہر شخص کو اس امر کی اجازت دی جائے کہ وہ جس سے چاہے بول چال بند کر دے جس سے چاہے تفرقہ اختیار کر لے تو قوم کی ٹوٹے ٹوٹے کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہ جاتی... اس فعل کو قومی جرم قرار دیا جائے اور انہیں نصیحت کی جائے کہ مقاطعہ کرنا یا بول چال بند کر دینا جائز نہیں ہے۔“

(انوار العلوم، خدام الاحمدیہ کے لیے تین اہم باتیں، جلد ۱ صفحہ ۳۹۳)

### باب ۶۳: مَا يَجُوزُ مِنَ الْهَجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

جس نے معصیت کی ہو اس کی ملاقات کو ترک کرنا جو جائز ہے

وَقَالَ كَعْبٌ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِينَ لَيْلَةً.

اور حضرت کعبؓ نے جبکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، کہا: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے روک دیا اور انہوں نے پچاس راتوں کا ذکر کیا۔

۶۰۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكَ وَرِضَاكَ قَالَتْ قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّكَ إِذَا كُنْتَ رَاضِيَةً قُلْتَ بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتَ سَاخِطَةً قُلْتَ لَا

۶۰۷۸: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو پہچان لیتا ہوں۔ کہتی تھیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ یہ کیوں نکر پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: کیوں نہیں، محمد کے رب

وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلٌ، لَا  
 اِبْرَاهِيمَ كَرَبِّ كِي قَسْم۔ اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں،  
 اِبْرَاهِيمَ كَرَبِّ كِي قَسْم۔ کہتی تھیں: میں نے کہا:  
 ہاں، میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

طرفہ: ۵۲۲۸۔

**تشریح:** مَا يَجُوزُ مِنَ الْهَجْرَانِ لِمَنْ عَصَى: جس نے معصیت کی ہو اس کی ملاقات کو ترک کرنا جو جائز ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لوگ کہتے ہیں کہ اپنی قوم کے نظام کے لیے بھی کسی سے کلام کرنے کو روکنا جائز نہیں۔ حالانکہ اگر اپنی قوم کا نظام قائم رکھنے کے لیے کسی سے کلام کرنے کو روکنا جائز نہیں تو سب سے پہلے مجرم حضرت موسیٰؑ ہیں جنہوں نے سامری کو حکم دے دیا کہ تُو جب بھی بنی اسرائیل کے پاس سے گزرے تو یہ کہا کر کہ موسیٰؑ کے حکم کے مطابق میرے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ قومی نظام کے مطابق قطع تعلق ایمان کے مظاہرہ کا نام ہے اور اسے مقاطعہ نہیں کہا جاسکتا۔ اگر یہ مقاطعہ ہے تو چاہیے کہ ہر مسلمان اپنے بچوں کو پنڈتوں کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجا کرے تاکہ وہ وید کی باتیں سیکھیں یا عیسائی پادریوں کے پاس بھیجا کرے تاکہ وہ ان سے انجیل کی باتیں سیکھیں۔ سارے پاکستان اور مصر میں شور مچا ہوا ہے کہ عیسائی سکولوں میں استادوں کو انجیل پڑھانے کی اجازت نہ ہو ورنہ ایسے سکولوں میں مسلمان بچوں کو داخل کرنے سے منع کر دیا جائے۔ اگر جوش ایمان کے ماتحت ان لوگوں سے جو ظاہر میں قوم کے ساتھ شامل ہو کر فریب کرتے ہیں کسی قوم کا اپنی مرضی سے انقطاع کرنا جائز ہے تو پھر تو کوئی قوم اپنے ایمان کی حفاظت کر ہی نہیں سکتی۔ اگر کسی کے باپ کو کوئی گالی دیتا ہے تو وہ اس سے کلام نہیں کرتا۔ کیا اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ مقاطعہ کر رہا ہے یا یہ کہا جاتا ہے کہ وہ غیرت کا ثبوت دیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی گروہ میں شامل ہو کر اس گروہ کے عقائد کی خلاف آہستہ آہستہ اس کے نوجوانوں کو ورغلائے اور والدین اپنے بچوں کو اس سے ملنے سے روکیں تو یہ بھی بائیکاٹ نہیں غیرت ایمانی ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ ظا، زیر آیت اَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ، جلد ۵ صفحہ ۳۶۲)

نیز فرمایا:

”یہ جو مقاطعہ کیا جاتا ہے اور لوگوں کو ملنے سے روکا جاتا ہے، یہ ایسے ہی مقامات پر کیا جاتا ہے جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ اس شخص نے جماعت کے خلاف خفیہ کارروائیاں کیں۔ پس جو لوگ خفیہ کارروائیاں کرتے ہیں اور ان کے کاموں میں سازش کا دخل ہوتا ہے ان سے قطع تعلق کا حکم دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جس کا فعل انفرادی حیثیت رکھتا ہو اُس کے متعلق سلسلہ کبھی ایسا حکم نہیں دیتا۔ غرض قطع تعلق کا اعلان انہی لوگوں کے متعلق کیا جاتا ہے جن کے فعل میں سازش پائی جاتی ہو اور یہ ثابت ہو کہ وہ خفیہ طور پر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر جماعت میں فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ۱۹۲۳ء میں بعض لوگوں کے بہائی ہونے پر ہم نے اُن کے ساتھ تعلقات قطع کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ اُن کے متعلق یہ ثابت ہو گیا تھا کہ وہ ظاہر میں ہمارے ہم خیال تھے مگر اندر اندر لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے تھے۔ چنانچہ دو تین آدمی انہوں نے اپنے ساتھ ملا بھی لئے تھے۔ اسی طرح ہماری اور سزاؤں میں بھی فرق ہے۔ مثلاً بعض کو جماعت سے خارج نہیں کیا جاتا صرف اُن سے مقاطعہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسے درد صاحب جب لندن گئے اور اُس موقع پر بعض لڑکوں نے خلاف شریعت حرکات کیں تو اُن سے بولنا منع کر دیا گیا تھا مگر انہیں جماعت سے خارج نہیں کیا گیا اور اس قسم کا مقاطعہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جن کا وَ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا (التوبة: ۱۱۹) میں ذکر کیا گیا ہے اُن سے بولنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔ غرض نہ بولنے کی سزا اخراج از جماعت سے لازم ملزوم نہیں۔ یہ اُسی وقت سزا دی جاتی ہے جب اختلاف کی تہہ میں خفیہ سازشیں کام کر رہی ہوں۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ جولائی ۱۹۳۷ء، جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۱)

نیز فرمایا:

”صرف تین آدمی جو سینکڑوں کے لشکر میں سے پیچھے رہ گئے تھے ان کو سخت ملامت کی اور ان میں سے ایک کا بایکاٹ کر دیا حالانکہ جب رومی لشکر تھا ہی نہیں تو تین چھوڑ کر تین ہزار آدمی بھی نہ جاتا تو اسلام کا کیا نقصان تھا۔ قرآن کو تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ

یہ پیچھے رہنے والے بڑے عقلمند تھے اور جو لوگ اپنی فضیلتیں تباہ کر کے گرمی میں محمد رسول اللہ کے ساتھ گئے وہ بڑے احمق تھے۔ اس واقعہ میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ واقعہ خواہ کچھ بھی نہ ہو اگر مسلمان کو پتہ لگ جائے کہ منافق دین کے لئے کوئی خطرہ ظاہر کر رہے ہیں تو ساری امت مسلمہ کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیے اور جو کوئی اس میں سستی کرے گا وہ مسلمانوں میں سے نہیں سمجھا جائے گا اور مسلمانوں کو اس سے مقاطعہ کرنا ہوگا۔ اب تبوک کے واقعہ کو دیکھو جو قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ بیان ہے اور دیکھو کہ... جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اتنی چھوٹی سی بات کو اتنا کیوں بڑھایا جا رہا ہے اور کیا ان کے ساتھ بولنا چلانا احمدیوں کے لئے جائز ہے۔ اگر وہ احمدی کہلا سکتے ہیں اور ان کے ساتھ بولنا چلانا جائز ہے تو پھر قرآن اور محمد رسول اللہ نے تبوک کے موقع پر غلطی کی ہے جس وقت کہ معاملہ چھوٹا ہی نہیں تھا بلکہ تھا ہی نہیں اور پھر وہ لوگ بتائیں کہ حضرت عثمانؓ کے وقت میں شرارت کرنے والے لوگوں کو حقیر قرار دینے والے لوگ کیا بعد میں اسلام کو جوڑ سکے۔ اگر وہ اس وقت منافقوں کا مقابلہ کرتے تو نہ ان کا کوئی نقصان تھا نہ اسلام کا کوئی نقصان تھا مگر اس وقت کی غفلت نے اسلام کو بھی تباہ کر دیا اور اتحادِ اسلام کو بھی برباد کر دیا۔“

(انوار العلوم، منافقین کے تازہ فتنہ کے متعلق بیانات و اعلانات، جلد ۲۵ صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹)

### باب ۶۴: هَلْ يَزُورُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

کیا اپنے ساتھی سے ملنے ہر روز (ایک دفعہ) جائے یا صبح کو بھی اور شام کو بھی

۶۰۷۹: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ

۶۰۷۹: ابراہیم بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے روایت کی۔ اور لیث نے کہا: عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے کہا: عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے

کہا: جب سے میں نے اپنے ماں باپ کے متعلق ہوش سنبھالی ہے یہی جانتی ہوں کہ وہ اسی دین کے پابند تھے اور کوئی دن بھی اُن پر نہ گزرتا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دن کے دونوں وقت صبح اور شام نہ آتے ہوں۔ ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت ہم حضرت ابو بکرؓ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرہے ہیں۔ آپ ایسے وقت میں آئے کہ آپ اس میں ہمارے پاس نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اس کی وجہ کوئی خاص بات ہے جو پیش آئی ہے جو اس گھڑی میں ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے (یہاں سے) نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

أطرافه: ۴۷۶، ۲۱۳۸، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵، ۴۰۹۳، ۵۸۰۷۔

### باب ۶۵: الزِّيَارَةُ

ملاقات کے لئے جانا

اور جو لوگوں کو ملنے جائے پھر ان کے ہاں کھانا کھائے۔ اور حضرت سلمان (فارسی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابودرداءؓ سے ملنے گئے اور انہوں نے ان کے ہاں کھانا کھایا۔

وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ. وَزَارَ سَلْمَانَ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ.

۶۰۸۰: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوہاب (ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد

۶۰۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ

حذاء سے، خالد نے انس بن سیرین سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک خاندان کو ملنے گئے اور آپ نے ان کے ہاں کھانا کھایا۔ جب آپ نے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اس گھر میں ایک جگہ کے متعلق حکم دیا تو آپ کے لیے ایک چٹائی کو پانی ڈال کر صاف کیا گیا۔ پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعا کی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتِ مَنْ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عَنْدهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُخْرَجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنَضَحَ لَهُ عَلَى بَسَاطٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

اطرافہ: ۶۷۰، ۱۱۷۹-

### باب ۶۶: مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ

جس نے نمائندوں کے ملنے کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا

۶۰۸۱: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الصمد (بن عبد الوارث) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہا: یحییٰ بن ابی اسحاق نے مجھے بتایا۔ وہ کہتے تھے: مجھے سالم بن عبد اللہ نے پوچھا: استبرق کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: وہ دیباچ جو موٹا اور گھردرا ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ (بن عمر) سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے پاس استبرق کا ایک جوڑا دیکھا تو وہ اس جوڑے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! آپ اس کو خرید لیں اور لوگوں کے نمائندوں سے ملاقات کرنے کے لئے جب وہ آپ کے پاس آئیں اسے پہنا کریں۔ آپ نے

۶۰۸۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ لِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَا الْإِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلِظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَخَشَنَ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِّنَ الْإِسْتَبْرَقِ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْتَرِ هَذِهِ فَالْبَسَهَا لَوْفِدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَوِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَمَضَى فِي ذَلِكَ مَا مَضَى

فرمایا: ریشمی کپڑا تو وہی پہنتا ہے جس کے لئے (بھلائی کا) کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر اس واقعہ پر ایک مدت گزری جو گزری۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک جوڑا بھیجا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسے لے آئے اور کہنے لگے: آپ نے مجھے یہ بھیجا ہے حالانکہ آپ اس قسم کے جوڑے کے متعلق وہ کچھ کہہ چکے ہیں جو کہہ چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تو تم کو اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس کو بیچ کر کچھ مال حاصل کرو۔ چنانچہ اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ کپڑے میں ریشمی بیل بوٹے بھی ناپسند کرتے تھے۔

ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ وَقَدْ قُلْتَ فِي مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَا لَا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثُّوبِ لِهَذَا الْحَدِيثِ.

أطرافه: ۸۸۶، ۹۴۸، ۲۱۰۴، ۲۶۱۲، ۲۶۱۹، ۳۰۵۴، ۵۸۴۱، ۵۹۸۱۔

**تشریح:** مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ: جس نے نمائندوں کے ملنے کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دوسری قوم کے لیڈروں کا اتنا اکرام تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ إِذَا جَاءَ كُمْ كَرِيمٌ قَوْمٍ فَأَكْرِمْوْهُ۔ یعنی جب تمہارے پاس کسی قوم کا رئیس اور لیڈر آئے تو اس کی واجبی عزت کیا کرو۔ اور آپ نے باوجود ذاتی طور پر انتہائی سادگی کے اپنے لئے ایک خاص لباس رکھا ہوا تھا تاکہ دوسری قوم کے وفدوں کی ملاقات کے وقت پہنا جائے۔ اس میں اپنی خواہش کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ محض دوسری اقوام کا اکرام ملحوظ تھا۔ مرض الموت میں صحابہ سے فرمایا: میری وفات کے بعد وفدوں کے اکرام میں فرق نہ آنے دینا۔“ (مضامین بشیر، انسانیت کا کامل نمونہ، جلد ۳ صفحہ ۷۰۶)

**باب ۶۷: الإِخَاءُ وَالْحِلْفُ**

بھائی چارہ اور (دوستی کا) عہد و پیمانہ

وَقَالَ أَبُو جَحِيْفَةَ أَخَى النَّبِيِّ اور حضرت ابو جحیفہؓ (وہب بن عبد اللہ) نے کہا کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابوذرؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا: جب ہم مدینہ میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت سعد بن ربیعؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ.

۶۰۸۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید (طویل) سے، حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عبدالرحمنؓ ہمارے پاس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعد بن ربیعؓ کو بھائی بھائی بنایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو) فرمایا: ولیمہ کرو گو ایک بکری ہی سہی۔

۶۰۸۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ.

أطرافه: ۲۰۴۹، ۲۲۹۳، ۳۷۸۱، ۳۹۳۷، ۵۰۷۲، ۵۱۴۸، ۵۱۵۳، ۵۱۵۵، ۵۱۶۷، ۶۳۸۶۔

۶۰۸۳: محمد بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن زکریا نے ہمیں بتایا۔ عاصم (بن سلیمان آحوّل) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا: کیا آپؓ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں حلف نہیں؟ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان عہد و پیمانہ کرائے۔

۶۰۸۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبْلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ خَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي.

أطرافه: ۲۲۹۴، ۷۳۴۰۔



**تشریح:** الْإِخَاءُ وَالْحِلْفُ: بھائی چارہ اور (دوستی کا) عہد و پیمان۔ حدیث الباب میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ اور دوسرا یہ کہ خَالَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قَوْمَيْنِ وَالْأَنْصَارِ۔ ان دونوں میں جو بظاہر تضاد نظر آتا ہے اس کی تظہیر یہ کی گئی ہے کہ جس حلف کی نفی ہے وہ ظلم و تعدی والا حلف ہے اور جس کا اثبات ہے وہ مظلوم کی مدد اور محروم طبقہ کو اُن کا حق دلانا اور انصاف کا قیام اور ہر نیک کام میں باہمی تعاون کا بیان ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۱۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دیکھو میں تمہیں درد دل سے کہتا ہوں کہ وحدت بڑی چیز ہے اور ہر قسم کی کامیابیوں کی جڑ ہے۔ صحابہ کرام نے اس کا مزہ چکھا ہے۔ ان کی قوم ایک کمپرس حالت میں تھی۔ صرف وحدت کے ذریعے ساری دُنیا میں عظیم الشان اور مظفر و منصور ہو گئی۔ جب تک ہر ایک آدمی اپنے اغراض کو چھوڑ کر دوسرے کی ہمدردی میں فنا نہ ہو جاوے یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔“ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جو ارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اُس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ بھائی کی پردہ پوشی۔ کبھی نہیں چاہتا کہ اس کے لئے اشتہار دے۔ پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟ دنیا کے بھائی اخوت کا طریق نہیں چھوڑتے میں مرزا نظام الدین وغیرہ کو دیکھتا ہوں کہ ان کی اباحت کی زندگی ہے۔ مگر جب کوئی معاملہ ہو تو تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ فقیری بھی الگ رہ جاتی ہے۔ بعض وقت انسان، جانور، بندر یا کتے سے بھی سیکھ لیتا ہے۔ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق و نعمت اخوت یاد دلوائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت اُن کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۶۵)

## باب ۶۸: التَّبَسُّمُ وَالضَّحِكُ

مسکراتا اور ہنسنا

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَسْرَّ  
إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَضَحِكْتُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللَّهَ  
هُوَ أَضْحَكَكَ وَأَبْكِي (النجم: ۴۴).

اور حضرت فاطمہ علیہ السلام نے کہا: نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم مجھے ایک راز کی بات فرمائی اور میں ہنس  
پڑی اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے:) اللہ ہی ہے جس نے ہنسیا اور رُلا یا۔

۶۰۸۴: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرْظِيَّ طَلَّقَ  
امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَجَاءَتْ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ  
فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا  
بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ  
مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ  
الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ  
وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِبْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ  
جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤَدِّنَ لَهُ  
فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ

۶۰۸۴: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے  
ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے  
عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
سے روایت کی کہ رفاعہ قرظیؓ نے اپنی بیوی کو طلاق  
دے دی اور اس کو قطعی طلاق دی۔ تو اس کے بعد  
عبد الرحمن بن زبیرؓ نے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی:  
یا رسول اللہ! وہ رفاعہؓ کے پاس تھی اور اس نے  
اس کو تین طلاقیں میں سے آخری طلاق بھی  
دے دی اور اس کے بعد عبد الرحمن بن زبیرؓ نے  
اس سے نکاح کر لیا اور بات یہ ہے کہ اللہ کی قسم  
یا رسول اللہ! اس کے ساتھ تو ایسا ہی ہے۔ اپنی  
اوڑھنی کے کنارے کو لے کر کہا: اس کنارے  
کی طرح ہی ہے۔ عروہ کہتے تھے: اور اس وقت  
حضرت ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے  
تھے اور سعید بن عاص کے بیٹے (خالد) حجرے  
کے دروازے پر بیٹھے تھے تا انہیں اندر آنے کی

اجازت دی جائے۔ یہ سن کر خالد پکارنے لگے:  
ابوبکرؓ ابوبکرؓ! کیا آپؓ اس کو اس بات سے ڈانتے  
نہیں جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھول  
کر بیان کر رہی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
صرف مسکرائے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ پھر آپؓ  
نے فرمایا: شاید تم چاہتی ہو کہ رفاعہؓ کے پاس پھر  
چلی جاؤ۔ اس وقت تک نہیں جب تک کہ تم اس  
سے مزہ نہ اٹھاؤ اور وہ تم سے مزہ نہ اٹھائے۔

أطرافه: ۲۶۳۹، ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۵، ۵۳۱۷، ۵۷۹۲، ۵۸۲۵۔

۶۰۸۵: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان  
کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے صالح بن کیسان سے، صالح نے ابن شہاب  
سے، ابن شہاب نے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن  
زید بن خطاب سے، عبد الحمید نے محمد بن سعد  
سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں  
نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی  
اجازت مانگی۔ اس وقت آپؐ کے پاس قریش کی  
کچھ عورتیں تھیں جو آپؐ سے خرچ مانگ رہی تھیں  
اور آپؐ سے بہت مطالبے کر رہی تھیں۔ ان کی  
آوازیں آپؐ کی آواز سے زیادہ بلند تھیں۔ جب  
حضرت عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو جلدی  
سے پردے میں چلی گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ان کو اجازت دی۔ وہ آئے اور نبی صلی اللہ

أَلَا تَزُجْرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا  
يَزِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ  
أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي  
عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقِ عُسَيْلَتِكَ.

۶۰۸۵: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا  
إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ  
ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ  
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ  
اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ  
وَيَسْتَكْثِرْنَ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى  
صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ  
الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ  
اللَّهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي

علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں سے تعجب ہوا، جو (ابھی) میرے پاس تھیں۔ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ زیادہ مستحق ہیں کہ وہ آپ سے جھینپیں۔ پھر وہ ان عورتوں سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے: اری اپنی جانوں کی دشمن! کیا تم مجھ سے جھینپتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں جھینپتی۔ وہ بولیں: تم بہت اکھڑ اور سخت مزاج ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب بھی شیطان تم سے کسی راستے پر چلتے ہوئے ملا تو ضرور ہی اس نے تمہارا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ لیا۔

۶۰۸۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے ابو العباس (سائب) سے، ابو العباس نے حضرت (عبد اللہ) ابن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے تو آپ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ کل کوٹیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا: ہم تو نہیں

فَقَالَ عَجَبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهْبَنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ يَا عَدُوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهْبَنِينَ وَلَمْ تَهْبَنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ إِنَّكَ أَفْظُ وَأَغْلَطُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيه يَا ابْنَ الْخَطَابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

اطرافہ: ۳۲۹۴، ۳۶۸۳۔

۶۰۸۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّائِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُونَ عَدَا إِنِ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

جائیں گے جب تک کہ اس کو فتح نہ کر لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل صبح لڑائی شروع کر دو۔ چنانچہ وہ صبح کو لڑنے کے لئے گئے اور ان سے نہایت سختی سے لڑائی کی اور انہیں بہت زخم لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ کل لوٹ جائیں گے۔ حضرت عبد اللہ کہتے تھے: یہ سن کر وہ سب خاموش رہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حمیدی نے کہا کہ ہم سے سفیان (بن عیینہ) نے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

أطرافه: ۴۳۲۵، ۷۴۸۰۔

۶۰۸۷: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے حمید بن عبد الرحمن سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا، رمضان میں میں اپنی بیوی سے مباحثت کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: ایک گردن آزاد کر دو۔ کہنے لگا: میرے پاس نہیں۔ آپ نے فرمایا: دو مہینے لگا تار روزے رکھو۔ کہنے لگا: میں نہیں رکھ سکتا۔ آپ نے فرمایا: تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھاؤ۔ وہ کہنے لگا: میں اس کی بھی طاقت نہیں پاتا۔ اتنے میں آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ ابراہیم نے کہا: عرق ٹوکرے کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مسئلہ

نَبْرُحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْدُوا عَلَيَّ الْقِتَالَ قَالَ فَعَدُّوا فَقَاتَلُوهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا وَكَثُرَ فِيهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَسَكَتُوا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّهِ.

۶۰۸۷: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكَتُ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ لِي قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَاطْعِمِ سِتِّينَ مَسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأَتَيْتُ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْعَرَقُ الْمَكْتَلُ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ تَصَدَّقُ بِهَا قَالَ عَلَى أَفْقَرِ مِنِّي وَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلٌ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ  
نَوَاجِدُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذَا.

پوچھنے والا کہاں ہے؟ تم یہ صدقہ میں دے دو۔  
کہنے لگا: کیا اُس کو جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ اللہ کی  
قسم! مدینہ کے دو پتھر پلے میدانوں کے درمیان  
کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں جو ہم سے زیادہ  
محتاج ہوں۔ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت  
ظاہر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: تب تم ہی لے لو۔

أَطْرَافُهُ: ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۲۶۰۰، ۵۳۶۸، ۶۱۶۴، ۶۷۰۹، ۶۷۱۰، ۶۷۱۱، ۶۸۲۱۔

۶۰۸۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ  
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي  
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ  
فَأَذْرَكُهُ أَغْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْدَةً  
شَدِيدَةً قَالَ أَنَسٌ فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ  
عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَدْ أَثَرَتْ فِيهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ  
شِدَّةِ جَبْدَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي  
مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ  
إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

۶۰۸۸: عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے ہم سے  
بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق  
بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت  
انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ جا رہا  
تھا اور آپ پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا تھا۔  
اتنے میں ایک گنوار آپ سے آگیا اور آپ کی چادر  
کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔ حضرت انسؓ کہتے تھے:  
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن کے اس  
حصے کو دیکھا جو کندھے سے ملا ہوتا ہے۔ (دیکھا  
کہ) اس کے زور سے کھینچنے سے چادر کے حاشیہ  
نے اس پر نشان ڈال دئے تھے۔ (کھینچ کر) وہ  
کہنے لگا: محمد! اللہ کے اس مال سے جو تمہارے پاس  
ہے مجھے بھی کچھ دینے کے لئے حکم دو۔ تو آپ نے  
مڑ کر اس کو دیکھا اور ہنس دئے اور پھر اس کو دینے  
کے لئے فرمایا۔

۶۰۸۹: (محمد بن عبد اللہ) ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ (عبد اللہ) ابن ادریس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت جریرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ نہیں کروایا اور جب بھی آپؐ نے دیکھا تو ضرور آپؐ مجھ سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

اطرافہ: ۳۰۲۰، ۳۰۳۶، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۶۳۳۳۔

۶۰۹۰: میں نے آپؐ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھتا تو آپؐ نے میرے سینہ میں اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو مضبوطی سے بیٹھنے کی توفیق دے اور اسے راہبر بنا، راہ راست پر چلا۔

اطرافہ: ۳۰۳۵، ۳۸۲۲۔

۶۰۹۱: محمد بن ثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت زینب بنت ام سلمہؓ سے، حضرت زینبؓ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ حضرت ام سلیمؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ حق سے نہیں شرمتا۔ کیا عورت کے لئے بھی نہانا ضروری ہے جب اسے احتلام ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ جب وہ پانی دیکھے۔ یہ

۶۰۸۹: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ عَنْ اِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي.

۶۰۹۰: وَلَقَدْ شَكُوْتُ اِلَيْهِ اَنِّي لَا اُتْبُثُ عَلٰى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاَجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

۶۰۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ سَلِيمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحِي مِنْ الْحَقِّ هَلْ عَلٰى الْمَرْءَةِ غُسْلٌ اِذَا اِحْتَلَمَتْ؟ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَأَتْ الْمَاءَ. فَضَحِكَتْ اُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اَتَحْتَلِمُ الْمَرْءَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَمِمْ شَبَهُ الْوَلَدِ.

سن کر حضرت ام سلمہؓ ہنس پڑیں اور کہنے لگیں:  
کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا: پھر بچے کی مشابہت اس سے کس  
لئے ہوتی ہے۔

أطرافه: ۱۳۰، ۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۱۲۱۔

۶۰۹۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ  
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو  
أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ  
يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى  
أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

۶۰۹۲: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ کہا:  
(عبداللہ) ابن وہب نے مجھے بتایا۔ عمرو (بن  
حارث) نے ہمیں خبر دی کہ ابو النضر (سالم بن ابی  
امیہ) نے ان کو بتایا۔ انہوں نے سلیمان بن یسار  
سے، سلیمان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: میں نے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کو پورا ہنستے کبھی نہیں دیکھا ایسا کہ میں آپ  
کا کوا دیکھتی۔ صرف مسکرایا ہی کرتے تھے۔

طرفه: ۴۸۲۸۔

۶۰۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ  
أَنَسٍ. وَ قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ  
بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ  
أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ  
فَحَطَّ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقَى رَبِّكَ فَنظَرَ  
إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابٍ  
فَاسْتَسْقَى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلَى

۶۰۹۳: محمد بن محبوب نے ہم سے بیان کیا کہ  
ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ  
نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ اور خلیفہ (بن  
خیاط) نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے  
ہمیں بتایا۔ سعید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے  
قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی کہ ایک شخص جمعہ کے دن مدینہ میں نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ خطبہ دے  
رہے تھے۔ اس نے کہا: بارش نہیں ہوتی جس سے  
قحط پڑ گیا ہے اس لئے اپنے رب سے بارش کے لئے  
دعا مانگیں۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہم



اس وقت کوئی بادل نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے بارش کے لئے دعا کی۔ تو ایک کے بعد ایک بادل اٹھنے لگے۔ پھر ان پر اتنی بارش برسی کہ مدینہ کے نالے بہنے لگے اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی، بھتی نہ تھی۔ پھر وہی شخص یا اس کے علاوہ کوئی اور اٹھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مخاطب تھے۔ اس نے کہا: ہم تو ڈوب گئے اس لئے اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ ہم سے اس بارش کو روک دے۔ (یہ سن کر) آپ ہنس پڑے۔ پھر دعا کی: اے اللہ! (بارش) ہمارے ارد گرد برسے اور ہم پر نہ برسے، دو دفعہ یا تین دفعہ کہا۔ اتنے میں وہ بادل پھٹ کر مدینہ سے دائیں بائیں ہمارے آس پاس برسنے لگے اور مدینہ میں مطلق نہ برستے۔ اللہ ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کی دعا کی قبولیت دکھلا رہا تھا۔

أطرافه: ۹۳۲، ۹۳۳، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۱، ۱۰۲۹، ۱۰۳۳، ۳۵۸۲، ۶۳۴۲۔

**تشریح:** التَّبَسُّمُ وَالضَّحْكُ: مسکرانا اور ہنسا۔ انسان کا چہرہ اس کے اخلاق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھو۔ جب کسی سے ملو تو تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھنے والے، آپ سے ملنے والے اور آپ کا حلیہ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جب بھی آپ کو دیکھا، آپ کا چاند چہرہ مسکراتا اور دکھتا دیکھا۔ بہت بڑے بڑے ابتلاء آپ پر آئے اور مصائب و الم کے پہاڑ آپ پر ٹوٹے مگر وہ آپ کے حسین چہرے کی مسکراہٹ نہ چھین سکے۔ آپ سے محبت کرنے والوں اور عاشقان صادق نے آپ کی ایک ایک ادا کو بیان کیا ہے اور صدیوں سے یہ انمول خزانہ محفوظ چلا آتا ہے۔ احادیث اور کتب سیرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے اور مسکرانے کے واقعات بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ آج بڑی بڑی ترقی یافتہ قومیں اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو کرنے میں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تک کہہ دیا۔ صرف اس ایک خلق یعنی مسکرانے اور تبسم کے حوالہ سے آپ چاروں اناجیل متی، مرقس، لوقا

اور یوحنا دیکھ لیں۔ آپ کو کہیں حضرت یسوع مسیح کے متعلق یہ نہیں ملے گا کہ وہ کبھی مسکرائے بھی تھے۔ ہمارے یقین بلکہ ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے انسانوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ تھے اور ہر خلق میں اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک کامل نمونہ تھے۔ مسکراہٹ اور تبسم ان کے بنی اسرائیلی خدوخال کے خوبصورت اور حسین چہرہ کو چار چاند لگاتی اور سعید فطرت لوگوں کو اپنا گرویدہ کرتی تھی مگر ہم ان انجیوں کا ذکر کر رہے ہیں جو آج ان کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اخلاق بیان کرنے میں اس قدر تہی دامن ہیں کہ ان میں کہیں ذکر نہیں کہ حضرت مسیحؑ ہنستے اور مسکراتے بھی تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ کا یہ خلق بھی بڑی جامعیت سے روایات اور احادیث میں محفوظ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اعلیٰ اخلاق کا اظہار چہروں سے بھی ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہر وقت اپنے چہرے پر بد مزگی طاری کئے رکھے اور سنجیدگی اور غصہ ظاہر ہو رہا ہو تو اندر جیسے مرضی اچھے اخلاق ہوں، دوسرا دیکھنے والا تو ایک دفعہ پریشان ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی کیفیت بھی کیا ہوتی تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متبسم اور مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔<sup>۱</sup> پھر... جریر بن عبد اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اسلام لانے کے زمانے سے (یعنی جب سے وہ مسلمان ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کبھی بھی ملنے سے منع نہیں فرمایا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انہیں دیکھتے تو مسکرا دیا کرتے تھے۔<sup>۲</sup> حضرت اُمّ معبدؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو یوں بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور سے دیکھنے میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور قریب سے دیکھنے میں انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔<sup>۳</sup> دیکھ کے ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ شخص نرم خو، نرم دل ہے۔ جو حُسن دور سے دیکھنے پر ہر ظاہری حسن کو ماند کر دیتا تھا۔ کوئی بھی حسین چہرہ دیکھنے میں اس چہرے کے

۱ (الشفاء لقاضی عیاض، الباب الثانی، الفصل السادس عشر، حسن عشرتہ)

۲ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ذکر جریر بن عبد اللہ البجلی)

۳ (الشفاء لقاضی عیاض، الباب الثانی، الفصل الثالث، نظافتہ ﷺ)

مقابلے کا نہیں تھا۔ یہ حسن صرف ایسا حسن نہیں تھا جو دور سے ہی حسین نظر آتا ہو کہ واسطہ پڑنے پر کچھ اور نکلے بلکہ اس حسین چہرے سے جب ملاقات کا موقع پیدا ہوتا تھا تو آپ کے اعلیٰ اخلاق، آپ کی نرم اور میٹھی زبان اس حسن کو چار چاند لگا دیا کرتے تھے اور حضرت امّ معبدؓ نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے کہ قریب سے دیکھنے سے انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵، فروری ۲۰۰۵ء، جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

بَاب ۶۹: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (التوبة: ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

وَمَا يَنْهَىٰ عَنِ الْكُذِبِ. اور یہ کہ جھوٹ سے روکا جائے۔

۶۰۹۴: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابو وائل سے، ابو وائل نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبد اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی رہنمائی کرتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کی راہ دکھاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتے بولتے آخر اللہ کے نزدیک بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

۶۰۹۴: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيَصْدُقَ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكُذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيَكْذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا.

۶۰۹۵: (محمد) ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ

اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

۶۰۹۵: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ

ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر سے، ابو سہیل نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی نشانی تین باتیں ہیں۔ جب وہ بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

أطرافه: ۳۳، ۲۶۸۲، ۲۷۴۹۔

۶۰۹۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ ابورجاء (عمران) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دو شخص دیکھے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ شخص جس کو تم نے دیکھا کہ اس کے جڑے چیرے جاتے ہیں تو وہ کذاب ہے جو کہ جھوٹی بات کہتا تھا جو اس سے نقل کی جاتی۔ یہاں تک کہ چاروں طرف پہنچ جاتی۔ اب اس کے ساتھ روز قیامت تک ایسا ہی کیا جاتا رہے گا۔

نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ.

۶۰۹۶: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي قَالَا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

أطرافه: ۸۴۵، ۱۱۴۳، ۱۳۸۶، ۲۰۸۵، ۲۷۹۱، ۳۲۳۶، ۳۳۵۴، ۴۶۷۴، ۷۰۴۷۔

**تشریح:** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ... یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”صدق عربی زبان میں ایسا لفظ ہے کہ ہر صحیح اور امر واقعہ پر بولا جاتا ہے۔ چور کو پکڑتے ہیں تو کہتے ہیں: الکذب الکذب۔ عمدہ تلوار کو بھی صدق ہی کہتے ہیں۔ اَخْوَصِدْقٍ، اَخْوَصِدْقٍ کے مطابق عمل درآمد کا نام ہے صدق۔ راست

بازوں کے ساتھ ہو جانا ایک کارِ اہم ہے اور بڑی بھاری قربانی۔“  
(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۳۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روحِ صدق کی نفع کر دیتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحبِ نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں **كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** (التوبة: ۱۱۹) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۰۹)

نیز فرمایا:

”اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے: **كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** ○ (التوبة: ۱۱۹) یعنی جو لوگ قوی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ** (التوبة: ۱۱۹) یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے..... پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ نفس کے لیے **كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۰۶، ۵۰۷)

فرمایا:

”شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔ اسی لیے قرآن شریف فرماتا ہے: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** ○ (التوبة: ۱۱۹) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان



وَسَمْتًا وَهَدِيًّا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ أُمِّ عَبْدِ مَنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِي مَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا.

سے سنا۔ وہ کہتے تھے: لوگوں میں سے وضع قطع اور سیرت اور چال ڈھال میں جو شخص رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ ہے وہ ابن ام عبد (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ) ہی ہیں اس وقت سے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں اس وقت کہ وہ اپنے گھر کو لوٹتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اپنے گھر والوں میں جب تنہا ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔

طرفہ: ۳۷۶۲۔

۶۰۹۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۰۹۸: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مخارق (بن خلیفہ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت طارق (بن شہابؓ) سے سنا۔ انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) کہتے تھے: سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین روش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہے۔

طرفہ: ۷۲۷۷۔

**تشریح:** الْهَدْيُ الصَّالِحُ: اچھے چال چلن کے متعلق۔ لفظ الْهَدْيُ کے معنی واضح کر کے بتادینا، دکھا دینا اور آگے آگے چل کر پہنچا دینا ہیں۔ (اقرب الموائد - ہدی) علامہ ابن اثیر نے ہَدْيُ کے معنی سیرت، ہیئت اور طریقہ بیان کیے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۴) عنوان باب اور زیر باب حدیث سے امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال، روش اور طرز سے، آپ کے حُسن صورت اور حسن سیرت سے آپ کی شخصیت کا دلربا نقش پیش کر کے آپ کے رنگ میں رنگین اور صحبت سے فیض پانے والوں میں سے ایک مثال حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی دی ہے جو آپ کی حسین زندگی کا نہایت دلکش نمونہ، بروز اور ظل تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت ﷺ نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر منع علیہم کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو

سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے، اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا، خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوش کن معلوم ہوتی ہو، میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر نکریں مارتا رہے، گوہر مقصود اس کے ہاتھ نہیں آسکتا... آنحضرت ﷺ کو اسی لئے اُسوۂ حسنہ فرمایا: لَكُم فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۲) آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرہ بھر بھی ادھر یا ادھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

### باب ۷۱: الصَّبْرُ فِي الْأَدْيِ

تکلیف پر صبر کرنا

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ...  
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (الزمر: ۱۱)  
اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ...  
یعنی صبر کرنے والوں کو ہی ان کا اجر بغیر حساب  
کے بڑھ چڑھ کر دیا جائے گا۔

۶۰۹۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
بْنُ سَعِيدٍ عَنِ سَفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي  
الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ  
أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ أَبِي  
مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ  
أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَدْيٍ  
سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا  
وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.  
۶۰۹۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے  
روایت کی، کہا: اعمش نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں  
نے سعید بن جبیر سے، سعید نے ابو عبد الرحمن سلمی  
سے، ابو عبد الرحمن نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ  
عنه سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کی۔ آپ نے فرمایا: اللہ سے بڑھ کر کوئی  
بڑی بات پر جسے اس نے سنا ہو صبر کرنے والا نہیں۔  
یہ (بڑی بات) کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا ایک بیٹا ہے  
پھر بھی اس کے باوجود وہ ان کو تندرستی دیتا ہے اور  
ان کو رزق بھی دیتا ہے۔



۶۱۰۰: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے شقیق سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا ویسے ہی جیسا کہ آپ تقسیم کیا کرتے تھے تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم یہ تو ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی گئی۔ میں نے کہا: میں تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور کہوں گا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ اپنے صحابہ میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپ سے چپکے سے یہ بات کہی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت شاق گزری اور آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور رنجیدہ ہوئے۔ آپ کو ایسا رنج پہنچا کہ میں نے آرزو کی کاش کہ میں نے آپ کو نہ بتایا ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا: موسیٰ کو بھی اس سے زیادہ ستایا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔

أطرافه: ۳۱۵۰، ۳۴۰۵، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۶۰۵۹، ۶۲۹۱، ۶۳۳۶۔

**تشریح:** الصَّوْرُ فِي الْأَدَبِ: تکلیف پر صبر کرنا۔ زیر باب روایات سے امام بخاری نے صبر کے اس پہلو کو اُجاگر کیا ہے کہ صبر کی یہ قسم کہ جب کوئی آپ کی ذات پر اور عزت اور شان پر حملہ کرے تو اس وقت صبر کا نمونہ دکھانا۔ امام بخاری نے دو مثالیں پیش کی ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مثال اور نمونہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اول اللہ تعالیٰ کی ذات کے صبر کا نمونہ، کہ وہ فرماتا ہے: مجھے سب سے زیادہ بُری بات یہ لگتی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ میرا بیٹا ہے۔ مگر اتنی کڑوی اور اتنی ناپاک اور غصہ دلانے والی بات سن کر بھی خدا تعالیٰ اپنا یہ نمونہ دکھاتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو معاف فرماتا ہے، انہیں بیماریوں اور تکالیف سے صحت اور تندرستی دیتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ یہ ہے اعلیٰ ترین حوصلے اور صبر کی بات۔ اور دوسری مثال امام بخاری نے خدا تعالیٰ کے مظہر اتم اور روز کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور شان اور عزت پر حملہ کرنے والوں کے خلاف آپ نے کوئی

۶۱۰۰: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعُضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَاللَّهِ إِنَّهَا لِقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ قُلْتُ أَمَا لَأَقُولَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَزْتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتَّى وِدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ فَصَبَرَ.



مختلف حالات میں اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اَمَّا فِي الْمَحَارَبَةِ فَشُجَاعَةٌ  
اگر لڑائی میں انسان استقامت سے کام لے اور مشکلات سے نہ گھبرائے تو اُسے  
شجاعت کہتے ہیں۔ وَفِي اِمْسَاكِ النَّفْسِ عَنِ الْفُضُولِ اِیْ عَنِ طَلَبِ مَا يَفْضُلُ  
عَنْ قَوَامِ الْمَعِيشَةِ فَقَنَاعَةٌ وَعِقَّةٌ اور اگر ضروریات زندگی سے زائد چیزوں کے  
متعلق انسان اپنی خواہشات کو ترک کر دے اور نفس کو روک لے تو اُسے قناعت اور  
عفت کہتے ہیں۔

چونکہ صبر کے اصل معنی رُکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ  
الصَّبْرُ صَبْرَانٍ، صَبْرٌ عَلَى مَا تَهْوَى وَصَبْرٌ عَلَى مَا تَكْرَهُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں۔  
جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اُس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو  
ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آجائے اُس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر  
کہلاتا ہے۔۔۔

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا  
صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے: وَاصْبِرْ  
عَلَىٰ مَا آصَابَكَ (لقمان: ۱۸) تجھے جو کچھ تکلیف پہنچے اُس پر تُو صبر سے کام لے یعنی  
جزع فزع نہ کر۔ دوسرے نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط  
پکڑ لینا۔ اِن معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ  
رَبِّكَ وَلَا تَطِعْ مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كَفُورًا (الدھر: ۲۵) یعنی اپنے رب کے حکم پر  
قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر احکام قرب الہی کے حصول کے لئے دیئے  
گئے ہیں اُن پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے۔  
تیسرے معنی اِس کے بدی سے رُکے رہنے کے ہیں۔ اِن معنوں میں یہ لفظ اس  
آیت میں استعمال ہوا ہے کہ وَكُوْا اَنْهَمُ صَبْرًا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لِكٰنَ خَيْرًا  
لَّهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات: ۶) یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے لئے گناہ سے  
باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ اُن کے لئے  
بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ، جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”صبر بڑا جوہر ہے۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے... صبر جیسی کوئی شے نہیں مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۱۷)

## باب ۷۲: مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

جو ناراضی کے اظہار کے وقت لوگوں سے مخاطب نہ ہو

۶۱۰۱: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مسروق سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا، لوگوں کو بھی اس کے کرنے کی اجازت دی۔ بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ نے ان کو مخاطب کیا، اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا: بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کام کے کرنے سے بالا سمجھتے ہیں کہ جس کو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ان سے بڑھ کر اللہ کو جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اس سے خشیت کرتا ہوں۔

۶۱۰۲: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ میں نے

۶۱۰۱: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَحَّصَ فِيهِ فَتَنَزَّهُ عَنْهُ قَوْمٌ فَلَبَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدَّهُمْ لَهُ خَشِيَةً.

طرفہ: ۷۳۰۱-

۶۱۰۲: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ

مَوْلَى أَنَسٍ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعُدْرَاءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفَنَاهُ فِي وَجْهِهِ.

عبداللہ سے جو کہ حضرت انسؓ کے غلام ابو عتبہ کے بیٹے تھے سنا۔ عبداللہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم کیا کرتے تھے جو اپنے پردے میں رہتی ہے۔ جب آپ کسی ایسی چیز کو دیکھتے کہ آپ اس سے نفرت کرتے تو ہم یہ (نفرت) آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔

اطرافہ: ۳۵۶۲، ۶۱۱۹۔

**تشریح:** مَنْ لَّمَّ يُوَاجِهَ النَّاسَ بِالْعِتَابِ: جو ناراضی کے اظہار کے وقت لوگوں سے مخاطب نہ ہو۔ علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب لوگوں پر غصہ کے موقع پر حیا کرتے ہوئے ان کی طرف متوجہ نہ ہونے کے بارے میں ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۶) روایت نمبر ۶۱۰۱ کو امام مسلم نے ابو معاویہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں فَغَضِبَ حَتَّى بَانَ الْعَضْبُ فِي وَجْهِهِ کے الفاظ زائد ہیں۔<sup>۱</sup> یعنی بعض لوگوں کا عمل آخضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی ناگوار گزارا کہ ناراضی آپ کے چہرے سے عیاں تھی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب فرمانا آیا عنوان باب سے بے ربط اور متناقض تو نہیں؟ اس کا جواب علامہ ابن بطلال نے یہ دیا ہے کہ عنوان باب سے یہ مراد نہیں کہ کسی دینی حرمت کی ہتک و توہین کے موقع پر غضب کا اظہار نہ کیا جائے۔ یہاں صرف یہ مقصود ہے کہ اپنے نفس اور اپنی ذات کے لیے غصہ اور غضب کے تابع نہ ہو جائے۔ ایسے موقع پر صبر اور برداشت کا نمونہ دکھانے کا ہی اسوہ قابل تقلید ہے۔ نیز مَوَاجَهَةٌ سے یہاں تعین و تخصیص کے ساتھ متوجہ ہونا مراد ہے اور آخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تعین تمام لوگوں سے عمومی طور پر خطاب فرمایا۔ اس لیے حدیث اور عنوان کے مابین تناقض نہیں ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷) (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۳۰، ۶۳۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قوت برداشت جو آپ کے اندر نظر آتی ہے یہ ایک ایسی بے مثال چیز ہے جس کا نمونہ ہمیں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آپ بیشک نصیحت بھی کرتے، لوگوں کو ان کی بُرائیوں سے منع بھی فرماتے اور ناراضگی کے موقع پر ناراضگی کا بھی اظہار فرماتے مگر طبیعت آپ کے قابو سے کبھی باہر نہیں ہوتی تھی۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ الانشراح، زیر آیت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، جلد ۹ صفحہ ۱۳۶)

۱ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب عَلَيْهِ ﷺ بِاللَّهِ تَعَالَى وَشِدَّةَ حَشْيَتِهِ

## باب ۷۳: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

جس نے اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے کافر ٹھہرایا تو پھر وہ خود ویسے ہی ہے جو اُس نے کہا

۶۱۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا. وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۱۰۳: محمد (بن یحییٰ ذہلی) اور احمد بن سعید (دارمی) نے ہم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا: عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مبارک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے یوں کہے: اے کافر۔ تو پھر اُن میں سے ایک نے اپنے کفر کا اقرار کر لیا۔ اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے نقل کیا۔ یحییٰ نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کی کہ انہوں نے ابوسلمہ سے سنا۔ ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کی۔

۶۱۰۴: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.

۶۱۰۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی اپنے بھائی سے کہا: اے کافر۔ تو اُن میں سے ایک نے یقیناً اس کفر کا اقرار کر لیا۔

۶۱۰۵: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

۶۱۰۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

وہیب نے ہمیں بتایا۔ ایوب (سختیانی) نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت ثابت بن ضحاک سے، حضرت ثابت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم کھائی۔ پھر وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ اور جس نے اپنے تئیں کسی چیز سے مار ڈالا تو اس کو جہنم کی آگ میں اس چیز سے سزا دی جائے گی۔ اور مومن پر لعنت کرنا ایسا ہی ہے جیسا اس کو مار ڈالنا۔ اور جس نے مومن پہ کفر کا الزام لگایا۔ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسا اس نے اُسے قتل کیا۔

حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُدَّ بِه فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

أطرافه: ۱۳۶۳، ۴۱۷۱، ۴۸۴۳، ۶۰۴۷، ۶۶۵۲۔

**تشریح:** مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ: جس نے اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے کافر ٹھہرایا۔ مسلمان کی جو تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے جو شخص اس پر پورا اترتا ہے اسے کافر کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ فرماتا ہے: قَالَتِ الْأَعْرَابُ أَمَّا كَلِمَةٌ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قَوْلُوا أَسْمِنَا وَكَلِمَاتُ الْإِيمَانِ فِي قُلُوبِكُمْ (الحجرات: ۱۵)۔ باوجود یہ کہ ایمان ان کے دلوں میں نہیں مگر ان کے اسلام کو قبول کیا گیا ہے۔ قرآن کریم بعض مواقع پر ایمان کو اسلام کے معنوں میں استعمال کرتا ہے اور ایک مومن یا مسلم کی یہ تعریف بیان کرتا ہے کہ لَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا بِالسَّلَامَةِ كَسْتُمْ مُؤْمِنًا (النساء: ۹۵) کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اُسے یہ نہ کہو کہ وہ مومن نہیں۔ یہاں مومن کا لفظ مسلم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف یہ فرمائی: مَنْ تَلَقَّ بِالْإِسْلَامِ۔ یعنی جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَيْبِ حَنَّتِنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ۔ یعنی جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کہ وہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔“

۲۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیور، باب کتابۃ الإمام النّاس، روایت نمبر ۳۰۶۰)

۳۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، روایت نمبر ۳۹۱)

طرف منہ کرے اور ہمارا ذبح کردہ جانور کھائے۔ پس یہ وہ مسلمان ہے جس کے لیے اللہ کی امان ہے اور اُس کے رسول کی امان ہے۔ پس اس تعریف پر پورا اترنے والا مسلمان ہے۔ جو اسے کافر کہے گا وہ کفر اسی پر اُلٹ جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہم تو اس ایمان پر قائم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن صرف اتنا ہی نہیں فرمایا بلکہ کچھ اور بھی فرمایا ہے..... وہ یہ ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے گا وہ کفر اُلٹا اس پر پڑے گا اور وہ کافر بن جائے گا۔..... انسان کا کام کافر بنانا نہیں نہ دیندار بنانا ہے قرآن کریم نے اس کی وضاحت کی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے تم اسے جا کر کیسے ہدایت دے دو گے۔ قرآن کریم کہتا ہے ہدایت بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور کفر کا فتویٰ بھی اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔..... کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے لیکن جو کلمہ گو کو کافر کہتا ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہہ چکے ہیں ہمیں کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق خود ہی کافر بن گیا۔“

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، ستمبر ۱۹۷۰ء، جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اس زمانہ کے اکثر ملام تکفیر میں مستعجل ہیں اور قبل اس کے جو کسی قول کی تہہ تک پہنچیں اس کے قائل کو کافر ٹھہرا دیتے ہیں..... علماء کا کسی کو کافر ٹھہرانا کوئی نئی بات نہیں۔ یہ عادت تو اس گروہ میں خاص کر اس زمانہ میں بہت ترقی کر گئی ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو دین سے خارج کر رہا ہے لیکن اگر افسوس ہے تو صرف اس قدر کہ ایسے فتوے صرف اجتہادی غلطی کی ہی وجہ سے قابل الزام نہیں بلکہ بات بات میں خلاف امانت اور تقویٰ عمل میں آتا ہے اور نفسانی حسدوں کو درپردہ مد نظر رکھ کر دینی مسائل کے پیرایہ میں اس کا اظہار ہوتا ہے۔ کیا تجب کا مقام نہیں کہ ایسے نازک مسئلہ میں کافر قرار دینے میں اس قدر منہ زوری دکھائی جائے کہ ایک شخص بار بار خود اپنے اسلام کا اقرار کرتا ہے اور ان تہمتوں سے اپنی بریت ظاہر کر رہا ہے جو موجب کفر ٹھہرائی گئی ہیں مگر پھر بھی اس کو کافر ٹھہرایا جاتا ہے اور لوگوں کو



تلقین کی جاتی ہے کہ باوجود اقرار کلمہ لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ اور باوجود توحید اور ماننے عقائد ضروریہ اسلام اور پابندی صوم و صلوة اور اہل قبلہ ہونے کے پھر بھی کافر ہے اور دیگر مشرکین اور کفار کی طرح ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور کبھی اس سے باہر نہیں ہوگا۔“ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۱، ۳۲)

### باب ۷۴: مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَأَوَّلًا أَوْ جَاهِلًا

جس نے اس شخص کو کافر نہ ٹھہرایا جس نے کسی کو معقول وجہ سے یا نادانستہ کافر کہا

اور حضرت عمرؓ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے متعلق کہا کہ وہ منافق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتہ شاید اللہ نے بدر والوں کو جھانک کر دیکھا ہو اور فرمایا ہو میں نے تمہیں بخش دیا۔

۶۱۰۶: محمد بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہمیں بتایا۔ سلیم (بن حیان) نے ہمیں خبر دی۔ عمرو بن دینار نے ہمیں بتایا۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم میں آکر ان کو نماز پڑھاتے۔ ایک دفعہ (ان کو نماز پڑھاتے ہوئے) سورہ بقرہ پڑھی۔ (حضرت جابرؓ) کہتے تھے: ایک شخص نے جماعت سے الگ ہو کر مختصر سی نماز پڑھی۔ حضرت معاذؓ کو یہ علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ منافق ہے۔ اس شخص کو یہ خبر پہنچی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! ہم ایسے لوگ ہیں کہ جو اپنے ہاتھوں

وَقَالَ عَمْرٌو لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِنَّهُ نَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُنْذِرُكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدْ أَطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

۶۱۰۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا سَلِيمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقْرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيفَةً فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى

سے محنت کرتے ہیں اور اپنے اونٹوں پر پانی لاتے ہیں۔ اور حضرت معاذؓ نے ہمیں گزشتہ رات نماز پڑھائی تو انہوں نے سورہ بقرہ پڑھی۔ میں نے الگ (مختصر سی نماز) پڑھی اور حضرت معاذؓ نے کہا: میں منافق ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: معاذ! کیا تم ابتلاء میں ڈالنے والے ہو؟ وَالشَّمْسِ وَصُحُهَا وَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ اور سورتیں پڑھا کرو۔

بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ فَتَجَوَّزْتُ  
فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَانَ أَنْتَ  
ثَلَاثًا أَقْرَأَ وَالشَّمْسِ وَصُحُهَا وَ سَبَّحَ  
اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَنَحْوَهُمَا.

أطرافه: ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۵، ۷۱۱۔

۶۱۰۷: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ (عبد القدوس بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید سے، حمید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تم میں سے قسم کھائی اور اپنی قسم میں لات اور عزی کا نام لیا۔ پھر چاہیے کہ وہ لآ اِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کرے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ میں تم سے جو اکیلوں تو وہ صدقہ دے۔

۶۱۰۷: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا  
أَبُو الْمُغِيرَةَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا  
الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ  
بِاللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أَقَامِرَكَ  
فَلْيَتَصَدَّقْ.

أطرافه: ۴۸۶۰، ۶۳۰۱، ۶۶۵۰۔

۶۱۰۸: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک قافلے میں جاتے ہوئے ملے اور وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا: دیکھو اللہ نے تمہیں اپنے باپ دادا کی قسمیں کھانے سے

۶۱۰۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ  
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ  
فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَخْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا  
إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ  
فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَخْلِفْ بِاللَّهِ وَإِلَّا

فَلْيَصْنُتْ. منع فرمایا ہے۔ جس نے قسم کھانی ہو تو چاہیے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

أطرافه: ۲۶۷۹، ۳۸۳۶، ۶۶۶۶، ۶۶۶۷، ۶۶۴۸، ۷۴۰۱۔

**تشریح:** مَنْ لَّهُ يَزِيْرُ الْكُفَّارَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مُتَأَوَّلًا أَوْ جَاهِلًا: جس نے اس شخص کو کافر نہ ٹھہرایا جس نے کسی کو معقول وجہ سے یا نادانستہ کافر کہا۔ آج کے زمانہ کے معاندین احمدیت دیگر باتوں کی طرح یہ بھی خلاف واقعہ اور خلاف حقیقت بات بیان کرتے ہیں کہ بانی جماعت احمدیہ نے دیگر مسلمانوں کو پہلے کافر کہا جس کے رد عمل میں مسلمان علماء نے آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے۔ ان کی یہ بات تاریخی واقعات اور حقائق کے منافی سراسر جھوٹ، کذب بیانی اور افتراء ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کم از کم تین سال تک ان دو سو علماء اور ان کے متبعین کو سمجھاتے رہے جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا کہ تم اس کھیل میں نہ پڑو ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر اسی پر اُلٹ جائے گا مگر وہ باز نہ آئے اور یوں اپنے ہی فتویٰ کفر کو اپنے اوپر اُلٹالیا اور وہ تھوک جو اس چاند چہرہ پر پھینکا انہی کے مونہوں پر جا پڑا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”جزئیات کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو جھٹ پٹ کافر کہہ دینا اور ہمیشہ کے جہنم کا سزاوار اس کو ٹھہرانا یہ امر درحقیقت عند اللہ کوئی سہل اور معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی بڑا ہے اور جائے تعجب ہے کہ ایک شخص کلمہ گو ہو اور اہل قبلہ اور موحد اور اللہ اور رسول کو ماننے والا اور ان سے سچی محبت رکھنے والا اور قرآن پر ایمان لانے والا ہو اور پھر کسی جزئی اختلاف کی وجہ سے وہ ایسا کافر ٹھہر جائے کہ یہود نصاریٰ کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر شمار ہو... وہ نہ صرف کافر بلکہ اس کا نام اکفر رکھا جائے یعنی ہمیشہ کی جہنم سے بھی اس کی سزا کچھ زیادہ ہو۔ اہل علم جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے اختلاف تھے اور ان میں سے کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا۔ نہ صدیق نہ فاروق نہ دوسرا کوئی صحابی بلکہ مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما باوجود اپنی اس جلالت و شان کے جو علماء میں مسلم ہے دینی امور میں تمام جماعت صحابہ سے پچاس مسئلہ میں مخالف تھے اور یہ مخالفت اس کمال تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ایسے امور کو وہ حلال جانتے تھے جن کو دوسرے صحابہ حرام قطعی بلکہ صریح فسق سمجھتے

تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے گروہ کے لوگ معراج اور رویت باری کے بارے میں دوسرے صحابہ سے بجلی مخالف تھے مگر کوئی کسی کو کافر نہیں کہتا تھا مگر یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ آیا کہ مولویوں نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہہ دینا اور ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دے دینا ایک ایسی سہل بات سمجھ لی کہ جیسے کوئی پانی کا گھونٹ پی لے۔“ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

### باب ۷۵: مَا يَجُوزُ مِنَ الْعُصْبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللَّهِ

ناراض ہونا اور سختی کرنا جو جائز ہے اس لئے کہ اللہ حکم دیتا ہے

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التحریم: ۱۰)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جَاهِدِ الْكُفَّارَ... یعنی کفار سے اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان کے مقابل پر مضبوط رہو۔

۶۱۰۹: حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُورٌ فَتَلَوْنَ وَجْهَهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَّكَهُ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّورَ.  
۶۱۰۹: یسرہ بن صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے قاسم (بن محمد) سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ تھا جس میں کچھ صورتیں تھیں۔ انہیں دیکھ کر آپؓ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپؓ نے پردہ کو لیا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز جن لوگوں کو سخت سزا دی جائے گی ان میں سے وہ بھی ہیں جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

أطرافه: ۲۴۷۹، ۵۹۵۴، ۵۹۵۵۔

۶۱۱۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا  
۶۱۱۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی

خالد سے روایت کی۔ قیس بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو مسعود (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں صبح کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے دیر کر کے پڑھتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ (حضرت ابو مسعود) کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی وعظ پر اتنا غصے میں نہیں دیکھا جتنا اس دن۔ کہتے تھے آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کچھ نفرت دلانے والے ہیں اس لئے جو بھی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہیے کہ وہ مختصر پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار بھی اور بوڑھے بھی اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلًا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لِأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمِيذٍ قَالَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُفْسِرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

أطرافه: ۹۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۱۵۹۔

۶۱۱۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں آپ نے مسجد کے قبلے میں ایک ریٹھ دیکھا۔ آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا۔ آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: تم میں سے کوئی جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے اس لئے وہ نماز میں اپنے منہ کے سامنے ہرگز نہ تھو کے۔

۶۱۱۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُحَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّطَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللَّهَ حِيَالَ وَجْهِهِ فَلَا يَنْنَحِمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ.

أطرافه: ۴۰۶، ۷۵۳، ۱۲۱۳۔

۶۱۱۲: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل

۶۱۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے منبث کے غلام یزید سے، یزید نے حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا: اس کو ایک برس تک شناخت کرو۔ اور پھر اس کا بندھن اور اس کا تھیلا پہچان رکھو اور اسے خرچ کر لو۔ اگر تو اس کا مالک آگیا تو اسے وہ ادا کر دو۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! بھولی بھولی بکری جو ہو؟ آپ نے فرمایا: اس کو لے لو کیونکہ وہ یا تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! بھولا بھٹکا اونٹ جو ہو؟ حضرت زید کہتے تھے: یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے یا (کہا) آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں اس سے کیا واسطہ؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور اس کا مشکیزہ ہے جب تک کہ اس کا مالک اسے مل جائے۔

أطراف: ۹۱، ۲۳۷۲، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۶، ۲۴۳۸، ۲۵۹۲۔

۶۱۱۳: اور کلی (بن ابراہیم) نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا۔ نیز محمد بن زیاد نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ عبد اللہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا، کہا: عمر بن عبید اللہ کے غلام سالم ابونضر نے مجھے بتایا۔ انہوں

بُنْ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ عَرَفَهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وَكَأَنَّهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفَقَ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةٌ الْعَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّئِبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةٌ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِدَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

۶۱۱۳: وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ

نے بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ سے، بُسْرِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ رَضِيٍّ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ اِحْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةَ مُخَصَّفَةً اَوْ حَصِيْرًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلَيْهَا فَتَبَعَ اِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَاَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا اَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مُغَضَّبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ اَنْهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلَاةٍ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ اِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

نے بُسْرِ بْنِ سَعِيدِ سے، بُسْرِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ رَضِيٍّ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ اِحْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةَ مُخَصَّفَةً اَوْ حَصِيْرًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلَيْهَا فَتَبَعَ اِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَاَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا اَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مُغَضَّبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ اَنْهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلَاةٍ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ اِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

سوائے اس نماز کے جو فرض کی گئی ہے۔

اطرافہ: ۷۲۹۰، ۷۳۱۔

**تشریح:** مَا يَجُوزُ مِنَ الْعُصْبِ وَالشَّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ: ناراض ہونا اور سختی کرنا جو جائز ہے اس لئے کہ اللّٰہ حکم دیتا ہے۔ امام بخاری نے زیر باب قرآن کریم کی آیت جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاَعْلَظْ عَلَيْهِمْ (التحریم: ۱۰) اور پانچ روایات میں غصہ کے جواز اور اللّٰہ تعالیٰ کے فرمان وَاَعْلَظْ عَلَيْهِمْ سے غصہ کرنے کے حکم کو بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ غصہ بھی اخلاق میں سے ایک خلق ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ بر محل ہو اور یہی شرط نرمی و دیگر اخلاق کے ساتھ ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے عمل صالح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”کفار سے اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے مقابلہ پر سختی کرو۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”غصہ انسان میں پایا جاتا ہے اور یہ ایک طبعی امر ہے بعض جگہ اس کا نکالنا ضروری ہے اور بعض جگہ اس کا دباننا ضروری ہے جس طرح ایک گھوڑے کو لگام دی جاتی ہے اور وہ لگام اس کے سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے اسی طرح غصہ بھی انسان کے قابو میں ہونا چاہیئے اور اس کا اظہار صرف اس وقت ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس رنگ میں ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس حد تک ہونا چاہیئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور جہاں اس نے کہا ہے کہ غصہ کو روکو وہاں ہمیں کاظمین بن جانا چاہیئے ہمیں غصہ کو روکنا چاہیئے گویا اللہ تعالیٰ نے ایک نور یہاں بھی عطا کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ وہاں غصہ کا اظہار کرنا ہے اور یہاں اظہار نہیں کرنا اور یہ نور قرآن کریم کی ہدایت ہے اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو انسان کو عقل اور فراست عطا کرتی ہیں۔“ (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۸، جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، ۴۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خُلِقَ مَحَلٌّ بِرِ مَوْمِنٍ اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کوئی خلق بُرا نہیں بلکہ بد استعمالی سے بُرے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپ بڑے غصہ ور تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔ اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ پس یہ کبھی کوشش مت کرو کہ تمہارے قویٰ جاتے رہیں بلکہ ان قویٰ کا صحیح استعمال سیکھو۔“ (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۷)

## باب ۷۶: الْحَدْرُ مِنَ الْغَضَبِ

غصے سے بچنا

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ  
كِبْرَ الْأَثَمِ وَالْفَوَاحِشِ وَإِذَا مَا غَضِبُوا  
هُمْ يَغْفِرُونَ ○ (الشوریٰ: ۳۸) وَقَوْلِهِ  
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ جو بڑے بڑے  
گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور  
جب وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو وہ چشم پوشی کرتے



ہوئے معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ عزوجل کا یہ فرمانا: یعنی جو آسائش اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور خاص کروہ غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ اچھے کام کرنے والوں سے پیار رکھتا ہے۔

عَزَّ وَجَلَّ: الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○  
(آل عمران: ۱۳۵)

۶۱۱۴: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دیا کرے۔ مضبوط وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر غصے کے وقت قابو رکھتا ہے۔

۶۱۱۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

۶۱۱۵: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے عدی بن ثابت سے روایت کی۔ حضرت سلیمان بن صرد نے ہم سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی اور ہم اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصے میں گالی دے رہا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر) فرمایا: میں ایک ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اسے کہے تو ضرور ہی وہ غصہ اس سے جاتا رہے جو وہ محسوس کر رہا ہے۔ اگر

۶۱۱۵: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدْ أَحْمَرَ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

فَقَالُوا لِلرَّجُلِ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي  
لَسْتُ بِمَجْنُونٍ.

اطرافہ: ۳۲۸۲، ۶۰۴۸۔

وہ کہے کہ میں اللہ کی شیطان رجیم سے پناہ لیتا ہوں۔  
لوگوں نے اس شخص سے کہا: کیا تم سنتے نہیں جو  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا: میں  
دیوانہ نہیں ہوں۔

۶۱۱۶: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ  
أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي  
قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا  
تَغْضَبْ.

۶۱۱۶: یحییٰ بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ  
ابو بکر نے جو عیاش کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ انہوں  
نے ابو حصین (عثمان بن عاصم) سے، ابو حصین  
نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ  
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔  
آپ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو۔ آپ نے بار بار  
اس کو دہرایا۔ فرمایا: غصہ مت کرو۔

**تشریح:** التَّحَدُّرُ مِنَ الْغَضَبِ: غصہ سے بچنا۔ امام بخاری کتاب الادب میں معاشرتی آداب کے مختلف  
پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے اسلامی شریعت کے اس حسن کو بطور خاص نمایاں کر کے دکھاتے  
ہیں کہ کامل شریعت وہ ہے جو تصویر کے دونوں رخ پیش کرے۔ اس سے پچھلے باب نمبر ۷۵ میں غصہ کے جو از بلکہ  
امر الہی کا بیان کیا کہ بر محل غصہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جہاں غصہ کا جائز محل و موقع ہو وہاں غصہ  
کرنا حسن آداب اور اخلاق میں سے ایک خلق ہے مگر اللہ تعالیٰ کی منشاء اور شریعت کے خلاف اپنے نفس کی غلامی میں  
اور ہوائے نفسانیہ سے مغلوب ہو کر جہاں عقل ماری جاتی ہے اور جذبات کی زو میں بہہ کر انسان اخلاقی گراؤ کا شکار  
ہو جاتا ہے ایسا غصہ نہ جائز ہے اور نہ ہی کسی صورت مفید بلکہ ذہنی، عقلی، اخلاقی اور روحانی نقصان کا باعث ہے۔ اللہ  
تعالیٰ نے اسے کبار گناہوں کے ذیل میں بیان فرما کر اس کی سنگینی اور بد انجام سے ڈرایا ہے جیسا کہ زیر باب آیت میں  
بیان کیا گیا ہے۔ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْأَثْمِ وَالْفَوَاحِشِ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ (الشوری: ۳۸) یعنی وہ  
جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو وہ چشم پوشی کرتے ہوئے  
معاف کرتے ہیں۔ فرمایا: الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالصَّرَّاءِ وَالْكَلِيمِينَ الْعَظِيمِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ  
الْمُحْسِنِينَ (آل عمران: ۱۳۵) یعنی جو آسائش اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور خاص کر وہ غصے کو دباتے ہیں اور  
لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ اچھے کام کرنے والوں سے پیار رکھتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”قرآن کریم میں کبار کو بعض دوسرے گناہوں سے ملا کر یہ بھی کھول دیا کہ ہر گناہ جو ہے وہ کبیرہ بن سکتا ہے جیسا کہ سورۃ شوریٰ میں فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ وَاِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ“ (الشوریٰ: ۳۸) اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوں تو بخشش سے کام لیتے ہیں۔..... اس آیت میں..... غضبناک ہونے اور غصے اور طیش میں آنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں کے ساتھ جوڑا ہے۔ کیونکہ غضبناک ہونا بھی ایمان کو کمزور کرتا ہے اور بہت سے گناہ غصہ کی پیداوار ہیں۔ معاشرے کا امن و سکون غصہ کی وجہ سے برباد ہوتا ہے۔ انسان اگر سوچے کہ انسان کتنے گناہ اور زیادتیاں اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف عمل کر کے کر جاتا ہے اور ان کا خیال بھی نہیں آتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی انسان کی پردہ پوشی فرماتا رہتا ہے، باوجود سزا دینے کی طاقت کے، دُوًّا اُنْتَقَاهُ ہونے کے معاف کر دیتا ہے لیکن بندہ ذرا اسی بات پر غیظ و غضب سے بھر کر فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ پس حقیقی مومن بننے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے غصہ کو بھی قابو میں رکھو۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، اپریل ۲۰۰۹ء، جلد ۷ صفحہ ۱۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مرد کو چاہیے کہ اپنے قوی کو بر محل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوتِ غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ پھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

نیز فرمایا:

”یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اُس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن

اور بے لگام کے ہونٹ لٹائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔  
غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل  
موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے  
جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

## باب ۷۷: الْحَيَاءُ

حیا

۶۱۱۷: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ  
قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ  
بْنُ كَعْبٍ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ  
مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ  
سَكِينَةً فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ أَحَدَيْتَكَ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَتَحَدَّثْتَنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ.

۶۱۱۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا  
کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے،  
قتادہ نے ابوالسوار عدوی (حسان بن حریث) سے  
روایت کی۔ ابوالسوار نے کہا: میں نے حضرت  
عمران بن حصینؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا: حیا بھلائی ہی لاتی ہے۔ بشیر بن  
کعب نے یہ سن کر کہا: حکمت کی کتابوں میں لکھا  
ہوا ہے کہ حیا سے ہی وقار ہوتا ہے اور حیا سے ہی  
سکینت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عمرانؓ نے ان  
سے کہا: میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کرتے ہوئے بات بتا رہا ہوں اور تم اپنی  
کتاب سے مجھے بتا رہے ہو۔

۶۱۱۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ  
حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۱۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب  
نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سالم سے، سالم  
نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت  
کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک

شخص کے پاس سے گزرے اور وہ حیا کی وجہ سے اپنے بھائی سے ناراضی کا اظہار کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا: تم اتنی شرم کرتے ہو یہاں تک کہ - گویا وہ کہہ رہا تھا - اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: اسے رہنے دو کیونکہ حیا بھی ایمان سے ہی ہوتی ہے۔

طرفہ: ۲۴-

۶۱۱۹: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ کے غلام سے روایت کی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: ان کا نام عبد اللہ بن ابی عتبہ تھا۔ میں نے حضرت ابو سعیدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم کیا کرتے تھے جو اپنے پردے میں رہتی ہے۔

عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ يَقُولُ إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِي حَتَّى كَأَنَّهُ يَقُولُ قَدْ أَضْرَبَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ.

۶۱۱۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَتَبَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

اطرافہ: ۳۵۶۲، ۶۱۰۲-

تشریح: الْحَيَاءُ: یعنی شرمنا اور منقبض ہونا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”حیا بھی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ کہ حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں نہ پھنس جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔..... ہمیشہ یہ بات ذہن میں ہو کہ میرا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی

۱۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان وفضلها... حدیث نمبر ۵۹)

ہر مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیا دار کو حسن و سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔<sup>۱</sup> پس یہ خوبصورتی ہے جو انسان کے اندر نیک اعمال کو بجا لانے اور اس کی تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شرم دل میں ہو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں شرم بخشی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں نہیں۔ بلکہ جو شخص شرم رکھتا ہے وہ اپنے سر اور اس میں سمائے ہوئے خیالات کی حفاظت کرے۔..... پیٹ اور جو اس میں خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ موت اور ابتلا کو یاد رکھنا چاہیے۔ جو شخص آخرت پر نظر رکھتا ہے وہ دنیوی زندگی کی زینت کے خیالات کو چھوڑ دیتا ہے پس جس نے یہ طرز زندگی اختیار کیا اس نے واقعی خدا کی شرم رکھی۔<sup>۲</sup> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ پس ذہن میں آنے والے ہر خیال کو اللہ تعالیٰ کی شرم لئے ہوئے آنا چاہیے۔ اگر کوئی بد خیال آتا بھی ہے تو اسے فوری طور پر جھٹکا جانا چاہیے، استغفار کے ذریعہ سے اس کو جھٹلنا چاہیے۔ جب خیالات پاکیزہ ہوں گے تو عمل بھی پاک ہوں گے۔ پھر لغویات ایسے انسانوں پر کوئی اثر نہیں ڈال سکیں گی۔ اسی طرح انسان اپنی روزی کے بھی حلال ذرائع استعمال کرے، محنت کرے، محنت سے کمائے، بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیسے پر نظر رکھ کر چھیننے کی کوشش کرے یا غلط طریق سے پیسے کمائے۔ پاکستان وغیرہ میں رشوت وغیرہ بھی بڑی عام ہے۔ یہ سب حلال کی کمائیاں نہیں ہیں۔ آپ نے یہی فرمایا کہ اپنے پیٹ اور اس میں جو خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ پس جائز کمائی سے اپنا بھی اور اپنے بیوی بچوں کا بھی پیٹ پالے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اللہ اور اس کے رسول پر صحیح ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، جنوری ۲۰۱۰ء، جلد ۸ صفحہ ۳۷، ۳۸)

۱ (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء في الفحش والتفحش، حدیث نمبر ۱۹۷۴)

۲ (ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ۲۳/۸۹ حدیث نمبر ۲۳۵۸)



قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابومسعود (انصاریؓ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے  
 إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا  
 كَمَا كَانَتْ تَسْتَحْيِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابومسعود (انصاریؓ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے  
 کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کے  
 کلام سے جو لوگوں نے محفوظ رکھا ہے یہ بھی ہے کہ  
 جب تم بے حیا ہو پھر جو چاہو کرو۔

أطرافه: ۳۴۸۳، ۳۴۸۴۔

**تشریح:** إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا كَانَتْ تَسْتَحْيِ: جب تم بے حیا ہو تو پھر جو چاہو کرو۔ علامہ جرجانی  
 بیان کرتے ہیں کہ حیا کا معنی نفس کا کسی امر سے رُکنا اور ملامت کے خوف سے اُسے چھوڑ دینا  
 ہے۔ (اقرب الموارد - حبی)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اکثر گناہوں کا ارتکاب بے حیائی کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس  
 پہلو پر انسان بہت کم نظر کرتا ہے کہ ہر گناہ کا آغاز بے حیائی سے ہوتا ہے اور حیا  
 توڑ کر گناہ کرنا پڑتا ہے۔ پہلی دفعہ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو چوری سے بھی اس کو  
 حیا آتی ہے، اگر کوئی پہلی بار جھوٹ بولے تو جھوٹ سے بھی اس کو حیا آتی ہے،  
 بد تمیزی کرے اور اگر پہلی بار بالارادہ بد تمیزی کرتا ہے تو لازماً اس کو اس بد تمیزی  
 سے بھی حیا آئے گی۔ پس حیا ہر گناہ کے رستے کی ایک روک ہے اور بے حیائی ہر  
 گناہ کے لئے دروازے کھولتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ  
 انبیاء جو بہت حکیمانہ کلام کیا کرتے تھے ان کے پر حکمت کلام کا یہ ایک نمونہ ہے کہ  
 وہ کہا کرتے تھے: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا كَانَتْ تَسْتَحْيِ جب تم میں حیا ہی باقی نہیں رہی  
 تو پھر جو چاہے کرتا پھر۔ فارسی میں بھی ایک محاورہ ہے جو غالباً اسی انبیاء کے حکیمانہ  
 قول سے لیا گیا ہے۔ ”بے حیا باش ہر چہ خواہی کن“ بے حیا ہو جا بس یہ شرط ہے  
 پھر جو چاہے کرتا پھر، پھر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو یہ پردے کی روح ہے اور پردے  
 ہی کی نہیں ہر عصمت کی روح ہے اور یہ وہ روح ہے جو عورتوں سے خاص نہیں ہے  
 بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں سے خاص ہے اس لئے حیا کی حفاظت کریں اور  
 اپنے بچوں میں بھی حیا کو قائم کریں۔ حیا سے مراد صرف مردوں، عورتوں کے



تعلقات کی حیا نہیں ہے۔ حیاتی ذاتہ ایک خُلق ہے جو ہر گناہ کے مقابل پر ایک پردہ ہے۔..... اگر آپ اپنی حیا کی حفاظت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے فرشتے آپ کی ہر قسم کی خرابیوں اور گناہوں سے حفاظت کریں گے۔“

(الازہار لذوات الخمار، خطاب لجنۃ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، جلد ۲ صفحہ ۴۴۵)

## باب ۷۹: مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ

دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حق بات (کے پوچھنے) سے جو نہ شرمائے

۶۱۲۱: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا اِحْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ.

۶۱۲۱: ۶۱۲۱: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے، حضرت زینب نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا۔ کیا عورت کے لئے بھی نہانا ضروری ہے اگر اسے احتلام ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جب پانی دیکھے۔

أطرافه: ۱۳۰، ۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۰۹۱۔

۶۱۲۲: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضِرَاءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَنْحَاثُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَجَرَةُ كَذَا

۶۱۲۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ محارب بن دینار نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال ایک سرسبز درخت کی سی ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور نہ جھڑتے ہیں۔ لوگ کہنے لگے: وہ فلاں درخت ہے، وہ فلاں درخت ہے۔

میں نے چاہا کہ کہوں وہ کھجور ہے اور چونکہ میں اس وقت نوجوان لڑکا ہی تھا اس لئے میں شرمایا گیا۔ آپ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

اور شعبہ سے (اسی سند سے) مروی ہے کہ ہمیں خبیب بن عبد الرحمن نے بتایا۔ انہوں نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے ایسا ہی بتایا اور اس میں اتنا اور بڑھایا کہ پھر میں نے حضرت عمرؓ سے یہ بیان کیا تو انہوں نے کہا: اگر تم نے یہ کہا ہوتا تو مجھے فلاں فلاں بات سے زیادہ پیارا ہوتا۔

أطرافه: ۶۱، ۶۲، ۷۲، ۱۳۱، ۲۲۰۹، ۴۶۹۸، ۵۴۴۴، ۵۴۴۸، ۶۱۴۴۔

۶۱۲۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ مرحوم (بن عبد العزیز) نے ہمیں بتایا۔ میں نے ثابت سے سنا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہ اپنے تئیں آپ کے سامنے پیش کرے اور وہ کہنے لگی: کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انسؓ کی بیٹی سن کر بولی: کتنی کم حیا ہے۔ (حضرت انسؓ نے) کہا: یہ تم سے اچھی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔

طرفه: ۵۱۲۰۔

تشریح: مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّقْوَى فِي الدِّينِ: دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حق بات (کے پوچھنے) سے جو نہ شرمائے۔

هِيَ شَجَرَةٌ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

وَعَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ قُتِلْتُهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

۶۱۲۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ مَا أَقْلٌ حَيَاءَهَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ عَرَضَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حیاء کے معنی ہیں رُکنا اور رُکنا ایسی باتوں سے چاہیے جو مضر ہوں نہ کہ اُن سے جو فائدہ مند ہوں۔“ (تفسیر کبیر، سورۃ النور، زیر آیت کَیْسٌ عَلٰی الْاَعْمٰی...، جلد ۶ صفحہ ۴۰۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حیا سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ نیک کاموں سے انسان حیا کرے یا بہادری کے کاموں سے انسان حیا کرے۔ وہ مواقع جہاں جان دینے کی باتیں ہو رہی ہوں وہاں حیا بے حیائی ہے اور شرم کا مقام ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہ وہاں حیا کا مضمون بالکل اُلٹ جاتا ہے کیونکہ ایسا شخص جہاں مرد جان دینے کے لئے آگے بڑھ رہے ہوں اور وہ پیچھے ہٹ رہا ہو، حیا اس کو مانع نہیں ہو کرتی بلکہ بہت ہی بڑا بے حیاء ہی ہو گا جو ایسے موقع پر مردوں سے الگ ہو کر پھر اس نیک کام سے محروم رہ جائے جو اس وقت کا بہترین کام ہے یعنی جب جنگ کا دور ہو، جہاد ہو رہا ہو اور لوگ جانیں دے رہے ہوں اس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں حیا کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس لئے بعض جگہ پیچھے ہٹنا حیا کا موجب نہیں بلکہ بے حیائی کی وجہ ہوتی ہے۔ پس موقع اور محل کے مطابق ان باتوں کے معنوں کو سمجھنا چاہیے لیکن اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے بچوں کو بزدل نہ بنائیں۔ حیا کے بہانے ان کو ایسا نہ بنا دیں کہ ہر وہ کام جہاں ان کو آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہیے اس سے وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ حیا نہیں ہو گی بلکہ نقائص ہیں یہ اور ان کا کوئی بھی نام رکھیں، یہ حیا نہیں ہے۔“

(الازہار لذوات الخمار، خطاب لجنہ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، جلد ۲ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶)

باب ۸۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: آسانی کیا کرو اور مشکلات میں نہ ڈالو  
وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيفَ وَالتَّسْرِيَةَ<sup>۱</sup> اور آپ لوگوں کے لئے تخفیف اور آسانی پسند کیا  
عَلَى النَّاسِ.  
کرتے تھے۔

۱۔ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ ”وَالْيُسْرَةَ“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ احاشیہ صفحہ ۶۳۳)

۶۱۲۴: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا  
النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي  
بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا  
تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنْفِرَا وَتَطَاوَعَا.  
قَالَ أَبُو مُوسَى يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا  
بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ  
يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ  
يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۶۱۲۴: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا  
کہ نضر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔  
انہوں نے سعید بن ابی بردہ سے، سعید نے اپنے  
باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے  
روایت کی۔ وہ کہتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو  
(یمن کی طرف) بھیجا تو آپؐ نے ان سے فرمایا: تم  
دونوں (لوگوں کے لیے) آسانی کرنا اور مشکلات  
میں نہ ڈالنا اور خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا اور تم  
دونوں ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرنا۔  
حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم ایسی  
سرزمین میں ہوں گے جہاں شہد کی شراب (بنائی  
جاتی) ہے، جسے شیع کہتے ہیں اور ایک جو کی شراب  
(بنائی جاتی) ہے جسے مزر کہتے ہیں۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور حرام ہے۔

أطرافه: ۳۰۳۸، ۴۳۴۱، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۷۱۵۶، ۷۱۷۲۔

۶۱۲۵: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلَا  
تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنْفِرُوا.

۶۱۲۵: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں  
بتایا۔ انہوں نے ابوتیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے  
روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس  
بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانی کرو، مشکلات  
میں نہ ڈالو اور تسلی اور تشفی دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

طرفه: ۶۹۔

۶۱۲۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۶۱۲۶: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے متعلق اختیار دیا گیا تو آپ نے ضرور ہی ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ ہوتا تو آپ اس سے تمام لوگوں سے زیادہ دور رہتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی امر میں اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کی ہتک کی جاتی ہو تو پھر آپ اس میں اللہ کے لئے انتقام لیتے۔

۶۱۲۷: ابو النعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ازرق بن قیس سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم اھواز میں ایک ندی کے کنارے پر تھے کہ جس میں سے پانی سوکھ گیا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بزرہ سلمیٰؓ ایک گھوڑے پر سوار وہاں آئے اور نماز پڑھنے لگے اور اپنے گھوڑے کو یونہی چھوڑ دیا۔ وہ گھوڑا بھاگنے لگا تو انہوں نے اپنی نماز چھوڑ دی اور اس گھوڑے کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا اور اس کو لے کر آئے۔ پھر انہوں نے اپنی نماز کو پورا کیا۔ اور ہم میں ایک شخص تھا جس کی اپنی رائے ہو کر تھی۔ وہ کہنے لگا: اس بوڑھے کو دیکھو کہ گھوڑے کی خاطر نماز چھوڑ دی۔ پھر حضرت ابو بزرہؓ آئے

عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تَتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلَّهِ.

أطرافه: ۳۵۶۰، ۶۷۸۶، ۶۸۵۳۔

۶۱۲۷: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلَى شَاطِئِ نَهْرِ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَأَنْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ انظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

اور کہنے لگے: میں جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں مجھے کسی نے ملامت نہیں کی اور انہوں نے کہا: میرا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔ اگر میں نماز پڑھتا اور گھوڑے کو جانے دیتا تو رات تک بھی اپنے گھر والوں کے پاس نہ پہنچتا اور انہوں نے ذکر کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر آپ نے ان معاملات میں آسانی کو ہی مناسب سمجھا۔

طرفہ: ۱۲۱۱۔

۶۱۲۸: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ نیز لیث نے کہا: یونس نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے انہیں بتایا کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کی طرف لپکے تا اس کو ماریں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اسے جانے دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول انڈیل دو۔ ذُنُوبُ يَسْجُلُ (فرمایا: تمہیں اسی لئے کھڑا کیا گیا ہے تاکہ آسانی کرنے والے ہو اور تمہیں اس لئے نہیں کھڑا کیا گیا کہ تم سختی کرنے والے ہو۔

طرفہ: ۲۲۰۔

**تشریح:** يَسْجُلُ وَلَا تُعْتَبِرُوا: آسانی کیا کرو اور مشکلات میں نہ ڈالو۔ دین اس دستور العمل اور پلاننگ کا نام ہے جو بندے کو خالق اور مخلوق کے قریب کرنے کے لئے راستے کی مشکلات کو دور کرنے اور اس کی منزل کا حصول اس کے لئے آسان بنانے آیا ہے۔ قرآن کریم نے آغاز میں ہی صفات باری تعالیٰ کے بیان اور اقرار بندگی کے بعد سب سے پہلا مژدہ جاں فرمایا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر چلنے کی استدعا کرے اور

إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَّا اللَّيْلُ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيرِهِ.

۶۱۲۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقْعُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَيَّ بَوْلَهُ ذُنُوبًا مِّنْ مَّاءٍ أَوْ سَجَلًا مِّنْ مَّاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ.

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کہتے ہوئے اپنی منزل مقصود کو قریب تر کرتا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی اس اصل اور بنیاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: الدِّينُ يُسَدُّ كَمَا يُسَدُّ الْوَجْهُ بِالْحَبِّ، اس کی آسانی کا اور ایسے احکام جن میں بظاہر مشکل دکھائی دیتی ہے مثلاً روزہ رکھنا۔ وہاں بھی فرمایا: يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرة: ۱۸۶)۔ اسلامی شریعت کی اس روح کو فی زمانہ سمجھنا ضروری ہے۔ بد قسمتی سے بگاڑ اور فساد کے اس زمانہ میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں نے جہاں انسان کے لئے مذہب کے نام پر رسومات کی زنجیریں اور طوق انسان کے گلے میں ڈال دیئے ہیں مسلمان کہلانے والے بھی ان بدعات کا شکار ہو کر اسلام کو ایک تنگ نظر اور تشدد دین کے طور پر پیش کر رہے ہیں جو دین اسلام کی اس روح کہ الدِّينُ يُسَدُّ كَمَا يُسَدُّ الْوَجْهُ بِالْحَبِّ کے سراسر منافی اور متناقض ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور اچھی خبر ہی دیا کرو اور لوگوں کو بد کا یا نہ کرو۔<sup>۱</sup> تو اصولی قواعد بھی اس لئے ہیں کہ صحیح سمت میں چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کے لئے بہتری اور آسانی پیدا کی جائے۔ تمہاری ضدیں، تمہاری قسمیں، تمہاری انائیں کبھی بھی کسی بات میں حائل نہ ہوں جس سے لوگ تنگ ہوں۔ اگر کوئی قاعدہ بن بھی گیا ہے یا کوئی فیصلہ ہو بھی گیا ہے اگر اس سے لوگ تنگ ہو رہے ہیں تو بدلا جاسکتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ لوگ ہمیشہ تمہارے پاس خوشی کی خبروں اور محبت اور پیار کے پیغاموں کے لئے اکٹھے ہوا کریں نہ کہ تنگ ہونے کے لئے دور بھاگتے چلے جائیں۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱، دسمبر ۲۰۰۳ء، جلد ۲ صفحہ ۹۵۲)

## بَاب ۸۱: اَلَا نَبْسَا طُ اِلَى النَّاسِ

لوگوں سے کھل کر باتیں کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ خَالَطِ النَّاسَ وَدِينَكَ لَا تَكَلِمْتَهُ. وَالِدُعَابَةُ مَعَ الْاَهْلِ.  
اور حضرت ابن مسعود نے کہا: لوگوں سے مل جل کر رہو اور اپنے دین کا خیال رکھو۔ اسے زخمی نہ کرو اور گھر والوں سے دل لگی کرنا۔

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔“

۲۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتغولہم بالموعظۃ والعلم کی لاینفروا)

۶۱۲۹: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ابوتیح نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مل جل کر رہتے تھے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرمایا کرتے تھے: ارے ابوعمیر! وہ چڑیا نغیر کیسی ہے؟

۶۱۲۹: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ كَانَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النَّغِيرُ.

طرفہ: ۶۲۰۳-

۶۱۳۰: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اندر آتے تو وہ آپ کو دیکھ کر (کوٹھڑی میں) جا چھپتی تھیں۔ پھر آپ ان کو میرے پاس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتیں۔

۶۱۳۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَاحِبٌ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيَسْرِيَهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

## باب ۸۲: الْمُدَارَاةُ مَعَ النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا

اور حضرت ابو دردائے سے مذکور ہے۔ ہم کچھ لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

وَيَذَكِّرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ.



۶۱۳۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ (محمد) ابن منکدر نے اُن سے بیان کیا۔ انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں بتایا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: اس کو اندر آنے دو۔ بہت بُرا بیٹا ہے یا فرمایا: بہت بُرا بھائی ہے خاندان کا۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس سے نرمی سے باتیں کیں۔ میں نے آپ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا تھا، فرمایا تھا۔ پھر آپ نے گفتگو کرتے وقت اس سے نرمی کی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ! اللہ کے نزدیک رتبہ کے لحاظ سے لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جسے لوگ اس کی بد اخلاقی سے بچنے کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ آپ نے تَرَکَہُ فرمایا یا وَدَعَاہُ۔

اطرافہ: ۶۰۳۲، ۶۰۵۴۔

۶۱۳۲: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ (اسماعیل) ابن علیہ نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیباچ کی کچھ قبائیں آئیں جن میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے، آپ نے وہ اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور اُن میں سے ایک حضرت مخرمہؓ کے لیے الگ کر لی۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا: تمہارے لئے میں نے یہ چھپا رکھی تھی۔ ایوب نے

۶۱۳۱: حَدَّثَنَا قَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذِنُوا لَهُ فَبَسَّ ابْنُ الْعَشِيرَةِ - أَوْ بَسَّ أَخُو الْعَشِيرَةِ - فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ أَيُّ عَائِشَةَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ وَدَعَا النَّاسَ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

۶۱۳۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثَيْبَةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَيْتَ لَهُ أَقْبِيَّةً مِّنْ دِيبَاجٍ مُرَّرَةً بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي أَنْاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ. قَالَ أَيُّوبُ بِثَوْبِهِ أَنَّهُ

یُرِيهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ. کہا: یعنی اپنے کپڑے میں جسے آپ انہیں دکھا رہے

تھے اور حرمہؓ کے مزاج میں کچھ تیزی تھی۔

وَ رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ. اور حماد بن زید نے بھی ایوب سے اس حدیث کو

روایت کیا ہے۔

وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمَسُورِ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً. اور حاتم بن وردان نے (اپنی سند میں یوں) کہا: ہم سے ایوب نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت مسورؓ سے روایت کی (کہ اس میں یوں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔

أطرافه: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۳۱۲۷، ۵۸۰۰، ۵۸۶۲۔

**تشریح:** الْمَدَارَاتُ مَعَ النَّائِسِ: لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا۔ مذہب کو عام طور پر بیوست، خشکی اور کھنگلی کے ساتھ نتھی کیا جاتا ہے جو کہ مذہب کی بنیادی روح کے ہی خلاف ہے۔ مذہب تو انسانی قوی کی ترقی اور اس میں پنہاں استعدادوں کے ظہور کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبساط، ہنسنے، خوش ہونے اور خوشی پر جذبات کے اظہار کی صفت انسان کی سرشت میں ودیعت کی ہے۔ پس اس کا بر محل اظہار خدا کو بہت محبوب اور پسند ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصحاً زندگی کے ہر حصے پر چھائی ہوئی ہیں۔ ہر نفسیاتی بیماری سے تعلق رکھتی ہیں..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کو بڑی مضبوطی سے تقام لیں۔ یہی جبل اللہ ہے حقیقت میں۔ اسے پکڑ لیں تو پھر کبھی منتشر نہیں ہوں گے۔ فرماتے ہیں: دیکھو جب تیسرا آدمی بیٹھا ہو تو ایسی زبان میں بات نہ کیا کرو جس سے اس کے لئے ٹھوکر کا سامان ہو، وہ سمجھے کہ مجھے الگ کر دیا گیا ہے اور دل میں رنجش محسوس کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: یہ حضرت ابو ذرؓ کی روایت ہے، مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو..... نیکی کا ایک ازلی پیوند خدا تعالیٰ کی ذات سے ہے۔ جس نیکی سے



المُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. زہری نے (سعید) ابن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: مومن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔

**تشریح:** لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ مَجْرٍ مَرَّتَيْنِ: مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ عنوان باب میں امام بخاری نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کا پُر حکمت قول نقل کیا ہے کہ انسان تجربہ سے سیکھنے سیکھتے حکمت اور دانائی کی منازل طے کرتا ہے تو حکیم کہلاتا ہے۔ زیر باب حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات میں سے ایک جامع اور پُر حکمت کلمہ بیان کیا گیا ہے جو کہ انسانی ترقیات میں چاہے وہ مادی ہوں یا روحانی، سائنسی ہوں یا اخلاقی، ان کا ایک بڑا حصہ اسی سے ترقی پذیر ہوا کہ ایک جگہ سے ٹھوکر کھائی، نقصان اٹھایا تو پھر اس سے بچنے کی کوشش کی۔ جس بل یا سوراخ سے انسان ایک دفعہ ڈسا جائے دوبارہ اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس مشق نے انسان کو لاتنا ہی ترقیات عطا کی ہیں۔ یہی اس حدیث کا مرکزی نقطہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت

آئے دوبارہ اس میں نہ پھنسو۔“ (رونیداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۱۹)

نیز فرمایا:

”مصیبت پہنچنے والی تو ضرور پہنچ جاتی ہے مگر کسی قدر رعایت انتظام ظاہر مسنون

ہے۔ جس نے دیا اُس نے لیا۔ لیکن آئندہ بے احتیاطی کے طریقوں سے مجتنب

رہنا ضروری ہے۔ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ مَجْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔“ (مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۳۰)

## باب ۸۴: حَقُّ الضَّيْفِ

مہمان کا حق

۶۱۳۴: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ حسین نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے، ابو سلمہ نے حضرت

حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا مجھے نہیں بتایا گیا کہ تم رات کو کھڑے عبادت کرتے ہو اور دن کو روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں ضرور۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ اٹھ کر عبادت بھی کرو اور سو بھی اور روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والے کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور امید ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہو اور تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ مہینہ میں تین روزے رکھو کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ اس سے دس گنا ہے۔ یہ گویا ساری عمر کے روزے ہوئے (حضرت عبداللہ بن عمروؓ) کہتے تھے: میں نے سختی کی اور مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے کہا: میں اور بھی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر ہفتہ میں تین روزے رکھو۔ کہتے تھے: میں نے سختی کی اور مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے کہا: میں اور بھی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر اللہ کے نبی داؤدؑ کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا: اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ کا روزہ کیا تھا؟ آپؐ نے فرمایا: آدھی عمر کے روزے۔

قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَمَنْ وَنَمَ وَصُمَ وَأَفْطَرَ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُزُوكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُزُوجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسَبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدْتُ عَلَيَّ. قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدْتُ عَلَيَّ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ.

أطراف: ۱۱۳۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۵۰۵۲، ۵۰۵۳، ۵۰۵۴، ۵۱۹۹، ۶۲۷۷۔

**تشریح: حَقُّ الضَّيْفِ:** مہمان کا حق۔ مہمان نوازی اتنا اہم اور بڑا خلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور روزہ بھی اس کے آگے روک بنے تو ایسی عبادت اور ایسے روزے چھوڑ دینے اور مہمان کا حق ادا کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی جیسا کہ زیر باب حدیث میں امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو یہ تاکید اور ارشاد نقل کیا ہے کہ تم ایسی عبادتوں اور روزوں سے دست کش ہو جو تمہارے ملاقاتیوں کے لئے روک بنتی ہیں۔

حضرت ششی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے حضور سے چارپانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور ان کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام دین کو پرے ہٹنا پڑا۔ حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جو تیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضورؐ نے جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا: آؤ میاں نظام دین! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہ فرما کر حضورؐ مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضورؐ نے اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ اس وقت میاں نظام دین خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعودؐ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔“

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۱۷۴)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک ہندو سادھو کوٹ کپورہ سے آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمانوں کے لئے تو کوئی خاص تردد اور تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ لنگر جاری تھا اور جاری ہے، وہاں انتظام ہر وقت رہتا ہے لیکن ایک ہندو مہمان کے لئے خصوصیت سے انتظام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ وہ انتظام دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا

ہے اس لئے اس کی مشکلات ظاہر ہیں۔ تاہم حضرت اقدس ہمیشہ ایسے موقعہ پر بھی پورا التزام مہمان نوازی کا فرماتے تھے۔ ۶، اکتوبر کی شام کو اُس نے حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ یہ ہمارا مہمان ہے، اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہیے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بند دست کیا جاوے۔ چنانچہ فوراً یہ انتظام کیا گیا۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ایک دفعہ کشمیر سے آئے ہوئے ایک مہمان کا ذکر ہوا کہ وہ چاول کھانے کے عادی ہیں اور یہاں نہ ملنے کی وجہ سے وہ تکلیف میں ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا آتَاكُمُ اللَّهُ فَخُذُوهُنَّ (ص: ۸۷) ہمارے مہمانوں میں سے

جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔“

پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸۲)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت المہدی میں بروایت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری لکھا ہے:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر میں (مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبار ہاتھاکہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمیت یا شاید لالہ ملاوٹل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا: آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔“

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر ۸۹ صفحہ ۶۵، ۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحب ہوتے تھے جو رہنے والے تو چکوال کے تھے مگر پنڈی میں دکان کیا کرتے تھے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ

ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا تو کافی رات گزر گئی اور تقریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے تھے، ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضورؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا: کہیں سے دودھ آگیا تھا، میں نے کہا کہ آپ کو دے آؤں آپ یہ دودھ پی لیں، آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی اس لئے دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو اُمد آئے۔ سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں۔ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پارہا ہے اور تکلیف اٹھا رہا ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، جولائی ۲۰۰۲، جلد ۲ صفحہ ۵۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر سید حبیب اللہ صاحب (جو بطور مہمان آئے ہوئے تھے) کو مخاطب کر کے فرمایا:

”آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کیلئے باہر آگیا ہوں۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

### باب ۸۵: اِكْرَامُ الضَّيْفِ وَخِدْمَتُهُ اِيَّاهُ بِنَفْسِهِ

مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور خود اس کی خدمت کرنا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمَكْرَمِيْنَ  
 (الذاريات: ۲۵) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يُقَالُ  
 هُوَ زَوْرٌ وَهَوْلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ  
 اَضْيَافُهُ وَزُوَارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلُ قَوْمٍ  
 اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ابراہیم کے مہمان جن کے  
 ساتھ عزت سے پیش آیا گیا۔ ابو عبد اللہ (امام  
 بخاری) نے کہا: کہا جاتا ہے وہ مہمان ہے اور وہ  
 سب مہمان ہیں۔ (لفظ زَوْرٌ اور ضَيْفٌ مفرد اور  
 جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے) اس کا معنی



ہے: وہ سب اس کے مہمان اور زیارت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ (لفظ) مصدر ہے۔ جیسے (کہا جاتا ہے): قوم راضی ہے اور عادل ہے۔ اور کہا جاتا ہے: پانی بہت نیچے اترا ہوا ہے۔ اور (اُن) دو کاپانی بہت نیچے اتر اہوا ہے۔ اور (اُن) سب کاپانی بہت نیچے اتر اہوا ہے۔ (یعنی لفظ غَوْر بھی مفرد، تشنیہ اور جمع استعمال ہوتا ہے) اور غَوْر اور غَائِر ایسے اترے ہوئے (پانی) کو کہتے ہیں جو ڈول میں نہ آسکے۔ ہر وہ چیز جس کے تم اندر چلے جاؤ وہ مَغَارَةٌ ہے۔ تَزَاوُرُ کے معنی ہیں وہ مائل ہوتی ہے۔ یہ زَوْرُ سے ہے (یعنی ٹیڑھا پن) اور الْأَذْوَرُ کے معنی ہیں بہت زیادہ جھکا ہوا۔

۶۱۳۵: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابو شریح کعبیؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی میزبانی عزت سے کرے، جو ایک دن اور رات ہے اور مہمان نوازی تین دن ہے۔ اس کے بعد جو ہے وہ صدقہ ہے۔ اور اس کے لئے درست نہیں کہ وہ اس کے پاس اتنی دیر ٹھہرا رہے کہ اس کو تنگ کر ڈالے۔

اسماعیل نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھ سے ایسی ہی حدیث بیان کی اور یہ بڑھایا کہ جو اللہ اور

رَضًا وَعَدْلٍ. وَيُقَالُ مَاءٌ غَوْرٌ وَمَاءٌ غَوْرٌ وَمِيَاهُ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدَّلَاءُ، كُلُّ شَيْءٍ غُرَّتْ فِيهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ. تَزَاوُرُ (الكهف: ۱۸) تَمِيلُ مِنَ الزَّوْرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمِيلُ.

۶۱۳۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شَرِيحِ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ يَوْمَ وَلَيْلَةَ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَنْفِي عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ... مِغْلَهُ، وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنُتْ.

یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

اطرافہ: ۶۰۱۹، ۶۴۷۶۔

۶۱۳۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمِ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنُتْ.

۶۱۳۶: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے ہم سے بیان کیا کہ (عبد الرحمن) ابن مہدی نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ابو حصین سے، ابو حصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کو نہ ستائے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان سے عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

اطرافہ: ۵۱۸۵، ۶۰۱۸، ۶۱۳۸، ۶۴۷۵۔

۶۱۳۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَبْعُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي

۶۱۳۷: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، یزید بن ابوالخیر سے، ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں بھیجا کرتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کے پاس اترتے ہیں کہ وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اگر تم کسی قوم کے پاس اترو اور وہ تمہیں وہ دلوائیں جو مہمان کے لئے چاہیے تو ان سے قبول کر لو اور اگر وہ نہ دیں

يُنْبَغِي لَهُمْ. تو اُن سے مہمان کا وہ حق لے لو جو انہیں دینا چاہیے تھا۔

طرفہ: ۲۴۶۱۔

۶۱۳۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُقِلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۶۱۳۸: عبد اللہ بن محمد (مسند) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان سے عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ بھلی بات کرے یا خاموش رہے۔

أطرافه: ۵۱۸۵، ۶۰۱۸، ۶۱۳۶، ۶۴۷۵۔

تشریح: اِكْرَامُ الضَّيْفِ وَخِدْمَتُهُ اِيَّاكَ بِنَفْسِهِ: مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور خود اس کی خدمت کرنا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؒ بیان فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اُتارے جائیں اور سامان لایا جائے۔ چار پائی بچھائی جائے... خادموں نے کہا: آپ خود اپنا سامان اُتروائیں۔ چار پائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکے میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔..... حضورؐ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جو تا پہننا بھی مشکل ہو گیا، حضورؐ اُن کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے، میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر اُن کا یکے مل گیا اور حضورؐ کو آتا دیکھ کر وہ یکے سے اتر پڑے اور حضورؐ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا

کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضورؐ نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا اور فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضورؐ نے خود اُن کے بستر اُتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اُتار لیا۔ حضورؐ نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور اُن پر ان کے بستری کرائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کیونکہ اُس طرف چاول کھائے جاتے ہیں (اس لئے میں چاول خود ہی بھجوادوں گا) اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضیکہ اُن کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اگر یہاں آکر بھی اُس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضورؐ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹے کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا، حضورؐ نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا: یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں بار بار اُن سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ میں سوار ہو لیں مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کر کے حضورؐ واپس تشریف لائے۔“

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، دسمبر ۱۹۸۲، جلد اوّل صفحہ ۳۵۳، ۳۵۵)

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت نے اس کی بہت سی تواضع و خاطر داری کی۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ حضرت نے اس کو خوب کھلایا کہ اس کا پیٹ بہت بھر گیا۔ رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی۔ جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا اور رضائی میں ہی کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو

اس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھ کر کراہت کریں گے، شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے۔ اس میں دست کیا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ مجھے دو تاکہ میں صاف کروں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں، ہم جو حاضر ہیں ہم صاف کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا اس لیے میرا ہی کام ہے اور اٹھ کر پانی منگوا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔ وہ عیسائی جبکہ ایک کوس نکل گیا تو اس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں۔ اس لیے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں۔ اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو میں کبھی اس کو نہ دھوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بے نفسی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۷۰، ۷۱، ۷۲)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؒ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبر دار ساکن بنالہ نے اندر سے لحاف پھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ (میں) عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ تھے، پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چونہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اپنا لحاف پھوننا طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضورؐ کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔..... پھر میں مفتی فضل الرحمن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ لحاف پھوننا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپ نے فرمایا: کسی اور مہمان کو دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہ لیا اور فرمایا: کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا۔“ (اصحاب احمد جلد ۳ صفحہ ۱۸۰)

## باب ۸۶: صُنْعُ الطَّعَامِ وَالتَّكْلِيفُ لِلصَّيْفِ

مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا اور تکلیف برداشت کرنا

۶۱۳۹: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن عون نے ہمیں بتایا۔ ابو العُمیس نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ حضرت سلمانؓ حضرت ابو درداءؓ کو ملنے گئے تو انہوں نے حضرت ام درداءؓ کو کام کاج کرنے کے معمولی کپڑے پہنے دیکھا۔ حضرت سلمانؓ نے ان سے پوچھا: تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگیں: (تمہارا بھائی ابو درداءؓ) اس کو دنیا کی کوئی خواہش نہیں۔ اتنے میں حضرت ابو درداءؓ آگئے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا اور کہا: تم کھاؤ کیونکہ میں تو روزے دار ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے کہا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تم بھی نہ کھاؤ اور حضرت ابو درداءؓ نے کھایا، جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداءؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا: سو جاؤ اور وہ سو گئے، پھر وہ اٹھنے لگے، انہوں نے کہا: سوتے رہو۔ جب پچھلی رات ہوئی حضرت سلمانؓ نے کہا: اب اٹھو۔ (حضرت ابو جحیفہؓ) کہتے تھے: ان دونوں نے نماز پڑھی پھر حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا: تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس

۶۱۳۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَخِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَرَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَدِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكَ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ مَا أَنَا بِأَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ فَمَ الْآنَ قَالَ فَصَلِّ يَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلَا هَلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَبْ صَدَقَ سَلْمَانُ. أَبُو جُحَيْفَةَ وَهَبْ

السَّوَائِي يُقَالُ وَهَبُ الْخَيْرِ. کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق

ہے سو ہر حق دار کو اس کا حق دو، پھر حضرت ابو درداءؓ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے  
اس کا ذکر کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سن کر)  
فرمایا: سلمانؓ نے سچ کہا۔ حضرت ابو جحیفہؓ وہب  
سوائی ہیں جنہیں وہب الخیر بھی کہتے تھے۔

طرفہ: ۱۹۶۸۔

**تشریح:** صُنِعَ الطَّعَامِ وَالتَّكْلُفُ لِلضَّيْفِ: مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا اور تکلیف برداشت کرنا۔  
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لیے ہمیشہ تاکید  
کرنا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل  
آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر  
میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے  
بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں  
کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لیے مجبوری علیحدگی ہوئی۔  
ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض  
لوگ بیمار ہوتے ہیں، ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۲)

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میاں نجم الدین صاحب مہتمم لنگر خانہ کو بلوا کر فرمایا:

”دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو  
اور بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع  
کرو۔ سردی کا موسم ہے، چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا احسن ظن ہے  
کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھریا مکان  
میں سردی ہو تو لکڑی یا کونلہ کا انتظام کر دو۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۲)

## باب ۸۷: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

مہمان کے سامنے ناراضگی اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا جو ناپسندیدہ ہے

۶۱۴۰: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ سعید جری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے ابو عثمان سے، ابو عثمان نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابو بکرؓ نے چند لوگوں کی ضیافت کی اور عبد الرحمنؓ سے کہا: اپنے مہمانوں کا خیال رکھنا کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہا ہوں۔ میرے آنے سے پہلے پہلے ان کی مہمانی سے فارغ ہو جانا۔ عبد الرحمنؓ گئے اور ان کے پاس حاضر لائے اور کہنے لگے: کھانا کھالیں۔ انہوں نے کہا: صاحب خانہ کہاں ہیں؟ عبد الرحمنؓ نے کہا: آپ کھائیے۔ وہ بولے: ہم تو نہیں کھائیں گے جب تک کہ ہمارے صاحب خانہ نہ آجائیں۔ عبد الرحمنؓ نے کہا: آپ ہم سے جو آپ کی مہمانی ہے قبول کیجئے کیونکہ اگر وہ آئے اور آپ نے کھانا نہ کھایا تو ہمیں ان سے ڈانٹ پڑے گی۔ انہوں نے نہ مانا اور میں سمجھا کہ حضرت ابو بکرؓ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ جب وہ آئے تو میں ان سے ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے کہا: تم نے کیا کیا؟ تو گھر والوں نے انہیں بتایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے پکارا: عبد الرحمنؓ! میں خاموش ہو رہا۔ پھر انہوں نے کہا: عبد الرحمنؓ! پھر میں

۶۱۴۰: حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ دُونَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفْرُغُ مِنْ قِرَائِهِمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ فَاَنْطَلِقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ اطْعَمُوا فَقَالُوا أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اطْعَمُوا قَالُوا مَا نَحْنُ بِأَكْلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ أَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَنَلْقَيْنَ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكْتُ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوا صَدَقَ أَتَانَا بِهِ قَالَ فَإِنَّمَا



خاموش رہا۔ پھر کہنے لگے: ارے بیوقوف! میں تمہیں قسم دیتا ہوں اگر تم میری آواز سن رہے ہو تو ضرور ہی آجاؤ۔ میں سن کر باہر آیا۔ میں نے کہا: اپنے مہمانوں سے پوچھئے۔ وہ کہنے لگے: حضرت عبدالرحمنؓ نے سچ کہا ہے۔ وہ ہمارے پاس کھانا لائے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اچھا تم نے میرا انتظار کیا، اللہ کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا اور دوسروں نے کہا: اللہ کی قسم ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے جب تک کہ آپؓ نہ کھائیں۔ حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے: میں نے کبھی ایسی بُری رات نہیں دیکھی۔ تم پر افسوس! تم کیسے ہو؟ تم ہم سے جو تمہاری مہمانی ہے قبول کیوں نہیں کرتے؟ اپنا کھانا لاؤ۔ چنانچہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: بسم اللہ، پہلی حالت شیطان کی تھی، اور حضرت ابو بکرؓ نے کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

أطرافه: ۶۰۲، ۳۵۸۱، ۶۱۴۱۔

**تشریح:** مَا يُكْرَهُ مِنَ الْعُصْبِ وَالْحُزْجِ عِنْدَ الضَّيْفِ: مہمان کے سامنے ناراضگی اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا جو ناپسندیدہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اگر کوئی مہمان آوے اور سب و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہیئے۔۔۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیارت کرنے والے کا تیرے پر حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مہمان کو ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیت میں داخل ہے۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۷۹، ۸۰)

## باب ۸۸: قَوْلُ الصَّيْفِ لِصَاحِبِهِ وَاللَّهِ لَا آكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ

مہمان کا اپنے میزبان سے کہنا: میں نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ

اس کے متعلق حضرت ابو جحیفہؓ کی حدیث ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۶۱۴۱: محمد بن ثنی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن طرخان) سے، سلیمان نے ابو عثمان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنے ایک مہمان کو یا (کہا) اپنے مہمانوں کو لائے اور شام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ پھر جب وہ آئے تو میری ماں کہنے لگیں: آج رات آپؐ اپنے مہمان یا (کہا) مہمانوں سے رُکے رہے۔ کہنے لگے: کیا آپؐ نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ وہ بولیں: ہم نے اس کے سامنے یا (کہا) اُن کے سامنے پیش کیا تھا انہوں نے انکار کیا یا (کہا) اس نے انکار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ ناراض ہوئے اور بُرا بھلا کہا اور قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ میں یہ سن کر چھپ گیا اور انہوں نے پکارا: ارے بیوقوف۔ پھر اُس عورت نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائے گی جب تک کہ ابو بکرؓ نہ کھائیں گے اور اس مہمان نے یا (کہا) مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائے گا یا نہیں کھائیں

فِيهِ حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۱۴۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِصَيْفٍ لَهُ أَوْ بِأَصْيَافٍ لَهُ فَأَمَسَى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ أُمِّي اخْتَبَسْتُ عَنْ صَيْفِكَ أَوْ أَصْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ أَوْ مَا عَشَيْتِهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبَى فَعَضِبَ أَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ يَا غُنْثُرُ فَحَلَفْتَ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَحَلَفَ الصَّيْفُ أَوْ الْأَصْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَأَنَّ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَا مِّنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا

فَقَالَ يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا  
فَقَالَتْ وَقُرَّةَ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ  
قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا.

گے جب تک کہ ابو بکرؓ نہ کھائیں گے۔ یہ دیکھ کر  
حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے: یہ حالت تو ایسی معلوم  
ہوتی ہے گویا شیطان سے ہے۔ یہ کہہ کر انہوں  
نے کھانا منگوا لیا۔ خود بھی کھایا اور انہوں نے بھی  
کھایا۔ وہ جس لقمہ کو بھی اٹھاتے تھے ضرور ہی اس  
کے نیچے سے اس سے بھی زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔  
حضرت ابو بکرؓ نے (اپنی زوجہ سے) کہا: بنی فراس  
کی بہن! یہ کیا ہے؟ وہ بولیں: میری آنکھ کی ٹھنڈک  
کی قسم کہ یہ کھانا تو اب اس سے بھی زیادہ ہے کہ  
جو ہمارے کھانے سے پہلے تھا۔ ان مہمانوں نے  
کھایا اور حضرت ابو بکرؓ نے کچھ کھانا نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کو بھی بھیجا۔ اور (حضرت عبد الرحمنؓ نے) ذکر  
کیا کہ آپؐ نے بھی اس سے کھایا۔

أطراف: ۶۰۲، ۳۵۸۱، ۶۱۴۰۔

**تشریح:** قَوْلُ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ وَاللَّهُ لَا أَكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ: مہمان کا اپنے میزبان سے کہنا: میں  
نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ۔ اس باب میں امام بخاریؒ نے مہمان نوازی کے اس ادب کی  
طرف توجہ دلائی ہے کہ مہمان کو چاہیے کہ وہ میزبان کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔  
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”مہمانوں کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کو اگر مہمان اچھی طرح ادا کریں تو معاشرے  
میں مزید نکھار پیدا ہوتا ہے، آپس کے تعلقات مزید نکھرتے ہیں۔ پس جہاں مومن کو  
یہ حکم ہے کہ مہمان کا خیال رکھو، اُس کو اُس کا حق دو، وہاں مہمانوں کو بھی ہدایات دی  
گئی ہیں کہ تم نے اپنے مہمان ہونے کے حقوق کس طرح استعمال کرنے ہیں اور فرائض  
کس طرح ادا کرنے ہیں۔... گھر والوں کے لیے تنگی کے سامان نہیں کرنے۔ اگر مہمان  
ان باتوں کو مد نظر رکھیں تو معاشرے کے ہر طبقے میں، مختلف حالات میں جو تعلقات ہیں  
ان کی وجہ سے جو بے چینیاں پیدا ہو رہی ہوتی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، جولائی ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶)

## باب ۸۹: اِكْرَامُ الْكَبِيرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرَ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بڑے کی تعظیم کرنا اور جو بڑا ہو وہی پہلے بات کرے اور پوچھے

۶۱۴۲، ۶۱۴۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ أَنَّهِمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتِيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقَتَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَهْلٍ وَخَوِصَةَ وَمُحَيِّصَةَ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرَ الْكَبْرَ قَالَ يَحْيَى يَعْنِي لِيَلِيَّ الْكَلَامَ الْأَكْبَرَ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْتَحِقُّونَ قِتْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبِكُمْ بِأَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبْرِكُكُمْ يَهُودُ فِي أَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ

۶۱۴۲، ۶۱۴۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا جو زید کے بیٹے ہیں۔ حماد نے یحییٰ بن سعید سے، یحییٰ نے بشیر بن یسار سے جو انصار کے غلام تھے، بشیر نے حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابی حنمہ سے روایت کی کہ ان دونوں نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن سہل اور حضرت محیصہ بن مسعود خیبر میں گئے اور نخلستان میں الگ ہو گئے تو حضرت عبد اللہ بن سہل وہاں مار ڈالے گئے۔ حضرت عبد الرحمن بن سہل اور خوہصہ اور محیصہ جو حضرت مسعود کے بیٹے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ تینوں اپنے ساتھی کے متعلق بات کرنے لگے تو حضرت عبد الرحمن نے شروع کیا اور وہ ان تینوں میں چھوٹے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بڑا ہے اس کو بڑا رہنے دو۔ یحییٰ (بن سعید) نے یوں کہا: جو بڑا ہے اس کو پہلے بات کرنے دو۔ انہوں نے اپنے ساتھی کے متعلق بات کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سن کر) فرمایا: کیا تم میں سے پچاس آدمیوں کے قسم کھانے پر تم اپنے مقتول یا فرمایا: اپنے ساتھی کی دیت لینے کے مستحق ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ ایسا امر ہے کہ ہم نے

۶۱۴۲، ۶۱۴۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ أَنَّهِمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتِيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقَتَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَهْلٍ وَخَوِصَةَ وَمُحَيِّصَةَ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرَ الْكَبْرَ قَالَ يَحْيَى يَعْنِي لِيَلِيَّ الْكَلَامَ الْأَكْبَرَ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْتَحِقُّونَ قِتْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبِكُمْ بِأَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبْرِكُكُمْ يَهُودُ فِي أَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ

اس کو دیکھا نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر یہود اپنے میں سے سچاس کے قسم کھانے پر تمہارے سامنے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ کافر لوگ ہیں۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے (حضرت عبداللہ بن سہلؓ کے) وارثوں کو دیت دی۔

حضرت سہلؓ کہتے تھے: ان اونٹوں میں سے مجھے بھی ایک اونٹنی ملی اور وہ ان کے تھان میں جا گھسی اور اس نے مجھے ایک لات ماری۔

لیث نے کہا: مجھے یحییٰ نے بُشیر سے، بُشیر نے حضرت سہلؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ یحییٰ کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ بُشیر نے یوں کہا: حضرت رافع بن خدیج کے ساتھ۔ اور ابن عیینہ نے (یوں) کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بُشیر سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ بُشیر نے اکیلے حضرت سہلؓ سے ہی روایت کی۔

۶۱۴۴: مسدّد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے روایت کی کہ نافع نے مجھے بتایا۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا درخت بتاؤ جس کی مثال مسلمان کی مثال ہے۔

فَوَدَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِهِ.

قَالَ سَهْلٌ فَأَذْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَصْتَنِي بِرَجْلِهَا.

قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيَى حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَخَدَهُ.

أطرافه: ۲۷۰۲، ۳۱۷۳، ۶۸۹۸، ۷۱۹۲۔

۶۱۴۴: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مِثْلَهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا

وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں گرتے۔ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور ہے مگر میں نے بُرا جانا کہ میں بات کروں اور وہاں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہیں۔ جب وہ نہ بولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور ہے۔ جب میں اپنے باپ کے ساتھ باہر نکلا تو میں نے کہا: ابا! میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور ہے۔ انہوں نے کہا: تمہیں یہ کہنے سے کس نے روکا؟ اگر تم نے کہہ دیا ہو تا تو یہ مجھے ایسی ایسی بات سے زیادہ پسند تھا۔ (حضرت ابن عمرؓ نے) کہا: مجھے صرف اسی بات نے روکا کہ میں نے آپؓ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو بات کرتے نہیں دیکھا اس لئے میں نے بُرا جانا۔

أطرافه: ۶۱، ۶۲، ۷۲، ۱۳۱، ۲۲۰۹، ۴۶۹۸، ۵۴۴۴، ۵۴۴۸، ۶۱۲۲۔

**تشریح:** اِكْرَاهُ الْكَبِيرُ وَيَبْدَأُ الْاَكْبَرُ بِالْاَكْلَامِ وَالسُّؤَالِ: بڑے کی تعظیم کرنا اور جو بڑا ہو وہی پہلے بات کرے اور پوچھے۔ اسلام نے معاشرتی آداب میں اس امر کو بہت اہمیت دی ہے کہ بڑوں کا احترام کیا جائے۔ معاشرہ میں محبت اور امن کو پروان چڑھانے کے لئے یہ انتہائی ضروری خلق ہے۔ بڑے عمر میں ہوں، عہدے میں ہوں، حیثیت میں ہوں یا رشتہ میں، اُن کا احترام کرنا اور ادب سے پیش آنا انسانی اخلاق اور اقدار میں بہت اہم ہے۔ اُرْدُو زبَان کا محاورہ ہے: ”با ادب بال نصیب۔ بے ادب بے نصیب۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ وَمَقَامَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرًا وَوَقُو كَبِيرًا۔ لے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو۔ یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص

۱۔ (سنن الترمذی، ابواب البرّ والصلوٰۃ، باب مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصَّغِيرَانِ، جزء ۴ صفحہ ۳۲۱)

فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے وہ بے باک وار کرنے والی ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں۔“ (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء، جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مجھے تو بڑوں کا ادب کرنے کی اس قدر تلقین کی گئی تھی کہ میں اس کے خلاف چل ہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچیرے بھائی جس قدر مخالفت سلسلہ کی کرتے تھے وہ ظاہر ہے، انہوں نے دیوار بنا کر مسجد کا رستہ روک دیا، سقوں کو پانی بھرنے اور جاموں کو حجامت بنانے سے منع کر دیا، کہہ ماروں کو منع کر دیا کہ ان کے لئے برتن نہ بناؤ۔ اور بھی طرح طرح کے ظلم کرتے رہتے تھے لیکن باوجود اس کے بچپن میں میں نے ایک دفعہ میرزا نظام الدین صاحب کے متعلق کوئی بات کرتے ہوئے صرف نظام الدین کہہ دیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں، تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس طرح ان کا نام لو۔“ (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۶، ستمبر ۱۹۳۵ء، جلد ۱۶ صفحہ ۵۶۰)

## باب ۹۰: مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحَدَائِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

شعر اور رجز اور حدیٰ کہنا جو جائز ہے اور جو ان میں سے ناپسندیدہ ہے

وَقَوْلُهُ: وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ○ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اور شعراء کی جماعت  
الْمَ تَرَأَاهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَبْتَهِمُونَ ○ ایسی ہوتی ہے کہ ان کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہوتے  
ہیں۔ (اے مخاطب) کیا تیری سمجھ میں (اب تک) نہیں آیا کہ وہ (شعراء) تو ہر وادی میں بے مقصود  
کے پھرتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں سوائے (شاعروں میں سے) مومنوں اور نیک

۱۔ رَجَز: جنگ میں پڑھنے کے اشعار۔ (فیروز اللغات)

حدی: عرب شُربانوں کا نغمہ۔ (فیروز اللغات)

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ○ عمل کرنے والوں کے اور ان کے جو اللہ کا (اپنے

(الشعراء: ۲۲۵ - ۲۲۸)

شعروں میں) کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور (اگر جہو کرتے ہیں تو ابتدا نہیں کرتے بلکہ) مظلوم ہونے کے بعد (جائز) بدلہ لیتے ہیں اور وہ لوگ جو کہ ظالم ہیں۔ ضرور جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہو گا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كُلِّ لَفْوٍ يَخُوضُونَ. حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (فِي كُلِّ لَفْوٍ يَخُوضُونَ

سے) مراد یہ ہے کہ ہر ایک لفظ بات میں گھستے ہیں۔

۶۱۴۵: حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبِي بَنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ الشَّعْرِ حِكْمَةً.

۶۱۴۶: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ قَدَمَيْتِ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

۶۱۴۶: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ قَدَمَيْتِ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

کھائی اور آپ کی انگلی زخمی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا:



هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعُ دَمِيَّتِ  
وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيَتْ

طرفہ: ۲۸۰۲-

تو ایک انگلی ہی ہے نا جو زخمی ہوئی، اور اللہ ہی کی  
راہ میں ہے وہ تکلیف جو تجھے پہنچی ہے۔

۶۱۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ  
حَدَّثَنَا ابْنُ مُهَدَّبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ  
قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةٌ لِبَيْدٍ:

۶۱۴۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ  
(عبدالرحمن) ابن مہدی نے ہمیں بتایا۔ سفیان  
نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالملک سے  
روایت کی۔ ابو سلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہایت ہی سچی بات  
جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی یہ بات ہے:  
سنو ہر شے اللہ کے سوا بے حقیقت ہے۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

وَكَاذَ أُمِيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسَلِّمَ.

اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا کہ وہ مسلمان  
ہو جائے۔

اطرافہ: ۳۸۴۱، ۶۴۸۹-

۶۱۴۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ  
بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ  
قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا  
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ  
الْأَكْوَعِ أَلَا تَسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ  
قَالَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ  
يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

۶۱۴۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم  
بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن  
ابی عبید سے، یزید نے حضرت سلمہ بن اکوع سے  
روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ ہم رات  
کو چلے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر بن  
اکوع سے کہا: کیا آپ ہمیں اپنے شعروں سے کچھ  
نہیں سنائیں گے؟ (حضرت سلمہ) کہتے تھے: عامر  
شاعر آدمی تھے۔ وہ نیچے اترے اور لگے لوگوں کو  
حدی پڑھ کر سنانے۔ یہ شعر پڑھتے تھے:

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم بھی کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہمارے گناہوں پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہم سے درگزر فرما، ہم تیرے قربان ہوں جب تک ہم باقی رہیں اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو تو قدموں کو مضبوط رکھو اور ہمارے دلوں میں سکینت ڈال۔ ہمیں جب جنگ کے لئے لکارا گیا ہے تو ہم بھی اب آگئے ہیں اور وہ تو ان لکاروں سے ہم پر چڑھ آئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: یہ اونٹوں کو چلانے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عامر بن اکوع۔ آپ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ تو اب شہید ہو چکے۔ کاش آپ ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ انہوں نے کہا: ہم خیبر میں پہنچے اور ہم نے ان کا اتنی دیر تک محاصرہ کئے رکھا کہ ہمیں سخت بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر کو ان (مسلمانوں) کے لئے فتح کروادیا۔ جب لوگ اس دن کی شام کو آئے کہ جس دن ان کے لئے وہ فتح کیا گیا تھا تو انہوں نے بہت سی آگیں جلائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: یہ آگیں کیا ہیں؟ کیا چیز پکانے کے لئے جلا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: گوشت پکانے کے لئے۔ آپ نے فرمایا: کس کا گوشت؟ انہوں نے کہا: پالتو گدھوں کا گوشت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا  
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا  
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا  
وَوَثَّيْتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَأَقَيْنَا  
وَأَلْقَيْنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا  
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَتَيْنَا  
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ هَذَا السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ بْنُ  
الْأَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ فَقَالَ  
رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهُ  
لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ فَاتَيْنَا خَيْبَرَ  
فَحَاصِرْنَا هُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ  
شَدِيدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ  
فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي  
فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا هَذِهِ النَّيْرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقَدُونَ  
قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ  
قَالُوا عَلَى لَحْمِ حُمْرِ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَهْرِقُوهَا وَاحْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ نُهْرِبُهَا وَنَعْسِلُهَا  
 قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ  
 سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قِصْرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ  
 يَهُودِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعَ ذُبَابٌ سَيْفِهِ  
 فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا  
 قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ  
 لِي مَا لَكَ فَقُلْتُ فِدَى لَكَ أَبِي وَأُمِّي  
 زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ مَنْ  
 قَالَ قُلْتُ قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ  
 وَأُسَيْدُ بْنُ الْخَضِيرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لِأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ  
 بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ  
 عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلُهُ.

ہانڈیوں کو انڈیل دو اور انہیں توڑ دو۔ ایک شخص  
 نے کہا: یا رسول اللہ! ہم انہیں انڈیل دیتے ہیں  
 اور انہیں دھولیتے ہیں۔ فرمایا: یا یہی سہی۔ جب  
 لوگ صف آراء ہوئے تو عامرؓ کی تلوار کچھ چھوٹی  
 تھی۔ انہوں نے اس سے یہودی پر وار کیا کہ اس  
 کو مار دیں تو کیا ہوا کہ ان کی تلوار کی نوک جو لوٹی  
 تو عامرؓ کے گھٹنے میں لگی جس سے وہ فوت ہو گئے۔  
 جب لوگ لوٹے تو حضرت سلمہؓ نے کہا: رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ڈھیلا، رنگ بدلا ہوا دیکھا  
 آپ نے مجھے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض  
 کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! لوگ کہتے ہیں  
 کہ عامرؓ کے سب اعمال اکارت گئے۔ آپ نے  
 فرمایا: کس نے یہ کہا؟ میں نے کہا: فلاں اور فلاں  
 اور فلاں شخص اور اُسید بن خضیر انصاریؓ نے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولا  
 جس نے یہ کہا۔ اس کو تو ڈہرا اجر ملے گا۔ اور آپ  
 نے اپنی دونوں انگلیوں کو اکٹھا کیا۔ کیونکہ وہ تو عابد  
 بھی تھا اور مجاہد بھی۔ کم ہی کوئی عرب ہے جو اس  
 زمین میں اس جیسا پیدا ہوا ہو۔

أطرافه: ۲۴۷۷، ۴۱۹۶، ۵۴۹۷، ۶۳۳۱، ۶۸۹۱۔

۶۱۴۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا  
 إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ  
 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
 أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

۶۱۴۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے  
 ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے  
 ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالک  
 رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت انسؓ نے کہا:

بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ  
وَيَحْكُ يَا أَنْجَشَةَ رُوَيْدَكَ سَوْفًا  
بِالْقَوَارِيرِ. قَالَ أَبُو قَلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ  
بِهَا بَعْضُكُمْ لَعَبْتُمُوهَا عَلَيْهِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے کسی کے پاس آئے  
اور ان کے ساتھ حضرت ام سلیمؓ بھی تھیں۔ آپؐ  
نے فرمایا: افسوس اے انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ  
آہستہ لے چلو۔ ابو قلابہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ایک ایسا فقرہ کہا اگر تم میں سے کوئی کہے تو  
تم اس کے لئے اسے معیوب گردانو۔ (یعنی آپؐ کا  
یہ قول: شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چلو۔)

أطرافه: ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱۔

**تشریح:** مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحَدَاءِ: شعر اور رجز اور حدی کہنا جو جائز ہے۔ علامہ ابن  
حجر بیان کرتے ہیں: أَمَّا الشُّعْرُ فَهُوَ فِي الْأَصْلِ اسْمٌ لِمَا دَقَّ وَمِنْهُ لَيْتَ شِعْرِي ثُمَّ اسْتَعْمِلَ فِي  
الْكَلَامِ الْمُتَقَفِّي الْمَوْزُونِ قَصْدًا... وَأَمَّا الرَّجَزُ فَهُوَ يَفْتَحُ الرَّاءَ وَالْمِيمَ بَعْدَهَا زَائِيٌّ وَهُوَ نَوْعٌ مِنَ الشُّعْرِ عِنْدَ الْأَكْثَرِ  
وَقِيلَ لَيْسَ بِشِعْرٍ لِأَنَّهُ يُقَالُ رَجَزٌ لَشَاعِرٍ وَشُعْرٌ رَجَزٌ التَّقَارُبِ أَجْزَائِهِ وَاضْطِرَابِ اللِّسَانِ بِهِ... وَأَمَّا الْحَدَاءُ فَهُوَ  
بِضَمِّ الْحَاءِ وَتَخْفِيفِ الدَّالِ الْمُهْمَلَتَيْنِ يُمَدُّ وَيُقَصَّرُ سَوْفَى الْإِبِلِ بِضَرْبٍ مَخْصُوصٍ مِنَ الْغِنَاءِ۔ (فتح الباری جزء ۱۰  
صفحہ ۶۲۱) یعنی شعر درحقیقت نام ہے (ان جذبات کے اظہار کا) جو بہت لطیف ہوں اور انہی معنوں میں لیتَ شِعْرِي  
کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس لفظ (شعر) کا اطلاق بالارادہ کہے جانے والے مقفی اور موزون کلام پر ہونے لگا۔ جہاں تک  
”رجز“ جو ’ر‘ کی فتح اور ’ج‘ اور اس کے بعد ’ز‘ پر مشتمل لفظ ہے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ شعر کی ایک قسم ہے۔  
یہ بھی کہا گیا کہ یہ شعر نہیں ہے کیونکہ اس کے کہنے والے کو ”رجز“ کہا جاتا ہے ”شاعر“ نہیں۔ اور بوجہ تقارب  
اجزاء اور زبان کے اضطراب کی وجہ سے اس کا نام ”رجز“ رکھا گیا۔ اور ”حداء“ اور ’د‘ مہمل پر مشتمل لفظ کا تعلق  
ہے تو اس سے مراد اونٹوں کو ہانکنے کے لئے لمبی یا چھوٹی نکالی جانے والی آواز ہے جو غنم کی خاص طرز پر ہوتی ہے۔

امام راغب نے لکھا ہے: فَالشُّعْرُ فِي الْأَصْلِ اسْمٌ لِلْجَلْمِ الدَّقِيقِ۔<sup>۱</sup> شعر دراصل باریک علم کا نام ہے۔ یہ لفظ  
شعور سے ہے جس کے معنی معرفت کے ہیں۔ عام طور پر مقفی، مسجع عبارتوں کو ایک خاص وزن میں ادا کرنا شعر کہلاتا  
ہے۔ کلام الہی میں بھی بعض اوقات ہم وزن عبارتیں وارد ہوتی ہیں مگر وہ شعر نہیں کہلاتیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کے  
بارہ میں بیان ہوا ہے: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ (الحاقۃ: ۴۲)۔<sup>۲</sup> اس کی بہت سی اصناف ہیں۔ شعر اچھے بھی ہوتے ہیں،  
بُرے بھی۔ قرآن کریم نے دونوں قسم کے شعر کا ذکر کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے شعر سننے بھی

۱ (المفردات فی غریب القرآن - شعر)

۲ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں۔“

اور بعض اوقات پڑھے بھی مگر ایسے شعروں کی مذمت کی جو انسان کو گندے خیالات اور ناپاک باتوں کی طرف لے جائیں۔ مگر عمدہ خیالات اور نفیس مضامین کو شعروں میں بیان کرنے کو آپ نے پسند فرمایا، جیسے لبید شاعر کے شعر اَلَا كُلُّ نَفْسٍ يَوْمَئِذٍ لَّيَّا خَلًا اللّٰهُ بَاطِلٌ۔ یعنی سنو! ہر شے اللہ کے سوا بے حقیقت ہے۔ عصر حاضر میں امام الزمان نے حمد باری تعالیٰ، نعت رسول کریم اور قرآن کریم کے حسن و جمال پر مشتمل بہت اعلیٰ کلام شعروں کی صورت میں ادا فرمایا اور اس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”نظم تو ہماری اس مجلس میں بھی سنائی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ ایک شخص خوش الحان کی تعریف سن کر اس سے چند ایک اشعار سنے پھر فرمایا کہ دَرَجَاتُكَ اللّٰهُ۔ یہ لفظ آپ جسے کہتے تھے وہ جلد شہید ہو جاتا۔ چنانچہ وہ بھی میدان میں جاتے ہی شہید ہو گیا۔..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خود شعر پڑھے ہیں۔ پڑھنا اور کہنا ایک ہی بات ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شاعر تھے۔ حضرت عائشہؓ، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے قصائد مشہور ہیں۔ حسان بن ثابتؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر قصیدہ لکھا، سید عبد القادر صاحبؒ نے بھی قصائد لکھے ہیں۔ کسی صحابیؓ کا ثبوت نہ دے سکو گے کہ اس نے تھوڑا یا بہت شعر نہ کہا ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو منع نہ فرمایا۔ قرآن کی بہت سی آیات شعروں سے ملتی ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۶۲)

ایک شخص کے سوال کہ سورۃ الشعراء کے آخر پر شاعروں کی مذمت ہے کا جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”وہ مقام پڑھو۔ وہاں خدا نے فسق و فجور کرنے والے شاعروں کی مذمت کی ہے اور مومن شاعر کا وہاں خود استثناء کر دیا ہے۔ پھر ساری زبور نظم ہے، یرمیاہ، سلیمان اور موسیٰ کی نظمیں تورات میں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نظم گناہ نہیں ہے، ہاں فسق و فجور کی نظم نہ ہو۔ ہمیں خود الہام ہوتے ہیں بعض ان میں سے مقفی اور بعض شعروں میں ہوتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

## باب ۹۱: هِجَاءُ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کی ہجو کرنا

۶۱۵۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُهُ  
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ  
حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَكَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسْلُتَنَّكَ  
مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ.

۶۱۵۰: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبدہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں خبر  
دی۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ  
فرماتی تھیں: حضرت حسان بن ثابتؓ نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی  
اجازت مانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
تم میرے خاندان کی کیونکر ہجو کرو گے؟ حضرت  
حسانؓ نے کہا: میں آپؓ کو ان سے اس طرح نکال  
دوں گا جیسے بال آٹے سے نکالا جاتا ہے۔

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ  
ذَهَبْتُ أَسْبُ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ  
فَقَالَتْ لَا تَسِبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُتَافَخُ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور (اسی سند سے) ہشام بن عروہ سے مروی ہے۔  
انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے  
کہا: میں حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت حسانؓ  
کو بُرا بھلا کہنے لگا تو انہوں نے کہا: اسے بُرا نہ کہو  
کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کیا  
کرتا تھا۔

اطرافہ: ۳۵۳۱، ۴۱۴۵۔

۶۱۵۱: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ  
ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ  
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ  
يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۵۱: اصبح (بن فرج) نے ہم سے بیان کیا، کہا:  
عبد اللہ بن وہب نے مجھے خبر دی۔ یونس نے مجھ  
سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی  
کہ صہیم بن ابی سنان نے انہیں بتایا۔ انہوں نے  
حضرت ابو ہریرہؓ سے ان کے واقعات کے بیان

يَقُولُ إِنَّ أَخَا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ  
يَعْنِي بِذَلِكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ:

کرنے کے اثنا میں سنا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
ذکر کرتے تھے، کہتے تھے: تمہارا ایک بھائی ہے جو  
بیہودہ نہیں کہتا۔ آپ کی مراد اس سے حضرت  
ابن رواحہؓ تھے۔ انہوں نے (ہی یہ شعر) کہا ہے:

فِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ  
إِذَا انشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ  
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا  
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنْ مَا قَالَ وَقِيعٌ  
يَيْتٌ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنِ فِرَاشِهِ  
إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِالْمَشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اُس کی کتاب پڑھ کر  
سناتے ہیں اُس وقت جب صبح کی پُو پھوٹ رہی ہوتی  
ہے۔ اس نے ہمیں اندھے پن کے بعد سیدھا راہ  
دکھایا جس سے ہمارے دل یقین کئے ہوتے ہیں کہ  
جو اُس نے کہا وہ ہو کر رہے گا۔ وہ رات اس طرح  
گزارتا ہے کہ اس کا پہلو اس کے بستر سے الگ رہتا  
ہے جبکہ بستر کافروں سے بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں۔

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ  
الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ  
وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(یونس کی طرح) عقیل نے بھی اس حدیث کو زہری  
سے نقل کیا۔ اور زبیدی نے بھی زہری سے نقل  
کیا۔ (انہوں نے اس کی سند یوں بیان کی) سعید  
اور اعرج سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت  
ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔

طرفہ: ۱۱۵۵-

٦١٥٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا  
شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا  
إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ  
سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ  
عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ  
حَسَانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهَدُ

٦١٥٢: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔  
نیز اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا:  
مجھے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بتایا۔ انہوں نے  
سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، ابن  
ابی عتیق نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ  
بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی کہ انہوں  
نے حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ سے سنا۔ وہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے شہادت لے رہے تھے، کہتے تھے: ابو ہریرہؓ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے: اے حسان! رسول اللہ کی طرف سے جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: ہاں۔

اطرافہ: ۴۵۳، ۳۲۱۲۔

۶۱۵۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے، عدی نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: ان کی ہجو کرو یا فرمایا: ان کی ہجو کا جواب دو اور جبریل تمہارے ساتھ ہوں گے۔

۶۱۵۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانٍ أَهْجُهُمْ أَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.

اطرافہ: ۳۲۱۳، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴۔

**تشریح:** ہجاء المشرکین: ہجاء اور ہجو کے معنی ہیں شعر میں مذمت کرنا۔ اور جوہری نے کہا ہے کہ جو مدح کا متضاد ہے۔ اور امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ شعر کی اس قسم میں سے بھی بعض مستحب ہوتے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۸۶) قومی جنگوں میں جہاں سپاہیوں اور جرنیلوں کا کردار بہت مرکزی ہوتا ہے وہاں افراد جماعت اور عوام کی طاقت کی سپورٹ اور مدد بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہر زمانے میں شعراء، ادیب اور معاشرے کے دیگر طبقات فوجوں کے حوصلے بڑھانے اور ان کا مورال بلند کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اُس دور میں بھی عرب شعراء، مرد، عورتیں یہ رول ادا کرتی تھیں۔ مسلمان شعراء نے بھی یہ فریضہ خوب ادا کیا۔ مسلمان شعراء میں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں جو تمام جنگوں میں فتح کی ضامن تھیں ان کا فیض جنگ لڑنے والوں تک محدود نہیں تھا بلکہ آپؐ کی دعاؤں کا فیض ان شعراء کے کلام میں قوت اور طاقت کا باعث تھا جو مشرکین کی ہجو میں شعر کہتے تھے۔ جیسا کہ زیر باب روایات میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے یہ الفاظ ہیں: اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔ یعنی اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما۔ یہ روح القدس کی تائید ہی تھی جس سے وہ جنگیں جیتی گئیں۔



حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اس زمانہ کے اشعار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے خلاف نہایت گندی نظمیں اور اشعار بنا بنا کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک مدت تک تو صحابہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق صبر سے کام لیتے رہے مگر جب وہ اس خباثت میں حد سے بڑھ گئے تو بعض صحابہؓ نے حضرت حسانؓ سے خواہش کی کہ وہ ان کا جواب دیں۔ حضرت حسانؓ نے ان کے کہنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انہوں نے آپؐ پر بہت حملے کئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو جواب دوں اور ان کے عیوب ظاہر کروں۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دینا اچھی بات ہے مگر اس میں ایک دقت ہے اور وہ یہ کہ ان کے اور ہمارے آباؤ اجداد ایک ہی ہیں۔ اگر تم ان پر حملہ کرو گے تو وہ حملہ ہم پر بھی ہو گا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان کو ان سے اس طرح الگ کر لوں گا جس طرح کھن میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ یہ ان کے قادر الکلام ہونے کی دلیل تھی۔ کیونکہ قادر الکلام شاعر ہی اس رنگ میں شعر کہہ سکتا ہے کہ دوسرے کو جواب بھی دیدے اور اپنے بزرگوں پر بھی حملہ نہ ہونے دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُهْجُ قُرَيْشًا وَرُوحَ الْقُدُسِ مَعَكَ۔ (البحر المحیط جلد اول صفحہ ۲۹۹) یعنی اے حسان! قریش کی بھوک، رُوح القدس تیرے ساتھ ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ، جلد ۲ صفحہ ۲۲)

باب ۹۲: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ

حَتَّى يَصُدَّهُ عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

جو مکروہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر شاعری اس قدر غالب ہو جائے کہ

اس کو اللہ کے ذکر اور علم کے حاصل کرنے اور قرآن کی تلاوت کرنے سے روک دے

۶۱۵۴: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى ۶۱۵۳: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى نے ہم سے بیان کیا کہ

حفظہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ شعر سے بھرے۔

۶۱۵۵: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے ابوصالح سے سنا۔ ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہاں تک کہ وہ اُسے خراب کر کے رکھ دے، یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اس سے کہ وہ شعر سے بھرے۔

أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَمْتَلِيَّ جَوْفُ أَحَدِكُمْ فَيِنَّا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيَّ شِعْرًا.

۶۱۵۵: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِيَّ جَوْفُ رَجُلٍ فَيِنَّا حَتَّى يَرِيهِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَمْتَلِيَّ شِعْرًا.

**تشریح:** مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ: جو مکروہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر شاعری اس قدر غالب ہو جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”شعراء پر ایسے لوگ ہی گرویدہ ہوتے ہیں جن کا تقویٰ اور روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چونکہ شعراء اپنے شعروں میں عموماً عشق اور محبتِ نفسانیہ اور شہوانیہ کا ذکر کرتے ہیں، اس لئے ایسے ہی لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں جو خود بھی تقویٰ سے دور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آوارہ نوجوانوں کو ان کے سینکڑوں اشعار یاد ہوتے ہیں اور بعض شاعروں کی غزلیں رنڈیاں گاتی ہیں کیونکہ ان میں خدا اور اس کے رسول کا کہیں ذکر نہیں ہوتا بلکہ عموماً ان کے ذریعہ نوجوانوں کے شہوانی جذبات کو تحریک دی جاتی ہے اور واعظ اور ناصح پر پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی ایسے ہی لوگوں میں مقبولیت ہوتی ہے جن کا روحانیت سے

کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی صداقت اور دیانت اور عفت اور پاکیزگی کا ایک بے مثال نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کر رکھا ہے۔ اُن کی راتیں قیام و سجد میں اور اُن کے دن ذکر الہی اور اعلاء کلمہ اسلام میں بسر ہوتے ہیں۔..... پھر فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَّهْيَبُونَ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شاعر مختلف طبائع کو خوش کرنے کے لئے کبھی ادھر کی بات کر دیتے ہیں کبھی ادھر کی۔ اُن کے سامنے کوئی خاص مقصد اور مدعا نہیں ہوتا بلکہ جو چیز بھی اُن کے ذہن میں آجائے اسی کے متعلق وہ کچھ نہ کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ شاعروں کی کوئی غزل لے لو، فِي كُلِّ وَادٍ يَّهْيَبُونَ کا تمہیں ان کی ہر غزل میں نظارہ نظر آجائے گا۔ ایک شعر میں تو لکھا ہوگا: میں مر گیا، میرا معشوق مجھ سے بے وفائی کرتا ہے اور میں اُس کے ہجر میں اُس کی بے التفاتی کی وجہ سے جاں بلب ہوں۔ مگر ساتھ ہی اگلے شعر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مجھے اپنے معشوق کا وصال نصیب ہوا، میں جی اٹھا اور میں زندہ ہو گیا۔ ساری غزل کا ایک شعر بھی دوسرے شعر سے جوڑ نہیں رکھتا۔ ایک شعر میں وہ کچھ اور بیان کر رہے ہوتے ہیں اور دوسرے شعر میں وہ کہیں اور نکل جاتے ہیں۔ ایک شعر میں تو وہ کہتے ہیں: میں محبوب سے ملنے کی تیاری کر رہا ہوں اور دوسرے میں کہتے ہیں: ہائے مرا جا رہا ہوں۔ غرض اُن کی غزلوں کا ہر شعر دوسرے سے متناقض ہوتا ہے اور ان کی باتوں کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہوتا۔ کبھی ادھر کی کہتے ہیں کبھی ادھر کی۔ کبھی کہتے ہیں میں اپنے محبوب کے عشق میں مر گیا حالانکہ وہ زندہ اپنے شعر سنار ہے ہوتے ہیں، کبھی کہتے ہیں میں اپنے معشوق کے عشق میں سرگرداں ہوں حالانکہ وہ اچھے بھلے دنیا کے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں معشوق ہر وقت ہمارے دل میں ہے اور یہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب کے لئے خون کے آنسو پی رہا ہوں حالانکہ وہ آرام سے زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ نہ مر رہے ہوتے ہیں نہ خون کے آنسو پی رہے ہوتے ہیں۔ اُن کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ لوگوں کے جذبات کو ابھارا جائے، چاہے وہ ابھارنا اچھے رنگ میں ہو یا بُرے رنگ میں۔ کبھی

وہ خوشی کی باتیں کرتے ہیں اور کبھی غمی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِي كُلِّ وَادٍ  
يَهَيُّمُونَ یعنی وہ ہر جنگل میں اور ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ ان کو کسی جگہ  
بھی جذبات کے ابھارنے کا سامان مل جائے، چاہے کہیں سے ملے، لے لیتے ہیں۔ وہ  
عاشقوں کو بھی خوش کرتے ہیں اور معشوقوں کو بھی، وہ غریبوں کو بھی خوش کرتے ہیں  
اور امیروں کو بھی، وہ مظلوموں کو بھی خوش کرتے ہیں اور ظالموں کو بھی، وہ غالب کو  
بھی خوش کرتے ہیں اور مغلوب کو بھی۔ ان کو تو ہر کسی کی خوشی مطلوب ہوتی ہے  
چاہے ان کو اپنے شعروں میں کتنا بھی جھوٹ کیوں نہ بولنا پڑے۔ وہ چاہتے ہیں کہ  
کوئی غریب ہمارے شعر پڑھے یا امیر، ظالم پڑھے یا مظلوم، عاشق پڑھے یا معشوق،  
غالب پڑھے یا مغلوب، سب کے سب خوش ہو جائیں، چاہے ان کے اشعار حقیقت  
سے کتنے ہی دور ہوں۔ پس شعراء کا مقصد اور مدعا یہی ہوتا ہے کہ ہر خاص و عام ان  
سے خوش ہو جائے اور ان کے شعروں کی داد دے۔..... پھر فرماتا ہے: وَ أَكْهَمُ  
يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ شاعروں میں ایک یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ ان کا قول  
اور ہوتا ہے اور فعل اور۔ اور وہ جو کچھ منہ سے کہتے ہیں عملاً وہ ایسا نہیں کرتے۔  
یعنی اگر وہ اپنے اشعار میں لوگوں کو اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں تو  
خود شراہیں پیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے ہیں تو آپ نماز اور  
روزہ کے قریب بھی نہیں جاتے... پھر فرماتا ہے: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
وَدَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا ہاں ان شاعروں کو ہم مستثنیٰ کرتے  
ہیں جو مومن ہیں اور مناسب حال عمل کرتے ہیں۔ وہ اگر شعر کہتے ہیں تو ان کا شعر  
حقیقت پر مبنی ہوتا ہے اور وہ وہی کچھ شعر میں کہتے ہیں جو عملی زندگی میں ان کے اندر  
پایا جاتا ہے۔ اس کی مثال کے طور پر ہم حضرت حسان بن ثابتؓ کے وہ اشعار پیش  
کرتے ہیں جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہے۔ جب انہیں  
معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے اپنے درد اور  
کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَيِي عَلَى النَّاطِرِ مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلَيْمَتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَاذِرُ

یعنی اے محمد رسول اللہ! تو میری آنکھوں کی پتلی تھا، آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہو گئیں، اب خواہ کوئی مرے، میرا باپ مرے، میری ماں مرے، بیوی مرے، بھائی مرے، بیٹا مرے، مجھے ان میں سے کسی کی موت کی پرواہ نہیں۔ میں تو تیری موت سے ہی ڈرا کرتا تھا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ جنہوں نے یہ شعر کہے، وہ خود بھی نیک تھے اور ان کے یہ اشعار بھی حقیقت پر مبنی تھے۔ پس یقیناً ایسے لوگ پہلے گروہ میں شامل نہیں۔ پھر فرمایا: اُن کی عادت میں یہ بات داخل ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور غیر مومن شاعروں کی طرح صرف منہ سے یہ نہیں کہتے رہتے کہ ہم اپنے محبوب کے لئے یہ یہ قربانیاں کریں گے بلکہ جب دین کے بارہ میں ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو وہ عملاً اس کا بدلہ لیتے ہیں اور ثابت کر دیتے ہیں کہ جس فدا بیت کا انہوں نے اپنے شعروں میں ذکر کیا تھا عملاً بھی وہ فدا بیت اُن کے اندر پائی جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اُن کا یہ رویہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے مخالف پر ظلم کریں بلکہ وہ ہمیشہ ظلم کے بعد بدلہ لیتے ہیں خود کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ الشعراء، زیر آیت وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ، جلد ۷ صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۵)

### باب ۹۳

قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِينُكَ وَعَقْرِي حَلْقِي ۱

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلمات فرمانا: تیرا ابھلا ہوا اور اے بھلی مائیں

۶۱۵۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ۶۱۵۶: يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ  
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ  
شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ  
أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ  
حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ

۱۔ عَقْرِي کا معنی ہے ہانچ اور حَلْقِي کا معنی ہے جس کے بال کٹے ہوں۔ یہ قریش کا محاورہ ہے۔ یہاں یہ الفاظ اپنے ظاہری معنوں میں نہیں بلکہ ان سے مراد اُس اضطراب کا اظہار ہے جو بعض وقت انسان ایسے موقع پر محسوس کرتا ہے۔ مفہوم ”اے بھلی مائیں“ یا ”اللہ کی بندی“ مراد ہے۔

فلح نے جو ابوالقعیس کے بھائی تھے حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: بخدا میں اسے اس وقت تک اجازت نہ دوں گی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لوں گی کیونکہ ابوالقعیس کا بھائی تو وہ نہیں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ شخص تو وہ نہیں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا تھا بلکہ اس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا۔ آپ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، انہیں اجازت دو کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ عروہ کہتے تھے: اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ دودھ پلانے کی وجہ سے وہ رشتے حرام سمجھو جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

أطرافه: ۲۶۴۴، ۴۷۹۶، ۵۱۰۳، ۵۱۱۱، ۵۲۳۹۔

۶۱۵۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ حکم نے ہم سے بیان کیا۔ حکم نے ابراہیم (شخی) سے، ابراہیم نے اسود سے، اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج سے واپسی کے لیے) کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت صفیہؓ کو اپنے خیمے کے دروازے پر اداس غمگین دیکھا کیونکہ انہیں حیض آگیا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: عَقْرَى حَلْقَى یہ قریش کا محاورہ ہے۔ تم تو

بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقَعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةٌ أَبِي الْقَعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَّكَ تَرَبَّتْ يَمِينُكَ. قَالَ عُرْوَةُ فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

۶۱۵۷: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ حَبَائِهَا كَبِيَّةً حَزِينَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرَى حَلْقَى لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ إِنَّكَ لِحَابِسْتَنَا ثُمَّ قَالَ أَكُنْتُ أَقْضَتْ يَوْمَ

النَّحْرِ يَعْنِي الطَّوْفَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَب هَمِيسُ رُو كَعِ رَكْهُوْ كِي۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا تم نے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا؟ کہنے لگیں: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پھر کوچ کرو۔

أطرافه: ۳۲۸، ۱۷۳۳، ۱۷۵۷، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۴۴۰۱، ۵۳۲۹۔

**تشریح:** تَرَبَّيْتُ يَمِينُكَ وَعَقْرِي حَلَقِي: تیرا بھلا ہو اور اے بھلی مائس۔ ابن السکیت نے تَرَبَّيْتُ تَمِيمُكَ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تَرَبَّيْتُ کے اصل معنی ہیں وہ محتاج ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بولا تو جاتا ہے لیکن یہ دعا اس سے مقصود نہیں ہوتی۔ محض فعل مذکور کی طرف راغب کرنا مراد ہوتا ہے اور یہ کہ اگر اس کے خلاف کرے گا تو بُرُا کرے گا۔ علامہ نحاس نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے ہاتھوں میں صرف مٹی ہی آئے گی۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۷۶) الفاظ عَقْرِي حَلَقِي کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو زخمی کر دے اور اس کے حلق میں تکلیف ہو۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ یہ الفاظ تعجب کے اظہار کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۹۰) حضرت ابن عباسؓ نے ان الفاظ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ اُسے بال کتنے سے تکلیف پہنچے اور اُس کا جسم زخمی ہو جائے۔ ان کے نزدیک یہ الفاظ جو ظاہر ادعائیہ ہیں قریش کی زبان میں محاورہ ہے جس سے دعا مراد نہیں ہوتی۔ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، الفصل الخامس فی سیاق الألفاظ الغریبة، حرف العين، صفحہ ۲۳۵)

### بَاب ۹۴: مَا جَاءَ فِي زَعْمُوا

”زَعْمُوا“ لفظ کے متعلق جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے

۶۱۵۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرْثَةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ

۶۱۵۸: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابو نصر سے جو عمر بن عبید اللہ کے غلام تھے روایت کی کہ ابو مرثہ نے جو حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب سے سنا۔ وہ کہتی تھیں: جس سال مکہ فتح کیا گیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ میں نے آپ کو نہاتے ہوئے پایا اور آپ کی بیٹی فاطمہؓ نے آپ کو پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔

عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ  
هَانِي بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا  
بِأُمِّ هَانِي فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ  
فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي  
ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انصَرَفَ قُلْتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ  
رَجُلًا قَدْ أَجْرْتُهُ فَلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ يَا أُمَّ هَانِي  
قَالَتْ أُمَّ هَانِي وَذَلِكَ ضَحَى.

آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں  
ابوطالب کی بیٹی ام ہانی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اچھا  
آنا ہو ام ہانی، خوشی سے آئیں۔ جب آپ اپنے  
نہانے سے فارغ ہو گئے آپ کھڑے ہو گئے اور  
آپ نے ایک ہی کپڑے میں لپیٹے ہوئے آٹھ  
رکعتیں نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہو کر مڑے  
میں نے کہا: یا رسول اللہ! میری ماں کا بیٹا یہ کہتا ہے  
کہ وہ اس شخص کو مار ڈالے گا جس کو میں نے پناہ  
دی ہے یعنی فلاں بن ہبیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا: ام ہانی! ہم نے اس کو پناہ دی  
جس کو تم نے پناہ دی۔ حضرت ام ہانی کہتی تھیں:

اور یہ چاشت کا وقت تھا۔

أطرافه: ۲۸۰، ۳۵۷، ۳۱۷۱۔

**تشریح:** مَا جَاءَ فِي زَعْمُوا: زَعَمُوا لفظ کے متعلق جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے۔ لفظ زَعَمَ دراصل ایسے  
معاملہ کے متعلق بولا جاتا ہے جس کی حقیقت کا ادراک نہ ہو۔ ابن بطلان نے کہا ہے کہ لفظ زَعَمَ  
اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی خبر کا ایسی حالت میں ذکر کیا جائے کہ اس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا علم نہ ہو۔ بعض نے  
یہ بھی کہا ہے کہ لفظ زَعَمَ کا زیادہ تر استعمال قول کے معنی میں ہے۔ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس لفظ کے معنی ظن اور  
گمان کے قریب ہیں۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۹۱) علامہ ابن حجر کے نزدیک امام بخاری نے اس باب کو قائم کر کے  
حضرت ابو مسعود انصاری سے مروی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے زَعَمُوا کے استعمال کو بُری سواری پر سوار ہونے کے مترادف قرار دیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۷۶) معنوں  
حدیث میں حضرت ام ہانی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زَعَمَ لفظ استعمال کرنا اور آپ کا انہیں اس سے منع  
نہ فرمانا یقیناً اس کے جواز کا ثبوت ہے لیکن ایسا کہنے کو عادت بنالینا کہ ”لوگوں کا یہ خیال ہے“ یا بات میں یہ کہنا کہ  
”ایسا گمان کیا جاتا ہے“ غیر مصدقہ باتوں کو رواج دینا ہے اور ایسی عادت کو مستحسن نہیں سمجھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں  
اللہ تعالیٰ نے اس حوالہ سے معین ہدایت دی ہے۔ فرماتا ہے: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (بنی اسرائیل: ۳۷)  
یعنی اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھے علم نہ ہو اس کی اتباع نہ کیا کر۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)



## باب ۹۵: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيُنْكَ

آدمی کے ”وَيُنْكَ“ (یعنی وائے افسوس) کہنے کے متعلق جو آیا ہے

۶۱۵۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانکے لئے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا: یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا: یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: تم پر افسوس، اس پر سوار ہو جاؤ۔

۶۱۵۹: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ازْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ازْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ازْكَبْهَا وَيُنْكَ.

اطرافہ: ۱۶۹۰، ۲۷۵۴۔

۶۱۶۰: قتیبہ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابو الزناد سے، ابو الزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانکے لئے جا رہا تھا۔ آپ نے اُسے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا: وَيُنْكَ اس پر سوار ہو جاؤ۔

۶۱۶۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ازْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ازْكَبْهَا وَيُنْكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّلَاثَةِ.

اطرافہ: ۱۶۸۹، ۱۷۰۶، ۲۷۵۵۔

۶۱۶۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت بنانی سے، ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ نیز (حماد نے)

۶۱۶۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ

ایوب سے، انہوں نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کا ایک حبشی غلام تھا جسے انجشہ کہتے تھے۔ وہ حدی گاتے ہوئے (اونٹوں کو) چلا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: وَيُحْك، اے انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ آہستہ چلاؤ۔

اطرافہ: ۶۱۴۹، ۶۲۰۲، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱۔

۶۱۶۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وُهِيب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد سے، خالد نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے، عبد الرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے کسی شخص کی تعریف کی۔ آپ نے تین بار فرمایا: وَيَلْكَ، تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ تم میں سے جس نے ضرور تعریف ہی کرنی ہو، اگر وہ اس کے متعلق علم رکھتا ہے تو وہ یہ کہے: میں فلاں کو یوں سمجھتا ہوں اور اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور میں اللہ کے ہاں کسی کو پاک نہیں ٹھہراتا۔

اطرافہ: ۲۶۶۲، ۶۰۶۱۔

۶۱۶۳: عبد الرحمن بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا۔ ولید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اوزاعی سے، اوزاعی نے زُہری سے، زُہری نے ابو سلمہ اور ضحاک سے، دونوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ

بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَخْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

۶۱۶۲: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَنَى رَجُلٌ عَلَيَّ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيَلْكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ فَلَأْنَا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيُقْلُ أَحْسِبُ فَلَأْنَا وَاللَّهِ حَسْبِيهِ وَلَا أُرْكَي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ.

۶۱۶۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا

سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک دن نبی ﷺ کوئی مال تقسیم کر رہے تھے۔ اتنے میں ذوالخویصرہ نے کہا جو بنی تمیم میں سے ایک شخص تھا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آپ نے فرمایا: وَيَلَاكَ، کون انصاف کرے گا اگر میں نے انصاف نہ کیا؟ حضرت عمرؓ بولے: مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں، فرمایا: نہیں، اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ایک اپنی نماز کو اُن کی نمازوں کے مقابل پہ اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھے گا۔ وہ دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے کہ اس کے پیکان کو دیکھا جائے تو اس میں کچھ (خون) نہ پایا جائے۔ پھر اس کے پٹھے کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہ پایا جائے۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہ پایا جائے۔ پھر پیکان کی نوک کے سرے کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہ پایا جائے۔ وہ تو لید اور خون سب کو چھوڑ کر نکل گیا۔ وہ ایسے وقت میں پیدا ہوں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہو گا۔ ان کی نشانی یہ ہو گی کہ اُن میں ایک شخص ہو گا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح تھل تھل رہا ہو گا۔ حضرت ابو سعید (خدریؓ) کہتے تھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس وقت

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ قَالَ وَيَلَاكَ مَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي لِي فَلَا أُضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدَكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالِدَّمَ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ آيَتْهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثُدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَدْرُدُرُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَاتَلَهُمْ فَأَلْتَمَسَ فِي الْقَتْلَى فَأَتَيْتُ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب انہوں نے اُن لوگوں سے جنگ کی۔ پھر مقتولوں میں اسے ڈھونڈا گیا۔ آخر اسے لایا گیا۔ بالکل وہی حلیہ تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔

أطرافه: ۳۳۴۴، ۳۶۱۰، ۴۳۵۱، ۴۶۶۷، ۵۰۵۸، ۶۹۳۱، ۶۹۳۳، ۷۴۳۲، ۷۵۶۲۔

۶۱۶۴: محمد بن مقاتل ابو الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی نے ہمیں خبر دی، کہا: ابن شہاب نے مجھ سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے حمید بن عبد الرحمن سے، حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: وَيَحْكُ- اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: ایک گردن آزاد کر دو۔ اس نے کہا: میں تو اس کی قطعاً قاتل نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: تو پھر دو مہینے لگا تار روزے رکھو۔ بولا: میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ کہنے لگا: مجھے اس کی بھی طاقت نہیں۔ اتنے میں ایک ٹوکرا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے لو اور اسے صدقہ میں دو۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا اوروں کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت نظر آئے۔ آپ نے

۶۱۶۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ وَيَحْكُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَحَدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مَسْكِينًا قَالَ مَا أَحَدُ فَأَتَيْتُ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنْبُي الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي فَضَحِكْتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ

فرمایا: تم ہی یہ لے لو۔

(اوزاعی کی طرح) یونس نے بھی زہری سے روایت کی اور عبد الرحمن بن خالد نے زہری سے (وَيْحَكَ كِي بَجَائِ) وَيْلَكَ نقل کیا۔

أطرافه: ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۲۶۰۰، ۵۳۶۸، ۶۰۸۷، ۶۷۰۹، ۶۷۱۰، ۶۷۱۱، ۶۸۲۱۔

۶۱۶۵: سلیمان بن عبد الرحمن نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہمیں بتایا۔ ابو عمرو اوزاعی نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابن شہاب زہری نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عطاء بن یزید لیشی سے، عطاء نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک گنوار نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ہجرت کے متعلق بتائیں۔ آپ نے فرمایا: وَيْحَكَ۔ ہجرت کا معاملہ تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیا تمہارے کچھ اُونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اُن کا صدقہ دیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پھر ان سمندروں کے پار رہ کر بھی عمل کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کا ثواب دینے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کرے گا۔

أَيَابُهُ قَالَ خُذْهُ.

تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

۶۱۶۵: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شَهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهَجْرَةِ شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وِرَاءِ الْبَحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

أطرافه: ۱۴۵۲، ۲۶۳۳، ۳۹۲۳۔

۶۱۶۶: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن حارث نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے واقد بن محمد بن زید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے

۶۱۶۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ

ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ، قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ.

سنہ۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: وَيْلَكُمْ يَا (فرمایا: وَيْحَكُمْ۔ شعبہ نے کہا: (واقف) نے شک کیا (کہ کونسا لفظ فرمایا) تم میرے بعد پھر کافر نہ ہو جائیو کہ ایک دوسرے کی گردن اڑاتے پھرو۔ اور نصر نے شعبہ سے وَيْحَكُمْ نقل کیا۔ اور عمر بن محمد نے اپنے باپ سے وَيْلَكُمْ يَا وَيْحَكُمْ نقل کیا۔

أطرافه: ۱۷۴۲، ۴۴۰۳، ۶۰۴۳، ۶۷۸۵، ۶۸۶۸، ۷۰۷۷۔

۶۱۶۷: حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ فَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمَغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ إِنَّ أُخْرَ هَذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ

۶۱۶۷: عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! وہ گھڑی کب برپا ہونے والی ہے؟ آپ نے فرمایا: وَيْلَكَ، تم نے اس کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں نے اس کے لئے کوئی سامان تیار نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم انہی کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت رکھتے ہو۔ (یہ سن کر) ہم نے کہا: اور کیا ہم (کل) اسی طرح ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تو ہم اس دن بہت ہی خوش ہوئے۔ اتنے میں مغیرہ کا ایک لڑکا گزرا اور وہ میرے ہم عمروں میں سے تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نہیں آئے گا کہ وہ گھڑی برپا ہوگی۔ اور شعبہ نے  
قتادہ سے روایت کرتے ہوئے اس حدیث کو مختصر  
بیان کیا۔ (انہوں نے اپنی سند میں یوں کہا: میں  
نے حضرت انسؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کرتے تھے۔

أطرافه: ۳۶۸۸، ۶۱۷۱، ۷۱۵۳۔

**تشریح:** مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيَلَّكَ: آدمی کے وَيَلَّكَ کہنے کے متعلق جو آیا ہے۔ الْفَاظُ وَيَلَّكَ،  
وَيَلَّكَ، وَيَلَّكَ، وَيَلَّكَ کے لفظی معنی تمہاری ہلاکت ہو، تمہارا بڑا ہو، تمہاری ماں تمہیں کھوئے وغیرہ  
ہیں۔ عربی محاورہ میں یہ الفاظ اپنے اصلی معانی کی بجائے زجر و توبخ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایسی ناراضگی جس  
میں پیار، بے تکلفی اور اپنائیت کا رنگ بھی ہو۔ نیز موقع کلام اور امر واقعہ کے اعتبار سے ان الفاظ کے معنی مراد لئے  
جاتے ہیں۔ اور یہ صورت کسی قادر الکلام شخص کے استعمال پر منحصر ہے۔

### باب ۹۶: عَلَامَةُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی علامت

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ  
فَاتَّبِعُونِي يُحِبُّكُمْ اللَّهُ (آل عمران: ۳۲)  
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تم اللہ سے  
محبت رکھتے ہو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تم سے  
محبت رکھے گا۔

۶۱۶۸: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ  
عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.  
۶۱۶۸: بشر بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد  
بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے،  
شعبہ نے سلیمان سے، سلیمان نے ابو وائل سے،  
ابو وائل نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے،  
حضرت عبد اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کی کہ آپ نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ  
ہوتا ہے جن سے محبت رکھتا ہے۔

طرفه: ۶۱۶۹۔

۶۱۶۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ  
۶۱۶۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر  
(بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے،

اعمش نے ابووائل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت رکھے اور ان سے ملانہ ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہوتا ہے جن سے محبت رکھتا ہے۔ (جریر بن عبد الحمید کی طرح) اس حدیث کو جریر بن حازم اور سلیمان بن قرم اور ابو عوانہ نے بھی اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

۶۱۷۰: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ایک شخص کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے اور وہ ابھی تک ان سے ملا نہیں۔ آپ نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہوتا ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔ (سفیان کی طرح) اس حدیث کو ابو معاویہ اور محمد بن عبید نے بھی روایت کیا۔

۶۱۷۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ (عثمان مروزی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عمرو بن مرہ سے، عمرو نے

قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. تَابَعَهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ۶۱۶۸-

۶۱۷۰: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

۶۱۷۱: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ



سالم بن ابی جعد سے، سالم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ گھڑی کب ہو گی؟ آپ نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ وہ بولا: میں نے اس کے لئے کچھ بہت نمازیں تیار نہیں رکھیں اور نہ روزے اور نہ صدقے مگر یہ بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم انہی کے ساتھ ہو گے جن سے محبت رکھتے ہو۔

رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا قَالَ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

أطرافه: ۳۶۸۸، ۶۱۶۷، ۷۱۵۳۔

**تشریح:** عَلَامَةُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی علامت۔ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ: یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جس سے محبت ہو وہ ملایا جاتا ہے اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ لازماً خواہ کیسا ہی ہو ملا دیا جائے گا۔ سچی محبت کی بات ہو رہی ہے اور سچی محبت میں ملنے کا ایک طریقہ ہم صورت ہونا ہے، ہم شکل ہونا ہے یعنی مزاج اور اخلاق میں ایک جیسا ہونا پس فرمایا کہ اگر واقعہ محبت ہے تو ان دونوں کے مزاج پھر ملنے شروع ہو جائیں گے اگر آخرین کو اولین سے محبت ہے تو وہ اولین کی نقل اتاریں گے ویسا بننے کی کوشش کریں گے۔ پس جماعت احمدیہ کے لئے جہاں اس میں بڑی خوش خبریاں ہیں وہاں ذمہ داریاں بھی بہت ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ آئینہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔<sup>۱</sup> تو عملاً سب سے بڑا آئینہ تو محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، آپ کے اخلاقِ حسنہ کو اپنے پیش نظر رکھیں تو اپنا چہرہ داغ داغ دکھائی دے گا۔ آئینے میں کوئی دوسرا وجود دکھائی نہیں دیا کرتا۔ محمد رسول اللہ کے آئینے میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس آئینے کے حوالے سے اپنی خرابیاں سامنے آئیں گی اور جہاں کہیں ویسا حسن ملے گا اسے اور

۱۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث: ۴۲۷۲)

زیادہ نکھارنے کی تمنا پیدا ہوگی۔ پس یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنے اخلاق کو اخلاقِ حسنہ میں تبدیل کر سکتے ہیں اور اخلاقِ حسنہ کو ترقی دے کر مکارم الاخلاق میں تبدیل کر سکتے ہیں یعنی وہ اخلاق جن پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کا قدم تھا۔“ (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۹۴ء، جلد ۱۳ صفحہ ۷۷۷) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کامل محبت کی علامت یہ ہے کہ انسان اس کی خاطر ہر ایک چیز کو قربان کر دے۔ اگر اس بات کے لئے وہ تیار نہیں تو منہ کی باتیں اس کے لئے کچھ بھی مفید نہیں۔ یوں تو ہر شخص کہہ دیتا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے اور اس کے رسول سے محبت ہے بلکہ مسلمان کہلانے والا کوئی بھی شخص نہیں ہو گا جو یہ کہتا ہو کہ مجھے خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس اقرار کا اثر اس کے اعمال پر اس کے جوارج پر اور اس کے اقوال پر کیا پڑتا ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا، جلد ۲ صفحہ ۳۲۷) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”کوئی انسان بجز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصطفیٰ اور کامل محبتِ الہی باعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران: ۳۲) یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یک طرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں

انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۳، ۶۵)

نیز آپؐ نے فرمایا:

”اگر تم اللہ کے پیارے بنا چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اٹھائیں کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی۔ ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پوری جدوجہد سے کریں۔ متبع وہی ہے جو سب طرح پیروی کرے گا۔ سہل انگار اور سخت گذار کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا۔ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تو سالک کا کام یہ ہونا چاہیے کہ اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تاریخ دیکھے اور پھر پیروی کرے۔ اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۷)

### بَاب ۹۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اِخْسَا

کسی آدمی کا کسی آدمی سے یہ کہنا چل دور ہو

۶۱۷۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ۶۱۷۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ سلم بن زریر  
سَلَّمَ بِنُ زَرِيرٍ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ نَے ہمیں بتایا۔ میں نے ابورجاء سے سنا۔ (انہوں

نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے فرمایا: میں نے تمہارے لئے ایک بات دل میں ٹھانی ہے وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: دُخ۔ آپ نے فرمایا: چل دُور ہو۔

۶۱۷۳: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ زہری نے کہا: مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے انہیں بتایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے سمیت ابن صیاد کی طرف چلے گئے۔ آخر آپ نے اسے بنی مغالہ کے محلوں میں بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا۔ اور ابن صیاد ان دنوں جوانی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اُسے علم نہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا پھر فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان اُمیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھکیلا۔ پھر فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ پھر ابن صیاد سے فرمایا: تم کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا: میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی۔

ابن عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُ قَالَ اخْسَأْ.

۶۱۷۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَمَانِ فِي أُطَمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلْمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَنظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَرَضَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ مَاذَا تَرَى قَالَ يَأْتِينِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بات تمہارے پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے لئے دل میں کچھ ٹھانا ہے۔ وہ کہنے لگا: وہ دُخ ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: چل دور ہو۔ تم اپنے اندازے سے ہرگز نہ بڑھ سکو گے۔ حضرت عمرؓ بولے: یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اس کی گردن اڑا دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو یہ وہی ہے تو تمہیں اس پر قابو نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ نہیں ہو تو اُس کے مارنے میں تمہارا کوئی بھلا نہیں۔

صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ هُوَ الدُّخُ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذُنُ لِي فِيهِ أَضْرِبُ عَنْقَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلِّطْ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

أطرافه: ۱۳۰۴، ۳۰۰۵، ۶۶۱۸-

۶۱۷۴: قال سالم نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب انصاریؓ اس نخلستان کا قصد کرتے ہوئے گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے تنوں کی آڑ میں بچتے ہوئے چلنے لگے اور آپ ابن صیاد سے چپکے سے کچھ سننا چاہتے تھے پیشتر کہ وہ آپ کو دیکھے۔ اور ابن صیاد اپنے بستر پر اپنی ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹا ہوا تھا جس میں سے کچھ گنگنانے یا جھنڈانے کی سی آواز آرہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ آپ کھجوروں کے تنوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے

۶۱۷۴: قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبِ الْأَنْصَارِيِّ يُؤْمَانِ النَّخْلَ النَّبِيُّ فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعِي بِجُدُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادِ النَّبِيِّ

چلے آرہے تھے۔ ابن صیاد سے کہنے لگی: اے صاف! اور یہ اس کا نام تھا۔ یہ تو محمد آن پہنچے۔ یہ سن کر ابن صیاد چپ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اسے رہنے دیتی تو ظاہر ہو جاتا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي  
بِجُدُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ  
أَيُّ صَافٍ وَهُوَ اسْمُهُ هَذَا مُحَمَّدٌ  
فَتَنَاهَى ابْنَ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتُهُ بَيْنَ.

أطرافه: ۱۳۵۵، ۲۶۳۸، ۳۰۳۳، ۳۰۵۶۔

۶۱۷۵: قال سالم کہتے تھے: حضرت عبد اللہ (بن عمر) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی وہ کچھ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: میں تمہیں اس کے خطرے سے آگاہ کئے دیتا ہوں اور کوئی بھی ایسا نبی نہیں ہے جس نے اپنی قوم کو اس کے خطرے سے نہ ڈرایا ہو۔ نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ مگر میں تمہیں اس کے متعلق ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم یہ جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ کا نا نہیں۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: حَسَّاتُ الْكَلْبِ یعنی میں نے کتے کو دور کر دیا۔ حَسِيبِينَ کے معنی ہیں: دُور رکھے جانے والے۔

۶۱۷۵: قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي النَّاسِ فَأَتَنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ  
أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي  
أُنذِرُكُمْ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أُنذِرُهُ  
قَوْمَهُ وَلَقَدْ أُنذِرُهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي  
سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ  
لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَزُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ  
بِأَعْوَزَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَسَّاتُ  
الْكَلْبِ بَعْدَتْهُ. حُسَيْبِينَ (البقرة: ۶۶)

أطرافه: ۳۰۵۷، ۳۳۳۷، ۳۴۳۹، ۴۴۰۲، ۷۱۲۳، ۷۱۲۷، ۷۴۰۷۔

## باب ۹۸: قَوْلُ الرَّجُلِ مَرَحَبًا

آدمی کا مرحبا کہنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
أور حضرت عائشہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت فاطمہؓ کو کہا: مرحبا میری بیٹی۔ اور حضرت امّ ہانیؓ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ نے فرمایا: مرحبا امّ ہانیؓ۔

۶۱۷۶: عمران بن میسرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث نے ہمیں بتایا۔ ابو تیح نے ہم سے بیان کیا۔ ابو تیح نے ابو جمرہ سے، ابو جمرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب عبد القیس کے نمائندے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے فرمایا: ان نمائندوں کو مرحبا ہو جو آئے ہیں، نہ رسوا ہوں اور نہ پشیمان۔ نمائندوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں اور ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر حائل ہیں اور ہم آپؐ تک صرف ماہ حرام میں ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے آپؐ ہمیں ایک فیصلہ کن بات کا حکم فرمائیں کہ جس سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور (اس پر عمل کرنے کے لئے) ہم ان کو بھی دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: چار باتیں ہیں: نماز کو سنوار کر پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور جو غنیمت تم حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ دو۔ اور کدو کے تونبے اور لاکھی مرتبان اور لکڑی کے گریڈے ہوئے برتن اور رال لگے ہوئے برتن میں نہ پیا کرو۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي وَقَالَتْ أُمُّ هَانِي جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِي.

۶۱۷۶: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو تَيْحٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفَدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِينَ جَاءُوا غَيْرَ خَزَائِيَا وَلَا نَدَامَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رِبْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرٌ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَضَلَّ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وُرَاءَنَا فَقَالَ أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُرْفَتِ.

**تشریح:** قَوْلُ الرَّجُلِ مَرَّحَبًا: آدمی کا مرحبا کہنا۔ اسلام نے شرف انسانیت کا یہ ادب بھی بیان کیا ہے کہ جب کوئی تمہیں ملنے آئے تو اُسے خندہ پیشانی سے ملو اور اچھے الفاظ میں اس کا استقبال کرو بطور خاص اگر غیر قوموں کے افراد ملنے آئیں تو ان کا واجبی احترام کرنا اسلامی آداب میں سے ایک اہم ادب ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيهُمُ قَوْمٌ فَأَكْرِمُوهُمْ<sup>۱</sup> یعنی جب کسی قوم کا عزت والا شخص آئے تو اس کی عزت کرنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل بعض خاص باتوں کی اُمت کو وصیت فرمائی ان میں سے ایک یہ تھی کہ جو باہر سے وفود آئیں ان کا اسی طرح احترام کرنا اور ان کی مہمان نوازی کے جملہ امور کا خیال رکھنا جس طرح میں کیا کرتا تھا۔ یہ امر افراد اور اقوام میں باہمی محبت اور اُلفت پیدا کرنے اور ایک دوسرے کو قریب کرنے کا نہایت حکیمانہ فعل ہے جس کی فی زمانہ ضرورت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ دنیا گلوبل ولیج بن گئی ہے۔

### بَاب ۹۹: مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر جو پکارا جائے

۶۱۷۷: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هَذِهِ غَدْرُهُ فَلَانَ بْنِ فَلَانَ.

۶۱۷۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرُهُ

۶۱۷۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: دعا باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا۔ کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی دعا بازی کا نشان ہے۔

أطرافه: ۳۱۸۸، ۶۱۷۸، ۶۹۶۶، ۷۱۱۱۔

۶۱۷۸: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا باز جو ہے اس کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی

۱ (سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيهُمُ قَوْمٌ فَأَكْرِمُوهُمْ)



فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

دعا بازی کا نشان ہے۔

أطرافه: ۳۱۸۸، ۶۱۷۷، ۶۹۶۶، ۷۱۱۱۔

**تشریح:** مَا يُدْعَى النَّاسُ بِأَبَائِهِمْ: یعنی لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر جو پکارا جائے۔ حدیث میں آتا ہے: إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ۔<sup>۱</sup>

یعنی قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ پس اپنے اچھے نام رکھو۔ عامۃ الناس میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے باپ کی بجائے ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا۔ بعض ضعیف اور کمزور سند کی روایات میں اگرچہ اس کا ذکر ملتا ہے۔ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن ماؤں کی نسبت سے بلائے جانے کا ذکر حدیث میں آیا ہے: هُوَ حَدِيثٌ أَخْرَجَهُ الظُّبَيْرِيُّ مِنْ حَدِيثِ بْنِ عَبَّاسٍ وَسَدَّدَهُ ضَعِيفٌ جَدًّا وَأَخْرَجَ مِنْ حَدِيثِ مَنْ حَدَّثَ عَنْ أَبِي مَعْلَةَ۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۹۱) یعنی وہ حدیث طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اس کی سند بہت کمزور ہے۔ اور بنی عدی نے بھی حضرت انسؓ سے ایسی ہی (ضعیف) سند سے روایت نقل کی ہے۔ مگر یہ بات قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں کہیں بیان نہیں کی گئی بلکہ ہر شخص کو اس کے باپ کی نسبت سے پکارنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ عنوان باب کے الفاظ سے ظاہر ہے: يُدْعَى النَّاسُ بِأَبَائِهِمْ۔ یعنی لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر پکارا جائے۔ اور اس علم کے باوجود کہ میرا باپ کون ہے اپنی ولدیت کی اور سے منسوب کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معیوب قرار دیا ہے بلکہ اسے افتراء سے تعبیر کیا ہے۔ إِنْ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرْيِ أَنْ يَتَّخِذَ الرَّجُلُ إِلَى عَتِيرِ أَبِيهِ۔<sup>۲</sup> یعنی یہ بھی نہایت ہی بڑا بہتان ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کی منسوب ہو۔ مغربی دنیا میں بالعموم بچوں کی ابنیت کا اندراج ان کی ماں کی نسبت سے کیا جاتا ہے جس کی وجہ کوئی بھی ہو مگر اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ تاکید کی ہے کہ بچوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارا جائے۔

عنوان باب کے الفاظ سے امام بخاری نے ان کمزور روایات کا رد کیا ہے اور زیر باب روایات سے اس شخص کو دھوکہ باز اور غادر ثابت کیا ہے جو ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن اگر باپ کی نسبت کا علم نہ ہو اور باپ چھپانا مقصود نہ ہو اور نہ اس میں کسی قسم کے دھوکہ یا خیانت کا ارتکاب ہو تو ماں کی طرف کسی بچے کا منسوب ہونا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں پسندیدہ ہے۔ بطور خاص جب کسی شخص کی والدہ اپنے نام، مقام و مرتبہ اور عزت و شہرت میں ایک خاص امتیاز رکھتی ہو۔ اس کی سب سے بڑی مثال تو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں حضرت مسیح ابن مریمؑ کی بیان ہوئی ہے کیونکہ ان کا تو کوئی مرد باپ نہیں تھا اور ان کی والدہ اس مقام کی تھیں کہ ہر مومن کو ویسا بننے کی تاکید کی گئی ہے۔ (التحریر: ۱۳) اسی طرح بعض صحابہؓ اپنی والدہ کے نام سے معروف ہوئے

۱ (سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، جزء ۴ صفحہ ۲۸۷)

۲ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، روایت نمبر ۳۵۰۹)

جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنہیں ابن اُم عبد کہا جاتا تھا اور حضرت عبد اللہ بن اُم مکتوم اور حضرت محمد بن حنفیہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے مگر حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد میں سے نہیں تھے انہیں فاطمی اولاد سے الگ دکھانے کے لئے ابن حنفیہ کہا جاتا تھا۔

### باب ۱۰۰: لَا يَقُلُّ خَبِثَتْ نَفْسِي

(طبیعت کی خرابی کے لئے) خَبِثَتْ نَفْسِي (میرا نفس گندہ ہو گیا ہے) مت کہو

۶۱۷۹: ۶۱۷۹: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی (طبیعت کی خرابی کے لئے) یوں ہرگز نہ کہے: خَبِثَتْ نَفْسِي۔ بلکہ یوں کہہ لے: لَقِسْتُ نَفْسِي۔ کہ میرے نفس میں غفلت پیدا ہو گئی ہے۔

۶۱۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبِثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لَيَقُلُّ لَقِسْتُ نَفْسِي.

۶۱۸۰: ۶۱۸۰: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے زہری سے، زہری نے حضرت ابو امامہ بن سہلؓ سے، حضرت ابو امامہؓ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی (طبیعت کی خرابی کے لئے) یوں ہرگز نہ کہے کہ خَبِثَتْ نَفْسِي بلکہ یوں کہہ لے: لَقِسْتُ نَفْسِي۔ (یونس کی طرح) اس حدیث کو عقیل نے بھی بیان کیا۔

۶۱۸۰: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبِثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لَيَقُلُّ لَقِسْتُ نَفْسِي. تَابَعَهُ عُقَيْلٌ.

## باب ۱۰۱: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

زمانے کو گالی مت دو

۶۱۸۱: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ابو سلمہ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: بنو آدم زمانے کو گالی دیتے ہیں حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں ہی رات اور دن ہیں۔

۶۱۸۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ يَسُبُّ بَنُو آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

أطرافه: ۴۸۲۶، ۷۴۹۱۔

۶۱۸۲: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: انکور کو کرم نہ کہو اور نہ یوں کہو: زمانے کا ستیاناس۔ کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

۶۱۸۲: حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسْمُوا الْعَنْبَ الْكْرَمَ وَلَا تَقُولُوا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ.

طرفه: ۶۱۸۳۔

**تشریح:** لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ: یعنی زمانے کو گالی مت دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدَّيْنِيَّةُ نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ○ (الحجرات: ۲۵) اور وہ کہتے ہیں کہ یہی ورلی زندگی ہمارے لیے مقدر ہے۔ اسی زندگی کو گزارتے ہوئے ہم مریں گے اور اسی کا لطف اٹھاتے ہوئے ہم زندہ رہیں گے اور زمانہ ہی ہمیں (اپنے اثر سے) ہلاک کرتا ہے لیکن ان کو اس بات کا کوئی حقیقی علم نہیں، وہ صرف ڈھکونسلے مار رہے ہیں۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

لفظ الذَّهْر کے بنیادی معنی غالب آنے کے ہیں۔ زمانہ کو ذَهْر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر چیز پر سے گذرتا اور اس پر غالب آجاتا ہے۔ (مقاییس اللغة - دھر)  
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی پُر حکمت ارشاد فرمایا ہے کہ لَا تَسْبُوا الذَّهْرَ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الذَّهْرُ زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ خدا ہی زمانہ ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ٹائم اور خدا ایک ہی چیز ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ٹائم ایسا نہیں جس میں خدا اپنی صفات ظاہر نہیں کرتا اور جب وہ ظاہر کرتا ہے تو تمہارا کیا حق ہے کہ تم یہ کہو کہ زمانہ بُرا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے صاف پتا لگتا ہے کہ کسی دن کو بُرا کہنا درحقیقت خدا تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں دن بُرا ہے وہ دوسرے الفاظ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نَعُوذُ بِاللَّهِ خد اُبرا ہے کیونکہ وہ دن خدا نے بنایا ہے کسی اور نے نہیں بنایا۔ اگر ایک سیر دودھ میں کچھ چھینٹے پیشاب کے پڑے ہوئے ہوں تو تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب وہ دودھ پینے کے قابل ہے۔ تمہیں بہر حال سارے دودھ کو گند اکھنا پڑے گا۔ اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کچھ صفات ایسے دن میں ظاہر ہوئیں جو منحوس تھا تو دوسرے الفاظ میں وہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نَعُوذُ بِاللَّهِ خد تعالیٰ کی تمام صفات منحوس ہیں اور ایسا کہنا بدترین کفر ہے۔ کوئی دہریہ بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کام کی رغبت پیدا کرنے اور قوم کی ہمت بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا اچھے سے اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اور بجائے یہ کہنے کے کہ زمانہ بُرا ہے اُن کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ زمانہ ترقی کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے تم بھی آگے بڑھو اور اس دوڑ میں شامل ہو کر دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ مگر آجکل لوگ بات شروع کرتے ہی کہنے لگ جاتے ہیں کہ کیا بتائیں زمانہ بہت بُرا ہے۔ تم لا بیریر یوں میں آج سے پانچ سو سال پہلے کی لکھی ہوئی کتابیں نکال کر پڑھو تو اُن میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ آجکل کا زمانہ بہت بُرا ہے، آج سے تیرہ سو سال پہلے کی کتابیں نکال کر دیکھو تو اُن میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے، یہودیوں کی کتابیں نکال کر دیکھو تو اُن میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے، اس میں مسیح جیسے گندے

لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ عیسائیوں کی کتابیں پڑھ لو تو ان میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے، اس میں ہر قسم کے گندے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ غرض زمانہ کو بُرا کہنے والے آج ہی نہیں ہر زمانہ میں پائے جاتے رہے ہیں مگر اچھا کہنے والے بھی ہمیں ہر زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ درحقیقت ہر شخص کی اپنی اپنی ذہنیت ہوتی ہے کسی وقت اُسے ایک چیز اچھی نظر آتی ہے اور کسی وقت وہی چیز اُسے بُری نظر آنے لگتی ہے۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، جولائی ۱۹۵۴ء، جلد ۳۵ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

باب ۱۰۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّمَا الْكِرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: کرم تو مؤمن کا دل ہے

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مفلس تو وہی ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو گا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا: پہلوانی تو اس کی ہے جس نے غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا: کوئی بادشاہت نہیں مگر صرف اللہ ہی کی۔ یعنی آپ نے بتایا کہ تمام بادشاہیاں ختم ہو جائیں گی اس کی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کا یوں بھی ذکر کیا ہے۔ فرمایا: بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے خراب کر دیتے ہیں۔

وَقَدْ قَالَ إِنَّمَا الْمَفْلِسُ الَّذِي يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَقَوْلِهِ إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهِ لَا مُلْكَ إِلَّا لِلَّهِ فَوَصَفَهُ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوكَ أَيْضًا فَقَالَ: إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا (النمل: ۳۵)

۶۱۸۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۶۱۸۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُونَ الْكِرْمُ إِنَّمَا

الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ.

اور لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں۔ کرم تو مومن کا دل ہے۔

طرفہ: ۶۱۸۲-

**تشریح:** اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ: یعنی کرم تو مومن کا دل ہے۔ عربی میں انگور کو بھی کرم کہتے ہیں لیکن اس کے بنیادی معانی یہ ہیں: شَرَفٌ فِي الشَّيْءِ فِي نَفْسِهِ أَوْ هَرَفٌ فِي خُلُقِهِ مِنَ الْأَخْلَاقِ۔ (مقایس اللغۃ - کرم) کرم کے معنی کسی چیز کا ذاتی مرتبہ یا اخلاق میں اعلیٰ خلق کے ہیں۔ نیز الْكَرْمُ لَا يُقَالُ إِلَّا فِي الْمَحَاسِنِ الْكَبِيرَةِ، كَالنَّفَاقِ مَالٍ فِي تَجَهُّدِ غَزَاةٍ، وَتَحْتَمِلُ مَحَالَتِ يُوْقِي بِهَا دَمٌ قَوِيًّا، وَقِيلَ الْكَرْمُ: إِفَادَةٌ مَا يَنْبَغِي لَا يَغْرَضُ، فَمَنْ وَهَبَ الْمَالَ يَجْلِبُ نَفْعٌ أَوْ دَفْعٌ صَرِيحٌ، أَوْ خَلَاصٌ مِنْ دَمٍ فَلَيْسَ بِكَرِيمٍ۔ (تاج العروس - کرم) اور کرم کا لفظ صرف بڑے اوصاف کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ (جہاد کے لئے) لشکر کی تیاری میں مال خرچ کرنا یا قوم کے خون کی حفاظت کے لئے کوئی ذمہ داری اٹھانا۔ اور کہا جاتا ہے کرم سے مراد بے لوث کسی کو کوئی فائدہ پہنچانا ہے۔ جو کوئی ذاتی مفاد کے لئے یا دفع شر کے لئے یا خون بہا کی چٹی سے نجات کے لئے مال دیتا ہے وہ کریم نہیں کہلاتا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا معنی سے ظاہر ہے کرم بہت بڑے شرف کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عرب لوگ چونکہ شراب کے ریہہ تھے اور شراب ان کے رگ و ریشہ میں اس قدر سرایت کر چکی تھی کہ وہ سب سے زیادہ عزت، شرف اور فائدے والی چیز شراب کو ہی سمجھتے تھے اس لئے اسے ”کرم“ کا نام دے رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرم یعنی حقیقی شرف، عزت اور اعلیٰ مرتبے اور اعلیٰ اخلاق والا تو مومن کا دل ہے یا مومن ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مومن کے لئے کرم کے لفظ کا اطلاق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قِيلَ الْكَرِيمُ قَدْ يُطْلَقُ عَلَى الْجَوَادِ الْكَبِيرِ النَّفْعِ۔ بعض ائمہ نعت کہتے ہیں کہ کریم کا لفظ سخی اور نفع رساں شخص کیلئے بولا جاتا ہے۔ وَقَدْ يُطْلَقُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ عَلَى أَحْسَنِهِ كَمَا قِيلَ الْكَرِيمُ صِفَةً مَا يُرَضَى وَيُحْمَدُ فِي مَا بِهِ۔ نیز کریم کا لفظ ہر اس وجود کیلئے بولا جاتا ہے جو کسی نوع میں سے اعلیٰ درجہ کا ہو۔ اسی طرح کریم کا لفظ ہر اس چیز کی حقیقت کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو اپنی نوع میں اعلیٰ درجہ کی ہو اور ہر شخص کو پسند آئے۔ چنانچہ کہتے ہیں رَزْقٌ كَرِيمٌ یعنی اعلیٰ درجہ کا اور اتنا کثیر رزق جو پسند کیا جائے۔ نیز کہتے ہیں قَوْلٌ كَرِيمٌ اور اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ نرم اور عمدہ بات اسی طرح کہتے ہیں کِتَابٌ كَرِيمٌ اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسی کتاب جو اپنے الفاظ، معانی اور فوائد میں بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ (اقرب)“

(تفسیر کبیر، سورۃ الفرقان، زیر آیت وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّوْرَ، جلد ۶ صفحہ ۵۸۰)

### بَاب ۱۰۳: قَوْلُ الرَّجُلِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

آدمی کا یوں کہنا: میرے ماں باپ تم پر قربان

فِيهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اس کے متعلق حضرت زبیرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۶۱۸۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی۔ سعد بن ابراہیم نے مجھے بتایا۔ سعد نے عبد اللہ بن شداد سے، عبد اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں سنا کہ آپ سوائے حضرت سعدؓ کے کسی اور کو یوں کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تم پر قربان۔ میں نے آپ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: تیر پھینکو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُحد کا دن تھا۔

۶۱۸۴: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ اِرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي أَطْنُهُ يَوْمَ أُحُدٍ.

أطرافه: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹۔

### بَاب ۱۰۴: قَوْلُ الرَّجُلِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ

آدمی کا یوں کہنا: اللہ مجھے تمہارے قربان کرے

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَيْتَاكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. اور حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم باپوں اور ماؤں کو آپ کے قربان کریں۔

۶۱۸۵: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ یحییٰ بن ابی اسحاق نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ وہ اور حضرت ابو طلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

۶۱۸۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي اسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةً مُرَدِّفَهَا  
عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ  
الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ  
أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ افْتَحَمَ عَنْ  
بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ  
فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ  
لَا وَلَكِنْ عَلَيَّ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى  
أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ  
قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ  
الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهَا عَلَى رَاحِلَتَيْهَا  
فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ  
الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ  
فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

ساتھ حضرت صفیہؓ تھیں جنہیں آپؐ نے اپنے پیچھے  
اپنی اونٹنی پر سوار کیا ہوا تھا۔ جب راستے میں کسی  
جگہ پہنچے تو اونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم اور وہ عورت بھی گر پڑی اور (حضرت انسؓ)  
کہتے تھے: میرا خیال ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ اپنے  
اونٹ سے جلدی سے کود پڑے اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ  
کے نبی! اللہ مجھے آپ کے قربان کرے۔ کیا آپ  
کو کوئی چوٹ تو نہیں لگی؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔  
لیکن اس عورت کی خبر لو۔ تو حضرت ابو طلحہؓ نے  
اپنے منہ پر اپنا کپڑا ڈال لیا اور حضرت صفیہؓ کی  
طرف گئے اور اپنا کپڑا ان پر ڈال دیا۔ وہ عورت  
اٹھی اور حضرت ابو طلحہؓ نے ان دونوں کے لئے  
ان کی اونٹنی پر پالان مضبوطی سے باندھ دیا اور وہ  
دونوں سوار ہو کر چل پڑے۔ جب مدینہ کی اونچی  
سطح پر پہنچے یا کہا: مدینہ کے اوپر پہنچے، نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا: ہم لوٹ کر آرہے ہیں، اپنے  
رب کے حضور توبہ کرتے ہیں، اپنے رب کی ہی  
عبادت کرنے والے، اسی کی ستائش کرنے والے  
ہیں۔ آپؐ یہی کلمات بار بار دہراتے رہے یہاں  
تک کہ مدینہ پہنچے۔

أطرافه: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵،  
۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸،  
۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۰۹، ۵۱۶۹،  
۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳



## باب ۱۰۵: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کو جو نام نہایت ہی پیارے ہیں

۶۱۸۶: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

۶۱۸۶: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) ابن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ (محمد) ابن منکدر نے ہم سے بیان کیا۔ محمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم میں سے کسی شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اُس نے اُس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے کہا: ہم تو تمہیں ابو القاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور نہ تمہیں یہ عزت دیں گے۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھو۔

أطرافه: ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۵۳۸، ۶۱۸۷، ۶۱۸۹، ۶۱۹۶۔

## باب ۱۰۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تم میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو

قَالَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی۔

۶۱۸۷: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۸۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے ہمیں بتایا۔ حصین نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اُس نے اس کا نام قاسم رکھا۔

فَقَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُمُوا بِكُنْيَتِي. لوگ کہنے لگے: ہم اس کو اس کنیت سے نہیں پکاریں گے جب تک کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں۔ آپ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر تم اپنی کنیت نہ رکھو۔

أطرافه: ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۵۳۸، ۶۱۸۶، ۶۱۸۹، ۶۱۹۶۔

۶۱۸۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُمُوا بِكُنْيَتِي.

۶۱۸۸: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ (وہ کہتے تھے کہ) ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔

أطرافه: ۱۱۰، ۳۵۳۹، ۶۱۹۷، ۶۱۹۳۔

۶۱۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَوَلَدَ لِرَجُلٍ مِّنَا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

۶۱۸۹: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے (محمد) ابن منکدر سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ لوگوں نے کہا: ہم تو تمہیں ابو القاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور تمہاری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ (یہ سن کر) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُس نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمن رکھو۔

أطرافه: ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۵۳۸، ۶۱۸۶، ۶۱۸۷، ۶۱۹۶۔

## باب ۱۰۷: اسْمُ الْحَزَنِ

حزن نام رکھنا

۶۱۹۰: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيْبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمَحْمُودٌ هُوَ ابْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِهَذَا.

۶۱۹۰: اسحاق بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابن مسیب سے، ابن مسیب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا: حزن۔ آپ نے فرمایا: تم سہل ہو۔ اُس نے کہا: میں وہ نام نہیں بدلتا جو میرا نام میرے باپ نے رکھا۔ (سعید) ابن مسیب کہتے تھے: تو پھر اس کے بعد ہم میں سختی اور مصیبت ہمیشہ رہی۔ علی بن عبد اللہ اور محمود نے ہم سے بیان کیا اور وہ غیلان کے بیٹے تھے۔ ان دونوں نے کہا: عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابن مسیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے یہی بتایا۔

طرفہ: ۶۱۹۳۔

۱۔ حُزُونَةٌ: جگہ کا کھردرا اور سخت ہونا۔ الْمَكَانُ حَزُونٌ: جگہ سخت ہے، کھردری ہے۔ الْحَزْنُ الْمَكَانُ: سخت ہونا۔ (قاموس الوحید - حزن)

يَفْتَحُ الْمُهْمَلَةَ وَسُكُونِ الرَّأْيِ: مَا غَلَطَ مِنَ الْأَرْضِ، وَهُوَ ضِدُّ السَّهْلِ، وَاسْتَعْبِلَ فِي الْخُلُقِ يُقَالُ: فِي فُلَانٍ حُزُونَةٌ أَيْ فِي خُلُقِهِ غِلْظَةٌ وَقَسَاوَةٌ۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۷۰۴) ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ میں

سختی، شدت اور کھردرے پن کا پہلو ہوتا ہے۔ (لغات القرآن - حزن)

## باب ۱۰۸: تَخْوِيلُ الْإِسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

ایک نام کا دوسرے نام میں جو اُس سے اچھا ہو تبدیل کرنا

۶۱۹۱: سعید ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عسان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابو حازم نے حضرت سہلؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ منذر بن ابی اسیدؓ کو جب وہ پیدا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اُس کو اپنی ران پر بٹھایا۔ اس وقت حضرت ابو اسیدؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول ہوئے جو آپ کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو اسیدؓ نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا (کہ اسے اٹھا لیا جائے۔) تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اٹھا لیا گیا۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے آپ نے فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابو اسیدؓ کہنے لگے: یا رسول اللہ! ہم نے اس کو واپس بھیج دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس کا نام منذر رکھو تو انہوں نے اسی دن اس کا نام منذر رکھا۔

۶۱۹۲: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عطاء بن ابی میمونہ سے، عطاء نے ابورافع سے، ابورافع نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی

۶۱۹۱: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ قَالَ أُنِّي بِالْمُنْدِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَيَّ فَخِذِهِ وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتَمَلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيِّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَلْبَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فَلَانَ قَالَ وَلَكِنْ اسْمِهِ الْمُنْدِرَ فَسَمَاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْدِرَ.

۶۱۹۲: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَتْ

اسْمُهَا بَرَّةٌ فَقِيلَ تَزَكِّيْ نَفْسَهَا  
 فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ زَيْنَبَ.

کہ حضرت زینب (بنت ابی سلمہ) کا نام بَرَّة تھا۔  
 (ان سے) کسی نے کہا: اپنے آپ کو پاک سمجھتی  
 ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان  
 کا نام زینب رکھ دیا۔

۶۱۹۳: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى  
 حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ  
 قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ  
 بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ  
 الْمُسَيْبِ فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزْنَ  
 قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِي حَزْنٌ  
 قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُعَبِّرٍ  
 اسْمًا سَمَانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيْبِ  
 فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ.

۶۱۹۳: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔  
 ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریر  
 نے انہیں خبر دی۔ کہا: عبد الحمید بن جبیر  
 نے مجھے بتایا۔ کہا: میں سعید بن مسیب کے پاس  
 بیٹھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اُن کا دادا  
 حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے  
 پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام  
 حزن ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں، تم سہل ہو۔ کہنے  
 لگا: میں تو نام بدلنے کا نہیں جو نام میرے باپ نے  
 میرا رکھا۔ ابن مسیب کہتے تھے: پھر اس کے بعد  
 ہم میں ہمیشہ ہی مصیبت اور سختی رہی۔

طرفہ: ۶۱۹۰۔

**تشریح:** تَحْوِيلُ الْأَسْمَاءِ إِلَى الْأَحْسَنِ مِنْهُ: ایک نام کا دوسرے نام میں جو اُس سے اچھا ہو تبدیل  
 کرنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقاویل کے طور پر اچھے نام بچوں کے رکھا کرتے تھے اور  
 آپ کو بھی اپنے بچوں کے نام محض سننے میں، خوبصورت نہ ہوں بلکہ معنی خیز ہوں اور  
 بہت اچھے نام ہوں، ایسے نام رکھنے چاہئیں۔ بچہ بھی بسا اوقات اپنے نام کے مطابق  
 ہی بنتا ہے۔“

(الازہار لذوات الخمار، خطاب لجنۃ الماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی، ۲۵، اگست ۲۰۰۱ء، جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

## باب ۱۰۹: مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

جس نے انبیاء کے ناموں پر نام رکھا

وَقَالَ أَنَسٌ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَهُ. اور حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؑ یعنی اپنے بیٹے کو بوسہ دیا۔

۶۱۹۴: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. (محمد بن عبد اللہ) ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل (بن ابی خالد بجلي) نے ہم سے بیان کیا۔ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا: کیا آپؐ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیمؑ کو دیکھا؟ انہوں نے کہا: وہ چھوٹے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کا بیٹا زندہ رہتا۔ مگر آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۶۱۹۵: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ. سليمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت براءؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جب (صاحبزادہ) ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں اس کی ایک دودھ پلانے والی بھی ہے۔

اطرافہ: ۱۳۸۲، ۳۲۵۵۔

۶۱۹۶: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین بن

عبدالرحمن سے، حصین نے سالم بن ابی الجعد سے، سالم نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو کیونکہ میں ہی قاسم ہوں جو تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ حضرت انسؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

أطرافه: ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۵۳۸، ۶۱۸۶، ۶۱۸۷، ۶۱۸۹۔

۶۱۹۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ ابو حصین نے ہم سے بیان کیا۔ ابو حصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر تم اپنی کنیت نہ رکھو اور جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر متشکل نہیں ہوتا۔ اور جس نے مجھ پر عمد اُجھوٹ بولا تو پھر وہ آگ ہی میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔

أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۱۹۷: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاصِبٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

أطرافه: ۱۱۰، ۳۵۳۹، ۶۱۸۸، ۶۹۹۳۔

۶۱۹۸: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید بن عبد اللہ بن ابی بَرْدہ سے، برید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں اس کو نبی صلی اللہ علیہ

۶۱۹۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وسلم کے پاس لایا اور آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور سے گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور پھر مجھے دیا۔ اور وہ حضرت ابو موسیٰ کے بیٹوں میں سے سب سے بڑا تھا۔

فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبُرْكَاتِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَوَلَدَ أَبِي مُوسَى.

طرفہ: ۵۴۶۷۔

۶۱۹۹: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہمیں بتایا۔ زیاد بن علاقہ نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا): میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جس دن (صاحبزادہ) ابراہیمؓ فوت ہوئے سورج گرہن ہوا۔ اس حدیث کو حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۶۱۹۹: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافہ: ۱۰۴۳، ۱۰۶۰۔

**تشریح:** مَنْ سَمَّيَ بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ: جس نے انبیاء کے ناموں پر نام رکھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تقاول کا خیال انہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کے طور پر یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی ان بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا انہی کا روپ ہو جائیں۔“

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۹)

وَأَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ آئِنُهُ وَلَكِنْ لَا يَبْقَى بَعْدَهُ۔ یعنی اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا۔ مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ زیر باب روایت نمبر ۶۱۹۳ میں جو کہا گیا ہے اس کے متعلق اول تو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں بلکہ ایک راوی کے الفاظ ہیں اور ان کا اپنا رجحان اور خیال ہے کیونکہ یہ الفاظ قرآن کریم کی ان آیات کے خلاف ہیں (جن کی تعداد کم از کم دس ہے) جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی غلامی میں امت محمدیہ میں امتی نبی کی آمد کا بصراحت ذکر ہے۔ نیز یہ الفاظ ان احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے ایک خادم اسلام نبی کی بعثت کا ذکر فرمایا ہے جسے ابن مریم حکم عدل اور کاسر صلیب و دیگر کئی مقدس ناموں سے پکارا گیا ہے۔ نیز اس راوی کی یہ بات اسی روایت کے دیگر متون کو دیکھنے سے بھی خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو نبی اللہ قرار دیا۔ فرمایا: إِنَّهُ لَتَنبِيٍّ ابْنِ نَبِيٍّ۔ لے کہ وہ نبی ہے اور نبی کا بیٹا ہے۔ اس لئے یہ محض راوی کا اپنا خیال اور تصور ہے جسے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

### بَاب ۱۱۰ : تَسْمِيَةُ الْوَلِيدِ

ولید نام رکھنا

۶۲۰۰: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَيَّ مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسَنِي يُونُسَ.

۶۲۰۰: ابو نعیم فضل بن دُکین نے ہمیں بتایا کہ ابن عیینہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے سعید سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو دعا کی: اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور وہ مؤمنین جنہیں مکہ میں کمزور سمجھا جاتا ہے نجات دے۔ اے اللہ! مضر کو سختی سے روند دے۔ اے اللہ! اُن کے لئے اُن کے سالوں کو ایسے سال بنا دے جو یوسفؑ کے سال جیسے ہوں۔

أطرافه: ۷۹۷، ۸۰۴، ۱۰۰۶، ۲۹۳۲، ۳۳۸۶، ۴۵۶۰، ۴۵۹۸، ۶۳۹۳، ۶۹۴۰۔

### بَاب ۱۱۱ : مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنْ اسْمِهِ حَرْفًا

جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا

وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقَلَ كَمَا كُنْتُ أَتَاهُ

اور ابو حازم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آتا ہوں

لے (کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الاول، الفصل الثالث في فضائل متفرقة...، جزء ۱۱ صفحہ ۳۷۲)

وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرٍ.

کہہ کر پکارا۔

۶۲۰۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يُفْرِئُكَ السَّلَامَ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا نَرَى.

۶۲۰۱: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی، کہا: ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائش! یہ جبریل ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ فرماتی تھیں: اور آپ وہ کچھ دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے۔

أطرافه: ۳۲۱۷، ۳۷۶۸، ۶۲۴۹۔

۶۲۰۲: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَتْ غُلَامٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشُ رُوَيْدُكَ سَوْفَكَ بِالْفَوَارِيرِ.

۶۲۰۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ام سلیمؓ بھی ان عورتوں میں تھیں جو اونٹوں پر جارہی تھیں اور انجشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ان اونٹوں کو چلا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انجش! آہستہ آہستہ۔ تم شیشوں کو لے جا رہے ہو۔

أطرافه: ۶۱۴۹، ۶۱۶۱، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱۔

## باب ۱۱۲: الْكُنْيَةُ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُوَلَّدَ لِلرَّجُلِ

بچے کی کنیت رکھنا پیشتر اس کے کہ آدمی کے ہاں اولاد پیدا ہو

۶۲۰۳: مسدود نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو التیاح سے، ابو التیاح نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اخلاق میں اچھے تھے۔ اور میرا ایک بھائی تھا جسے ابو عمیر کہتے تھے۔ (حضرت انسؓ) کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ جس نے ابھی دودھ چھوڑا تھا۔ جب وہ آتا آپؐ فرماتے: ابو عمیر! وہ چڑیا نغیر کیسی ہے؟ نغیر ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ کبھی نماز کا وقت آجاتا اور اس وقت آپؐ ہمارے گھر میں ہی ہوتے تو آپؐ اس چٹائی کے متعلق جو آپؐ کے نیچے ہوتی حکم دیتے جسے جھاڑ کر دھو دیا جاتا۔ پھر آپؐ کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔

۶۲۰۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَمِيرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيمًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ يَا أَبَا عَمِيرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نَعْرُ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا.

طرفہ: ۶۱۲۹۔

## باب ۱۱۳: التَّكْنِيَةُ بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

ابو تراب کنیت رکھنا گو اس کی اور بھی کنیت ہو

۶۲۰۴: خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے ہمیں بتایا، کہا: ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابو حازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ناموں

۶۲۰۴: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَيْهِ

میں سے سب سے پیارا نام ان کو ابو تراب تھا اور وہ بہت ہی خوش ہوا کرتے تھے جو انہیں اس نام سے پکارا جاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کا نام ابو تراب رکھا۔ ایک دن وہ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہو کر باہر چلے آئے اور مسجد میں دیوار کے ساتھ لگ کر لیٹ گئے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان کے پیچھے گئے۔ کسی نے کہا: وہ یہ دیوار کے ساتھ لیٹے ہوئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کی پیٹھ مٹی سے بھر گئی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھنے لگے اور فرماتے جاتے تھے: ابو تراب! اُٹھ بیٹھو۔

لَأَبُو تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضِبٌ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرَهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.

أطرافه: ۴۴۱، ۳۷۰۳، ۶۲۸۰۔

### باب ۱۱۴: أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ

جو نام اللہ کو نہایت ہی ناپسند ہیں

۶۲۰۵: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابو الزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابو الزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک نہایت گھٹونا نام اُس شخص کا ہے جو اپنا نام شہنشاہ رکھواتا ہے۔

۶۲۰۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ.

طرفه: ۶۲۰۶۔

۶۲۰۶: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

۶۲۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو الزناد سے، ابو الزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے (یوں) کہا: نہایت ہی ذلیل نام اللہ کے نزدیک۔ اور سفیان نے کئی بار (یوں) کہا: نہایت ہی ذلیل نام اللہ کے نزدیک اس شخص کا ہے جو مَلِكِ الْأَمْلَکِ کہلاتا ہے۔ سفیان نے کہا کہ دوسرے راوی کہتے ہیں: اس کے معنی ہیں شہنشاہ۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً قَالَ أَخْنَعُ اسْمٌ عِنْدَ اللَّهِ. وَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى بِمَلِكِ الْأَمْلَکِ, قَالَ سُفْيَانُ يَقُولُ غَيْرُهُ تَفْسِيرُهُ شَاهَانُ شَاهٌ.

طرفہ: ۶۲۰۵۔

## باب ۱۱۵: كُنْيَةُ الْمُشْرِكِ

مشرک کی کنیت رکھنا

اور حضرت مسورؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: سو اس کے کہ ابوطالب کا بیٹا چاہے۔

وَقَالَ مِسُورٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ.

۶۲۰۷: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ اور اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، محمد بن ابن شہاب سے، ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کی چادر پڑی تھی اور حضرت أسامہؓ آپ کے پیچھے بیٹھے

۶۲۰۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَحِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأُسَامَةُ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فِي بَنِي حَارِثٍ

تھے۔ آپؐ بنی حارث بن خزرج کے محلے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو جا رہے تھے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ وہ دونوں چلے گئے۔ اتنے میں وہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا اور یہ پیشتر اس کے ہے کہ عبد اللہ بن ابی مسلمان ہوا۔ تو کیا دیکھا اس مجلس میں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود ملے جلے لوگ تھے۔ اور مسلمانوں میں حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ جب جانور کی گرد مجلس پر پڑنے لگی تو ابن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانک لی اور کہا: ہم پر گرد مت اڑاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو السلام علیکم کہا۔ پھر ٹھہر گئے اور نیچے اتر آئے۔ آپؐ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول سن کر کہنے لگا: آدمی جو تم کہتے ہو اُس سے بہتر اور کوئی بات نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو پھر ہماری مجلسوں میں آکر ہمیں اس سے نہ ستایا کرو۔ جو تمہارے پاس آئے انہی کو یہ قصے سنایا کرو۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! بلکہ آپؐ ہماری مجلسوں میں آیا کریں کیونکہ ہم یہ باتیں پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان، اور مشرک اور یہود نے ایک دوسرے کو گالیاں دینی شروع کیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے۔

بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودَ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتْ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ حَمَرَ ابْنُ أَبِي أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ لَا تُغَيِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَاءَكَ فَأَقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاغْشِنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَنَازَرُونَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے جوش کو دھیمیا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانور پر سوار ہو کر چلے گئے اور حضرت سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد! تم نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبد اللہ بن ابی نے۔ اُس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ نے (سن کر) کہا: یا رسول اللہ میرے باپ آپ پر قربان۔ اسے معاف فرمائیں اور اس سے درگزر کریں۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی۔ اللہ اس حق کو لے آیا ہے جو اُس نے آپ پر نازل کیا۔ اس بستی کے لوگوں نے یہ ٹھہرا لیا تھا کہ اس کو (یعنی عبد اللہ بن ابی کو) تاج پہنائیں اور اس کے سر پر سرداری کا عمامہ باندھیں۔ جب اللہ نے اسے اُس حق کی وجہ سے جو اُس نے آپ کو دیا منظور نہ کیا تو اس سے اس کا گلا گھٹ گیا۔ یہی وجہ ہے جو اُس نے کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگزر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ نے انہیں حکم دیا۔ اور اُن کی ایذا دہی پر صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں (تم سے پہلے) کتاب دی گئی تھی (بہت دکھ دینے والا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَابَتْهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَقَدْ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوَجَّهَ وَيُعْصَبُوهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَّ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَكَتَسَبَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ (ال عمران: ۱۸۷) الْآيَةَ وَقَالَ: وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (البقرة: ۱۱۰) فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ

کلام) سنوگے۔ اور فرمایا: اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ چاہتے ہیں (کہ تمہیں پھر کافر بنا دیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام کے مطابق جو اللہ نے آپ کو دیئے تھے ان سے عفو فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو ان کے متعلق اجازت دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں جنگ کے لئے گئے اور اللہ نے کفار کے جن سرکردہ لوگوں اور قریش کے سرداروں کو وہاں قتل کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ غالب ہو کر اپنے ساتھ کفار کے سرکردہ اور قریش کے سرداروں کو قید میں کئے ہوئے واپس لوٹے تو ابن ابی اسلول اور جو اس کے ساتھ مشرک بت پرست تھے کہنے لگے: یہ کام تو اب بہت بڑا ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کر لی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

۶۲۰۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ عبد الملک نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے، عبد اللہ نے حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ فائدہ پہنچایا؟ کیونکہ وہ آپ

عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ حَتَّىٰ أُذِنَ لَهُ فِيهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللَّهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مَنْصُورِينَ غَانِمِينَ مَعَهُمْ أُسَارَىٰ مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أَبِي بِنْتِ ابْنِ سَلُولٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْأَلُوا.

أطرافه: ۲۹۸۷، ۴۵۶۶، ۵۶۶۳، ۵۹۶۴-

۶۲۰۸: حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ ۗ وَيَغْضَبُ

۱۔ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ ”يَحْفَظُكَ“ ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۷۲۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔



لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَخْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ لَّوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.  
 کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپ کی خاطر ناراض  
 ہوا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ وہ ٹخنوں تک  
 آگ میں ہیں۔ میں اگر نہ ہوتا تو وہ آگ کے سب  
 سے نچلے طبقے میں ہوتے۔

اطرافہ: ۳۸۸۳، ۶۵۷۲۔

### باب ۱۱۶: الْمَعَارِضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكُذْبِ

تعریض کے طور پر جو باتیں کی جاتی ہیں وہ جھوٹ میں شمار نہیں ہوتیں

وَقَالَ إِسْحَاقُ سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ  
 ابْنُ لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ  
 قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَتْ نَفْسُهُ وَأَرْجُو  
 أَنِ يَكُونُ قَدْ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا  
 صَادِقَةٌ.  
 اور اسحاق نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے سنا کہ  
 حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ انہوں نے  
 پوچھا: لڑکا کیسا ہے؟ حضرت ام سلیمؓ کہنے لگیں: اس  
 کا سانس سکون میں ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ  
 اب اس کو آرام ہو گیا ہو گا۔ حضرت ابو طلحہؓ سمجھے  
 کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں۔

۶۲۰۹: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
 عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
 قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فِي مَسِيرٍ لَهُ فَحَدَا الْحَادِي فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقْ  
 يَا أَنْجَشَةُ وَيَحَكَ بِالْقَوَارِيرِ.  
 ۶۲۰۹: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا  
 کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت بنانی  
 سے، ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت  
 کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک  
 سفر میں جا رہے تھے تو اونٹ کے چلانے والے  
 نے حداء اونٹ کے چلانے کے گیت پڑھے اور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انجشہ افسوس!  
 ان شیشوں پر رحم کرو۔

اطرافہ: ۶۱۴۹، ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱۔

۶۲۱۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ  
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ عَنْ أَنَسِ.  
 ۶۲۱۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ  
 حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت

نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ نیز ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور ایک غلام ان اونٹوں کو گیت گاتے ہوئے لے جا رہا تھا، اسے انجشہ کہتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انجشہ! آہستہ آہستہ۔ خیال رکھو تم شیشوں کو لے جا رہے ہو۔ ابو قلابہ نے کہا: یعنی عورتوں کو۔

أطرافه: ۶۱۴۹، ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۰۹، ۶۲۱۱

۶۲۱۱: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں بتایا۔ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حادی تھا جسے انجشہ کہتے تھے اور وہ خوش آواز تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: انجشہ! آہستہ آہستہ۔ کہیں ان شیشوں کو نہ توڑ ڈالیو۔ قتادہ نے کہا: یعنی کمزور عورتوں کو۔

أطرافه: ۶۱۴۹، ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰

۶۲۱۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی۔ شعبہ نے کہا: قتادہ نے مجھ سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مدینہ میں کچھ گھبراہٹ ہوئی۔ رسول اللہ

وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ غُلَامٌ يَخْدُو بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْفَكَ بِالْقَوَارِيرِ قَالَ أَبُو قَلَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ.

۶۲۱۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَانٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي ضَعْفَةَ النِّسَاءِ.

۶۲۱۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَرْعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا

مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبْحَرًا. صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کو تو ایک دریا پایا ہے۔

أطرافه: ۲۶۲۷، ۲۸۲۰، ۲۸۵۷، ۲۸۶۲، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۹۰۸، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۳۰۴۰، ۶۰۳۳۔

**تشریح:** **الْبَعَارِيضُ مَمْدُوحَةٌ عَنِ الْكُذِبِ:** یعنی تعریض کے طور پر جو باتیں کی جاتی ہیں وہ جھوٹ میں شمار نہیں ہوتیں۔ عَزَّ وَكَبَّرَ لَهُ وَعَزَّ وَكَبَّرَ لَهَا تَعْرِيفًا كَمَا مَعْنَى هُنَّ إِذَا قُلْتِ قَوْلًا وَأَنْتِ تُعَدِّيهِ فَالْتَعْرِيفُ ضِدُّ التَّصْرِیحِ مِنَ الْقَوْلِ۔ (اقرب الموارد - عرض) یعنی اشارہ ایسی بات کہنا جس کا مفہوم کہنے والا ہی سمجھتا ہو تعریض کہلاتا ہے۔ یہ لفظ متضاد ہے تصریح (یعنی واضح بات) کا۔ معاریض سے مراد ایسی مبہم باتیں ہیں جن میں کسی خاص بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہو۔

امام راغبؒ نے اس لفظ کی وضاحت میں آیت کریمہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ (البقرة: ۲۳۶) درج کی ہے۔ یعنی عورتوں سے (ان کی عدت کے دوران) کوئی بات اشارہ نکاح کی تجویز جیسی کہہ دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ عَرَّضْتُمْ سے مراد یہ لیا گیا ہے کہ اس کی خوبصورتی کے متعلق کچھ کہہ دینا یا اسے پسند کرنے جیسی کوئی بات کر دینا۔ (المفردات فی غریب القرآن - عرض)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کے سلسلہ میں کوئی بات اشارہ کہہ دو۔ مثلاً کسی بیوہ سے کہہ دیا کہ مشورہ سے کام کرنا بہتر ہوگا۔ آپ کو اگر کوئی ضرورت محسوس ہو تو میں ہمدردانہ مشورہ کے لیے حاضر ہوں۔ اب لفظ مشورہ عام ہے خواہ وہ اپنے لیے ہو یا کسی اور کے لیے۔ اس طرح بات بھی مخفی رہتی ہے اور اشارہ اس کا اظہار بھی ہو جاتا ہے۔..... شادی کی درخواست مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُس سے ہمدردی اور غمخواری کا اظہار کرو تا کہ اُس پر یہ اثر ہو کہ یہ شخص میرا خیر خواہ ہے اور میں اِس سے ضرورت پر مفید مشورہ لے سکتی ہوں۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ اُسے صاف طور پر نکاح کے لیے کہہ دیا جائے۔ ایسا کہنا ہرگز جائز نہیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ، جلد ۲ صفحہ ۵۳۰، ۵۳۱)

## باب ۱۱۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ

آدمی کا کسی چیز کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں

وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ. اور وہ یہ نیت رکھتا ہو کہ یہ سچ نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَيْنِ يُعَدُّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ. اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں کے متعلق فرمایا: انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے سزا نہیں دی جا رہی ہے اور وہ بڑا بھی ہے۔

۶۲۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةَ فَيَخْلُطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ. ۶۲۱۳: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد بن یزید نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن شہاب نے کہا: یحییٰ بن عروہ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عروہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عائشہؓ نے کہا: کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانہوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: وہ کچھ بھی نہیں۔ وہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! وہ کبھی کبھی کوئی بات بتاتے ہیں جو سچی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بات جو سچی ہوتی ہے جتنی اس کو جھپٹ کر اڑا لیتا ہے اور پھر اسے اپنے دوست کے کان میں اسی طرح ڈال دیتا ہے جس طرح مرغی کڑکڑ کرتی ہے تو وہ اُس میں سوسے بھی زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

## باب ۱۱۸: رَفْعُ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ

آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ○ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ○ (الغاشية: ۱۸، ۱۹)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: أَفَلَا يَنْظُرُونَ... یعنی کیا وہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کیسے پیدا کئے گئے ہیں؟ اور اس بلندی کو، کہاں تک بلندی کی گئی ہے۔

وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

اور ایوب نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

۶۲۱۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيَ فَبَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصْرِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِزَاءِ قَاعِدٍ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

۶۲۱۴: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ ابن شہاب نے کہا: میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے سنا۔ وہ کہتے تھے: مجھے حضرت جابر بن عبد اللہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: پھر اس کے بعد وحی مجھ سے بند رہی۔ ایک دفعہ اسی اثنا میں کہ میں چلا جا رہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ جو آسمان کی طرف اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ ہے جو حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

أطرافه: ۴، ۳۲۳۸، ۴۹۲۲، ۴۹۲۳، ۴۹۲۴، ۴۹۲۵، ۴۹۲۶، ۴۹۵۴۔

۶۲۱۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

۶۲۱۵: (سعید) ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا:

شریک (بن عبد اللہ بن ابی نمر) نے مجھے خبر دی۔  
 شریک نے کریب سے، کریب نے حضرت ابن  
 عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے:  
 میں حضرت میمونہؓ کے گھر میں رات رہا اور نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کے پاس تھے۔ جب  
 رات کی آخری تہائی یا (کہا: اس کا کچھ حصہ رہ گیا،  
 آپ بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ  
 آیتیں پڑھیں: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ...  
 یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور  
 دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے  
 یقیناً کئی نشان (موجود) ہیں۔

شَرِيكَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَتُّ فِي بَيْتِ  
 مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ  
 أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ  
 إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلافِ  
 اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ○  
 (ال عمران: ۱۹۱)

أطرافه: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۸۵۹، ۹۹۲، ۱۱۹۸،  
 ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۵۹۱۹، ۶۳۱۶، ۷۴۵۲

## باب ۱۱۹: مَنْ نَكَّتَ الْعُودَ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ

جس نے پانی اور کیچڑ میں لکڑی ماری

۶۲۱۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان)  
 نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن غیاث سے  
 روایت کی۔ (انہوں نے کہا: ہم سے ابو عثمان  
 (نہدی) نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ  
 سے روایت کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے اور  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی  
 جسے آپ کبھی پانی اور کبھی کیچڑ میں مار رہے تھے۔

۶۲۱۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا  
 يَحْيَى عَنْ عُمَانَ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا  
 أَبُو عُمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ  
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
 حَائِطٍ مِّنْ حَيْطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ  
 يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ فَجَاءَ  
 رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو۔ میں گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ اور ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی اور پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ ہیں۔ میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور میں نے جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس وقت آپؐ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپؐ اٹھ بیٹھے اور فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو، اُس مصیبت کے باوجود جو اُسے پہنچے گی یا (فرمایا:) ہوگی، تو میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دی اور ان کو وہ بات بتائی جو آپؐ نے فرمائی تھی۔ کہنے لگے: اللہ ہی سے مدد مل جائے۔

أطرافه: ۳۶۷۴، ۳۶۹۳، ۳۶۹۵، ۷۰۹۷، ۷۲۶۲۔

## باب ۱۲۰: الرَّجُلُ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

آدمی زمین کو کسی چیز سے کریدے جو اُس کے ہاتھ میں ہو

۶۲۱۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی

عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ

۶۲۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

نے سلیمان اور منصور سے، ان دونوں نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے، ابو عبد الرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے تو آپ ایک لکڑی سے زمین کو کریدنے لگے اور فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کا ٹھکانہ جنت میں یا آگ میں مقرر نہ کیا گیا ہو۔ صحابہ نے (یہ سن کر) کہا: کیا ہم پھر بھروسہ نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو کیونکہ ہر ایک کو سہولت دی گئی ہے۔ پس جس نے (خدا کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبِيدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُثُ الْأَرْضَ بِعُودٍ فَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقَالُوا أَفَلَا نَتَكَلَّى قَالَ اْعْمَلُوا فِكُلُّ مَيْسَرٍ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ○ (اللیل: ۶) الْآيَةَ.

أطرافه: ۱۳۶۲، ۴۹۴۵، ۴۹۴۶، ۴۹۴۷، ۴۹۴۸، ۴۹۴۹، ۶۶۰۵، ۷۵۰۲۔

## باب ۱۲۱: التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

تجب کے وقت اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہنا

۶۲۱۸: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ (زہری نے کہا: ہند بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا: سبحان اللہ۔ کیا کیا خزانے اُتارے گئے ہیں اور کیا کیا فتنے اُتارے گئے ہیں۔ کون ان حجروں والیوں کو جگائے؟ آپ کی اس سے مراد اپنی ازواج تھیں تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ کتنی ہی دنیا میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں جو

۶۲۱۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثْتَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحَجَرِ يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ حَتَّى يُصَلِّينَ رَبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةً فِي الْآخِرَةِ.



آخرت میں ننگی ہوں گی۔ ابن ابی ثور نے کہا: انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ.

أطرافه: ۱۱۵، ۱۱۲۶، ۳۵۹۹، ۵۸۴۴، ۷۰۶۹۔

۶۲۱۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ اور اسماعیل نے بھی ہم سے بیان کیا، کہا: میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، محمد نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے (زین العابدین) علی بن حسین سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہ بنت حیٰ نے ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے آئیں اور آپؐ مسجد میں رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف بیٹھے تھے۔ تو وہ آپؐ کے پاس کچھ دیر باتیں کرتی رہیں۔ پھر اٹھ کر لوٹے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اٹھے تاکہ انہیں گھر پہنچائیں۔ جب آپؐ مسجد کے اس دروازے کے پاس پہنچے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہؓ کی جائے رہائش کے قریب تھا تو ان دونوں کے سامنے سے دو انصاری گزرے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

۶۲۱۹: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْيَى عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حَيْبِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ

مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسَالِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا مَا قَالَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُقَذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا.

علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا۔ پھر جلدی سے آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حی ہی ہے۔ وہ دونوں بولے: سبحان اللہ یا رسول اللہ۔ اور ان پر یہ بات شاق گزری۔ آپ نے فرمایا: شیطان تو ابن آدم میں وہاں تک چل کر پہنچتا ہے جہاں خون پہنچتا ہے۔ اور میں ڈرا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی دوسوسہ نہ ڈال دیا جائے۔

أطرافه: ۲۰۳۵، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۳۱۰۱، ۳۲۸۱، ۷۱۷۱۔

## باب ۱۲۲: النَّهْيُ عَنِ الْخَذْفِ

ٹھیکریاں پھینکنے سے روکنا

۶۲۲۰: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ.

۶۲۲۰: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے روایت کی۔ قتادہ نے کہا: میں نے عقبہ بن صہبان ازدی سے سنا۔ عقبہ نے حضرت عبد اللہ بن معقل مزنیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیکری پھینکنے سے روکا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ تو شکار مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے۔ اور یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ آنکھ کو پھوڑ دیتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے۔

أطرافه: ۴۸۴۱، ۵۴۷۹۔

## باب ۱۲۳: الْحَمْدُ لِلْعَاطِسِ

چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا

۶۲۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ هَذَا حَمْدُ اللَّهِ وَهَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ.

۶۲۲۰- طرفہ:

## باب ۱۲۴: تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ

جب چھینک مارنے والا اللہ کی حمد کرے تو اسے جواب دینا

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ. اس کی بابت حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی۔

۶۲۲۲: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سَلِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدِ بْنِ مِقْرِنٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعِ أَمْرًا بَعِيدًا عَنِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِنْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا

۶۲۲۲: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث بن سلیم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے معاویہ بن سُؤید بن مقرن سے سنا۔ انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا۔ آپ نے ہمیں بیمار پرسی کرنے اور جنازے کے ساتھ جانے اور چھینک مارنے والے کا جواب دینے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کا جواب

عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ  
حَلَقَةَ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ  
وَالذِّيَبِاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمِيَاهِ.  
دینے اور مظلوم کی مدد کرنے اور قسم دے کر  
مانگنے والے کی قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ اور  
آپ نے ہمیں سات باتوں سے روکا۔ یعنی سونے  
کی انگوٹھی یا کہا: سونے کا چھلا پہننے سے اور حریر<sup>۱</sup>  
اور ذیباج<sup>۲</sup> اور سندس<sup>۳</sup> کے پہننے سے اور ریشمی  
لال زین پوشوں سے۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۳۸، ۵۸۴۹، ۵۸۶۳، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

### باب ۱۲۵: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

چھینک کو اچھا سمجھا جائے اور جمائی کو بُرا سمجھا جائے

۶۲۲۳: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ  
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ  
الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ  
وَيُكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ  
اللَّهَ فَحَقَّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ  
يُشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ  
الشَّيْطَانِ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا  
قَالَ هَاءَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

۶۲۲۳: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ  
ابن ابی ذنب نے ہمیں بتایا۔ سعید مقبری نے ہم  
سے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے  
باپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت  
ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔  
آپ نے فرمایا: اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی  
کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی چھینکے تو اللہ کا شکر یہ  
کرے تو ہر ایک مسلمان پر جس نے اُسے سنا فرض  
ہے کہ اس کا جواب دے اور جو جمائی ہے تو وہ  
شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسے جہاں تک  
ہو سکے روکے۔ اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس

پر ہنستا ہے۔

أطرافه: ۳۲۸۹، ۶۲۲۶۔

۱۔ الخُرَيْزِيُّ: رِيشِي كِطْرًا (القاموس الوحيد)

۲۔ الذِّيَبِاجُ: رِيشِيْن قِيْتِي كِطْرًا جَس كَاتَانَا بَانَا رِيشِم كَا هُو تَا هِي۔ (القاموس الوحيد)

۳۔ السُّنْدُسُ: اِيَك بَارِيَك رِيشْمِيْن كِطْرًا۔ (القاموس الوحيد)

## باب ۱۲۶: إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتْ

جب کوئی چھینک مارے تو اُسے کیونکر جواب دیا جائے

۶۲۲۴: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلْمَةَ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي  
صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ  
وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ  
اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ  
يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِالْكُم.

۶۲۲۴: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبد العزیز بن ابی سلمہ نے ہمیں بتایا۔ عبد اللہ بن  
دینار نے ہمیں خبر دی۔ عبد اللہ نے ابوصالح سے،  
ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے،  
حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے  
کوئی چھینکے تو وہ کہے: الْحَمْدُ لِلَّهِ۔ اور اس کا بھائی یا  
(فرمایا: اس کا ساتھی اسے کہے: يَرْحَمُكَ اللَّهُ۔  
یعنی اللہ تم پر رحم کرے۔ اور جب وہ اُس سے  
يَرْحَمُكَ اللَّهُ کہے تو وہ کہے: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحْ  
بِالْكُم۔ یعنی اللہ تمہاری راہنمائی کرے اور تمہاری  
حالت کو درست کرے۔

## باب ۱۲۷: لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ

چھینکنے والے کو جواب نہ دیا جائے اگر اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا

۶۲۲۵: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ  
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ  
قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ  
عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ  
يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ شَمَّتْ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي قَالَ إِنَّ

۶۲۲۵: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ  
شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سلیمان تیمی نے ہم سے بیان  
کیا، کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے  
سنا۔ وہ کہتے تھے: دو آدمیوں نے نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کے پاس چھینکا تو آپ نے اُن میں سے ایک کو  
جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا تو وہ شخص  
کہنے لگا: یا رسول اللہ! آپ نے اُسے جواب دیا اور

هَذَا حَمْدِ اللَّهِ وَلَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ. مجھے نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اُس نے تو اللہ کا شکر کیا

تھا اور تم نے شکر نہ کیا تھا۔

طرفہ: ۶۲۲۱۔

**تشریح:** لَا يُشَبِّهُتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ: چھینکنے والے کو جو اب نہ دیا جائے اگر اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ ذیل میں ہم مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب (چیف ایگزیکٹو آفیسر / کارڈیالوجسٹ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ پاکستان، چیئر مین ہیومنٹی فرسٹ پاکستان، سابق چیف کمانڈنٹ قومی و عسکری ادارہ برائے امراض قلب راولپنڈی پاکستان) کے شکر یہ کے ساتھ ان کا ایک مضمون درج کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کی ایک سائنسی تعبیر معلوم ہوتی ہے۔ محترم نوری صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”جب بھی کوئی انسان چھینکتا ہے تو ہم یہی سوچتے ہیں کہ وہ جراثیم پھیلا رہا ہے اور ماحول کو گندا کر رہا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ چھینکنے سے ہم تقریباً دس ہزار جراثیم یا وائرس سومیل فی گھنٹہ کی رفتار سے تین سے پانچ فٹ کے فاصلہ تک بکھیر رہے ہیں اور ایک بیمار انسان ماحول کو آلودہ کر رہا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ چھینکنے کے عمل سے اللہ تعالیٰ ہمارے جسم کو غیر معمولی طور پر محفوظ رکھتا ہے اور ماحول میں مضر ذرات و جراثیم جو ہمارے ناک یا منہ کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں ان کو باہر نکال دیتا ہے۔ چھینکنے کے عمل سے ہمارے ناک، منہ اور سانس کی نالیوں کی نہایت احسن رنگ میں صفائی ہو جاتی ہے۔ کچھ اس قسم کی صفائی کا سسٹم Mechanical Air Blowers کے ذریعے مختلف فیکٹریوں میں گندے ذرات اور Gases کو باہر نکالنے میں استعمال ہوتا ہے۔ مغربی دنیا نے ’چھینک‘ کے عمل کو سمجھنے کے بعد Mechanical Air Blower کا طریقہ ایجاد کیا اور ان گنت جگہوں پر نصب کر کے ماحول کی صفائی کا نظام بہتر کیا ہے۔ اغلباً اس ترقی یافتہ دور میں چھینک کے عمل کو سمجھنے اور عوام الناس کے فائدہ پہنچانے کی طرف بھی یہ حدیث مبارکہ پیشگوئی کارنگ رکھتی ہے۔

محترم نوری صاحب لکھتے ہیں: مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ملاقات کے دوران چھینک کے بارہ میں ایک نہایت عمدہ بات بتائی تھی جو علم طب کے ماہرین اور سب احباب کی معلومات میں اضافہ کی بات ہے۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”انسان کے ناک کے پچھلے حصہ کا دماغ کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہے۔ یہ تعلق ایک نہایت باریک سوراخوں والی پلیٹ (Plate) کے ذریعہ ہے جس کو Cribriform Plate کہتے ہیں، یہ پلیٹ (Plate) باہر کے ماحول (یعنی ناک) اور دماغ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے ذریعے ناک کے بالوں پر موجود قوت شامہ Olfactory receptors nerve fibres بناتے ہیں اور یہ برقی تاروں کے ذریعے Cribriform plate سے ہوتے ہوئے دماغ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب بھی کوئی ذرات، جراثیم، irritants، تیز گرم یا سرد ہوا، تیز روشنی یا تیز smell ناک کے ذریعے ہمارے جسم میں داخل ہوتی ہے یا دماغ کی طرف رخ کرتی ہے تو ناک کے special receptors اور پلیٹ نوری

طور پر دماغ میں signal بھیجتے ہیں اور آناً فاناً چھینکنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان سب ذرات وغیرہ کا فوری انخلاء ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کا مضر ذریعہ یا جراثیم دماغ یا جسم میں داخل نہیں ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حیرت انگیز نظام انسان کی حفاظت کرتا ہے ورنہ انسان کئی جان لیوا دماغی و جسمانی امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔“

اسی راز کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ** ○ (الرحمن: ۱۴) ترجمہ: ”پس (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔“

محترم نوری صاحب لکھتے ہیں: تحقیق نے یہ بات بھی ثابت کی ہے کہ چھینکنے کا عمل ہمارے قوت مدافعت کے نظام کو بھی تقویت دیتا ہے اور ہم صحت مند رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی بیرونی مضر اشیاء ناک میں داخل ہوتی ہے تو ہمارے دماغ میں ”Sneeze Centre“ متحرک ہو جاتا ہے اور مختلف Neurotransmitter release ہوتے ہیں جن کو میڈیکل اصطلاح میں Endorphins کہتے ہیں اور یہ ہمارے جسم کے مختلف اعضاء اور پٹھوں کو حرکت میں لاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہم اپنی آنکھیں، منہ اور گلابند کر لیتے ہوئے بڑے زور سے منہ اور ناک کے ذریعے ہوا میں مضر ذرات باہر نکالتے ہیں۔ چھینک کے آنے کے بعد ایک طبعی فرحت اور خوشی کا احساس ہوتا ہے اور ہر انسان اس کا تجربہ کر چکا ہے۔ یہ خوشی کا احساس Endorphins کی release کی وجہ سے ہے۔ اس لئے حدیث میں ہے کہ جب کوئی چھینکے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور الحمد للہ کہے۔ اب سوچیں کہ اس حدیث کے تناظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کتنا گہرا راز اپنے اندر رکھتا ہے۔ گو چھینک ایک معمولی عمل ہے اسے معمولی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ خالق کی رحمانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ایک صاحب عقل انسان بر ملا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ **الَّذِينَ يَدَّبُّوْنَ اللّٰهَ قَلِيْمًا وَتَعُوْذًا وَّ عَلَىٰ جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَّ الْاَرْضِ ۗ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا اَبًا طَلًا ۗ سُبْحٰنَكَ قِنٰتَا عَدٰ اَب النَّاٰرِ** ○ (آل عمران: ۱۹۲) ترجمہ: ”وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

اور پھر ہماری کسی کوشش کے بغیر چھینک بہت سی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ مزید یہ کہ ہمارے پیارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک بات ختم نہ کی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ”ہر مسلمان جس نے اس کو سنا فرض ہے کہ اسے کہے یہ حکم اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔“ یہ ارشاد بھی ایک حکیمانہ پہلو اپنے اندر رکھتا ہے کہ اپنے لئے بھی رحم مانگو اور ایک دوسرے کے لیے بھی رحم مانگے۔ یہ آپس میں بھائی چارہ اور محبتیں بڑھانے کا ایک اور ذریعہ ہے۔

ماہرین ناک کان اور گلا (ENT Specialist) یہ بھی بتاتے ہیں کہ چھینکنے سے انسان کے ناک کی صفائی کا نظام دوبارہ تازہ دم ہو جاتا ہے۔ اس کو سائنسی اصطلاح میں re-boot ہونا بھی کہتے ہیں یہ اسی طرح ہے کہ جب کمپیوٹر میں کوئی خلل واقع ہو جائے تو اسے ایک دفعہ بند کر کے دوبارہ چلایا جائے اور وہ تازہ دم ہو کر کام کرنے لگ جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ چھینک کے عمل کو روکنا نہیں چاہیے اور یہی بات آج

سائنس بھی ثابت کر چکی ہے۔ چھینک کو روکنے سے جراثیم اور مضر ذرات پھیلنے میں داخل ہو کر trap ہو جاتے ہیں اور ان ذرات کے جمع ہونے سے پھیپھڑوں میں مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں لیکن یہ بات بھی ضروری ہے کہ چھینکتے ہوئے احتیاط برتنی چاہیے اور ہاتھ، بازو یا رومال سے منہ اور ناک کو ڈھانک لینا چاہیے۔

چھینک کے عمل کو پرانی تہذیبوں نے بھی خوش آئند کہا ہے اور صحت کے مختلف علاج میں سے ایک علاج قرار دیا ہے۔ کبھی تو مصنوعی طور پر ناک میں گھاس کا تیکہ اور کبھی کوئی اور کھلی دار چیز ڈالی جاتی تھی تاکہ چھینک آئے۔ اور اس کو فائدہ مند سمجھا جاتا تھا۔ قدیم یونانی تہذیب میں چھینک کو نیک شگون کے طور پر دیکھا جاتا تھا اور اس کو اپنے خداؤں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یورپ میں Middle ages میں چھینک کو قریب المرگ مریضوں میں علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ انگلستان کا بادشاہ King Charles II جب مرنے کے قریب ہوا تو اس کو چھینک دلانے والی ادویات کا استعمال کروایا گیا تاکہ زندگی بحال ہو سکے۔

مشرقی ایشیا، چین، کوریا، جاپان، نیویارک، اٹلی، جرمنی اور دیگر کئی ممالک میں جب بھی چھینک آئے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی اچھے رنگ میں یاد کر رہا ہے اور Bless you کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں ایک اشارہ ”ہر مسلمان“ بلکہ ہر احمدی مسلمان دانشور اور ریسرچ سکارلر کے لئے بھی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

”----- ہر مسلمان پر جس جس نے اسے سنا فرض ہے کہ اس کا جواب دے۔“

یہ حکم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے علاوہ ہمیں غور کرنے کی طرف بھی ترغیب دیتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں زیادہ تر مسلمان ممالک پستی کا شکار ہیں اس وجہ سے مختلف Air-borne diseases، ماحول کی آلودگی، گندگی اور احتیاطی تدابیر سے عدم توجہی کے باعث لامتناہی بیماریوں اور اموات سے بھرپڑا ہے اور ناک، گلے، پھیپھڑوں کی بیماریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس لئے ”ہر مسلمان“ سائنسدان کو اس طرف ریسرچ اور علاج کے نئے طریق معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کس طریق سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دفاعی نظام (Immune System) کو تقویت دی جاسکتی ہے تو ان گنت بیماریوں پر قابو پایا جاسکتا ہے اور یہ موذی مرض ”Corona Pandemic“ جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اس سے جان چھڑائی جاسکتی ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر بیشتر بیماریوں کی وجوہات اور طریقہ علاج کا کھوج لگایا جاسکتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) ۲۷ جولائی ۲۰۲۰ء، صفحہ ۷)

باب ۱۲۸: إِذَا تَفَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَىٰ فِيهِ

جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے

۶۲۲۶: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ۶۲۲۶: عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن



حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَّاسَ وَيَكْرَهُ التَّشَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَأَمَّا التَّشَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَشَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَشَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی چھینکے اور اللہ کا شکر کرے تو ہر مسلمان پر جس نے اس کو سنا فرض ہے کہ اسے کہے: يَرْحَمُكَ اللَّهُ۔ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اور جمائی جو ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے کیونکہ تم میں سے کوئی جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

اطرافہ: ۳۲۸۹، ۶۲۲۳۔

**تشریح:** إِذَا تَشَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَكَ عَلَى فِيهِ: جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب (چیف ایگزیکٹو آفیسر / کارڈیالوجسٹ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ پاکستان، چیئر مین ہیومیونٹی فرسٹ پاکستان، سابق چیف کمانڈنٹ قومی و عسکری ادارہ برائے امراض قلب راولپنڈی پاکستان) تحریر فرماتے ہیں: ”جمائی ایک ایسا عمل ہے جس کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں انسان آہستہ آہستہ منہ کھول کر لمبا سانس اندر لیتا ہے۔ دوسرے حصے میں وہ بڑے خوفناک حد تک منہ کھولتا ہے جس سے اندرون منہ اور دانت صاف دکھائی دیتے ہیں۔ تیسرا حصہ جب وہ لمبا سانس باہر نکالتا ہے۔ ساتھ ساتھ ایک عجیب جانور جیسی آواز بھی نکالتا ہے۔ اکثر اسی عمل کے ساتھ گردن، بازوؤں اور جسم میں تناؤ پیدا کرتا ہے۔ یہ سارا عمل قریباً ۵ سیکنڈ کا ہوتا ہے۔ اگر یہی عمل جو ۵ سیکنڈ کے لئے ہوتا ہے Slow motion میں دیکھا جائے تو ہر دیکھنے والے کو یہ نظارہ ناپسندیدہ لگے گا اور لازماً ایک حد تک کراہت محسوس کرے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ ترین اخلاق کے مالک تھے انہوں نے انسانیت کو نہ صرف خدا تعالیٰ سے جوڑا بلکہ معاشرتی اقدار کو نہایت احسن رنگ میں ہمارے سامنے پیش کیا اور واضح طور پر روزمرہ کے اخلاق فاضلہ کا سبق سکھایا۔ جمائی کے بارہ میں ناپسندیدگی کا اظہار اپنے اندر نفسیاتی، اخلاقی اور طبی نقصانات رکھتا ہے۔

اس زمانہ میں خصوصاً جب دنیا سمٹ کر ایک Global village کا نقشہ پیش کرتی ہے اس لئے معاشرتی اور

اخلاقی اقدار ہماری زندگی کا اہم حصہ بن گئی ہیں۔ سکول کالج اور یونیورسٹیوں کا قیام، Meetings، سیمینارز، جلسہ اور دیگر تقریبات میں ہمارا باہمی تعلق آپس میں بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ social skills اور social etiquettes کا بڑھ کر پاس رکھا جائے۔ کسی بھی میٹنگ یا social gathering میں جمائی لینا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ آس پاس کے لوگوں کا رجحان تبدیل ہو جاتا ہے۔ جمائی لینے والا اپنے عمل سے عدم دلچسپی، آکتاہٹ اور لاطعلق کا اظہار کرتا ہے۔ وہ باتیں جو توجہ سے سننے والی ہوتی ہیں ان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود، دیگر احباب اور منتظمین و مقررین کی توجہ ہٹتی ہے۔ جمائی لینا یقیناً ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور حسین معاشرہ نہیں کہا جاسکتا۔

جماعت احمدیہ جو اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ساری دنیا میں پیش کرنا چاہتی ہے ان کو ان باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہیے۔ ہمیں سب جماعتی تقریبات اور خصوصاً حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات میں ان بنیادی معاشرتی اخلاقی اقدار کا پاس رکھنا چاہیے۔ اور ہمارے پیارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمل کو ناپسندیدہ فرمایا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ ایک معاشرتی خرابی ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں تاکید فرمائی کہ (وَأَمَّا التَّقَاؤُوبُ فَمَا تَمَاهُ وَاوْنِ الشَّيْطَانِ فَلْيَبْزُدْهُ مَا اسْتَطَاعَ) اور جو جمائی ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسے جہاں تک ہو سکے روکے۔

ان الفاظ میں بھی ایک گہرا حکمت راز مضمر ہے۔ یہ ایک فطرتی عمل ہے اور تحقیق کئی پہلوؤں سے yawning کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ صرف تھکاوٹ اور آکتاہٹ کا نتیجہ نہیں بلکہ موجودہ ریسرچ بتاتی ہے کہ جمائی oxygen اور carbon dioxide کے توازن کو قائم کرتی ہے۔ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ جمائی خون کو دماغ تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے اور دماغ کو غٹھنڈا (alert) کرتی ہے۔ غور کریں کہ جمائی کا لینا کسی کے بس میں نہیں ہے اور ہر انسان باوجود کوشش کے اس کو روک نہیں سکتا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ عادت بنائے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے منہ کو بند رکھے، ہاتھ یا بازو کو منہ کے سامنے رکھے، منحوس آواز نہ نکالے اور اپنے جسم کو محنتوں کی طرح بد نما انگڑائی نہ دے۔ جمائی کا یہ سارا منظر نہایت بد نما اور ناپسندیدہ ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا:

”اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔“

ایک اور معاشرتی خرابی بھی جمائی لینے سے جنم لیتی ہے۔ ماہر نفسیات کے مشاہدہ میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جمائی contagious ہے۔ اور آس پاس کے احباب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور وہ بھی جمائی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح ساری محفل کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یہ بات ماہر نفسیات کے تجربہ میں آئی ہے کہ جن گھروں میں کتے اور بلیاں گھر کے افراد کو جمائی لیتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ بھی جمائی لینے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ نہایت مضحکہ خیز منظر دکھائی دیتا ہے اور لفظ بہ لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”تو شیطان اس پر ہنستا ہے“ پورا اترتا ہے۔

جمائی لینے سے انسان بیماریوں کو بھی لوگوں میں پھیلاتا ہے۔ اس لئے ایک وجہ Air-borne diseases کی جمائی لینا بھی ہے۔ اور آجکل جب Covid-19 کی بیماری عروج پر ہے اس لئے جمائی کو روکنے کے لئے جو احتیاطی تدابیر کا ذکر ہے اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

جمائی لینے والا ایک قبیح فعل کا اس وقت مظاہرہ کرتا ہے جب سب کے سامنے اپنا منہ کھول کر اپنا اندرون ظاہر کرتا ہے اور عفتون پھیلاتا ہے۔ یہ حرکت ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے نفرت انگیز مناظر پیش کرتی ہے۔ Marriage counsellors نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں متواتر جمائی لینا دوری پیدا کر دیتی ہے اور مغربی معاشرہ میں بعض اوقات طلاق پر نوبت آجاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مصر کا مشہور فرعون Ramesses II (جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعون تھا) Excessive yawning کیا کرتا تھا جو کہ شدید دانتوں اور کمر کی تکلیف کی وجہ سے تھی۔ اس کی بیوی (جس نیک عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پالا) مذہبی اختلاف کے علاوہ اس کے منہ کی شدید عفتون کی وجہ سے علیحدہ رہتی تھی۔ مورخین کہتے ہیں کہ جس شاہی محل کے کمرے میں وہ جمائی لیتا تھا وہ کمرہ Putrid smell کی وجہ سے بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتا تھا۔ یقیناً انسان کا حسن اس کا چہرہ اور منہ ہے اس پر مسکراہٹ اور خندہ پیشانی اس حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ شائد اسی لئے منہ کھول کر بلند آواز سے قہقہہ لگانے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: ”اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے“ اس میں بھی ایک گہرا راز پوشیدہ ہے۔ ”شیطان“ لفظ کا اشارہ ذہنی، معاشرتی، جسمانی، روحانی اور طبی بیماریوں کے مجموعہ کی طرف ہے۔

شیطان جس کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”شیطان ہر انسان کے خون میں دوڑتا ہے“ یعنی یہ بیماریوں کا مجموعہ (شیطان) یا تو انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے یا باہر کے ماحول کے اثرات سے پیدا ہوتا ہے۔ طبی ماہرین نے حالیہ ریسرچ سے حتمی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ Excessive yawning متعدد بیماریوں کا یا تو پیش خیمہ ہے یا ان کا حصہ ہے۔ ان میں بعض مندرجہ ذیل ہیں:

ذہنی بیماریاں:

Sleep disorder, Depression, Anxiety, Stress, Autism, Schizophrenia

دماغی بیماریاں:

Brain tumor, Stroke, Epilepsy

جسمانی بیماریاں:

Heart attack, Hypoglycaemia, Liver failure, Obstructive Sleep Apnoea

نشہ آور اشیاء:

Drug Abuse

یہ چند ایک ”شیطان“ ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں اور وہ بد نصیب اس کے زیر اثر آجاتے ہیں۔

اس ضمن میں اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بھی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ ”جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے“ اور شیطان (یعنی بیماریاں) دور حاضر کے ایسے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: ”اے بد بخت انسان تو تو ایسا احمق ہے کہ باوجود دنیاوی ترقیات، مختلف دنیاوی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے اور اپنی ذات پر فخر کرنے کے تیرے عمل کتنے مضحکہ خیز ہیں کہ ہنسی آتی ہے اور بظاہر چھوٹے سے چھوٹے انسانی عمل (یعنی جمائی) کو نہ سمجھنے میں میرا (یعنی شیطان کا) شکار ہو جاتا ہے۔“

پس ہمارے اطباء، ریسرچ سکاالر ز اور مربیان کے لئے بھی ایک توجہ طلب بات ہے کہ ”احمد یو! اس زمانہ میں جہاں تم روحانی میدان میں اللہ تعالیٰ سے اپنا رابطہ جوڑو وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی روشنی میں دنیاوی میدان کے بھی رہبر بنو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے خود ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر غور کرو اور عمل کرو اور پھر ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک حسین اسلامی معاشرہ کی تشکیل کرو۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ۷۹ - كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

\*\*\*\*\*

اِسْتِئْذَانِ اذن سے باب اِسْتِئْذَانِ ہے جس کے معنی اجازت لینے کے ہیں۔ کتاب الادب کے تسلسل میں اب ان آداب معاشرہ کا ذکر شروع ہو رہا ہے جن کا تعلق نجی زندگی اور پرائیویسی سے ہے جسے ممنوعہ علاقہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کا دائرہ نجی، شخصی اور خاندانی زندگی سے شروع ہو کر دفتری حدود، دوسروں کی ملکیتی اور مخصوص حدود کے اندر کسی غیر کی مداخلت کو اجازت سے مشروط کیا گیا ہے اور ہر انسان کو اس کے دائرہ میں یہ حق دیا گیا ہے کہ اس کی حدود میں اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی مداخلت نہ کرے مگر اس کی مختلف شرطیں اور صورتیں ہو سکتی ہیں جن کا فیصلہ موقع و محل کے مطابق کیا جائے گا۔ قرآن کریم نے حدود کے قریب جانے سے منع فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چراگاہ کی مثال دے کر واضح فرمایا کہ دوسرے کی چراگاہ یا کھیت کے قریب اپنے جانور نہ چراؤ اور نہ کوئی جانور حد سے تجاوز کر کے تمہارے اور دوسرے کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ ان حدود میں اسلامی پردے کی تعلیم اور نا محرموں کے اختلاط سے منع کرنا اور غصہ بھر کا حکم بھی بہت اہم ہے۔

### بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ

پہلے سلام کہنا

۶۲۲۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ  
طُولُهُ سِتُونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ لَهُ قَالَ  
أَذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيكَ نَفَرٍ مِّنَ  
الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٍ فَاسْتَمِعَ مَا يُحْيَوْنَكَ  
فَإِنَّهَا تَحْيِيَّتُكَ وَتَحْيِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ

۶۲۲۷: یحییٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ عبدالرزاق نے معمر  
سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ  
سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے آدم کو اپنی  
صورت پر پیدا کیا۔ اُس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب  
اللہ اُن کو پیدا کر چکا تو فرمایا: جاؤ اُن چند فرشتوں پر  
جو بیٹھے ہیں سلام کہو اور جو وہ تمہیں جواب دیں  
اس کو غور سے سنو۔ کیونکہ وہ تمہارا اور تمہاری

۱۔ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ ”اللہ“ بھی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَكُلُّ  
مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ  
فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى  
الْآنَ.

زیریت کا جواب ہو گا۔ آدم نے کہا: السَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ تو انہوں نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ  
اللَّهِ۔ تو انہوں نے اس (کے سلام) پر وَرَحْمَةُ اللَّهِ  
بڑھایا۔ اب جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ آدم ہی  
کی صورت پر داخل ہو گا۔ اس کے بعد اس وقت  
تک بناوٹ کم ہوتی گئی ہے۔

طرفہ: ۳۳۲۶۔

**تشریح:** بَابُ بَدَلِ السَّلَامِ: پہلے سلام کہنا۔ زیر باب حدیث سے ظاہر ہے کہ آدم کی تخلیق کے بعد  
پہلا حکم اسے سلام کرنے کا دیا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم کی تخلیق سلامتی اور امن کا  
پیغام لے کر آئی نہ کہ فتنہ و فساد کا۔ آدم نے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا اور جو اب فرشتوں نے السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ  
کہا۔ اس سے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ سلامتی کی طرف ایک قدم اٹھانے والے کی طرف دو قدم آگے بڑھ کر اس کے  
سلامتی کے پیغام کا جواب دینا چاہیے۔ ایسا کرنے والے فرشتہ صفت ہوں گے اور سلامتی کے پیغام پر انکار اور تکبر کرنے  
والے شیطان کہلائیں گے۔

خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طَوْلُهُ سِتُّونَ خَرًا عَمَّا: یعنی اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اُس کا قد  
ساتھ ہاتھ تھا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”امام ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ ایسی مشکل بات ہے جو ابھی تک انہیں حل نہیں ہوئی۔  
کیونکہ ثمود وغیرہ اقوام قدیمہ سے متعلق جو آثار اکتشافات کے ذریعہ معلوم ہوئے  
ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ان کی رہائش گاہیں اونچائی وغیرہ میں حسب معمول ہیں جن  
سے ان کے قد و قامت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۴۴۳)“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۱، جلد ۶ صفحہ ۱۷۲)

علامہ کرمانی لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ فرمانا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي  
أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ○ (التین: ۵، ۶)۔ ایک خیال یہ ہے کہ ہم نے انسان کو نکتہ معراج  
تک پہنچایا اور انسانیت کا نکتہ معراج آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور وہی سب سے پہلے پیدا کیا گیا جیسا کہ

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔ پھر ہم نے  
اُسے نچلے درجے کی طرف لوٹنے والوں میں سب سے نیچے کو ٹا دیا۔“

(الکواکب الدلاری فی شرح صحیح البخاری، جزء ۲۲ صفحہ ۷۳)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي۔<sup>۱</sup> کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ پس اس نکتہ معراج تک تو پھر کوئی نہ گیا بلکہ حسب مراتب تنزل اور ادبار ہوتا گیا۔ ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ اس سے مراد انسانی پیدائش کے وہ مراحل ہیں جن سے ارتقائی منازل طے کرتے کرتے بالآخر انسان اس انسانی شکل و صورت کو پہنچا جو آدم اور بنی آدم کی دنیا میں جاری ہوئی۔ اس سے پہلے کے مراحل کو ساٹھ ہاتھ یعنی ایک بہت لمبے زمانہ سے تعبیر کیا گیا ہے جسے سائنسدان لاکھوں بلکہ کروڑوں برس پر محیط قرار دیتے ہیں۔

باب ۲: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے وہ جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ جب تک کہ تم ان کی پسندیدگی کو معلوم نہ کر لو اور تم گھر والوں کو سلامتی کی دعا دو۔ اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ امید ہے کہ تم یاد رکھو گے

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ادْجِعُوا فَادْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ○ (النور: ۲۸-۳۰)

اور اگر تم ان میں کوئی نہ پاؤ تو ان میں داخل مت ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہی تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ اور اللہ جو تم کرتے ہو اُسے خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں جو غیر آباد ہیں داخل ہو جاؤ، جن میں تمہارا سامان ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ لِحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُءُوسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصْرَكَ عَنْهُنَّ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ

اور سعید بن ابی الحسن نے حسن (بصری) سے کہا کہ عجم کی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولے رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا: تم اپنی نگاہ کو ان سے پھیر لیا کرو۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے: یعنی مؤمنین

۱۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ، کتابُ الْإِيمَانِ، بابُ الْإِيمَانِ بِالْقَدِيرِ)

سے کہو کہ وہ اپنی آنکھیں خوابیدہ رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائیں۔ اور قنادہ نے کہا: یعنی ان سے جو ان کے لئے حلال نہیں۔ اور مؤمن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائیں۔ وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جن سے منع کیا گیا ہے ان کو دیکھنا۔ اور زہری نے اس عورت کو دیکھنے کے متعلق کہا جس کو ابھی حیض نہ آیا ہو۔ ان عورتوں کو دیکھنا قطعاً درست نہیں کہ جن کے دیکھنے کو دل چاہتا ہو خواہ وہ چھوٹی کیوں نہ ہوں۔ اور عطاء نے ان لونڈیوں کو دیکھنا ناپسند کیا ہے جو مکہ میں بکا کرتی تھیں سوائے اس کے کہ وہ خریدنا چاہے۔

۶۲۲۸: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زہری سے روایت کی، کہا: سلیمان بن یسار نے مجھے بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن فضل بن عباس کو اپنے پیچھے اونٹنی کی پشت پر سوار کر لیا اور فضلؓ خوبصورت شخص تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے ٹھہر گئے کہ ان کے سوالوں کا جواب دیں۔ اور خثعم (قبیلہ) کی ایک خوبصورت عورت سامنے سے آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھے۔ فضلؓ اس کو دیکھنے لگے اور ان کو اس کا حسن پسند آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ (النور: ۳۱) قَالَ قَتَادَةُ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور: ۳۲) خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ (المؤمن: ۲۰) مِنَ النَّظْرِ إِلَى مَا نَهَى عَنْهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظْرِ إِلَى التِّي لَمْ تَحِضْ مِنَ التِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظْرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظْرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ صَغِيرَةً. وَكَرِهَ عَطَاءُ النَّظْرَ إِلَى الْجَوَارِي التِّي يُبْعَنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ أَنْ يَشْتَرِيَ.

۶۲۲۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجْرٍ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةً تَسْتَفِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ



نے مڑ کر جو دیکھا تو فضلؓ اس کو دیکھ رہے تھے۔ تو آپؐ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر کے فضلؓ کی ٹھوڑی کو پکڑا اور اس کے منہ کو پھیر دیا تاکہ اسے نہ دیکھے۔ وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ! اللہ کا فرض حج کے متعلق اپنے بندوں پر ایسے وقت مقرر ہوا کہ میرا باپ اتنا بوڑھا تھا کہ اونٹنی پر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ تو کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں تو یہ اس کے حج کو ادا کر دے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحْجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

أطرافه: ۱۰۱۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۴۳۹۹۔

۶۲۲۹: عبد اللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عامر نے ہمیں بتایا۔ زہیر (بن محمد) نے ہم سے بیان کیا۔ زہیر نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں تو اپنی مجلسوں سے کوئی چارہ نہیں۔ ہم ان میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم نے بیٹھنا ہی ہے تو راستے کو اس کا حق دو۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا اور تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا۔

۶۲۲۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطَّرِيقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدُّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

**تشریح:** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ: یعنی اے وہ جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کا طریق ہے کہ وہ اصلاح خلق کیلئے ایسی ہدایات دیتا ہے جو بدی کی جڑ کو کاٹنے والی ہوتی ہیں۔ چونکہ بعض لوگ بدظنی کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتے ہیں اس لئے اُس نے حکم دے دیا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر اجازت اور بغیر گھر والوں کو سلام کرنے کے داخل نہ ہو کرو تا کہ کوئی شخص تم پر چوری یا بدکاری کی بدظنی نہ کرے۔ اگر تم اجازت لے لو گے یا سلام کہہ لو گے تو پھر ہر ایک شخص کو پتہ لگ جائیگا کہ گھر کے تمام مردوں اور عورتوں کو تمہارے اندر داخل ہونے کا علم ہے اور اس صورت میں نہ تم پر کوئی چوری کا الزام لگا سکے گا اور نہ بدکاری کا۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ گھر میں کوئی ہو ہی نہ تو پھر کیا کیا جائے؟ تو اس کا جواب یہ دیا کہ اس صورت میں گھر میں داخل ہی نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ یعنی اُس وقت تک انتظار کرو جب تک کہ خاندان کے مرد وزن واپس نہ آجائیں تاکہ تم پر چوری کا الزام نہ لگ سکے۔ اور گھر کے افراد کے واپس آنے کے بعد اگر اجازت مل گئی تو تم بدکاری کے الزام سے بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔ پھر سوال ہو سکتا تھا کہ اگر گھر کے افراد تو موجود ہوں مگر وہ اجازت نہ دیں تو پھر کیا کریں؟ اس کا جواب یہ دیا کہ گھر والے اپنے گھر کے مالک ہیں، اگر وہ اجازت نہ دیں تو اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔۔۔

یہ آیات جو تمدنی زندگی سے تعلق رکھنے والے بعض نہایت ہی لطیف احکام پر مشتمل ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی ہے کہ کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کر لیا کرو۔ استیناس کے معنے... اس بات کا علم حاصل کرنے کی کوشش کے ہیں کہ آیا گھر والے ملاقات کرنا پسند کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ (بجر محیط) اسی طرح اس کے ایک معنے اجازت حاصل کرنے کے بھی ہیں چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے یہی معنے مروی ہیں اور انہوں نے تَسْتَأْذِنُوا کے معنے تَسْتَأْذِنُوا یعنی اجازت مانگنے کے ہی کئے ہیں۔ (بجر محیط) اگر اس قرآنی ہدایت پر

عمل کیا جائے تو دنیا کے بہت سے فسادات اور جھگڑے مٹ جائیں۔ بعض لوگ بڑی سادگی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یونہی ہماری نظر پڑ گئی تھی اور اس بنا پر وہ دوسرے پر اتہام لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے ذریعہ اس قسم کی خرابیوں کو بھی دور کر دیا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ النور، زیر آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا، جلد ۶ صفحہ ۲۹۲، ۲۹۳)

### باب ۳: السَّلَامُ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى

السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

وَ إِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّاتٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنِ مِنْهَا  
أَوْ رُدُّوْهَا (النساء: ۸۷)

(اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اور جب تمہیں کوئی دعا دی جائے تو تم اُس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اُسی کو لوٹا دو۔

۶۲۳۰: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا کہ شقیق نے مجھے بتایا۔ شقیق نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہماری عادت تھی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم یوں کہتے: اللہ پر سلامتی ہو پیشتر اس کے کہ اس کے بندوں پر سلامتی ہو، جبریل پر سلامتی ہو اور میکائیل پر سلامتی ہو اور فلاں اور فلاں پر سلامتی ہو۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اللہ ہی تو سلامتی ہے اس لئے جب کوئی تم میں سے نماز میں بیٹھے تو یوں کہے: تمام تحفے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام عبادتیں

۶۲۳۰: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامَ عَلَى جِبْرِيلَ السَّلَامَ عَلَى ميكَائيلَ السَّلَامَ عَلَى فُلانٍ وَفُلانٍ فَلَمَّا انصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ  
الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ  
كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ  
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدَ  
مِنْ الْكَلَامِ مَا شَاءَ.

اور مای قربانیاں۔ اے نبی تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ  
کی رحمت اور برکت ہو۔ ہم پر سلامتی ہو اور اللہ  
کے نیک بندوں پر۔ کیونکہ جب وہ یوں کہے گا تو  
ہر نیک بندے کو جو آسمان اور زمین میں ہے یہ دعا  
پہنچے گی۔ پھر یہ کہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ  
کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ  
محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر  
اس کے بعد بہتر سے بہتر دعا جو مانگنا چاہے مانگے۔

أطرافه: ۸۳۱، ۸۳۵، ۱۲۰۲، ۶۲۶۵، ۶۳۲۸، ۷۳۸۱۔

**تشریح:** السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى: السَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔  
ہمارا خدا السَّلَام ہے ہمارا مذہب السَّلَام ہے ہمارا ملنے جلنے کا شعار السَّلَام عَلَیْكُمْ ہے اور اس  
میں جان پہچان اور اپنے وغیر کی بھی کوئی تقسیم نہیں بلکہ ہر ایک کو السَّلَام عَلَیْكُمْ کہنے کا حکم ہے۔ اور نہ صرف زندہ  
انسانوں کے تعلق میں یہ ہمارا شعار ہے بلکہ قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے بھی ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہو: السَّلَامُ  
عَلَیْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ۔<sup>۱</sup> گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے بھی یہ حکم ہے: السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔<sup>۲</sup> سلامتی اور امن  
کا یہ جھنڈا دنیا کے کسی مذہب کسی شریعت اور کسی اخلاقی تعلیم میں موجود نہیں۔ اس کے باوجود آج کی ”تہذیب“ کے  
پروردہ امن اور سلامتی کے اس مذہب کو دہشت گردی اور ظلم و ستم کا نام دیتے ہیں۔ ”جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز  
کرے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے نام ”السَّلَامُ“ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا ایک نام السَّلَام ہے۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اللہ تعالیٰ  
نے اس لفظِ سَلَام کو مختلف پیرایوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اپنی صفت کے حوالے  
سے بھی بیان فرمایا ہے اور مومنوں کو اس صفت کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے  
ہوئے بھی فرمایا ہے۔“

اس کے معانی مختلف مفسرین اور اہل لغت نے کئے ہیں۔ تفسیر الطبری میں

۱ (سنن الترمذی، ابواب الجنائز، باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ)

۲ (سنن الترمذی، ابواب الاستئذان، باب مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ)

علامہ ابو جعفر محمد کہتے ہیں کہ اَلسَّلَامُ وہ ذات ہے جس کی مخلوق اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

پھر ابو الحسن الترمذی کے نزدیک اَلسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اَلسَّلَامُ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر نقص، عیب اور فنا سے سلامت ہے۔ جبکہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے یعنی اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آفتوں سے سلامت ہے جو دوسروں کو تغیر اور فنا وغیرہ کی پہنچتی رہتی ہیں۔ نیز یہ کہ وہ ایسا باقی رہنے والا دائمی وجود ہے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی مگر اس پر فنا نہیں۔ وہ ہر ایک چیز پر دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر تفسیر روح البیان میں لکھا ہے اَلسَّلَامُ ہر قسم کی آفت اور نقص سے محفوظ ہے، تمام تر نقائص سے پاک ہونے کی وجہ سے اور سلامتی عطا کرنے میں بڑھا ہوا ہونے کی وجہ سے اُسے اَلسَّلَامُ کہا گیا ہے۔ اور اَنْتَ السَّلَامُ حدیث میں آتا ہے۔<sup>۱</sup> نماز کے بعد جو دعا پڑھتے ہیں اس میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تُو وہ ذات ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور ہر قسم کے نقص اور کمی سے مبرا ہے۔ اور حدیث میں جو یہ ہے کہ مِنْكَ السَّلَامُ تو اس سے مراد یہ ہے کہ تُو وہ ذات ہے جو ایک بے کس شخص کو ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ کرتی ہے اور دونوں جہانوں کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا دلاتی ہے اور تُو وہ ذات ہے جو ایمان لانے والوں کے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت والے دن کی رسوائی سے سلامتی میں ہوں گے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مِنْكَ السَّلَامُ کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں مومنوں پر سلامتی کا تحفہ عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: سَلَّمَ قَوْلًا مِنْ رَبِّ زَحِيمٍ ۝ (یس: ۵۹) یعنی ان کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے رب کی طرف سے ان کے لئے پیغام ہو گا۔ تو اس لفظ سَلَامُ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل حفاظت کا پیغام اور وعدہ دے دیا ہے، اُس خدا کی طرف سے جو رحم کرنے والا خدا ہے اور بار بار رحم کرنے

۱۔ (سنن الترمذی، ابواب الصلاة، باب ما يقول اذا سلم من الصلاة، حدیث: ۳۰۰)

والا خدا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی آیت ہے لیکن ایک عظیم پیغام اپنے اندر رکھتی ہے کہ اس سلامتی کے تحفے کو حاصل کرنے کے لئے، اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بننے کے لئے اور اگلے جہان میں بھی اس سے فیض پانے کے لئے تم بھی اپنے اندر، آپس میں، یہ روح پیدا کرو۔ آپس کے تعلقات میں یہ روح پیدا کرو۔ ایک دوسرے کو سلامتی بھیجو تو یہ تحفہ تمہیں ملتا رہے گا۔ پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس کی سلامتی کے تحفے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے جنت میں جگہ پاؤ گے وہاں اس دنیا میں بھی سلامتی کی وجہ سے اپنے روح و دماغ کو بھی امن میں رکھو گے اور تمہارے لئے، اپنی ذات کے لئے بھی اور اپنے ماحول کے لئے بھی مکمل خوشی پہنچانے والی چیز ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا بھی یہ ایک عظیم راستہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سَلَامُ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سَلَامُ کو پھیلاؤ۔<sup>۱</sup>

پس یہ سلام کو پھیلانا، آپس کی محبت پیدا کرنے کا اور معاشرے میں امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے بے شمار مواقع پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس کے محبت و پیار کو قائم کرنے کے لئے سَلَامُ کو رواج دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس خدا کا سَلَامُ حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے معاشرے میں بھی حقیقی سلامتی پھیلانے والے بنیں گے تو تبھی اس کو حاصل کرنے والے ہو سکیں گے...

پس اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کے لئے، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی راستہ بتایا ہے کہ سلام کو رواج دو۔ اس سے آپس میں دلوں کی کدورتیں بھی دور ہوں گی، محبت بھی بڑھے گی، عفو اور درگزر کی عادت بھی پیدا ہوگی اور پھر اس سے معاشرے میں ایک پیار اور محبت کی فضا پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے

۱۔ (الادب المفرد للامام البخاری رحمۃ اللہ علیہ، باب السلام من اسماء اللہ عز وجل، حدیث نمبر ۱۰۱۹)

حکموں میں سے ایک بڑا اہم حکم ہے جس سے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جائے گی۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، مئی ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵)

### باب ۴: تَسْلِيمُ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ

تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کرنا

۶۲۳۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَاءُ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

۶۲۳۱: محمد بن مقاتل ابو الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہ سے، حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو سلام کریں۔

أطرافه: ۶۲۳۲، ۶۲۳۳، ۶۲۳۴۔

### باب ۵: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي

سوار کا پیدل کو سلام کرنا

۶۲۳۲: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى ابْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

۶۲۳۲: محمد بن سلام نے مجھ سے بیان کیا کہ مخلد (بن یزید) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن جریج نے کہا: مجھے زیاد (بن سعد) نے بتایا کہ انہوں نے ثابت سے سنا جو کہ (عبد الرحمن) بن زید کے غلام تھے۔ ثابت نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے بہتوں کو سلام کریں۔

أطرافه: ۶۲۳۱، ۶۲۳۳، ۶۲۳۴۔

۱۔ عمدۃ القاری میں اس جگہ ”تَسْلِيمُ الرَّاكِبِ“ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

## باب ۶: يُسَلِّمُ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

چلنے والے کا بیٹھے ہوئے کو سلام کرنا

۶۶۳۳: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رُوْحُ بْنُ عَبْدِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاَكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَاعِدُ عَلَى الْكَثِيرِ.

۶۶۳۳: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا کہ ابن جریر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے زیاد نے بتایا کہ ثابت نے ان کو خبر دی جو کہ عبد الرحمن بن زید کے غلام تھے۔ ثابت نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو۔

أطرافه: ۶۲۳۱، ۶۲۳۲، ۶۲۳۴۔

## باب ۷: يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ

چھوٹے کا بڑے کو سلام کرنا

۶۶۳۴: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَاعِدُ عَلَى الْكَثِيرِ.

۶۶۳۴: اور ابراہیم بن طہمان نے کہا: ابراہیم نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے صفوان بن سلیم سے، صفوان نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو۔

أطرافه: ۶۲۳۱، ۶۲۳۲، ۶۲۳۳۔

۱۔ عمدۃ القاری میں اس جگہ ”تَسْلِيْمُهُ الْمَاشِي“ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

۲۔ عمدۃ القاری میں اس جگہ ”تَسْلِيْمُهُ الصَّغِيرُ“ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔



## باب ۸: إِفْشَاءُ السَّلَامِ

السلام علیکم کو رواج دینا

۶۲۳۵: تیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شیبانی سے، شیبانی نے اشعث بن ابی شعث سے، اشعث نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، معاویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں یعنی بیمار پر سی کرنے، جنازوں کے ساتھ جانے، چھینک مارنے والے کو جواب دینے اور کمزور کی یاوری کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے اور عام طور پر سلام کرنے اور قسم دے کر مانگنے والے کی قسم پورا کرنے کا حکم دیا اور آپ نے ہمیں چاندی کے برتن میں پینے، سونے کی انگوٹھی پہننے اور ریشمی لال زین پوشوں پر سوار ہونے اور حریر اور دیباچ اور قسی اور استبرق کے پہننے سے منع فرمایا۔

۶۲۳۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ اشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ بَعَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِصَّةِ وَنَهَى عَنِ تَخْتُمِ الذَّهَبِ وَعَنِ زُكُوبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنِ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّبِيحِ وَالْقَسِيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۳۸، ۵۸۴۹، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۶۵۴۔

**تشریح:** إِفْشَاءُ السَّلَامِ: السلام علیکم کو رواج دینا۔ باب نمبر ۳ سے ۸ تک السَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہنے کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ آج کے مہذب معاشروں میں کسی کو مخاطب کرنے سے پہلے Excuse Me یا Hello وغیرہ کے بے معنی کلمات سے بات شروع کی جاتی ہے یا اس کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر اسلام بے معنی اور خشک کلمات کی جگہ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہنے کا حکم دیتا ہے جو دعا کی دعا ہے اور مخاطب کو اپنی طرف سے یہ ضمانت بھی دی جاتی ہے کہ میری طرف سے تم بے فکر ہو، میں تمہارے لئے کوئی خطرہ یا خوف بن کر نہیں آیا بلکہ امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اسلامی تعلیم کا یہ ایک حصہ ہی دنیا کے تمام معاشروں کو امن کا گوارہ بنا سکتا ہے اگر اَفْشُوا السَّلَامِ کے مطابق سلام کو عام کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”مختلف معاشروں کے ایک دوسرے سے ملتے وقت مختلف حرکات کے ذریعے سے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ کوئی سر جھکا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی رکوع کی پوزیشن میں جا کے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنے چہرے تک لے جا کر ملنے کی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ پھر حال احوال پوچھ کے لوگ مصافحہ بھی کرتے ہیں لیکن اسلام نے جو ہمیں طریق سکھایا ہے، جو مومنین کی جماعت کو، اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو اپنے اندر رائج کرنا چاہیے وہ ہے کہ سلام کرو، یعنی ایک دوسرے پر سلامتی کی دعا بھیجو اور پھر یہ بھی تفصیل سے بتایا کہ سلامتی کی دعا کس طرح بھیجو اور پھر دوسرا بھی جس کو سلام کیا جائے، اسی طرح کم از کم انہیں الفاظ میں جواب دے بلکہ اگر بہتر الفاظ میں گنجائش ہو جواب دینے کی تو بہتر جواب دے۔ اس طرح جب تم ایک دوسرے کو سلام بھیجو گے تو ایک دوسرے کے لئے کیونکہ نیک جذبات سے دعا کر رہے ہو گے اس لئے محبت اور پیار کی فضا بھی

تمہارے اندر پیدا ہوگی۔“ (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، ستمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۶۲۵) نیز فرمایا:

”ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم صاحب ایمان اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسا فعل نہ بتاؤں جو تم، بجالاتو باہم محبت کرنے لگو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ یعنی آپس میں سلام کہنے کو رواج دو۔<sup>۱</sup> ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ سلام کو رواج دو اور سلام کو رواج دینے کا یہ مطلب ہے کہ جب منہ سے سلام کہو تو اس وقت تمہارے دل سے بھی تمہارے بھائی کے لئے دعائے خیر نکل رہی ہو... پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر یہ بھی بتایا کہ ایک دوسرے پر

۱۔ (صحیح مسلم، کتاب الايمان، باب بيان انه لا يدخل الجنة الا المومنون...)

سلامتی بھیجنے کے موقعے کس طرح پیدا کرنے ہیں۔ اور پھر کس طریق سے سلام کرنا ہے کہ زیادہ سے زیادہ محبت بڑھے۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے السلام علیکم کہا۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: اس کو بیس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ آپ نے انہی الفاظ میں اس کو جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: اس شخص کو تیس گنا ثواب ملا ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، ستمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۶۳۰ تا ۶۳۲)

نیز فرمایا:

”سلام کو پھیلانے سے آپس کے محبت کے تعلقات ہوں گے اور یہ محبت کے تعلقات ایک جماعتی قوت پیدا کریں گے اور یہ جماعتی قوت اور مضبوطی ہی ہے جس سے پھر غلبہ کے سامان پیدا ہوں گے۔ ورنہ اگر آپس کی پھوٹ رہی، سلامتی نہ رہی، اس کے پھیلانے کی کوشش نہ کی تو ایک طرف تو آپس کی، ایک جماعت کی طاقت جاتی رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ لَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَ اصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ○ (الانفال: ۴۷)

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو، آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ ایسا کرو گے تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی۔ اور صبر کرتے رہو، اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵، مئی ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النور کی آیت نمبر ۶۲ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبْرَكَةً طَيِّبَةً“

یعنی جب تم گھروں میں داخل ہو تو پہلے اپنے آپ کو سلام کر لیا کرو یعنی اپنے اُن

۱۔ (سنن الترمذی، ابواب الاستئذان، باب ما ذکر فی فضل السلام)



سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عطاء بن یزید لیشی سے، عطاء نے حضرت ابو ایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ایوبؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ درست نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ آپس میں ملیں تو یہ بھی رُکے اور یہ بھی رُکے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے۔ اور سفیان نے ذکر کیا کہ انہوں نے یہ حدیث زہری سے تین بار سنی۔

طرفہ: ۶۰۷۷۔

**تشریح:** السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ: جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اسے سلام کہنا۔ عام معاشرتی رواج یہی ہے کہ صرف جان پہچان والوں سے آتے جاتے یا مخاطب ہوتے وقت السَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہا جاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو عنوان باب اور زیر باب حدیث میں بیان ہوا ہے اس میں اس دائرے کو وسعت دی گئی ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے۔ بانی اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے رسول ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ فَأَسْمُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ ۗ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (الاعراف: ۱۵۹)۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر آپؐ نے فرمایا: بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أُمَّةٍ وَأَسْوَدَ ۗ۔ یعنی مجھے ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ آپؐ کل عالم خدا کی امان کے نیچے اکٹھا کرنے آئے۔ اس لئے آپؐ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی کہ تم یہ نہ دیکھو کہ تمہارا مخاطب یہودی ہے یا عیسائی، ہندو ہے یا سکھ، دہریہ ہے یا مشرک، غرض کس مذہب اور کس قوم سے اس کا تعلق ہے، تمہاری اس

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ: ”تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

۲۔ (مسلم، کتابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَابُ جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهْرًا)

سے جان پہچان ہے یا نہیں، اس کے لئے تمہاری سلامتی کی دعا اس کے تحفظ اور امن کی ضامن ہونی چاہیے۔ اسلامی تعلیم کا یہ پہلو یکطرفہ نہیں بلکہ یہ گارنٹی کارڈ دوسرے فریق کو بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَا تَقُولُوا لِمَنْ آتَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامُ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء: ۹۵)۔ پس جو تمہیں سلامتی کا پیغام دے تم اس کی طرف سے بھی عدم تحفظ کا شکار نہ ہو بلکہ اس پر اعتماد کرو اور اس کی دعوت امن کو قبول کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذَا حُيِّبْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (النساء: ۸۷) اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو، یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اس آیت میں اسلامی احکامات کا ایک ایسا بنیادی حکم دیا گیا ہے جو نہ صرف اپنوں سے اچھے تعلقات کی ضمانت ہے بلکہ غیروں کے ساتھ تعلقات کے لئے اور ان تعلقات میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ایک بی مثال نسخہ ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات کے اظہار کی نہ صرف تلقین فرمائی بلکہ فرمایا کہ اگر ملنے پر ایک شخص تمہارے لئے نیک جذبات کا اظہار کرے، تمہیں سلام کہے، ایک ایسی دعا تمہیں دے جو تمہاری دین و دنیا سنوارنے والی ہو تو تمہارا بھی فرض ہے کہ اس سے بڑھ کر اظہار کرو اور فرمایا کہ یہ تمہارا ایک ایسا اخلاقی اور معاشرتی فرض ہے کہ اگر اس کو انجام نہیں دو گے تو خدا تعالیٰ کے سامنے تمہیں اس کا جواب دینا ہو گا۔ یہ خوبی صرف اسلام میں ہے کہ ایک دوسرے سے ملنے کے وقت ایسے با مقصد الفاظ کے ساتھ جذبات کا اظہار ہے اور ایک دوسرے سے ملنے پر السَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہنے کا حکم ہے کہ تم پر سلامتی ہو یعنی تم ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رہو۔ اب یہ دعا ایسی ہے کہ اگر دل کی گہرائی سے دوسرے کو دی جائے تو پیار، محبت اور بھائی چارے کے جذبات ابھرتے ہیں، تمام قسم کی نفرتیں دور ہوتی ہیں۔ اسی طرح جسے سلام کیا جائے اسے حکم ہے کہ تم ان سلامتی کے الفاظ کا ان جذبات کا بہتر رنگ میں جواب دو اور بہتر شکل کیا ہے۔... وَعَلَیْكُمْ السَّلَامُ جب انسان کہتا ہے تو اس کے لئے وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ بھی کہے کہ تم پر اللہ کی رحمتیں

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی: ”جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔“

بھی ہوں اور برکتیں بھی ہوں یا فرمایا کہ کم از کم اتنا ہی اظہار کرو جتنا تمہیں سلام میں پہل کرنے والے نے کیا ہے تو یہ عمل تمہیں جزا پہنچائے گا۔ پس یہ ایک ایسا اصول ہے جو معاشرے میں امن پیدا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے زور سے اور بڑی شدت سے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ سلام کو رواج دو۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، فروری ۲۰۱۰ء، جلد ۸ صفحہ ۹۰، ۹۱)

## باب ۱۰ : آيَةُ الْحِجَابِ

پردے کا حکم

۶۲۳۸: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن وہب نے ہمیں بتایا۔ یونس نے مجھ سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے بتایا کہ وہ دس برس کے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دس برس کی۔ یعنی جب تک آپؐ زندہ رہے۔ اور میں سب لوگوں سے پردے کے حکم کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب وہ نازل کیا گیا اور حضرت ابی بن کعبؓ بھی مجھے اس کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ اور سب سے پہلے جو یہ حکم نازل ہوا تو اس وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحشؓ کو اپنے گھر لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ان کے دلہا تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی۔ انہوں نے کھانا کھایا اور پھر چلے گئے اور چند آدمی ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے رہے اور دیر تک

۶۲۳۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَخَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ وَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ وَقَدْ كَانَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِي مُبْتَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشِ بْنِ أَبِي صَبَّاحٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ

بیٹھے رہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر چلے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا گیا تاکہ وہ لوگ نکلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرے کی دہلیز پر پہنچے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ وہ چلے گئے ہوں گے۔ یہ خیال کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا اور حضرت زینبؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں ابھی تک منتشر نہیں ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر پھر لوٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی لوٹا اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کی دہلیز تک پہنچے اور پھر خیال کیا کہ اب تو وہ ضرور ہی نکل گئے ہوں گے۔ یہ خیال کر کے آپ لوٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا۔ کیا دیکھا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ تب حجاب کے متعلق آیت نازل کی گئی اور آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا۔

أطرافه: ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۷۹۴، ۵۱۵۴، ۵۱۶۳، ۵۱۶۶، ۵۱۶۸، ۵۱۷۰، ۵۱۷۱، ۵۴۶۶، ۶۲۳۹، ۶۲۷۱، ۷۴۲۱-

۶۲۳۹: ابو النعمان نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے کہا: ابو مجلزنے ہم سے بیان کیا۔ ابو مجلزنے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے

فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوا فَمَشَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنَّ قَدْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَأَنْزَلَ آيَةَ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا.

۶۲۳۹: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مَجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعَمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ



نکاح کیا تو لوگ اندر آئے اور انہوں نے کھانا کھایا پھر باتیں کرنے بیٹھ گئے تو آپ نے یوں اظہار کیا گویا آپ اٹھنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں مگر وہ نہ اٹھے۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہوئے جب آپ کھڑے ہوئے تو لوگوں میں سے وہ بھی کھڑے ہوئے جو کھڑے ہوئے اور باقی بیٹھ رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر جانے کے لئے آئے تو کیا دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ اٹھ کر چلے گئے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ آئے اور اندر چلے گئے اور میں بھی اندر جانے لگا مگر آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا۔ یعنی اے مومنو! نبی کے گھروں میں ہرگز داخل نہ ہو کرو۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ بات سمجھنے والی ہے کہ آپ نے ان سے اجازت نہیں لی۔ جب آپ کھڑے ہوئے اور باہر گئے۔ اور اس میں یہ ہے کہ آپ کھڑے ہونے کے لئے تیار ہوئے اور آپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ اٹھ جائیں۔

أطرافه: ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۷۹۴، ۵۱۰۴، ۵۱۶۳، ۵۱۶۶، ۵۱۶۸، ۵۱۷۰، ۵۱۷۱، ۵۰۶۶۶، ۶۲۳۸، ۶۲۷۱، ۷۴۲۱۔

۶۲۴۰: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے:

فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبَتْ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ (الاحزاب: ۵۴) الْآيَةَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِيهِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَأْذِنْهُمْ حِينَ قَامَ وَخَرَجَ وَفِيهِ أَنَّهُ تَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَقُومُوا.

۶۲۴۰: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے: اپنی ازواج سے پردہ کرائیں۔ فرماتی تھیں: مگر آپؓ نے ایسا نہ کیا اور نبی ﷺ کی ازواج رات کو ہی مناصح کی طرف جایا کرتی تھیں۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ نکلیں اور وہ دراز قامت عورت تھیں تو حضرت عمر بن خطابؓ نے انہیں دیکھ لیا۔ وہ کسی مجلس میں تھے۔ کہتے تھے: سودہ! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ اس لئے کہ انہیں یہ بہت ہی خواہش تھی کہ پردے کا حکم نازل کیا جائے۔ فرماتی تھیں: پھر اللہ عزوجل نے وہ آیت نازل کی جس میں حجاب کا حکم ہوا۔

عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْجَبُ نِسَاءَكَ قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ قَبْلَ الْمَنَاصِحِ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتْ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْنَاكَ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَيَّ أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَانْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ.

أَطْرَافُهُ: ١٤٦، ١٤٧، ٤٧٩٥، ٥٢٣٧۔

**تشریح:** آیۃ الْحِجَاب: یعنی پردے کا حکم۔ شخصی آزادی کافی زمانہ بہت واویلا کیا جاتا ہے اور اس آزادی کے نام پر عورت کی عزت و وقار کو تار تار کر دیا گیا ہے اور اس ظالمانہ کارروائی میں عورتوں کو ہی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور عورت کے پردے کو جو کہ اس کا تحفظ اور وقار قائم کرتا ہے اس سے اسے محروم کر کے مردوں نے اپنی نظروں کی ہوس کا نشانہ بنا کر عورتوں کو عدم تحفظ کا شکار بنا دیا ہے۔ اسلام اپنے روشن اصولوں میں بُرائی کی جڑ کو پکڑتا ہے اور مردوں عورتوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ غرض بصر سے کام لیں اور ایک دوسرے کو بے محابا نہ دیکھیں اور باہمی اختلاط اور نامحرموں کے تنہائی میں ملنے اور اکٹھا ہونے کو منع کرتا ہے۔ انہی معاشرتی آداب کا ایک حصہ گھریلو زندگی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی کسی دوسرے کے گھر اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو۔ بلکہ باہر سے اندر جھانکنے کو بھی بہت معیوب اور ناپاک فعل قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک شخص کو اپنے گھر جھانکتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں ضرور وہی (پُشتِ خار) تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔

(بخاری، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان من أجل البصو، روایت نمبر ۶۲۳۱)

۱۔ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "عَرَفْنَاكَ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آج کل پردہ پر حملے کیے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا، ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں۔ کیونکہ جذباتِ نفس سے اضطراب اُٹھو کر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے، انہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارعِ اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیجِ الرسنِ تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابلِ شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۱، ۲۲)

### باب ۱۱: الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

اندر آنے کی اجازت مانگنا اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے

۶۲۴۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
سُفْيَانُ (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ زہری نے کہا کہ  
یہ حدیث میں نے حضرت سہل بن سعد سے سن

کر ایسے ہی یاد رکھی ہے جیسے کہ تمہیں یہ یقین ہے کہ تم یہاں ہو۔ (حضرت سہلؓ نے) کہا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پشت خارتھا جس سے آپ اپنے سر کو کھجلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں ضرور وہی تمہاری آنکھ میں چھو دیتا۔ اجازت لینا اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے۔

أطرافه: ۵۹۲۴، ۶۹۰۱۔

۶۲۴۲: مسدود نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر سے، عبید اللہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانک کر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپے پھل کا ایک تیریا کہا کچھ تیر لے کر اس کی طرف جانے کے لئے اٹھے۔ گویا میں آپ کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ دبے پاؤں اس شخص کی طرف جارہے تھے تاکہ اس کو ماریں۔

قَالَ أَطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرِ فِي حُجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرَى يَحْكُ بِرَأْسِهِ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعْنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصْرِ.

۶۲۴۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا أَطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلُ لِيَطْعَنَهُ.

أطرافه: ۶۸۸۹، ۶۹۰۰۔

**تشریح:** الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصْرِ: اندر آنے کی اجازت مانگنا اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہم کو ہمارے ہر ایک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدود معینہ مشخصہ پر قائم کیا اور ادب انسانیت اور پاک روشی کا طریقہ سکھلایا۔ وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضاء کی محافظت کے لئے کمال تاکید فرمایا: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَحْضُوا

مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَحَفَظُوا أْفُرُوجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ اَذْكٰى لَهُمْ ۗ - الجزء نمبر ۱۸۔ یعنی مومنوں کو چاہیے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر ایک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہ طریقہ ان کی اندرونی پاکی کا موجب ہوگا۔ یعنی ان کے دل طرح طرح کے جذبات نفسانیہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قوی بہیمیہ کوفتنہ میں ڈالنے والے یہی اعضاء ہیں۔ اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرموں سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی اور کیسے کھول کر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو ضبط میں رکھیں اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول، حاشیہ صفحہ ۲۰۹)

## باب ۱۲: زَنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ

شرمگاہ کے علاوہ اور اعضا کا بھی زنا ہوتا ہے

۶۲۴۳: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) ابن طاؤس سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابو ہریرہؓ کے قول سے زیادہ مناسب اور کوئی قول میں لَمَحَ کی تفسیر میں نہیں پاتا۔ اور محمود (بن غیلان) نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابن طاؤس سے، ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے

۶۲۴۳: حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ.. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّوْنِ أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ

اس قول سے بڑھ کر لَمَمَ کے مفہوم کے مشابہ اور کوئی قول نہیں دیکھتا جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اللہ نے ابن آدم کے لئے جو اس کا حصہ زنا سے ہے لکھ دیا ہے جس کو وہ ضرور پالے گا۔ آنکھ کا زنا نظر ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس بھی آرزو کرتا ہے اور خواہش رکھتا ہے اور شرمگاہ ان سب کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

طرفہ: ۶۶۱۲۔

### باب ۱۳: التَّسْلِيمُ وَالِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا

تین بار سلام کہنا اور تین بار اجازت مانگنا

۶۲۳۴: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الصمد نے ہمیں بتایا کہ عبد اللہ بن ثنی نے ہم سے بیان کیا کہ ثمامہ بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا۔ ثمامہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب سلام کہتے تو تین بار سلام کہتے اور جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین بار دہراتے۔

۶۲۴۴: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

أطرافه: ۹۴، ۹۵۔

۶۲۳۵: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ یزید بن خصیفہ نے ہم سے بیان کیا۔ یزید نے بسر بن سعید سے، بسر نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میں انصار کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں تھا۔ اتنے میں حضرت ابو موسیٰؓ آئے جیسے وہ گھبرائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: میں

۶۲۴۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى

نے حضرت عمرؓ سے تین بار اندر آنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے مجھے اجازت نہیں دی اس لئے میں لوٹ آیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا: تم کھڑے کیوں نہیں رہے؟ میں نے کہا: میں نے آپؓ سے تین بار اجازت مانگی اور آپؓ نے اجازت نہیں دی اس لئے میں لوٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اسے اجازت نہ دی جائے تو پھر وہ لوٹ جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا: اللہ کی قسم تمہیں اس حدیث پر کوئی ثبوت پیش کرنا ہو گا۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا: اللہ کی قسم تمہارے ساتھ شہادت کے لئے وہ جائے گا جو لوگوں میں سب سے چھوٹا ہو گا۔ (حضرت ابوسعیدؓ کہتے تھے) میں سب لوگوں سے چھوٹا تھا میں اٹھ کر ان کے ساتھ گیا۔ میں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا۔ اور ابن مبارک نے کہا: مجھے ابن عمینہ نے بتایا کہ مجھ سے یزید (بن خصیفہ) نے بیان کیا کہ انہوں نے بسر سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابوسعیدؓ سے یہ سنا۔

عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتَ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللَّهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ وَاللَّهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ بُسْرِ سَمِعَتْ أَبَا سَعِيدٍ بِهَذَا.

أطرافه: ۲۰۶۲، ۷۳۵۳-

**تشریح:** التَّسْلِيمُ وَالِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا: یعنی تین بار سلام کہنا اور تین بار اجازت مانگنا۔ تین بار اجازت لینے کے لئے سلام کہنا یا بی زمانہ گھنٹی بجانا اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ یہ تسلی ہو جائے کہ گھر والوں نے یا مخاطب نے میری آواز سن لی ہے اور میری آمد کا اسے پتہ چل گیا ہے اور تینوں دفعہ میں کچھ وقفہ بھی کیا جاتا ہے تاکہ گھر والا اپنی مصروفیت سے فارغ ہو کر آسکے یا اسے پہلی اور دوسری دفعہ سننے میں غلطی یا شک کا امکان

ہو تو وہ دور ہو جائے مگر اس سے زیادہ بھی نہ کیا جائے تاکہ گھر والوں کا سکون اور آرام خراب نہ ہو اور ان کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنیں بلکہ واپس چلے جانے کا حکم ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض دفعہ بے تکلف دوستوں اور بے تکلف عزیزوں کے گھروں میں لوگ بے دھڑک چلے جاتے ہیں۔ یہاں یورپ میں تو اکثر گھروں میں باہر کے دروازوں کو کیونکہ تالا لگا ہوتا ہے یا اس طرح کالاک (Lock) ہوتا ہے جو خود بخود بند ہو جاتا ہے یا باہر سے کھل نہیں سکتا اس لیے اس طرح جا نہیں سکتے اور جن گھروں میں اس طرح کا نظام نہیں ہے یا اگر یہ نہ ہو اور گھر کھلے ہوں تو شاید ان گھروں میں گھسنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے لیکن پاکستان، ہندوستان وغیرہ میں بلکہ تمام تیسری دنیا جو کہلاتی ہے ان ملکوں میں یہی طریق ہے اور جب رو کو کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے تو پھر برامنائے ہیں۔ یہ حکم عورتوں کے لیے بھی اسی طرح ہے جس طرح یہ مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں میں بھی وہی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں جس طرح مردوں میں پیدا ہو سکتی ہیں بلکہ بعض حالات میں عورتوں کے لیے زیادہ قباحتیں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لیے سلام کر کے، اعلان کر کے، اجازت لے کر گھر کے جس فرد کے پاس بھی آئی ہوں وہاں جائیں تاکہ تمام گھر والوں کو بھی پتہ ہو کہ فلاں اس وقت ہمارے گھر میں موجود ہے۔ پھر پردہ دار عورت کے لیے اور بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس اعلان کی وجہ سے جہاں وہ گھر میں موجود ہوگی وہاں مرد آسانی سے آجائیں سکیں گے یا آنے میں احتیاط کریں گے، پردہ کروا کر آئیں گے۔ تو اس طرح اور بھی بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں صرف سلام کہنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ گھر میں کوئی نہ ہو تو یہ نہیں کہ گھریا کمرہ کھلا دیکھ کر وہاں جا کے بیٹھ جاؤ بلکہ اگر گھر میں کوئی نہیں تو تین دفعہ سلام کہو اور جب تین دفعہ سلام کہہ دیا اور کسی نے نہیں سنا تو واپس چلے جاؤ۔ اور پھر یہ کہ گھر میں اجازت ملے تو داخل ہونا ہے۔ اگر تم نے تین دفعہ سلام کیا اور اجازت نہیں ملی یا گھر میں کوئی نہیں ہے یا گھر والا پسند نہیں کرتا کہ تم اس وقت اس کے گھر آؤ تو واپس چلے



جاؤ۔ اگر کوئی گھر والا موجود ہو اور کھل کر یہ کہہ بھی دے کہ اس وقت مجبوری کی وجہ سے میں مل نہیں سکتا تو پھر برانہ مناؤ بلکہ جو کہا گیا ہے وہ کرو۔ اور وہ یہی کہا گیا ہے کہ واپس چلے جاؤ، اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ سلام تو اس لیے پھیلا رہے ہو کہ سلامتی کا پیغام پھیلے، امن کا پیغام پھیلے، آپس میں محبت اور اخوت قائم ہو، تمہارے اندر پاکیزگی قائم ہو تو پھر اگر کوئی گھر والا معذرت کر دے یا ملنا نہ چاہے تو اس کے باوجود ملنے والا برانہ منائے اور گھر والے کی بات مان لے۔ تو یہ ہے اسلامی معاشرہ جو سلام کو رواج دے کر قائم ہو گا۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، ستمبر ۲۰۰۳ء، جلد ۲ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

### باب ۱۴ : إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

جب آدمی کو بلایا جائے اور وہ آئے، کیا وہ اجازت مانگے؟

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ إِذْنُهُ.  
سعید نے قتادہ سے نقل کیا۔ قتادہ نے ابو رافع سے،  
ابو رافع نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ  
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے  
فرمایا: اس کا بلانا ہی اس کی اجازت ہے۔

۶۲۴۶ : حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا  
عُمَرُ بْنُ ذَرِّ. وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ  
مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ  
بْنُ ذَرِّ أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ  
لَبْنَا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرِّ الْحَقُّ أَهْلُ  
الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ فَاتَيْتُهُمْ  
۶۲۴۶ : ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن ذر  
نے ہمیں بتایا اور محمد بن مقاتل نے بھی مجھ سے  
بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا،  
(کہا:) عمر بن ذر نے ہم سے بیان کیا کہ مجاہد نے  
ہمیں بتایا۔ مجاہد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر گیا تو آپ نے پیالے میں  
کچھ دودھ پایا۔ آپ نے فرمایا: ابا ہریرہ اہل صفہ کے  
پاس جاؤ اور انہیں بلاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے

فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا.

تھے: میں ان کے پاس آیا اور ان کو بلایا۔ وہ چلے آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور انہیں اجازت دی گئی۔ پھر وہ اندر آئے۔

أطرافه: ۵۳۷۵، ۶۴۵۲

### باب ۱۵: التَّسْلِيمُ عَلَى الصَّبِيَّانِ

بچوں کو سلام کہنا

۶۲۴۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبِيَّانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

۶۲۴۷: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سیار (بن وردان) سے، سیار نے ثابت بنانی سے، ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے ان کو السلام علیکم کہا اور کہنے لگے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

### باب ۱۶: تَسْلِيمُ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کا عورتوں کو سلام کہنا اور عورتوں کا مردوں کو

۶۲۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ لِسَهْلِ وَلِمَ؟ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ {قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: { نَخَلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أَصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قَدْرِ

۶۲۴۸: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہلؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم جمعہ کے دن خوشی منایا کرتے تھے۔ میں نے حضرت سہلؓ سے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا: ہماری ایک بوڑھی تھی جو بضاعہ کی طرف کسی کو بھیجتی۔ ابن مسلمہ نے کہا: بضاعہ مدینہ میں ایک نخلستان تھا۔ اور وہ چغندر کی جڑیں لیتی اور

۱۔ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ احاشیہ صفحہ ۴۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ان کو ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے کچھ دانے دلتی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو وہاں سے لوٹے اور اس کو السلام علیکم کہتے تو وہ یہ کھانا ہمارے سامنے رکھتی اور ہم اس لئے خوش ہوتے اور ہم نہ قلیولہ کرتے اور نہ دوپہر کا کھانا کھاتے مگر جمعہ کے بعد۔

وَتَكَرَّرُ حَبَاتٍ مِّنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انصَرَفْنَا وَنَسَلِمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

أطرافه: ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۱، ۲۳۴۹، ۵۴۰۳، ۶۲۷۹۔

۶۲۳۹: (محمد) ابن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے، ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تم کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں: میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔ حضرت عائشہ کی مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ (معمر کی طرح) اس حدیث کو شعیب نے بھی روایت کیا۔ اور یونس اور نعمان نے بھی زہری سے یہی نقل کیا۔ اس میں وَبَرَكَاتُهُ بھی ہے۔

۶۲۴۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَرَى مَا لَا نَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ. وَقَالَ يُونُسُ وَالتُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ.

أطرافه: ۳۲۱۷، ۳۷۶۸، ۶۲۰۱۔

باب ۱۷: إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا

اگر کوئی پوچھے کون ہے تو جواب دے میں ہوں

۶۲۵۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامٌ ۶۲۵۰: ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے ہم سے

بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ محمد نے کہا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قرضے کے متعلق آیا جو میرے باپ کے ذمہ تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں۔ آپ نے فرمایا: میں تو میں ہوں۔ جیسے آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

بُنْ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دِينٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا.

أطرافه: ۲۱۲۷، ۲۳۹۶، ۲۴۰۵، ۲۶۰۱، ۲۷۰۹، ۲۷۸۱، ۳۵۸۰، ۴۰۵۳۔

### باب ۱۸: مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ

جس نے جواب دیا اور یوں کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ

اور حضرت عائشہ نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ نے آدم کو بھی جواب دیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

۶۲۵۱: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن نمیر نے ہمیں بتایا کہ عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور اس کے بعد آکر آپ کو سلام کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے

۶۲۵۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ

کہا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ لوٹا اور نماز پڑھی۔ پھر آیا اور سلام کہا۔ آپ نے فرمایا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے دوسری بار یا اس کے بعد کہا: یا رسول اللہ! مجھے سکھائیں۔ آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پورے طور پر وضو کرو پھر قبلے کی طرف منہ کرو اور اللہ اکبر کہو۔ پھر قرآن سے وہ آیتیں پڑھو جو تم آسانی سے پڑھ سکو۔ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع کی حالت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرو۔ اور ابواسامہ نے (دوسرے سجدے کے ذکر کے) آخر میں یوں کہا: یہاں تک کہ تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَارْجِعْ فَصَلِّ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا عَلَّمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَسْتَوِيَ فَأَيْمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ فِي الْأَخِيرِ حَتَّى تَسْتَوِيَ فَأَيْمًا.

أطرافه: ۷۰۷، ۷۹۳، ۶۲۰۲، ۶۶۶۷-

۶۲۵۲: (محمد) ابن بشار نے ہم سے بیان کیا، کہا: یحییٰ (بن سعید قطان) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے کہ سعید (مقبری) نے مجھ سے

۶۲۵۲: حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَرْفَعُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا.

بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ کہتے تھے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم سر اٹھاؤ یہاں تک کہ بیٹھ کر تمہیں اطمینان ہو جائے۔

أطرافه: ۷۵۷، ۷۹۳، ۶۲۵۱، ۶۶۶۷۔

### باب ۱۹: إِذَا قَالَ فَلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

اگر کوئی یوں کہے: فلاں تمہیں سلام کہتا ہے

۶۲۵۳: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جَبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

۶۲۵۳: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے عامر سے سنا۔ عامر کہتے تھے: مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔

أطرافه: ۳۲۱۷، ۳۷۶۸، ۶۲۰۱، ۶۲۴۹۔

### باب ۲۰

### التَّسْلِيمُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

ایسی مجلس میں جا کر السلام علیکم کہنا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے ہوں

۶۲۵۴: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكْفٌ

۶۲۵۴: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے حضرت اسامہ بن زید نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار

ہوئے جس پر پالان تھی۔ اس پر فدک کی چادر پڑی تھی اور آپ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور آپ بنی حارث بن خزرج کے محلے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو جا رہے تھے۔ اور یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جاتے ہوئے آپ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہودی ملے جلے تھے اور ان میں عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی تھا اور اس مجلس میں حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ جب مجلس پر جانور کی گرد پڑنے لگی تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا پھر کہا: ہم پر غبار مت اڑاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں السَّلَامُ عَلَیْكُمْ کہا۔ پھر ٹھہر گئے اور نیچے اتر آئے۔ آپ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول بولا: بھلے آدمی! اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں مگر ہمیں ہماری مجلسوں میں آکر تکلیف نہ دیا کرو۔ اپنے ڈیرے کو لوٹ جاؤ۔ جب ہم میں سے کوئی تمہارے پاس وہاں آئے تو اس کو یہ قصے سنانا۔ حضرت ابن رواحہؓ بولے: آپ ہماری مجلسوں میں آیا کریں کیونکہ ہم یہ باتیں پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان اور مشرک اور یہود ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ

تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفٌ وَرَاءَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودَ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُعْبِرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْضُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ اغْشِنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَابَعُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کرنے کے لئے بھی آمادہ ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جوش کو فرو کرتے رہے۔ پھر آپ اپنے جانور پر سوار ہو گئے اور حضرت سعد بن عبادہ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا: سعد تم نے سنا نہیں جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبد اللہ بن ابی نے ایسا ایسا کہا ہے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس کو معاف کریں اور اس سے درگزر فرمائیں۔ اللہ کی قسم! اللہ نے آپ کو جو دیا ہے، اس بستی والوں نے آپس میں یہ ٹھہرا ہی لیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر سرداری کی پگڑی باندھیں۔ جب اللہ نے اس کو اس حق کی وجہ سے جو اس نے آپ کو دیا منظور نہ کیا تو اس سے اس کا گلا گھٹ گیا اسی لئے اس نے ایسا کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس سے درگزر کیا۔

يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ فَقَالَ أَيُّ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اغْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاصْفَحْ فَوَاللَّهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللَّهُ الَّذِي أَعْطَاكَ وَقَلْدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَيَّ أَنْ يُتَوَجَّوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه: ۲۹۸۷، ۴۵۶۶، ۵۶۶۳، ۵۹۶۴، ۶۲۰۷۔

**تشریح:** التَّسْلِيمُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَحْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ: ایسی مجلس میں جا کر السلام علیکم کہنا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے ہوں۔ عنوان باب کے ان الفاظ سے غیر مسلموں اور مشرکوں وغیرہ کو سلام کرنے اور نہ کرنے کے جواز اور عدم جواز دونوں کا استدلال کیا گیا ہے۔ زیر باب روایت سے غیر مسلموں وغیرہ کو سلام نہ کرنے والوں کا موقف یہ ہے کہ چونکہ اس مجلس میں مسلمان بھی موجود تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سلام کیا وہ مسلمانوں کو تھا مگر اس موقف والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ دوسرا موقف زیادہ درست، وسیع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلامتی اور امن کے پیغام کا حامل ہے اور اس کی تائید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہی کافی ہے: وَتَقَرُّوا السَّلَامَ عَلَيَّ مَنْ عَرَفْتُمْ وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفُوا۔ یعنی جس کو پہچانتے ہو اس کو بھی سلام کہو اور اس کو بھی جسے تم نہ پہچانو۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین کے فیض کو مسلمانوں تک محدود رکھا جائے اور آپ کی سلامتی کی دعا سے مشرک اور یہودی وغیرہ کو محروم سمجھا جائے۔ یہ آپ کی تعلیم، اسوہ اور شان کے خلاف ہے۔

۱۔ (بخاری، کتاب الاستئذان، باب السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ، روایت نمبر ۶۲۳۶)



## باب ۲۱: مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيَّ مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا

جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو

وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتَّى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ  
وَإِلَى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي.

اور اس کے سلام کا بھی جواب نہ دے جب تک  
کہ اس کی توبہ کھلے طور پر معلوم نہ ہو جائے اور  
کب تک گناہ گار کی توبہ معلوم ہو سکتی ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوا  
عَلَى شَرِبَةِ الْخَمْرِ.

اور حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے کہا: اور تم شراب  
خوروں کو بھی السلام علیکم نہ کہو۔

۶۲۵۵: حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
الْلَيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ  
سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ  
حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَنَهَى رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا  
وَآتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَأَسَلِمَ عَلَيْهِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي  
هَلْ حَرَكْتُ شَفْتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا  
حَتَّى كَمَلْتُ خَمْسُونَ لَيْلَةً وَأَذَّنَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ  
اللَّهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى الْفَجْرَ.

۶۲۵۵: (بخاری) بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ  
لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل  
نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبد الرحمن بن  
عبد اللہ بن کعب سے، عبد اللہ بن کعب نے حضرت کعب  
بن مالکؓ سے سنا۔ وہ اس واقعہ کے متعلق بیان  
کرتے تھے جبکہ وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بات چیت  
کرنا منع کر دیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس آتا اور آپ کو السلام علیکم کہتا اور پھر  
اپنے دل میں کہتا: کیا آپ نے سلام کا جواب دینے  
میں اپنے ہونٹوں کو ہلایا یا نہیں۔ آخر اس طرح  
پچاس راتیں پوری ہو گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اعلان کیا کہ ہماری توبہ قبول ہو گئی اس وقت  
جبکہ آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔

أطرافه: ۲۷۵۷، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱،  
۴۴۱۸، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۶۶۹، ۷۲۲۵۔

**تشریح:** کیا ہو۔ امام بخاری جو باب 'مَنْ' سے شروع کرتے ہیں اس میں اس کا جواب معین اشخاص کو مد نظر رکھتے ہوئے استدلالی صورت میں روایتوں کے انتخاب اور اُن کی ترتیب میں مقرر ہوتا ہے۔ عنوان باب کے یہ الفاظ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيَّ مِنْ أَقْتَرَفِ دُنْبَا یعنی جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو، اس سے یہ سمجھنا کہ اسلام کسی گناہگار کو سلام کرنے کی اجازت نہیں دیتا، اسلام کا یہ عام قاعدہ اور اصول نہیں ہے مگر استثنائی صورت میں بسا اوقات ایسا کرنا تربیت اور تادیب کا تقاضا ہوتا ہے کہ ناراضگی کی صورت میں بسا اوقات انسان سلام کا جواب نہیں دیتا یا کھل کر اظہار نہیں کرتا جس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان کچھ چشمک اور ناراضی ہے جیسا کہ زیر باب روایت میں حضرت کعب بن مالک سے ان کی سزا کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور یہ بھی اسلامی اخلاق کا ایک عمدہ اظہار ہے۔ غصہ، ناراضگی یا عدم توجہ اگر بر محل ہو تو یہ بھی ایک خلق ہے نہ کہ بد اخلاقی۔ پس اسلام جو دین فطرت ہے انسانی فطرت کے ہر تقاضے کو پورا کرتا ہے اور اس کے مناسب حال تعلیم دیتا ہے۔ یہی کامل تعلیم کی شان ہے۔

## باب ۲۲: كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالسَّلَامِ

ذمی کو سلام کا جواب کیونکر دیا جائے

۶۲۵۶: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ زہری نے کہا: مجھے عروہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہودیوں میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: السَّامُ عَلَيْكَ۔ میں سمجھ گئی۔ میں نے بھی کہا: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: عائشہ! ٹھہرو۔ اللہ ہر معاملہ میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی تو جواب دے چکا ہوں عَلَيْكُمْ۔

۶۲۵۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهَمَتْهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهَلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرَّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ.

۶۲۵۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ وَعَلَيْكَ.

۶۲۵۷: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ بن دینار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہود تمہیں سلام کریں۔ ان میں سے ایک یہی کہتا ہے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ تم کہو: وَعَلَيْكَ یعنی تم ہی پر۔

طرفہ: ۶۹۲۸۔

۶۲۵۸: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ.

۶۲۵۸: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا کہ عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے ہم سے بیان کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم کہو: وَعَلَيْكُمْ۔ یعنی تم ہی پر۔

طرفہ: ۶۹۲۶۔

**تشریح:** كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الدِّمَّةِ بِالسَّلَامِ: ذمی کو سلام کا جواب کیونکر دیا جائے۔ علامہ ابن حجر اور علامہ بدر الدین عینی دونوں بیان کرتے ہیں کہ عنوان باب میں یہ اشارہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا منع نہیں ہے اس لئے عنوان باب میں کَیْفَ سے سلام کے جواب کی کیفیت کا بیان ہے نہ کہ منافیہ کا اور اس کی تائید قرآن کریم کی آیت وَإِذَا حُجِبْتُمْ بِتَحِيَّاتِهِمْ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ دُؤُّهَا (النساء: ۸۷) سے ہوتی ہے کہ کوئی سلام کا تحفہ دے تو اس جیسا یا اس سے بہتر جواب دینے کا حکم ہے اور اس کی وضاحت میں وہ حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت لائے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ فَرُدَّ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ يَجُوسِيًّا کہ جو تمہیں سلام کرے اس کا جواب دو چاہے سلام کرنے والا مجوسی ہو۔ امام مالک اور جمہور کے نزدیک ذمی کے سلام کا جواب دینا منع ہے اور عطاء کہتے ہیں: یہ آیت (وَإِذَا حُجِبْتُمْ بِتَحِيَّاتِهِمْ...) مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۵۱) مگر اس کی انہوں نے کوئی دلیل نہیں دی۔ ابن ابطال کہتے ہیں ایک گروہ نے کہا ہے کہ اس آیت کا عام مفہوم یہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ (عمدة القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۸)

۱۔ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ: ”اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو۔“

## باب ۲۳

مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابٍ مَنْ يُحَدِّثُ عَلَيَّ الْمُسْلِمِينَ لَيْسَتْ بَيْنَ أَمْرِهِ

جس شخص سے مسلمانوں کو اندیشہ ہو اس کے خط کو جس نے دیکھا

تاکہ اس کی اصل حقیقت معلوم ہو

۶۲۵۹: یوسف بن بہلول نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن ادریس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے حصین بن عبدالرحمن نے بتایا۔ حصین نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابو عبدالرحمن سلمیٰ سے، سلمیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر بن عوامؓ اور ابو مرثد غنویؓ کو بھیجا اور ہم میں سے ہر ایک شہسوار تھا۔ آپؐ نے فرمایا: چلے جاؤ یہاں تک کہ جب روضہ خانہ میں پہنچو تو وہاں مشرکوں کی ایک عورت ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہؓ سے مشرکوں کے نام ایک خط ہے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: ہم نے اس کو وہیں پایا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا، اپنے ایک اونٹ پر سوار جا رہی تھی۔ کہتے تھے، ہم نے کہا: وہ خط کہاں ہے جو تمہارے پاس ہے؟ کہنے لگی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اُس کا اونٹ بٹھا دیا اور ہم اس کے کجاوے میں ڈھونڈنے لگے مگر ہم نے کچھ نہ پایا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: ہم تو کوئی خط نہیں دیکھتے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: میں نے کہا: میں خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۶۲۵۹: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلِ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدَةَ الْغَنَوِيَّ وَكُنَّا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاحٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَيَّ جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكَ قَالَتْ مَا مَعِيَ كِتَابٌ فَأَنْخَنَّا بِهَا فَأَبْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرَى كِتَابًا قَالَ قُلْتُ

غلط نہیں کہا۔ اسی ذات کی قسم ہے کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے، تمہیں اس خط کو نکالنا ہو گا ورنہ میں تمہاری جامہ تلاشی لوں گا۔ کہتے تھے: جب اس نے مجھ سے سنجیدگی کو دیکھا تو اس نے اپنا ہاتھ اپنے سینے کی طرف جھکایا اور اس نے موٹی چادر باندھی ہوئی تھی اور اس خط کو نکالا۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: ہم وہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: حاطب! تمہیں اس کام پر جو تم نے کیا ہے کس نے آمادہ کیا؟ وہ کہنے لگے: مجھے کیا جنون تھا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں؟ میں نے کوئی اور دین نہیں اختیار کیا نہ ہی اپنے دین کو بدلا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر میرا کوئی احسان ہو جس کے ذریعہ سے اللہ میرے گھر بار اور مال سے شر کو دور کرے اور آپ کے ساتھیوں میں سے یہاں کوئی بھی ایسا نہیں جس کا کوئی ایسا نہ ہو کہ جس کے ذریعہ سے اللہ اس کے گھر بار اور مال سے مدافعت کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا اس لئے اس کے متعلق سوائے بھلی بات کے کچھ نہ کہو۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: حضرت عمر بن خطابؓ نے یہ سن کر کہا: اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے خیانت کی ہے اس لئے مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ کہتے تھے: آپ نے فرمایا: عمر! تمہیں کیا پتہ شاید اللہ نے بدر والوں کو جھانک کر دیکھا ہو اور فرمایا ہو: اب جو چاہو کرو، تمہارے لئے جنت

لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُخَلْفُ بِهِ لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكَ قَالَ فَلَمَّا رَأَتْ الْجِدَّ مِثِّي أَهَوْتُ بِيَدِهَا إِلَى حُجْرَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَلْتُ أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعَنِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَيَّ أَهْلٍ بَدْرٍ فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ قَالَ فَادْمَعَتْ عَيْنَا

عُمَرَ وَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. تو ہو چکی۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: یہ سن کر حضرت

عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہا: اللہ اور

اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

أطرافه: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۹۳۹۔

**تشریح:** مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ مَنْ يُحَذِّرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ: جس شخص سے مسلمانوں کو اندیشہ ہو اس

کے خط کو جس نے دیکھا۔ امام بخاریؒ نے عنوان باب لفظ مَنْ سے شروع کر کے مخصوص واقعہ

کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آداب معاشرہ میں اس بات کو مہذب معاشروں میں بہت اہمیت دی جاتی ہے اور آج کی روشنی

کے زمانہ کے لوگ بھی اس امر کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ کسی کا خط نہ کھولا جائے اور مکتوب الیہ کی اجازت کے بغیر اس

کا خط کھولنا اس کی پرائیویسی کے خلاف قرار دیا جاتا ہے۔ اسلام نے اس خلق کو آج سے چودہ سو سال پہلے نہ صرف

بیان کیا بلکہ اس کے دوسرے پہلو پر بھی روشنی ڈالی کہ اگر کوئی خط کسی قومی مفاد کے خلاف ہو اور قوم کے لئے خطرے

اور نقصان کا باعث ہو تو اس خط کو کھول کر امر واقعہ کی حقیقت تک پہنچنا سیکورٹی اور خود حفاظتی کالازمہ ہے اور پوری

قوم کو خطرے میں ڈالنا کسی فرد واحد کی ذاتی اور پرائیویٹ زندگی سے زیادہ اہم ہے۔ جبکہ یہ بھی یقینی خبر مل چکی ہو کہ

وہ خط لے جانے والا جاسوس ہے اور اس خط کا پہنچ جانا دونوں قوموں کے سینکڑوں لوگوں کی زندگیوں کو خطرے میں

ڈال سکتا ہے۔ یہ واقعہ اس جاسوس عورت کا ہے جو مدینہ بھیک مانگنے کے بہانہ آئی اور اسلامی حکومت کے اندر کے

حالات کا جائزہ لے کر واپس جا رہی تھی اور اس کی جاسوسی کو پکڑنے کا خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ

نے اپنی سادگی میں اس کے ہاتھ اہل مکہ کے نام خط دے دیا۔ اس ساری صورت حال سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اطلاع کر دی جس پر آپؐ نے تین شترسواروں کو اس کے تعاقب میں بھیجا جو اس عورت

کو اس خط سمیت پکڑ کر لے آئے جو وہ اہل مکہ کے لئے لے کر جا رہی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس جگہ سارہ والے واقعہ کا بیان کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا اور وہ اس طرح

سے ہے کہ سارہ نام ایک عورت جو کہ مکہ میں رہتی تھی اور خاندان بنی ہاشم کے

زیر سایہ پرورش پایا کرتی تھی۔ اُن ایام میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فتح مکہ کے واسطے کوچ کی تیاری کی، آپؐ کے پاس مدینہ میں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آئی ہے؟ اُس نے

جواب دیا کہ نہیں، میں مسلمان ہو کر نہیں آئی بلکہ بات یہ ہے کہ میں اس وقت محتاج

ہوں اور آپؐ کا خاندان ہمیشہ میری پرورش کیا کرتا ہے۔ اس واسطے میں آپؐ کے

پاس آئی ہوں تاکہ مجھے کچھ مالی امداد مل جائے۔ اس پر آنحضرتؐ نے بعض لوگوں کو فرمایا اور انہوں نے اُس کو کچھ کپڑا اور روپیہ وغیرہ دیا جس کے بعد وہ واپس اپنے وطن کو روانہ ہو گئی۔ جب روانہ ہونے لگی تو حاطبؓ نے جو کہ اصحاب میں سے تھا، اُس کو دس درہم دیئے اور کہا کہ میں تجھے ایک خط دیتا ہوں، یہ خط اہل مکہ کو دے دینا۔ اس بات کو اس نے قبول کیا اور وہ یہ خط بھی لے گئی۔ اس خط میں حاطبؓ نے اہل مکہ کو خبر کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے، تم ہوشیار ہو جاؤ۔ وہ عورت ہنوز مدینہ سے روانہ ہی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی الہی خبر مل گئی کہ وہ ایک خط لے کر گئی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بمعہ عمارؓ اور ایک جماعت کے روانہ کر دیا کہ اس کو پکڑ کر اس سے خط لے لیں اور اگر نہ دے تو اسے ماریں۔ چنانچہ اس جماعت نے اُس کو راہ میں جا پکڑا۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں، جس پر حضرت علیؓ نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ ہم کو جھوٹ نہیں کہا گیا۔ بذریعہ وحی الہی کے خبر ملی ہے۔ خط ضرور تیرے پاس ہے۔ تلوار کے ڈر سے اُس نے خط اپنے سر کے بالوں میں سے نکال دیا۔ جب خط آگیا اور معلوم ہوا کہ وہ حاطبؓ کی طرف سے ہے تو حاطبؓ بلا یا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ اُس نے کہا: مجھے خدا کی قسم ہے کہ جب سے میں ایمان لایا ہوں کبھی کافر نہیں ہوا۔ بات صرف اتنی ہے کہ مکہ میں میرے قبائل کا کوئی حامی اور خبر گیر نہیں۔ میں نے اس خط سے صرف یہ فائدہ حاصل کرنا چاہا تھا کہ کفار میرے قبائل کو دکھ نہ دیں۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ حاطبؓ کو قتل کر دیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحابِ بدر پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ کرو جو بھی ہو، میں نے تمہیں بخش دیا۔“

(حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۵۲۸، ۵۲۹)

## باب ۲۴: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے

۶۲۶۰: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے زہری سے روایت کی۔ زہری نے کہا: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے ان سے بیان کیا۔ ابوسفیان بن حرب نے انہیں خبر دی کہ ہرقل نے ان کو قریش کے کچھ آدمیوں سمیت بلا بھیجا اور وہ شام میں تجارت کے لئے گئے تھے۔ وہ اس کے پاس آئے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے ساری حدیث ذکر کی۔ ابوسفیان نے کہا: پھر ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوا لیا اور وہ پڑھا گیا۔ اس میں یہ مضمون تھا:

۶۲۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَإِذَا فِيهِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمن اور رحیم ہے۔ محمد جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف۔ اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس کے بعد...

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلٍ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ...

أطرافه: ۷، ۵۱، ۲۶۸، ۲۸۰، ۲۹۴، ۳۱۷، ۴۰۵، ۵۹۸، ۷۱۹، ۷۵۴۔

## باب ۲۵: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

خط لکھتے وقت کس سے ابتداء کی جائے

۶۲۶۱: اور لیث نے کہا: مجھے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا۔ انہوں نے عبد الرحمن بن ہرمز سے،

۶۲۶۱: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ



انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے ایک لکڑی لی، اس کو گرید اور اس میں ہزار دینار اور اپنی طرف سے ایک خط اپنے ساتھی کے نام ڈال دیا۔ اور عمر بن ابی سلمہ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے ایک لکڑی اندر سے کرید کر خالی کی اور مال اس کے اندر رکھ دیا اور اس کی طرف ایک خط لکھا: فلاں کی طرف سے فلاں کو۔

أطرافه: ۱۴۹۸، ۲۰۶۳، ۲۲۹۱، ۲۴۰۴، ۲۴۳۰، ۲۷۳۴۔

## باب ۲۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدِكُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اپنے سردار کے استقبال کے لئے اٹھو

۶۲۶۲: ابو الولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے، ابو امامہ نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی کہ قریظہ والے حضرت سعدؓ کے فیصلہ پر اتر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا۔ وہ آئے اور آپ نے فرمایا: اپنے سردار کے استقبال کے لئے اٹھو یا فرمایا: اپنے میں سے بہتر کے لئے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے فیصلہ پر اترے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا: پھر میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَفَقَرَهَا فَأَذْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيفَةً مِّنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ.

۶۲۶۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَهْلَ قَرْيِظَةَ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدِكُمْ أَوْ قَالَ خَيْرِكُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَيَّ حُكْمِكَ قَالَ فِإِنِّي

یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا جائے اور ان لڑنے والوں کے بال بچے قید کر لئے جائیں۔ آپ نے سن کر فرمایا: تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اس بادشاہ (یعنی خدا) نے فیصلہ کیا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: میرے بعض ساتھیوں نے ابو الولید سے حضرت ابو سعیدؓ کا قول نقل کرتے ہوئے یوں بتایا: یعنی عَلَيَّ حُكْمُكَ کی بجائے اِلَى حُكْمِكَ۔

أطرافه: ۳۰، ۴۳، ۳۸، ۰۴، ۴۱، ۲۱۔

### باب ۲۷: الْمُصَافِحَةُ

مصافحہ کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَيْهِ. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يَهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي.

اور حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھایا اور میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ اور حضرت کعب بن مالکؓ نے کہا: میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اٹھ کر دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک دی۔

۶۲۶۳: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنْسِ أَكَانَتِ الْمُصَافِحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ. رَوَاهُ تَهَانِي؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۶۲۶۳: عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۶۲۶۴: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: (عبداللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حیوہ نے مجھے بتایا، کہا: ابو عقیل زہرہ بن معبد نے مجھ سے بیان کیا۔ ابو عقیل نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

۶۲۶۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبِدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

أطرافه: ۳۶۹۴، ۶۶۳۲-

### باب ۲۸: الْأَخْذُ بِالْيَدِ

دونوں ہاتھوں کو پکڑنا

اور حماد بن زید نے ابن مبارک کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

وَصَافِحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

۶۲۶۵: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سیف نے ہمیں بتایا۔ سیف نے کہا: میں نے مجاہد سے سنا۔ وہ کہتے تھے: عبداللہ بن سحرہ ابو معمر نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا جبکہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھوں کے درمیان تھا۔ مجھے آپ نے اس طرح تشہد سکھایا جس طرح آپ مجھے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔ تمام تحفے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ ہم پر سلامتی ہو

۶۲۶۵: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفَى بَيْنَ كَفَيْهِ التَّشَهُدَ كَمَا يُعَلَّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ

۱۔ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ ”بِالْيَدَيْنِ“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَهُوَ  
بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قَبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ  
يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ.

اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں  
کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپ اس  
وقت ہمارے درمیان موجود تھے۔ جب آپ کی  
وفات ہوگئی ہم نے کہا: سلامتی ہو، یعنی نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم پر۔

أطرافه: ۸۳۱، ۸۳۵، ۱۲۰۲، ۶۲۳۰، ۶۳۲۸، ۷۳۸۱۔

### باب ۲۹: الْمُعَانَقَةُ

ایک دوسرے کو گلے لگا کر ملنا

وَقَوْلُ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ.

۶۲۶۶: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ  
بْنِ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا  
يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. . ح.  
وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا  
عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ  
قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ  
مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ  
أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوِّفِيَ فِيهِ فَقَالَ

اور آدمی کا یہ کہنا کہ آج صبح کیسا مزاج ہے؟

۶۲۶۶: اسحاق (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا  
کہ بشر بن شعیب نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے  
مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے زہری سے، زہری  
نے کہا: عبد اللہ بن کعب نے مجھے بتایا کہ حضرت  
عبد اللہ بن عباسؓ نے ان کو خبر دی کہ حضرت علیؓ  
یعنی ابن ابی طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
سے نکلے۔ اور احمد بن صالح نے بھی ہم سے بیان  
کیا کہ عنبہ (بن خالد) نے ہمیں بتایا کہ یونس (بن  
یزید) نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب  
سے، ابن شہاب نے کہا: عبد اللہ بن کعب بن مالک  
نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے  
ان کو بتایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس بیماری میں  
جس میں آپ فوت ہوئے، باہر نکلے تو لوگوں نے

پوچھا: ابو حسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج صبح کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: الحمد للہ آپ آج صبح اچھے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور کہا: کیا تم نہیں سمجھتے کہ تم اللہ کی قسم تین دن کے بعد ڈنڈے کے غلام ہو گے؟ اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ عنقریب آپ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے اور میں عبدالمطلب کے بیٹوں کے چہروں سے موت پہچان لیتا ہوں۔ چلو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے پوچھیں کہ یہ امر کس کے لئے ہوگا؟ اگر تو ہمارے لئے ہوگا تو ہمیں اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لئے ہوا تو آپ ہمارے متعلق وصیت کریں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا اور آپ ہمیں محروم کر دیں تو پھر لوگ ہمیں یہ کبھی نہ دیں گے اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کبھی نہیں پوچھوں گا۔

النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِتًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللَّهُ إِنِّي لَأُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وَجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَادْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلُهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عِلْمُنَا ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا آمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا قَالَ عَلِيُّ وَاللَّهِ لَسْنَا سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَا هَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.

طرفہ: ۴۴۷۔

### باب ۳۰: مَنْ أَجَابَ بِلَبِّكَ وَسَعْدَيْكَ

جس نے بلا نے پریوں جواب دیا: میں حاضر ہوں اور آپ کی خدمت میں ہوں

۶۲۶۷: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ۶۲۶۷: موسى بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے

۱۔ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ ”فَيَبْتَعُنَا“ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹)

حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت معاذ (بن جبلؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کے ساتھ سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: معاذ! میں نے کہا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ پھر آپ نے اسی طرح تین بار فرمایا۔ (اس کے بعد پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کا کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر تھوڑی دور چلتے رہے اور پھر فرمایا: معاذ! میں نے کہا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ جب وہ اس کے حق کو ادا کریں یہ کہ وہ ان کو سزا نہ دے۔

ہدیہ (بن خالد) نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا کہ قتادہ (بن دعامة) نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت معاذؓ سے یہی روایت کی۔

۶۲۶۸: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن وہب نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا) کہ اللہ کی قسم حضرت ابو ذرؓ نے ہم سے ربزہ میں یہ بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: میں عشاء کے وقت نبی صلی اللہ

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِغْلَهُ ثَلَاثًا هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ لَا قَالَ حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ.

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ . . بِهِذَا.

أطرافه: ۲۸۵۶، ۵۹۶۷، ۶۵۰۰، ۷۳۷۳-

۶۲۶۸: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا وَاللَّهُ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ

علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے پتھر یلے میدان میں چلا جا رہا تھا۔ اتنے میں اُحد کا پہاڑ ہمارے سامنے ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ابو ذر! میں پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اُحد برابر سونا ہو، مجھ پر ایک رات یا فرمایا: تین رات ایسی گزر جائیں کہ اس میں سے میرے پاس ایک دینار باقی رہے سوائے اس کے کہ جو میں نے قرض کے چکانے کے لئے رکھ چھوڑا ہو۔ میں تو ضرور رہی اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح اس طرح اس طرح تقسیم کر دوں اور حضرت ابو ذرؓ نے ہم کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے سمجھایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ابو ذر! میں نے کہا: کَبَيْتِكَ وَسَعْدَيْكَ، یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: جو بہت مال دار ہیں وہی نادار ہوں گے سوائے اُن کے جو یوں اور یوں تقسیم کریں۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا: ابو ذر! تم اپنی جگہ کھڑے رہنا، یہاں سے جانا نہیں جب تک میں لوٹ نہ آؤں۔ آپؐ چلے گئے اور میری نظر سے غائب ہو گئے۔ اتنے میں میں نے ایک آواز سنی اور میں ڈرا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حادثہ نہ پیش آیا ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ جاؤں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا خیال کیا کہ یہاں سے جانا نہیں، اس لئے میں ٹھہرا رہا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی، میں ڈرا کہ کہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا ہو۔ پھر میں نے آپؐ کے ارشاد کا خیال کیا اور

عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدًا فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أَحَبُّ أَنْ أُحَدَّ لِي ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةً أَوْ ثَلَاثَ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْضُدُّهُ لِدِينٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْأَكْثَرُونَ هُمْ الْأَقْلُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ قَالَ لِي مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ فَاَنْطَلِقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرْضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكَّنْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرْضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ جِبْرِيلُ أَنَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ





الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ كِي- آپ نے فرمایا: کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے اور پھر خود اس جگہ بیٹھے۔

أطرافه: ۹۱۱، ۶۲۷۰-

**تشریح:** لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ: کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے، وہ اس تاک میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ فلاں جگہ اگر خالی ہو تو میں جا کر بیٹھوں یا بعض دفعہ کسی مجلس میں کسی کی کوئی پسندیدہ شخصیت یا کوئی دوست وغیرہ ہو تو اس کے ارد گرد اگر جگہ نہیں ہوتی تو اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے بھی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح حاصل کیا جائے۔ تو جب بھی موقع ملے کوئی جگہ خالی ہو چاہے کوئی عارضی طور پر پانی پینے کے لئے وہاں سے اٹھا ہو، کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہاں پہ بیٹھ جایا جائے۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ چاہے یہ دینی مجالس ہیں یا دعوتوں وغیرہ پر آپ اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں یا کہیں بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ جو کسی کام سے عارضی طور پر اٹھ کر اپنی جگہ سے گیا ہے تو یہ اسی کی جگہ ہے کسی دوسرے کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ یہ بڑی غلط چیز ہے۔ اور اگر وہ واپس آئے اور آپ ایک دو منٹ کے لئے بیٹھ بھی گئے ہیں تو فوراً اٹھ کر اس کو جگہ دینی چاہیے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۳، جلد ۲ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجالس کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

”مجالس میں بیٹھنے کے ضمن میں ایک روایت میں آتا ہے کہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اس غرض سے نہ اٹھائے کہ تا وہ خود اس جگہ بیٹھے۔ وسعت قلبی سے کام لو اور کھل کر بیٹھو۔ چنانچہ ابن عمرؓ کا طریق تھا کہ جب کوئی آدمی آپ کو جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھتا تو آپ اس کی جگہ پر نہ بیٹھتے۔“

۱- (بخاری، کتاب الاستئذان، باب إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجْلِسِ)

خود تو ہر مومن کو یہی چاہیے کہ دوسرے کا خیال رکھے اور اپنے بھائی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دے لیکن کسی دوسرے آنے والے کا حق نہیں بنتا کہ زبردستی کسی کو اٹھائے کہ یہ جگہ میرے لئے خالی کرو۔ یہ بھی مجلس کے آداب کے خلاف ہے اور اس بیٹھنے والے کے حق کے خلاف ہے سوائے اس کے کہ جہاں اجازت ہے، ایسی مجالس میں جہاں مجبوری ہو، اٹھانے کے لئے کہا جائے۔ وہ تو قرآن شریف میں بھی حکم آیا ہے۔۔۔

تو جہاں قرآن کریم میں یہ کشادگی کا حکم ہے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر مجلس سے اٹھایا جائے اور انتظامیہ اگر کہے کسی وجہ سے کہ یہاں سے بعض لوگ چلے جائیں، اٹھ جائیں، تو اٹھ جایا کرو۔ کیونکہ بعض مجالس مخصوص ہوتی ہیں ان میں ہر ایک کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تو یہاں بھی ہر احمدی کو کھلے دل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔۔۔

پھر بعض مجالس ایسی ہیں مثلاً انتخاب وغیرہ میں بھی بعض لوگ حسب قواعد نہیں بیٹھ سکتے، ان میں بعض کمیاں ہوتی ہیں تو اس پر شکوے بھی نہیں کرنے چاہئیں، بڑی خاموشی سے چلے جانا چاہیے یا پھر جو ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا ادا کرنا چاہیے۔ وہ قواعد جن کی پابندی ضروری ہے اور جماعت نے مقرر کئے ہیں وہ کرنے چاہئیں۔ اگر قواعد پہ عمل نہیں کیا پھر شکوے بھی نہ کریں۔ یہ بھی اس مجلس کا حق ہے کہ اگر اٹھایا جائے تو اٹھ جائیں۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶، جولائی ۲۰۰۳، جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر مجلسوں میں تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھو یعنی دوسروں کو جگہ دو تو جلد جگہ کشادہ کر دو تا دوسرے بیٹھیں اور اگر کہا جائے کہ تم اٹھ جاؤ تو پھر بغیر چون و چرا کے اٹھ جاؤ۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶)



نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے رحم اور اپنے فضل سے تمہارے لئے حقیقی وسعتیں پیدا کرتا چلا جائے گا... اس آئیہ کریمہ میں جس وسعت کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مجلس پہلے 20x20 فٹ کے ایریا اور جگہ میں ہو رہی تھی اب وہ 50x50 فٹ کے ایریا میں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے 20x20 فٹ کے ایریا میں 20 آدمی بیٹھے ہوئے تھے تو اب اس قدر جگہ میں اس حکم کی تعمیل کے نتیجہ میں مثلاً تیس یا چالیس آدمی بیٹھ گئے پس تَقَسَّحُوا کھل جاؤ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تنگ ہو کر بیٹھو تا دوسرے لوگ بھی بیٹھ جائیں دوسرے آنے والوں کے لئے جگہ کھول دیں...

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلس میں اور آدمی آگئے ہیں تم ان کے لئے جگہ بناؤ۔ فَافْسَحُوا تم تنگ ہو کر بیٹھو اور آنے والوں کو جگہ دو یَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت کے سامان پیدا کر دے گا۔ اس آیت کا جو مفہوم ہے اس سے یہ معلوم ہو گا کہ یہاں کوئی معین وسعت مراد نہیں۔ بلکہ وسعت مکان کی بھی ہوتی ہے، وسعت اولاد کی بھی ہوتی ہے، وسعت اولاد سے خوشی میں بھی ہوتی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے تم اپنی اولاد کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہاری آنکھوں کے لئے ”قرۃ العین“ یعنی ٹھنڈک بنائے۔ اب اگر اس ٹھنڈک میں زیادتی ہو جائے تو یہ بھی ایک وسعت ہے۔ پھر وسعت دل کے حوصلہ میں بھی ہوتی ہے، وسعت نیکیوں کی توفیق میں بھی ہوتی ہے، وسعت خدا تعالیٰ کے فضل میں بھی ہوتی ہے، اس کی برکت میں بھی ہوتی ہے، اس کی رحمت میں بھی ہوتی ہے۔ یہ ہر قسم کی وسعتیں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔“

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، دسمبر ۱۹۶۶، جلد اول صفحہ ۵۲۹، ۵۳۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”مجلس میں بیٹھنے کے آداب ہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح بیٹھے ہیں ایسا زاویہ ہوتا ہے کہ دائیں بائیں (اگر کہیں رش ہے تو) کوئی دوسرا بیٹھ نہ سکے، باوجود اس کے کہ جگہ ہو سکتی ہے۔ تو ایسی مجالس میں جہاں رش کا زیادہ امکان ہو ہمیشہ اس طریق سے بیٹھنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے جگہ بنا سکے۔“

اس سے وسعت قلبی بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک مومن کی یہی شان ہے کہ اپنے دل کو وسیع کرے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین مجالس وہ ہیں جو کشادہ ہوں۔<sup>۱</sup>

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہر فعل اور آپ کا ہر خلق قرآن کریم کے مطابق تھا تو یہ بھی تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ کی ہی تشریح ہے کیونکہ اگر یہ کشادگی پیدا ہوگی اور خوش دلی سے جگہ کو کشادہ کرو گے تو آپس میں محبت اور اخوت بھی بڑھے گی اور اس وجہ سے شیطان تمہارے اندر رنجشیں پیدا نہیں کر سکے گا بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہو گے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

نیز فرمایا:

”مجلس میں جگہ دینے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر خیال فرماتے تھے۔ اس کا اظہار ایک روایت سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرماتے تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا، حضور علیہ السلام اسے جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ گئے، وہ شخص کہنے لگا: حضور جگہ بہت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کا حق ہے کہ اس کے لئے اس کا بھائی سمٹ کر بیٹھے اور اسے جگہ دے۔<sup>۲</sup> تو دیکھیں جب ہمارے آقا و مطاع اپنے عمل سے یہ دکھا رہے ہیں تو ہمیں کس قدر ان باتوں پر عمل کرنا چاہیے بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں آجائے تو بعض لوگ اور زیادہ چوڑے ہو کے اور پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہمارے بیٹھنے میں تنگی نہ ہو۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۴۹۸)

۱ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی سعة المجلس)

۲ (شعب الایمان للبیہقی، ۶۱ - مقاربة اهل الدين و موادتهم، فصل فی قیام البرء لصاحبه علی وجه

الاکرام، روایت نمبر ۸۵۳۴)

## باب ۳۳: مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ

جو شخص اپنی جگہ سے یا گھر سے اٹھ کر چلا جائے

اور اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ مانگے یا اٹھنے کی تیاری کرے تاکہ لوگ بھی اٹھ کر چلے جائیں۔

۶۲۷۱: حسن بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر

(بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:)

میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ

انہوں نے ابو مجلز (لاحق بن حمید) سے روایت کی۔

ابو مجلز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

روایت کی۔ وہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ

ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا

تو آپ نے لوگوں کو دعوت دی۔ انہوں نے کھانا

کھایا اور پھر بیٹھ گئے، لگے باتیں کرنے۔ حضرت

انسؓ کہتے تھے کہ آپ نے یوں ظاہر کیا کہ گویا کہ

اٹھنے کی تیاری کرتے ہیں مگر وہ نہیں اٹھے۔ جب

آپ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ

کھڑے ہو گئے تو لوگوں میں سے آپ کے ساتھ جو

اٹھ کر چلے گئے چلے گئے اور تین آدمی رہ گئے۔ اور

نبی ﷺ اندر جانے کے لئے آئے تو کیا دیکھا کہ وہ

لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ بھی اٹھ

کر چلے گئے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں آیا اور میں

نے نبی ﷺ کو خبر کر دی کہ وہ اب چلے گئے ہیں۔

تب آپ آئے اور اندر گئے۔ میں بھی اندر جانے

لگا تو آپ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا

اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيُقِيمُوا النَّاسَ.

۶۲۷۱: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ

أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ

جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا

يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ

فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ

فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ

وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ

ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَأَنْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ

فَدَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرَخَى الْحِجَابَ بَيْنِي

وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ

لَكُمْ إِلَى قَوْلِهِ: إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ

عَظِيمًا ۝ (الاحزاب: ۵۴)۔

أَمْثُوا لَا تَدْخُلُوا... یعنی اے مومنو! نبی کے گھروں میں سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لئے بلایا جائے ہرگز داخل نہ ہو کرو، وہ بھی اس شرط سے کہ کھانا پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہا کرو اور نہ باتیں کرنے کے شوق میں بیٹھے رہا کرو۔ ہاں! جب تم کو بلایا جائے تو پھر ضرور چلے جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھروں کو چلے جایا کرو۔ یہ امر (یعنی بے فائدہ بیٹھے رہنا یا پہلے آجانا) نبی کو تکلیف دیتا تھا مگر وہ (تمہارے جذبات کا خیال کر کے) تم کو منع کرنے سے حیا کرتا تھا۔ مگر اللہ سچی بات بیان کرنے سے (لوگوں کے خیالات کی وجہ سے) باز نہیں رہتا اور (چاہیے کہ) جب تم اُن (یعنی نبی کی بیویوں) سے کوئی گھر کی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ بات تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کے لئے بہت اچھی ہے اور اللہ کے رسول کو تکلیف دینا تمہارے لئے جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو۔ یہ بات اللہ کے فیصلہ کے مطابق بہت بُری ہے۔

أُطْرَافُهُ: ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۷۹۴، ۵۱۵۴، ۵۱۶۳، ۵۱۶۶، ۵۱۶۸، ۵۱۷۰، ۵۱۷۱، ۵۴۶۶، ۶۲۳۸، ۶۲۳۹، ۷۴۲۱۔

### بَاب ۳۴: الإِخْتِبَاءُ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

ہاتھوں سے گوٹھ مار کر بیٹھنا اور یہی ہے جسے قرفصاء کہتے ہیں

۶۲۷۲: ۶۲۷۲: محمد بن ابی غالب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابراہیم بن منذر حزامی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن فلح نے ہم سے بیان کیا۔ محمد نے اپنے باپ سے، ان کے

۶۲۷۲: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكُعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هَكَذَا.

باپ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں اپنے ہاتھ سے اس طرح گوثھ مارے ہوئے بیٹھے دیکھا۔

### باب ۳۵: مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ

جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے

وَقَالَ حَبَّابُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُوسِدٌ بُرْدَةً فَقُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ فَقَعَدَ.

حضرت حباب (بن ارت) نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ ایک چادر پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں نے کہا: کیا آپ اللہ سے دعا نہیں کریں گے؟ آپ یہ سنتے ہی بیٹھ گئے۔

۶۲۷۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

۶۲۷۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا کہ (سعید بن ایاس) جریری نے ہم سے بیان کیا۔ جریری نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے، عبد الرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ گناہ نہ بتاؤں جو بڑے سے بڑے ہیں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتلائیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی۔

أطرافه: ۶۲۷۴، ۵۹۷۶، ۶۲۷۴، ۶۹۱۹-

۶۲۷۴: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكْرِزُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

۶۲۷۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر (بن مفضل) نے بھی ایسا ہی بتایا اور آپ اس وقت تک تکیہ لگائے ہوئے تھے اور آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: سنو اور جھوٹ بولنا بھی۔ آپ اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش آپ چپ ہو جائیں۔

أطرافه: ۶۲۷۳، ۵۹۷۶، ۶۲۷۳، ۶۹۱۹-



## باب ۳۶: مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

جو شخص کسی ضرورت سے یا غرض سے اپنی رفتار کو تیز کرے

۶۲۷۵: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ  
عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ  
أَنَّ عَقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ  
صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.

۶۲۷۵: ابو عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمر بن  
سعید سے، عمر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ  
عقبہ بن حارث نے ان سے بیان کیا۔ انہوں نے  
کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی  
اور پھر جلدی جلدی چلے اور گھر کے اندر گئے۔

أطرافه: ۸۵۱، ۱۲۲۱، ۱۴۳۰-

## باب ۳۷: السَّرِيرُ

تحت

۶۲۷۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ عَنِ  
مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَسَطَ السَّرِيرِ وَأَنَا  
مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُونُ  
لِي الْحَاجَةُ فَأُكْرَهُ أَنْ أَقُومَ فَأَسْتَقْبِلُهُ  
فَأَنْسَلُ أَنْسِلًا.

۶۲۷۶: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ  
جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش  
نے ابو الصحی سے، ابو الصحی نے مسروق سے،  
مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت  
کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے  
اور قبلے کے درمیان لیٹی ہوتی۔ مجھے ضرورت ہوتی  
تو میں اٹھانا پسند کرتی کہ کہیں آپ کے سامنے نہ  
ہو جاؤں، اس لئے ایک طرف سے کھسک جاتی۔

أطرافه: ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۹، ۹۹۷، ۱۲۰۹-

## باب ۳۸: مَنْ أَلْقَى لَهُ وَسَادَةٌ

جس کے لئے گدار کھا گیا

۶۲۷۷: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ  
۶۲۷۷: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے ہم سے



(بن ہارون) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے مغیرہ (بن مقسم) سے، مغیرہ نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ (بن قیس) سے روایت کی کہ وہ شام میں آگے اور ابوالولید نے بھی ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مغیرہ سے، مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: علقمہ شام کو گئے اور مسجد میں جا کر دو رکعتیں نماز پڑھی اور یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے کوئی ہمنشین عطا کیجیو اور پھر جا کر حضرت ابودرداءؓ کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا: تم کن لوگوں سے ہو؟ انہوں نے کہا: میں کوفہ کے باشندوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم میں اس راز کے وہ محرم نہیں جس کو ان کے سوا اور کوئی نہ جانتا تھا۔ اس سے ان کی مراد حضرت حذیفہؓ سے تھی۔ کیا وہ شخص تم میں نہیں جس کو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے، شیطان سے اپنی پناہ میں رکھا تھا یعنی حضرت عماریاؓ تم میں وہ شخص نہیں جو مسواک اور گدالئے رہتے تھے یعنی حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت عبد اللہ (بن مسعود) وَالْأَيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ كَوْسٍ طَرَحَ طَرَحًا كَرِهْتُمْ تَحْتَهُ؟ عَلَقْمَةُ نَعْنِي: کہا: یوں پڑھا کرتے تھے: وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَىٰ۔ حضرت ابودرداءؓ کہنے لگے: یہ لوگ میرے پیچھے پڑے رہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ مجھے شک میں ڈال دیتے حالانکہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا تھا۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ. وَحَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَاتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيسًا فَقَعَدَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ كَانَ فِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَّارًا أَوْ لَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوَسَادِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ وَالْأَيْلِ إِذَا يَغْشَى (اليل: ۲) قَالَ وَالذِّكْرُ وَالْأُنْثَىٰ فَقَالَ مَا زَالَ هَوْلًا حَتَّى كَادُوا يُشَكِّكُونِي وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

## باب ۳۹: الْقَائِلَةُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

۶۲۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ  
سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَعَدَّى بَعْدَ  
الْجُمُعَةِ . . .

۶۲۷۹: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان  
(ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حازم سے،  
ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کی۔  
انہوں نے کہا: جمعہ کے بعد ہی ہم قیلولہ کیا کرتے  
تھے اور دن کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

أطرافه: ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۱، ۲۳۴۹، ۵۴۰۳، ۶۲۴۸-

## باب ۴۰: الْقَائِلَةُ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں قیلولہ کرنا

۶۲۸۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ  
أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا  
كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي  
تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا  
جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامَ فَلَمْ يَجِدْ  
عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ  
فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ  
فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقُلْ عِنْدِي  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ

۶۲۸۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ  
عبد العزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے  
ابو حازم سے، ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد  
(ساعدی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت  
علیؑ کو ابوتراب سے بڑھ کر پیارا نام اور کوئی نہ تھا۔  
وہ اس نام سے تو بہت ہی خوش ہوا کرتے تھے۔ اگر  
اس سے ان کو پکارا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت فاطمہ علیہ السلام کے گھر میں آئے اور آپ  
نے گھر میں حضرت علیؑ کو نہ پایا۔ آپ نے پوچھا:  
تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ تو وہ کہنے لگیں: میرے  
اور ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا تھا تو وہ مجھ سے  
ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ بھی  
نہیں کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی

سے فرمایا: دیکھو وہ کہاں ہے؟ وہ آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی چادر ان کے ایک پہلو سے گر گئی تھی جس سے ان کو مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مٹی پونچھنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے: اُٹھو ابو تراب، اُٹھو ابو تراب۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ  
فَجَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ  
شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ  
وَهُوَ يَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ.

أطرافه: ۴۴۱، ۳۷۰۳، ۶۲۰۴۔

### باب ۴۱: مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

جو کسی قوم کو ملنے جائے اور انہی کے پاس قیلولہ کرے

۶۲۸۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبد اللہ انصاری نے ہمیں بتایا، کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے ثمامہ سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ حضرت ام سلیمؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چمڑہ بچھاتی تھیں اور آپ ان کے ہاں اس چمڑے پر ہی قیلولہ کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تو حضرت ام سلیمؓ آپ کا پسینہ اور آپ کے کچھ بال لیتیں اور انہیں ایک شیشی میں محفوظ رکھتی جاتیں۔ پھر ان میں خوشبو ملا لیتیں۔ ثمامہ کہتے تھے کہ جب حضرت انس بن مالکؓ فوت ہونے لگے، انہوں نے وصیت کی کہ اسی خوشبو کو ان کے حنوط میں ڈالا جائے۔ کہتے تھے: چنانچہ وہ خوشبو ان کے حنوط میں ڈالی گئی۔

۶۲۸۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ  
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ  
أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطْعًا فَيَقِيلُ  
عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ التِّطْعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ  
مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ  
ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سَكِّ وَهُوَ نَائِمٌ. قَالَ  
فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةَ  
أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ  
ذَلِكَ السَّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ.

۶۲۸۲-۶۲۸۳: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد قبا کو جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحانؓ کے ہاں جاتے۔ وہ آپ کو کھانا کھلاتیں اور وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی تھیں۔ ایک دن آپ ان کے ہاں گئے اور حضرت ام حرامؓ نے آپ کو کھانا کھلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے پھر بھٹتے ہوئے جاگے۔ حضرت ام حرامؓ کہتی تھیں: میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو کیا بات ہنسا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں غازی ہیں۔ اس سمندر میں سوار جا رہے ہیں، بادشاہ ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے یا فرمایا: جیسے بادشاہ ہوتے ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسحاق نے ان الفاظ کے متعلق شک کیا۔ میں نے کہا: اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی انہی میں سے کرے۔ آپ نے دعا کی اور پھر سر رکھ کر سو گئے۔ پھر جاگے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو کیا بات ہنسا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں غازی ہیں۔ اس سمندر میں سوار جا رہے ہیں۔ بادشاہ ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے۔ یا

۶۲۸۲، ۶۲۸۳: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ فَيُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمْتُهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسْرَةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَةِ يَشْكُ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فِدْعَاةً ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسْرَةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَةِ فَقُلْتُ ادْعُ اللَّهَ

أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتَ مِنَ  
 الْأُولَى فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ  
 فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ  
 الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

(فرمایا:) بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے  
 ہیں۔ میں نے کہا: اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان  
 میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا: تم تو پہلوں میں ہو۔  
 چنانچہ انہوں نے بھی حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں  
 سمندر میں سفر کیا اور جب سمندر سے باہر آئیں تو  
 اپنے جانور پر سے گر کر فوت ہو گئیں۔

أطراف الحديث ۶۲۸۲: ۲۷۸۸، ۲۷۹۹، ۲۸۷۷، ۲۸۹۴، ۷۰۰۱۔

أطراف الحديث ۶۲۸۳: ۲۷۸۹، ۲۸۰۰، ۲۸۷۸، ۲۸۹۵، ۲۹۲۴، ۷۰۰۲۔

### باب ۴۲: الْجُلُوسُ كَيْفَمَا تَيَسَّرَ

جیسے بھی آسانی ہو بیٹھنا

۶۲۸۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَطَاءِ  
 بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لِبَسَتَيْنِ وَعَنْ  
 بَيْعَتَيْنِ اشْتِمَالِ الصَّمَاءِ وَالِاخْتِبَاءِ فِي  
 ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الْإِنْسَانِ  
 مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمَلَامَسَةَ وَالْمُنَابَذَةَ.  
 تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصٍ  
 وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۶۲۸۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ  
 سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری  
 سے، زہری نے عطاء بن یزید لیشی سے، عطاء نے  
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو  
 طرح کے پہننے اور دو قسم کی خرید و فروخت سے  
 منع فرمایا۔ کپڑے کو اس طرح لپیٹنا کہ دونوں ہاتھ  
 اندر ہی ہوں اور ایک کپڑے میں گوثھ مار کر بیٹھنا  
 کہ آدمی کی شرمگاہ پر کوئی کپڑے کا حصہ نہ رہے  
 اور چیز کو چھو کر اور پھینک کر لینا دینا۔ (سفیان کی  
 طرح) معمر اور محمد بن ابی حفص اور عبد اللہ بن  
 بدیل نے بھی زہری سے یہی روایت کی۔

أطرافه: ۳۶۷، ۱۹۹۱، ۲۱۴۴، ۲۱۴۷، ۵۸۲۰، ۵۸۲۲۔

## باب ۴۳: مَنْ نَاجَى بَيْنَ يَدَيْ النَّاسِ

جو لوگوں کے سامنے رازداری سے بات کرے

وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ.

اور جو اپنے ساتھی کے راز کو نہ بتائے۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اس راز کو بتائے۔

۶۲۸۵، ۶۲۸۶: حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةً فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِي لَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَاهَا رَحَبَ قَالَ مَرَحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَكَ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

۶۲۸۵، ۶۲۸۶: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو عوانہ (وضاح بیکری) سے کہ فراس (بن یحییٰ) نے ہم سے بیان کیا۔ فراس نے عامر سے، عامر نے مسروق سے روایت کی کہ مجھے حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ نے بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تمام کی تمام آپ کے پاس تھیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھی جو نہ بلائی گئی ہو۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام سامنے سے چلتی ہوئی آئیں۔ اللہ کی قسم ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ایسی مشابہ تھی کہ چھپی نہ رہتی تھی۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو آپ نے خوشی سے استقبال کیا، فرمایا: مرحبا میری بیٹی۔ پھر آپ نے ان کو اپنی دائیں طرف بٹھالیا (کہا): اپنی بائیں طرف۔ پھر آپ نے ان سے پوشیدہ بات کی اور وہ بہت ہی روئیں۔ جب آپ نے ان کے اس غم کو دیکھا تو آپ نے دوبارہ ان سے پوشیدگی میں بات کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہنس رہی تھیں۔ تو آپ کی ازواج میں سے میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوشیدگی میں تم سے خصوصیت سے بات کی ہے، پھر تم رور رہی



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوفِّيَ قُلْتُ  
لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنْ  
الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ  
فَنَعَمْ فَأَخْبَرْتَنِي قَالَتْ أَمَّا حِينَ سَارَرَنِي  
فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ  
جَبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ  
مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ  
وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي  
اللَّهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعَمَ السَّلْفِ أَنَا  
لَكَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ  
فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَرَنِي الثَّانِيَةَ قَالَ  
يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ  
نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ  
الْأُمَّةِ.

ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چلے  
گئے تو میں نے اُن سے پوچھا: آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے تم سے چپکے سے کیا فرمایا؟ انہوں نے  
کہا: میں تو ایسی نہیں ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے (منع کرنے کے باوجود آپ کے) راز کا  
افشاء کروں۔ جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے ان  
سے کہا: میں تمہیں اسی حق کی قسم دیتی ہوں جو میرا  
تم پر ہے کہ تمہیں مجھے ضرور ہی بتانا ہو گا۔ جب  
انہوں نے مجھے بتایا تو کہا: ہاں اب تو بتاتی ہوں۔  
چنانچہ انہوں نے بتایا۔ کہنے لگیں: جب آپ نے  
پہلی بار مجھ سے راز میں بات کی تھی تو آپ نے مجھے  
بتایا تھا کہ جبرائیل ہر سال آپ کے ساتھ ایک دفعہ  
قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے  
میرے ساتھ دو دفعہ دور کیا ہے اور میں یہی سمجھتا  
ہوں کہ اجل قریب پہنچ چکی ہے۔ تمہیں اللہ ہی کو  
اپنا سپر بنانا ہو گا اور صبر کرنا ہو گا کیونکہ میں تمہارے  
لئے بہت ہی اچھا پیش خیمہ ہوں گا۔ کہتی تھیں: یہ  
سن کر میں رو پڑی، وہی جو آپ نے دیکھا تھا۔ جب  
آپ نے میری بے قراری کو دیکھا تو دوبارہ آپ نے  
مجھے راز بتایا۔ فرمایا: فاطمہؓ کیا تم پسند نہیں کرتی کہ  
تم مؤمن عورتوں کی سردار بنو یا فرمایا: اس اُمت  
کی عورتوں کی سردار بنو؟

أطراف الحديث ۶۲۸۵: ۳۶۲۳، ۳۶۲۵، ۳۷۱۵، ۴۴۳۳۔

أطراف الحديث ۶۲۸۶: ۳۶۲۴، ۳۶۲۶، ۳۷۱۶، ۴۴۳۴۔

## باب ۴۴ : الإِسْتِئْذَانُ

## چت لیٹنا

۶۲۸۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبَادُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

۶۲۸۷: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ زہری نے ہم سے بیان کیا۔ زہری نے کہا: عباد بن تمیم نے اپنے چچا (عبد اللہ بن زید انصاری) سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دیکھا کہ آپ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے چت لیٹے ہیں۔

أطرافه: ۷۵، ۵۹۶۹۔

## باب ۴۵ : لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ

تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْأَلْسِنِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبُرِّ وَالْتَّقْوَى إِلَى قَوْلِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اے مومنو! جب کبھی خفیہ مشورہ کرو تو نگاہ کی بات اور زیادتی کی بات پر خفیہ مشورے نہ کیا کرو اور نہ رسول کی نافرمانی کی باتوں پر بلکہ نیکی کی باتوں پر اور تقویٰ کی باتوں پر مشورہ کیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیا کرو جس کی طرف تم سب کو (زندہ کر کے) لوٹایا جائے گا۔ خفیہ مشورہ کرنے کا طریق شیطان کی طرف سے آیا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ مومنوں کو فکر میں ڈالے اور وہ ان کو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور چاہیے کہ مومن صرف اللہ پر توکل کریں۔

(المجادلة: ۱۰، ۱۱)

وَقَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْكُمْ

اور اللہ کا فرمانا: اے ایمان دارو! جب تم رسول سے الگ مشورہ کرنا چاہو تو اپنے مشورہ سے پہلے کچھ

صَدَقَةٌ ذَلِكْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ  
تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ إِلَى قَوْلِهِ  
وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

(المجادلة: ۱۳، ۱۴)

صدقہ دیا کرو، یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اور دل کو  
پاک کرنے کا موجب ہوگا (مگر یہ علم انہی کے لئے  
ہے جن کو توفیق ہو) اگر تم (کوئی چیز بھی صدقہ کے  
لئے) نہ پاؤ تو (ڈرو نہیں) اللہ بہت بخشنے والا (اور)  
بار بار رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم مشورہ کرنے سے  
پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے؟ سو چونکہ تم نے ایسا  
نہیں کیا اور اللہ نے تم پر فضل فرما دیا ہے، پس تم  
نمازیں قائم کرو اور زکوٰتیں دو اور اللہ اور اس کے  
رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ  
اُسے خوب جانتا ہے۔

۶۲۸۸: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ  
مالک نے ہمیں بتایا۔ نیز اسماعیل (بن ابی اویس)  
نے بھی ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔  
انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ (بن  
عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو  
تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشیاں نہ کریں۔

۶۲۸۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح. وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ  
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانُوا  
ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ.

**تشریح:** لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ: تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔  
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”مجالس کے آداب اور اس کے حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ جب مجلس میں بیٹھیں  
تو مجلس میں اگر بات کر رہے ہیں تو اس طرح کریں کہ سب سن رہے ہوں۔ ایک  
روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو افراد اپنے تیسرے  
ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں کھسر پھسر نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا تیسرے شخص کو رنجیدہ  
کردے گا۔“

تو بعض دفعہ یہ رنجیدگی بعض طبائع کی وجہ سے لڑائیوں اور جھگڑوں کی وجہ بن جاتی ہے، بدظنیوں کی وجہ بن جاتی ہے۔ تو ہمیشہ مجلسوں میں اس طرح کرنے سے بچنا چاہیے۔ اور اگر کسی سے انتہائی ضروری بات کرنی بھی ہے تو جو ساتھ بیٹھا ہو شخص ہے اس سے اجازت لے کر کہ میں فلاں شخص سے فلاں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں، ایک طرف لے جا کے کرنی چاہیے تاکہ کسی بھی قسم کی بدظنی پیدا نہ ہو کیونکہ شیطان جو ہے ہر وقت اس تاک میں ہے کہ کسی طرح فساد پیدا کرے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۴۹۵)

### باب ۶۷: حِفْظُ السِّرِّ

راز کو محفوظ رکھنا

۶۲۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ  
مَعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ  
أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَسْرًا  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا  
فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ وَلَقَدْ  
سَأَلْتَنِي أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

۶۲۸۹: عبد اللہ بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ  
معتمر بن سلیمان نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے اپنے  
باپ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس  
بن مالک سے سنا۔ (وہ کہتے تھے) کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نے مجھے ایک راز کی بات بتائی تو میں نے آپ  
کے بعد وہ کسی کو بھی نہیں بتائی۔ اور حضرت ام سلیم  
نے بھی مجھ سے پوچھا تو میں نے ان کو بھی وہ بات  
نہیں بتائی۔

### باب ۷۷: إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بُاسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو پوشیدگی میں بات کرنے اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں

۶۲۹۰: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى

۶۲۹۰: عثمان (بن ابی شیبہ) نے مجھ سے بیان کیا  
کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے  
منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابو وائل سے،  
ابو وائل نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ

عنه سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر اُس وقت تک آپس میں سرگوشی نہ کریں کہ تم میں اور لوگ شامل ہو جائیں۔ اس لئے کہ کہیں یہ بات اس کو رنجیدہ نہ کر دے۔

۶۲۹۱: عبدان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حمزہ (محمد بن میمون) سے، ابو حمزہ نے اعش سے، اعش نے شقیق سے، شقیق نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مال تقسیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یہ تو ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی گئی۔ میں نے کہا: دیکھو! اللہ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ اس وقت بھری مجلس میں تھے۔ میں نے چپکے سے (آپ کے کان میں) وہ بات کہی تو آپ (سن کر) اس قدر غصے میں آئے کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: موسیٰ پر اللہ کی رحمت ہو۔ انہیں اس سے زیادہ دکھ دیا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔

أطرافه: ۳۱۵۰، ۳۴۰۵، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۶۰۵۹، ۶۱۰۰، ۶۲۳۶۔

## باب ۴۸: طُولُ النَّجْوَى

دیر تک سرگوشی کرنا

وَقَوْلُهُ: وَإِذْ هُمْ نَجْوَى (بنی اسرائیل: ۴۸) اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یعنی جب وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ نَجْوَى مصدر ہے كَأَجِبَتْ بِهَا

رَجُلَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجَلٌ أَنْ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ.

۶۲۹۱: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هَذِهِ لِقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ قُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لَا تَبِينُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَأٍ فَسَارَرْتُهُ فَعَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى مُوسَى أَوْذَى بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

وَالْمَعْنَى يَتَنَاجُونَ.  
سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی مصدر سے ان کو موصوف  
کیا اور اس کے معنی ہیں کہ وہ آپس میں سرگوشیاں  
کر رہے ہوتے ہیں۔

۶۲۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ  
جَعْفَرُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يَنَاجِي  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا  
زَالَ يَنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ  
فَصَلَّى.  
اطرافہ: ۶۴۲، ۶۴۳۔

۶۲۹۲: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن  
جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔  
انہوں نے عبد العزیز (بن صہیب) سے، عبد العزیز  
نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
انہوں نے کہا: نماز کے لئے تکبیر ہوگئی اور ایک شخص  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کر رہا تھا۔  
اور وہ آپ سے اتنی دیر تک سرگوشی کرتا رہا کہ آپ  
کے صحابہ سو گئے۔ پھر اس کے بعد آپ کھڑے  
ہوئے اور نماز پڑھائی۔

### باب ۹۴: لَا تُشْرِكُ النَّارَ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے

۶۲۹۳: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ  
عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لَا تُشْرِكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ  
تَنَامُونَ.  
۶۲۹۳: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے  
سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ  
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے  
فرمایا: جب تم سونے لگتے ہو تو اپنے گھروں میں  
آگ نہ رہنے دیا کرو۔

۶۲۹۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ  
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ

۶۲۹۴: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ  
نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بريد بن عبد اللہ سے،  
بريد نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابو موسیٰ

رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مدینہ میں رات کو ایک گھر جل گیا جس میں گھر والے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ اس لئے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا کر بے فکر ہو جایا کرو۔

۶۲۹۵: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کثیر سے جو ابن شتظیر ہیں، کثیر نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور دروازوں کو بند کر لیا کرو اور چراغوں کو بجھا دو کیونکہ چوہا کبھی کبھی بتی گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

أطرافه: ۳۲۸۰، ۳۳۰۴، ۳۳۱۶، ۵۶۲۳، ۵۶۲۴، ۶۲۹۶۔

## باب ۵۰: غَلِقُ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

رات کو دروازے بند کرنا

۶۲۹۶: حسان بن ابی عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت جابر (بن عبد اللہ انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو رات کو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازوں کو بند کر لیا کرو اور

عَنْهُ قَالَ اخْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحَدَّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذِهِ النَّارُ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ.

۶۲۹۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ كَثِيرٍ هُوَ ابْنُ شَنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ رَبَّمَا جَرَّتِ الْفَيْتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

۶۲۹۶: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ. قَالَ هَمَّامٌ

وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بَعُودٍ يَعْزُضُهُ. مشکوں کے منہ باندھو اور کھانے اور پینے کی چیزوں کو ڈھانپو۔ ہمام نے کہا: اور میں سمجھتا ہوں (کہ عطاء نے یہ بھی) کہا: گو ایک لکڑی سے ہی جو وہ اُس پر آڑی رکھ دے۔

أطرافه: ۳۲۸۰، ۳۳۰۴، ۳۳۱۶، ۵۶۲۳، ۵۶۲۴، ۶۲۹۵۔

### باب ۵۱: الْخِتَانُ بَعْدَ الْكَبْرِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ

بڑھاپے کے بعد ختنہ کروانا اور بغل کے بال صاف کرنا

۶۲۹۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ.

۶۲۹۷: یحییٰ بن قزعمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: فطری باتیں پانچ ہیں۔ ختنہ کرانا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور بغل کے بال صاف کرنا اور مونچھیں کاٹنا اور ناخن تراشنا۔

أطرافه: ۵۸۸۹، ۵۸۹۱۔

۶۲۹۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَنَّ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَاخْتَنَّ بِالْقُدُومِ مُحَقَّقَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ

۶۲۹۸: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن ابی حمزہ نے ہمیں بتایا۔ ابو الزناد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے اسی سال کے بعد ختنہ کروایا تھا اور تیسے سے ختنہ کروایا تھا۔ (یہ لفظ قُدُوم ہے دال کی) تخفیف سے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ



أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقُدُومِ وَهُوَ مَوْضِعٌ مُشَدَّدٌ.  
 مغیرہ (بن عبد الرحمن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو زناد سے روایت کی اور انہوں نے کہا: یہ لفظ قُدُوم ہے تشدید کے ساتھ اور یہ ایک جگہ ہے۔  
 طرفہ: ۳۳۵۶۔

۶۲۹۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ. قَالَ وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتَّى يَذْرِكَ.  
 ۶۲۹۹: محمد بن عبد الرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابو اسحاق (سبیعی) سے، ابو اسحاق نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا: آپؓ کس عمر کے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی؟ تو انہوں نے کہا: میں ان دنوں ختنہ شدہ تھا۔ (ابو اسحاق نے) کہا: اور وہ آدمی کا ختنہ نہیں کیا کرتے تھے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جاتا۔  
 طرفہ: ۶۳۰۰۔

۶۳۰۰: وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَتِينٌ.  
 ۶۳۰۰: اور (عبد اللہ) ابن ادریس نے اپنے باپ سے نقل کیا۔ انہوں نے ابو اسحاق (سبیعی) سے، ابو اسحاق نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور میرا ختنہ ہو چکا تھا۔  
 طرفہ: ۶۲۹۹۔

## باب ۵۲: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ

ہر مشغلہ باطل ہے جب وہ انسان کو اللہ کی اطاعت سے غافل کر دے

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَى أَقَامِرَكَ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي

اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ میں تم سے جو کھیلوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یعنی لوگوں میں سے

لَهُوَ الْحَدِيثُ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ  
 ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ بات اختیار کرتے ہیں  
 تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں۔ (لقمان: ۷)۔

۶۳۰۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
 اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شَهَابٍ  
 قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ  
 فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيُقْلَنْ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ  
 أَقَامِرَكَ فَلْيَتَّصِدْ.  
 ۶۳۰۱: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث  
 (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے،  
 عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے  
 کہا: حمید بن عبد الرحمن نے مجھے خبر دی کہ حضرت  
 ابو ہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا: تم میں سے جو کوئی قسم کھائے اور اپنی قسم  
 میں لات اور عزی کا نام لے تو وہ لایۃ الا للہ کا  
 اقرار کرے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ  
 میں تم سے جو اکیلوں تو وہ صدقہ دے۔

أطرافه: ۶۱۰۷، ۶۶۵۰، ۷۲۸۰

تشریح: وَمِنَ التَّائِسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَدِيثُ: یعنی لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ  
 بات اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَمِنَ التَّائِسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ  
 الْحَدِيثُ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (لقمان: ۷) اور لوگوں  
 میں سے بعض ایسے ہیں جو (پناروپہ ضائع کر کے) کھیل تماشہ کی باتیں لیتے رہتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کے  
 راستہ سے روکیں اور اس (یعنی اللہ کے راستہ) کو ہنسی کے قابل چیز بنا لیتے ہیں ان لوگوں کے لئے ذلت والا عذاب ہوگا۔  
 (ترجمہ تفسیر صغیر)

آج کے زمانہ میں نئی ایجادات ٹی وی، انٹرنیٹ اور کھیلوں کے بہت سے مشاغل انسان کو اپنی چمک اور کشش میں  
 اس طرح جکڑتے جا رہے ہیں کہ گھنٹوں بلکہ سارا سارا دن اور ساری ساری رات ایک بہت بڑی تعداد مردوں، عورتوں  
 اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ہے جو اس انہماک سے ان مشاغل میں لگے ہوتے ہیں کہ ساتھ والے کے حال سے غافل  
 اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ بار بار دیکھا گیا ہے کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے پانچ چھ افراد ہر ایک اپنے اپنے موبائل کے ساتھ  
 مصروف ہے۔ رشتوں کی پہچان، قدر اور بے شمار انسانی قدروں کو اس عادت نے ختم کر دیا ہے۔ مطالعہ کتب یا ذکر الہی،  
 تنہائی میں دعا کرنے اور اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہونے اور محبت الہی اور خشیت اللہ سے آبدیدہ ہونے کے  
 اعلیٰ روحانی مواقع اب ان فضول اور بے کار مشاغل کی نظر ہو گئے ہیں۔ اسی امر کا زیر باب آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لَهُوَ الْحَدِيثُ: ایسی بات جو انسان کو خدا سے غافل کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نصر بن حارث نام تھا جو لوگوں کو کہتا کہ تم قرآن سننے کیا جاتے ہو۔ آؤ میں تم کو رستم و اسفندیار کے قصے سناؤں جو بڑے لمبے اور بہت عجیب ہیں۔ اس زمانہ کے اکثر ناول نوٹس اور قصہ خواں اس نصر بن حارث کے روحانی شاگرد ہیں جو یہودہ قصوں میں لوگوں کو مصروف کر کے حکمت کی سنجیدہ باتوں سے دور ڈال دیتے ہیں۔“ (حقائق الفرقان، جلد ۳ صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱)

### باب ۵۳: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

عمارت بنانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَنِيَانِ.

حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اُس گھڑی کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے جب اونٹوں کے چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ کر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

۶۳۰۲: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكْنِي مِنِ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللَّهِ.

۶۳۰۲: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق نے جو کہ سعید کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ اسحاق نے سعید (بن عمرو) سے، سعید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دیکھا جبکہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک گھر بنایا تھا جو مجھے بارش سے بچاتا اور دھوپ سے مجھ پر سایہ کرتا۔ اللہ کی مخلوق سے کسی نے بھی مجھے اس کے بنانے میں مدد نہیں دی۔

۶۳۰۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۶۳۰۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو قَالَ ابْنُ  
عُمَرَ وَاللَّهِ مَا وَضَعْتُ لِبَنَّةٍ عَلَى لِبْنَةٍ  
وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيَانُ  
فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ  
بَنَى قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ  
أَنْ يَبْنِي.

سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ عمرو (بن دینار) نے کہا: حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور نہ ہی کھجور کا کوئی درخت لگایا۔ سفیان نے کہا: میں نے ان کے گھر والوں میں سے کسی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم انہوں نے گھر بنایا تھا۔ سفیان کہتے تھے: میں نے کہا: شاید انہوں نے گھر بنوانے سے پہلے کہا ہو۔

**تشریح:** مَا جَاءَ فِي الْبَيْتَاءِ: عمارت بنانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔ عنوان باب میں امام بخاری نے لفظ ”مَا“ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عام قانون بیان نہیں کیا گیا بلکہ مخصوص امر کی طرف اشارہ ہے۔ زیر باب حدیث میں ان عربوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بیان کی گئی ہے جو اونٹوں کے چرواہے تھے کہ ایک زمانہ آئے گا یہ تفاخر اور مقابلہ کے لئے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ آج عرب ریاستیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے من و عن پورا کرنے میں لا تعداد اونچی عمارتیں جن میں سرفہرست برج الخلیفہ ہے منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے امام بخاری نے اس روح اور فلسفہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو صحابہؓ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نے پیدا کیا تھا جو اینٹ روڑے پر خرچ کرنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ کاش آج امت محمدیہ بالخصوص اور اقوام عالم بالعموم اس روح کو سمجھیں کہ انسان کی اصل ضرورت تو ایسی چھت یا گھر میسر ہونا ہے جو اُسے موسمی تکالیف سے محفوظ رکھے اور اس کے لئے سکون و امن کا باعث ہو اور مقابلہ بازی میں صرف اینٹ روڑے پر خرچ کرنے کی بجائے دیگر انسانی ضرورتوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ آج دنیا میں لاکھوں انسان بے گھر ہیں، بے یار و مددگار ہیں۔ اُن کی ضروریات ان میل بامیل اونچی عمارتوں سے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ کاش بڑے بڑے ایوانوں میں بیٹھنے والے بے گھر (Home Less) اور بے سہارا لوگوں کے درد کو سمجھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتابیات



## قرآن کریم و تفاسیر

- ★ تفسیر صغیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رحمۃ اللہ علیہ
  - ★ قرآن کریم: اردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ
  - ★ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود و مہدی علیہ السلام
  - ★ حقائق الفرقان: تفسیری نکات حضرت خلیفۃ المسیح الأول رحمۃ اللہ علیہ  
ناشر: نظارت اشاعت ربوہ پاکستان، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
  - ★ تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رحمۃ اللہ علیہ  
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
- ☆☆☆
- ★ المفردات فی غریب القرآن للراغب:  
أبو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی (المتوفی: ۵۰۲ھ)  
الناشر: دار القلم، الدار الشامیة - دمشق بیروت - الطبعة الأولى - ۱۴۱۲ھ

## کتب لہتون الحدیث

- ★ صحیح البخاری: أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (المتوفی ۲۵۶ھ)
- (۱) فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)  
مطبوعہ دار السلام الرياض - الطبعة الاولى - ۲۰۰۰ھ  
المطبعة الأمیریة ببولاق بمصر ۱۳۰۱ھ  
المطبع الأنصاري دهلي ۱۳۰۵ھ
- (۲) صحیح البخاری: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی - ۱۳۵۷ھ
- (۳) عمدۃ القاری: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی ۸۵۵ھ)  
دار احیاء التراث العربی - بیروت لبنان
- (۴) صحیح الإمام البخاری باختلاف الروایات مطبوعہ عن النسخة اليونینیة  
مطبوعہ دار طوق النجاة - الطبعة الأولى - ۱۴۲۲ھ
- (۵) صحیح البخاری مطبوعہ مکتبة الرشد الرياض - الطبعة الثانية ۲۰۰۶ھ

- ★ صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى ۲۶۱هـ)  
دار السلام - الرياض - الطبعة الاولى - ۱۹۹۸ء
- ★ سنن الترمذی: ابو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (المتوفى ۲۷۹هـ)  
دار السلام - الرياض - الطبعة الاولى - ۱۹۹۹ء
- ★ سنن ابی داود: ابو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الأزدي (المتوفى ۲۷۵هـ)  
دار السلام - الرياض - الطبعة الاولى - ۱۹۹۹ء
- ★ سنن النسائی: ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب بن على النسائي (المتوفى ۳۰۳هـ)  
دار السلام - الرياض - الطبعة الاولى - ۱۹۹۹ء
- ★ سنن ابن ماجه: ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى ۲۷۳هـ)  
دار السلام - الرياض - الطبعة الاولى - ۱۹۹۹ء
- ★ مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد الله الشيباني (المتوفى ۲۴۱هـ)  
دار الفكر العربي ، المكتب الاسلامي بيروت -  
مسند أحمد مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط، مؤسسة قرطبة ، القاهرة -
- ★ الصحيح لابن حبان: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان  
محمد بن حبان بن أحمد التميمي (المتوفى: ۳۵۴هـ)  
الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت -
- ★ الأدب المفرد للبخاري  
أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (المتوفى ۲۵۶هـ)  
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ / ۱۹۹۸ء
- ★ الشمائل المحمدية والخصائل البصطفوية:  
محمد بن عيسى الترمذي (المتوفى ۲۷۹هـ)  
المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز - مكة المكرمة - الطبعة الأولى ۱۴۱۳هـ / ۱۹۹۳ء
- ★ مسند البزار - البحر الزخار  
أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق، المعروف بالبزار (المتوفى ۲۹۲هـ)  
الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة،  
الطبعة: الأولى، (بدأت ۱۹۸۸ء وانتهت ۲۰۰۹ء)
- ★ تهذيب الآثار: أبو جعفر محمد بن جرير الطبري (المتوفى ۳۱۰هـ)  
دار المأمون للتراث - دمشق / سوريا - الطبعة الأولى، ۱۴۱۶هـ / ۱۹۹۵ء

- ★ المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى ۳۶۰هـ)  
مكتبة العلوم والحكم الموصل - الطبعة الثانية ۱۹۸۳ء  
مكتبة ابن تيمية القاهرة - الطبعة الثانية -
- ★ المعجم الأوسط: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى ۳۶۰هـ)  
الناشر: دار الحرمين - القاهرة
- ★ المستدرک على الصحيحين:  
أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله النيسابوري (المتوفى ۴۰۵هـ)  
دار الكتب العلمية - بيروت - الطبعة الأولى، ۱۴۱۱ هـ / ۱۹۹۰ء
- ★ شعب الإيمان: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (المتوفى ۴۵۸هـ)  
مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية  
ببومباي بالهند - الطبعة الأولى، ۱۴۲۳ هـ / ۲۰۰۳ء
- ★ المدخل إلى سنن الكبرى: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (المتوفى ۴۵۸هـ)  
الناشر: دار الخلفاء للكتاب الإسلامى - الكويت
- ★ مشكاة المصابيح: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، التبريزي (المتوفى ۷۴۱هـ)  
المكتب الإسلامى - بيروت - الطبعة الثالثة، ۱۹۸۵ء
- ★ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال:  
علاء الدين على بن حسام الدين، الشهير بالمتقى الهندي (المتوفى ۹۷۵هـ)  
مؤسسة الرسالة - الطبعة الخامسة، ۱۴۰۱ هـ / ۱۹۸۱ء
- ★ الكافي: أبو جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق الكليني (المتوفى ۳۲۹هـ)  
منشورات الفجر - بيروت لبنان - الطبعة الأولى ۱۴۲۸ هـ / ۲۰۰۷ء
- ★ الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:  
على بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدين، الملا الهروي القاري (المتوفى ۱۰۱۴هـ)  
دار الأمانة / مؤسسة الرسالة - بيروت

### كتب لشرح الحديث وعلوم الحديث

- ★ فتح الباري: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى ۸۵۲هـ)  
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولى - ۲۰۰۰ء
- ★ هدى السارى مقدمة فتح البارى: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى ۸۵۲هـ)  
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولى - ۲۰۰۰ء

- ★ عمدة القارى: بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد العيني (المتوفى ۸۵۵هـ)  
دار احياء التراث العربى بيروت لبنان
- ★ إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى:  
أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني (المتوفى ۹۲۳هـ)  
المطبعة الكبرى الأميرية، مصر - الطبعة السابعة، ۱۳۲۳هـ
- ★ الكواكب الدرارى فى شرح صحيح البخارى:  
محمد بن يوسف بن على بن سعيد، شمس الدين الكرماني (المتوفى ۷۸۶هـ)  
دار إحياء التراث العربى، بيروت - لبنان - الطبعة الثانية، ۱۴۰۱هـ / ۱۹۸۱ء
- ★ شرح صحيح البخارى لابن بطلال:  
أبو الحسن على بن خلف بن عبد الملك، ابن بطلال (المتوفى ۴۴۹هـ)  
مكتبة الرشد - السعودية، الرياض - الطبعة الثانية، ۱۴۲۳هـ / ۲۰۰۳ء
- ★ المنهاج شرح صحيح مسلم:  
يحيى بن شرف النووي، أبو زكريا يحيى الدين (المتوفى ۶۷۶هـ)  
دار إحياء التراث العربى - بيروت - الطبعة الثانية، ۱۳۹۲
- ★ ذخيرة العقبي فى شرح المجتبى (شرح سنن النسائي):  
محمد بن على بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَوِي  
دار المعراج الدولية للنشر، دار آل بروم للنشر والتوزيع  
الطبعة الأولى، ۱۹۹۶ء إلى ۲۰۰۳ء
- ★ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:  
على بن (سلطان) محمد، أبو الحسن، الملا الهروي القاري (المتوفى ۱۰۱۴هـ)  
دار الفكر، بيروت لبنان - الطبعة الأولى، ۱۴۲۲هـ / ۲۰۰۲ء

### کتاب حضرت مسیح موعود ﷺ و خلفائه

- |  |   |
|--|---|
| ★ آئینہ کمالات اسلام..... روحانی خزائن جلد ۵     | ★ براہین احمدیہ حصہ سوم..... روحانی خزائن جلد ۱ |
| ★ ازالہ اوہام..... روحانی خزائن جلد ۳            | ★ توضیح مرام..... روحانی خزائن جلد ۳            |
| ★ نور الحق حصہ اول..... روحانی خزائن جلد ۸       | ★ جنگ مقدس..... روحانی خزائن جلد ۶              |
| ★ اسلامی اصول کی فلاسفی..... روحانی خزائن جلد ۱۰ | ★ نور القرآن نمبر ۲..... روحانی خزائن جلد ۹     |
| ★ البلاغ..... روحانی خزائن جلد ۱۳                | ★ کتاب البریہ..... روحانی خزائن جلد ۱۳          |



☆ روشیداد جلسہ دعا..... روحانی خزائن جلد ۱۵	☆ کشتی نوح..... روحانی خزائن جلد ۱۹
☆ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے..... روحانی خزائن جلد ۲۰	☆ برابین احمدیہ حصہ پنجم..... روحانی خزائن جلد ۲۱
☆ قادیان کے آریہ اور ہم..... روحانی خزائن جلد ۲۰	☆ چشمہ معرفت..... روحانی خزائن جلد ۲۳
☆ حقیقۃ الوحی..... روحانی خزائن جلد ۲۲	

Published by:

Islam International Publications Limited,  
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK 2009.

☆ تذکرہ (مجموعہ الہامات، کشف و روایا حضرت مسیح موعود ﷺ) ناشر نظارت اشاعت ربوہ

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ایڈیشن چہارم ۲۰۰۳ء۔

☆ ملفوظات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود ﷺ - نظارت اشاعت ربوہ۔

☆ مکتوبات احمد - حضرت مسیح موعود و مہدی معہود ﷺ کے خطوط اور مکاتیب

مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ایڈیشن دوم، ۲۰۰۸ء

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان کی حیثیت میں..... انوار العلوم جلد ۱۰

☆ دنیا کا محسن..... انوار العلوم جلد ۱۰

☆ دنیا میں سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے..... انوار العلوم جلد ۱۳

☆ مستورات سے خطاب..... انوار العلوم جلد ۱۳

☆ تربیت اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو..... انوار العلوم جلد ۱۵

☆ اُسوۂ حسنہ..... انوار العلوم جلد ۱۷

☆ خدام الاحمدیہ کے لیے تین اہم باتیں..... انوار العلوم جلد ۱۷

☆ فریضہ تبلیغ اور احمدی خواتین..... انوار العلوم جلد ۱۸

☆ دیباچہ تفسیر القرآن..... انوار العلوم جلد ۲۰

☆ اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے..... انوار العلوم جلد ۲۱

☆ سیر روحانی نمبر ۶..... انوار العلوم جلد ۲۲

☆ سیر روحانی نمبر ۹..... انوار العلوم جلد ۲۵

☆ منافقین کے تازہ فتنہ کے متعلق پیغامات و اعلانات..... انوار العلوم جلد ۲۵

تصانیف سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ﷺ

فضل عمر فاؤنڈیشن

Published by:

Islam International Publications Limited,  
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK.

- ★ خطبات محمود (خطبات جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ﷺ زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن۔
- ★ فرمودات مصلح موعود (دربارہ فقہی مسائل) مرتبہ سید شمس الحق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ
- ★ خطبات ناصر (خطبات جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ
- نظارت اشاعت ربوہ
- ★ خطبات طاہر (خطبات جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
- طاہر فاؤنڈیشن۔ بلیک ایروپرنٹرز لاہور۔
- ★ الأزهار لذوات الخبار جلد ۲ (مجموعہ خطابات از مستورات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)
- لجنہ اماء اللہ پاکستان۔ ۲۰۰۹ء

### ★ Revelation, Rationality, Knowledge and Truth

By: Mirza Tahir Ahmad (Supreme Head of the Ahmadiyya Muslim Community)  
Islam International Publications Limited,  
'Islamabad' Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK, 1998.

★ الہام، عقل، علم اور سچائی - مرزا طاہر احمد

(Urdu Translation of Revelation, Rationality, Knowledge and Truth  
Islam International Publications Limited,  
'Islamabad' Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK, 2007.

- ★ خطبات مسرور: خطبات جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- نظارت اشاعت ربوہ۔

## کتب السیرۃ والتاریخ

### ★ الطبقات الکبریٰ:

أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع، المعروف بابن سعد (المتوفى ۲۳۰ھ)  
دار الكتب العلمية - بيروت - الطبعة الأولى، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء

### ★ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى:

أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى ۵۴۴ھ)  
دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء

★ تاريخ دمشق: أبو القاسم علي بن الحسن، المعروف بابن عساكر (المتوفى ۵۷۱ھ)  
دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء

★ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم - مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رحمۃ اللہ علیہ

Islam International Publications Limited,

Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK. 2003.

★ سیرت الہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رحمۃ اللہ علیہ

نظارت اشاعت ربوہ-۲۰۰۸ء

★ سیرت طیبہ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخشاں پہلو):

از حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رحمۃ اللہ علیہ

★ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

★ اصحاب احمد: مؤلفہ ملک صلاح الدین (ایم اے)

باہتمام شیخ محمد اسماعیل پانی پتی در مطبع گیلانی لاہور طبع شدہ ۱۹۵۱ء۔

☆☆☆

## کتب اللّٰغۃ والبعاجم

★ مقایس اللّٰغۃ: أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني (المتوفى ۳۹۵ھ)

دار الفكر - ۱۹۷۹ء۔

★ لسان العرب: محمد بن مكرم بن علي ، ابن المنصور (المتوفى ۷۱۱ھ)

دار صادر بيروت - الطبعة الثالثة - ۱۴۱۴ھ۔

★ تاج العروس من جواهر القاموس:

محمد بن محمد بن عبد الرزاق، الملقب بمرتضى الزبيدي (المتوفى ۱۲۰۵ھ)

الناشر: دار الهداية

★ أقرب الموارد في فصح العربية والشوارد: سعيد الخوري الشرتوني اللبناني

منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي - ايران - ۱۴۰۳ھ

★ النهاية في غريب الحديث والأثر:

مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد، ابن الأثير (المتوفى ۶۰۶ھ)

المكتبة العلمية - بيروت، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

★ لغات القرآن: غلام احمد پرويز

طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور پاکستان، ایڈیشن ۱۹۹۸ء

★ القاموس الوحيد: علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی (المتوفى ۱۹۹۵ء)

ادارة اسلاميات لاہور۔ اشاعت اول ۲۰۰۱ء

- ★ فیروز اللغات (اردو جامع): مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین  
پرنٹر و پبلشر: ظہیر سلام۔ مطبوعہ: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، ۲۰۱۰ء۔
- ★ اردو لغت: اردو لغت بورڈ۔ ترقی اردو بورڈ کراچی۔ ایڈیشن اول۔ ۱۹۹۲ء

## الکتب الأخریٰ والرسائل

- ★ بائبل: کتاب مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ)  
برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی۔ انارکلی لاہور، ۱۹۲۲ء  
پاکستان بائبل سوسائٹی۔ انارکلی لاہور، ۱۹۹۳ء
- ★ الطب النبوی لابن القیمہ:  
محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد، ابن قیم الجوزیة (المتوفی ۷۵۱ھ)  
الناشر: دار الهلال۔ بیروت
- ★ طب نبوی اور جدید سائنس: مصنفہ ڈاکٹر خالدہ غزنوی  
ناشر: محمد فیصل۔ مطبع زاہد بشیر پرنٹرز ریڈی گن روڈ، لاہور۔ ۱۹۸۹ء
- ★ فقہ المسیح: مرتبہ انتصار احمد نذر  
ناشر: نظارت اشاعت ربوہ
- ★ مضامین بشیر (حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رحمۃ اللہ علیہ)  
ناشر: عبدالمنان کوثر، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ شائع کردہ: مجلس انصار اللہ پاکستان۔
- ★ حیات قدسی: از حضرت مولانا غلام رسول قدسی راجسکی رحمۃ اللہ علیہ  
مطبوعہ رفیق مشین پریس حیدر آباد دکن۔ ۱۹۵۱ء
- ★ الحکم (۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء)۔ ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علی رحمۃ اللہ علیہ ..... مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان
- ★ الفضل قادیان (۲۶ فروری ۱۹۲۳ء، ۴ مارچ ۱۹۲۳ء)۔ ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
- ★ روزنامہ الفضل قادیان (۲ فروری ۱۹۳۰ء)۔ ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
- ★ روزنامہ الفضل قادیان (۲۰ اگست ۱۹۳۰ء)۔ ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
- ★ روزنامہ الفضل قادیان (۵ اگست ۱۹۳۳ء)۔ ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
- ★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء)۔ ایڈیٹر: روشن دین تنویر ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
- ★ روزنامہ الفضل ربوہ (۵ نومبر ۱۹۶۰ء)۔ ایڈیٹر: روشن دین تنویر ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
- ★ روزنامہ الفضل ربوہ (۲۵ نومبر ۲۰۰۰ء)۔ ایڈیٹر: عبدالمسیح خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
- ★ روزنامہ الفضل ربوہ (۳ دسمبر ۲۰۰۲ء)۔ ایڈیٹر: عبدالمسیح خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۰ مئی ۲۰۱۰ء) - ایڈیٹر: عبدالمسیح خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء) ایڈیٹر: نصیر احمد قمر

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressenhall Road, London SW18 5QL (U.K.)

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (۱۳ جولائی ۲۰۰۰ء) ایڈیٹر: نصیر احمد قمر

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressenhall Road, London SW18 5QL (U.K.)

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (مورخہ ۱۱ مارچ ۲۰۱۱ء) ایڈیٹر: نصیر احمد قمر

Al Fazl International Weekly, London

Tahir House – 22 Deer Park Road, London SW19 3TL (U.K.)

★ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) - مدیر: ابوسعید

<https://www.alfazlonline.org>

★ Why empathy has a beneficial impact on others in medicine,

By: Jean Decety & Aikaterini Fotopoulou,

Front. Behav. Neurosci., 14 January 2015

<https://doi.org/10.3389/fnbeh.2014.00457>

★ A framework of comfort for practice,

By: Cynthia Wensley, Mari Botti, Ann Mckillop, & Alan F. Merry,

International Journal for Quality in Health Care, Volume 29,  
Issue 2, April 2017, <https://doi.org/10.1093/intqhc/mzw158>.

★ Empathy in Medicine: What It Is, and How Much We Really Need It,

By: Jean Decety,

The American Journal of Medicine, Volume: 133, Issue 5,

(1st May 2020), <https://doi.org/10.1016/j.amjmed.2019.12.012>

★ The use of touch in developing a therapeutic relationship,

By: Stonehouse, DP.

University of Salford, Manchester. Published Date 2017.

<http://usir.salford.ac.uk/46574/>

★ Evidence-Based Complementary and Alternative Medicine,

By: Karin Jors, Arndt Büsing, Niels Christian Hvidt, Klaus Baumann

Hindawi Publishing Corporation, Volume 2015, Article ID 927973,

<http://dx.doi.org/10.1155/2015/927973>

- 
- ★ Does prayer really help?  
By: Leslie Furlow, & Josie Lu O'quinn,  
Journal of Christian Nursing: April 2002 - Volume 19 - Issue 2.
  - ★ The Use of Prayer by Coronary Artery Bypass Patients.  
By: Amy L. Ai, Steven F. Bolling & Christopher Peterson  
The International Journal for the Psychology of Religion,  
Vol. 10, Issue 4, 2000, published online 16 Nov 2009.  
[https://doi.org/10.1207/S15327582IJPR1004\\_01](https://doi.org/10.1207/S15327582IJPR1004_01)
  - ★ The Role of Private Prayer in Psychological Recovery Among  
Midlife and Aged Patients Following Cardiac Surgery,  
By: Amy L. Ai, Ruth E. Dunkle, Christopher Peterson, & Steven F. Bolling,  
The Gerontological Society of America,  
The Gerontologist, 1998 Oct, Vol 38.
  - ★ Nutritional and Therapeutic Characteristics of Camel Milk in  
Children,  
By: Said Zibae, Syed Musa al-reza Hosseini, Mahdi Yousefi, Ali Taghipour,  
Mohammad Ali Kiani, Mohammad Reza Noras,  
Electronic Physician (ISSN: 2008-5842),  
November 2015, Vol. 7, Issue 7.
  - ★ Medicinal values of bioactive constituents of camel milk,  
By: Zafar Rasheed (Qassim University), ISSN: 1658-3639  
International Journal of Health Sciences, 11(5):1-2, November 2017,  
[www.ijhs.org.sa](http://www.ijhs.org.sa)
  - ★ A review of the therapeutic characteristics of camel urine,  
By: Osama A. Alkhamees & Saud M. Alsanad,  
African Journal of Traditional, Complementary and Alternative  
Medicines, 14(6), (2017), <https://doi.org/10.21010/ajtcam.v14i6.12>
  - ★ The antiplatelet activity of camel urine,  
By: Abdulqader Alhaidar, Abdel Galil M., Abdel Gader & Shaker A. Mousa,  
The Journal of Alternative and Complementary Medicine, Vol. 17,  
No 9, (29 Aug 2011), <https://doi.org/10.1089/acm.2010.0473>
  - ★ Urokinase: Past, present, and future,  
By: MD Arthur A. Sasahara  
Techniques in Vascular and Interventional Radiology, Vol. 1, Issue 4,  
(December 1998). [https://doi.org/10.1016/S1089-2516\(98\)80223-0](https://doi.org/10.1016/S1089-2516(98)80223-0)

- 
- ★ **The Medical Perspective of Cupping Therapy: Effects and Mechanisms of action,**  
 By: Abdullah M.N. Al-Bedah, Ibrahim Elsubai, Naseem A. Qureshi, et al,  
 Journal of Traditional and Complementary Medicine 9(2),  
 April 2018, <https://doi.org/10.1016/j.jtcme.2018.03.003>
- ★ **Methods of Wet Cupping Therapy (Al-Hijamah): In Light of Modern Medicine and Prophetic Medicine,**  
 By: El Sayed SM, Mahmoud HS, and Nabo MMH,  
 Alternative & Integrative Medicine (2013), 2(3).  
<http://dx.doi.org/10.4172/2327-5162.1000111>
- ★ **Cupping Therapy: An Overview from a Modern Medicine Perspective,**  
 By: Tamer S Aboushanab, Saud Al Sanad.  
 Journal of Acupuncture and Meridian Studies. Volume 11, Issue 3,  
 (June 2018), <https://doi.org/10.1016/j.jams.2018.02.001>
- ★ **Medical and Scientific Basis of Cauterization (KAI),**  
 Dr Asia Sultana and Dr Shabnam Ansari:  
 International Journal of Current Research, (ISSN: 0975-833X)  
 vol. 8 Issue 05, (May 2016),  
<https://www.researchgate.net/publication/303895537>
- ★ **Plants of the Quran,**  
 By: Dr. M.I.H. Farooqi (Dr. Mohammed Iqtedar Husain Farooqi)  
 9th edition, Sidrah Publisher, Luckhnaw, India (2011)
- ★ **Mushrooms and Truffles-Historical Biofactories for Complementary Medicine in Africa and in the Middle East,**  
 By: Hesham El Enshasy, Elsayed Ahmed Elsayed, R. A. Aziz, M A Wadaan  
 Article from Evidence-Based Complementary and Alternative  
 Medicine, Hindawi Publishing Corporation, Volume 2013,  
 Article ID 620451, <http://dx.doi.org/10.1155/2013/620451>
- ★ **Potentials of truffles in nutritional and medicinal applications,**  
 BY: Heayyeon Lee, Kyungmin Nam, Zahra Z et al  
 Fungal Biology and Biotechnology 7:9, (June 2020),  
<https://doi.org/10.1186/s40694-020-00097-x>
- ★ **Tib-e-Nabi: Science & Hadees Regarding Truffles & Mushrooms,**  
 By: Dr. Mohammed Shakeel Shamsi  
<http://www.tib-e-nabi-for-you.com/kamaat.html>

## ★ Forced Medication:

Justice Action, Productivity Commission Mental Health Inquiry 2020,  
<http://justiceaction.org.au> (accessed on 29 July 2020)

## Involuntary treatment:

[en.wikipedia.org](http://en.wikipedia.org) (accessed on 29 July 2020)

## ★ Tepid Sponging,

By: Alice M. Donahue,

Journal of Emergency Nursing, Volume 9, Issue 2, Pages 78-82,  
March 1983,

## ★ Honey in the Treatment of Infantile Gastroenteritis

By: Ismail Haffeejee, Allie Moosa,

BMJ: British Medical Journal 290(6485):1866-7, 22 June 1985.

## ★ Effect of Honey on Diarrhea and Fecal Microbiota in Critically Ill Tube-Fed Patients,

A Single Center Randomized Controlled Study.

By: Zahra Vahdat Shariatpanahi, Fatemeh Jamshidi, Javad Nasrollahzadeh,  
Anesthesiology and Pain Medicine, the Official Journal of Iranian  
Society of Regional Anesthesia and Pain Medicine (ISRAPM)  
Anesth Pain Med. 8(1): e 62889, published online 2018 Feb 21.  
doi: 10.5812/aapm.62889

## ★ Honey may have a laxative effect on normal subjects because of incomplete fructose absorption,

By: Ladas SD, Haritos DN, Raptis SA,

The American Journal of Clinical Nutrition, Volume 62, Issue 6,  
December 1995, <https://doi.org/10.1093/ajcn/62.6.1212>

## ★ Honey, fructose absorption and the laxative effect,

By: Ladas SD, Raptis SA,

Review Nutrition, Jul-Aug 1999, 15(7-8),  
[https://doi.org/10.1016/S0899-9007\(99\)00092-1](https://doi.org/10.1016/S0899-9007(99)00092-1)

## ★ Antimicrobial Activity of Costus Plant Extract Against Methicillin-Resistant Staphylococcus aureus (MRSA, I 3),

By: Sidkey Nagwa M, Aytah Ameera A, Al – Ahmadi Hind A,  
International Journal of Science and Research (IJSR),  
Volume 4, Issue 11, November 2015.



- 
- ★ Determination of Scientific Name of Bitter “Qust”, An Important Controversial Plant Source in the Iranian Medicinal Plants Market for Neurological Complications,  
By: Nastaran Ebadi, Sahar Bagheri, Azadeh Manayi,  
Research Journal of Pharmacognosy (RJP) Vol:5, Issue: 4, 25-32,  
Published online 15 Sep 2018
  - ★ Evaluating the therapeutic efficacy, tolerability and safety of an aqueous extract of *Costus speciosus* rhizome in acute pharyngitis and acute tonsillitis. A pilot study.  
By: Zainab A Bakhsh , Talal A Al-Khatib, Saad M Al-Muhayawi, et al,  
Saudi Medical Journal: 36 (8), Aug (2015)
  - ★ What does Al-Qanun Fi Al-Tibb (The Canon of Medicine) say on head injuries,  
By: Ahmet Aciduman, Berna Arda, Fatma G Ozakturk, et al,  
Neurosurgical Review: 32, 255-263 (2009).
  - ★ Healing with the Medicine of the Prophet  
By: Muhammad Ibn Abi Bakr Ibn Qayyim Al-Jawziyah,  
Translated by: Jalal Abual Rub, Darussalam 2003, Amazon.com  
Edited by: Abdul Rahman Abdullah  
(Formerly Raymond J Manderola, Fordham University USA)
  - ★ Wound Healing Activity of *Elaeis Guineensis* Leaf Extract Ointment,  
By: Sreenivasan Sasidharan, Selvarasoo Logeswaran, Lachimanan Yoga L,  
Int. J. Mol. Sci, 13(1), 336 – 347, (2012), doi:10.3390/ijms13010336
  - ★ The Prophet’s guidance on treating wounds and cuts,  
Publish date 05/12/2012. Section: Miraculous Sunnah, Islamweb.net
  - ★ Sarcoptic mange of camel in Upper Egypt: Prevalence, risk assessment, and control measures,  
By: Saber Kotb, Ahmed AR,  
J. Adv. Vet. Anim. Res, 2(4), Dec 2015.
  - ★ Prevalence of Sarcoptic mange in camels in Punjab, Pakistan,  
By: Zahid MI, Maqbool A, Anjum S, et al,  
Journal of Animal and plant Sciences 25(5), Oct 2015, (ISSN:1018-7081)